اَنْوَارُ الْمُتَّقِيْن شرحِ رِيَاضِ الصَّالِحِيْن
المعروف
فیضانِ ریاض الصّالحین
دعوتِ اسلامی

دونوں جہاں کی سعادتیں پانے کے مدنی پھولوں پر مشتمل

شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

(متوفّٰی ۶۷۲ھ)

کی مشہورِ زمانہ کتاب

رِیاضُ الصَّالِحِیْن

کا اُردو ترجمہ و وضاحت بنام

اَنْوَارُ الْمُتَّقِیْن شرحُ رِیاضِ الصَّالِحِیْن

المعروف

فیضانِ ریاضُ الصالحین

پیشکش

مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ فیضانِ حدیث)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحٰبِكَ یَا نُوۡرَ اللّٰہ

نام کتاب : **رياض الصّالحين**

مؤلف : اَبُوزَکَرِیَّا مُحی الدِّین یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (المتوفی ٦٧٦)

ترجمہ ووضاحت بنام : اَنۡوَارُ الۡمُتَّقِیۡن شرحُ رِیاضِ الصَّالِحِیۡن **المعروف**

فيضان رياض الصالحين

پیشکش : **المدينة العلمية** (شعبہ فیضانِ حدیث)

پہلی بار : رمضان المبارک ١٤٣٤ھ، جولائی 2013ء

تعداد : 10000 (دس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینۃ فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ١٩ شوال المکرم ١٤٣٣ھ حوالہ نمبر: 179

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''رِیاضُ الصَّالِحِیۡن'' کے ترجمہ ووضاحت بنام اَنۡوَارُ الۡمُتَّقِیۡن شرحُ رِیاضِ الصَّالِحِیۡن

المعروف فيضانِ رياض الصالحين

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مجلس تفتیش کتب ورسائل

07-09-2012

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”فیضانِ ریاض الصالحین“

کے 17 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 17 نیّتیں:

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(اَلْمُعجمُ الکبیر لِلطّبرانی ۶/ ۱۸۵ حدیث: ۵۹۴۲)

دومَدَنی پھول: (۱) بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(1) ہر بار حَمد و (2) صلوٰۃ اور (3) تعوُّذ و (4) تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) (4) رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا (5) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور (6) قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا (7) قرآنی آیات اور (8) اَحادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا (9) جہاں جہاں ”اَللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (10) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم پڑھوں گا۔

(11) شَرعی مسائل سیکھوں گا (12) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔

(13) حضرتِ سیدنا سُفیان بن عُیَیْنَہ رحمۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہ کے اِس قول عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رَحمت نازل ہوتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۷/ ۳۳۵، رقم: ۱۰۷۵۰) پر عمل کرتے ہوئے ذِکرِ صالِحین کی بَرَکتیں لُوٹوں گا۔

(14) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

(15) اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب آقا صلی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔

(16) کتاب مکمل پڑھنے کے لئے بہ نیتِ حصولِ علمِ دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا۔

(17) کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشرین ومصنّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

ضمنی فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام كَثَّرَهُمُ اللّٰهُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسَع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول **''المدینۃ العلمیۃ''** کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیشِ لفظ

انسان کا مقصدِ حیات، ربِّ کائنات کی عبادت کے ذریعے اس کی رضائے دائمی کا حصول ہے، جو اس مقصد میں کامیاب ہوگیا وہی حقیقی کامیاب ہے۔ مُحسنِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انسانوں کی رُشد وہدایت کے لئے دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے افعال واقوال راہِ حق کے مُتلاشیوں کے لئے نورِ ہدایت ہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک تمہیں رسُولُ اللّٰہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ **اللّٰہ** اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور **اللّٰہ** کو بہت یاد کرے

(پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱)

صَدْرُالافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیمُ الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''(یعنی) ان کا اچھی طرح اِتّباع کرو اور دینِ الٰہی کی مدد کرو اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔''

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''**مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ.**'' (ابن عساکر، ۹/۳۴۳) ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ''جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔'' (مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۶)

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن نے مصطفٰے کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر دنیا وآخرت کی بھلائیاں حاصل کیں اور اصلاحِ اُمت کے عظیم جذبے کے تحت اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی کے ہر ہر پہلو کو عملی وتحریری طور پر لوگوں کے سامنے لائے تاکہ ان اَخلاقِ کریمہ کو اپنا کر ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کی جائے۔

امام اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وہ عظیم بزرگ ہیں جنہوں نے آقائے دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے افعال واقوال کو اپنی مایہ ناز تصنیف **''رِیاضُ الصالِحین''** میں بہت ہی احسن انداز سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں کہیں **مُنْجِیات** (یعنی نجات دلانے والے اعمال) مثلاً اِخلاص، صبر، ایثار، توبہ، توکُّل، قناعت، بُردْباری، صلہ رحمی، خوفِ خدا، یقین اور تقویٰ وغیرہ کا بیان ہے تو کہیں مُہلِکات (یعنی ہلاک کرنے والے اعمال) مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ کا بیان۔ یہ کتاب راہِ حق کے **سَالِکِیْن** کے لئے مَشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی میں ہے اس کی اِفادِیت کے پیشِ نظر تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** کے ذِمہ داران نے **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کے مقدس جذبے کے تحت اس کا اردو ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ عوام اور اردو خواں طبقہ بھی اس نہایت ہی قیمتی علمی خزانے سے مالا مال ہو سکے۔ لہٰذا یہ کام **''دعوتِ اسلامی''** کے ایک نہایت ہی اہم علمی و تحقیقی شعبے **''المدینۃ العلمیۃ''** کو سونپا گیا۔ **المدینۃ العلمیۃ** کے **''شعبۂ فیضانِ حدیث''** کے اسلامی بھائیوں نے خالق کائنات پر بھروسہ کر کے اس کتاب کا نہ صرف اردو ترجمہ کیا بلکہ ہر ہر حدیث کی موضوع کے مطابق اکابرین کی شروحات کی مدد سے اصلاحی انداز میں وضاحت بھی کی۔ رَبِّ کریم کے فضل و کرم سے اس شعبے کے مدنی علماء کی کوششیں رنگ لائیں اور **''رِیاضُ الصالِحین''** کا ترجمہ مع وضاحت جس کا نام امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے **''اَنْوَارُ الْمُتَّقِیْن شرحُ رِیَاضِ الصَّالِحِیْن المعروف فیضان ریاض الصالحین''** رکھا ہے، اس کی پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب علمائے کرام، مُبَلِّغِیْن، مُعَلِّمِیْن، طلبہ اور عوام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

''ریاض الصالحین'' میں امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے مختلف موضوعات پر تقریباً **1896** احادیث مبارکہ بیان کی ہیں اور انہیں **372** ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ہم نے **''اَنْوَارُ الْمُتَّقِیْن شرحُ رِیَاضِ الصَّالِحِیْن المعروف فیضان ریاض الصالحین''** کی اس پہلی جلد میں **6** ابواب بیان کئے ہیں جو **73** احادیث پر مشتمل ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس کتاب پر المدینۃ العلمیۃ کے شعبہ **فیضانِ حدیث** کے ان مدنی علمائے

کرام كَثَّرَهُمُ اللّٰهُ السَّلام کو کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی: (۱) سید ابو طلحہ محمد سجاد العطاری المدنی (۲) سید منیر رضا العطاری المدنی (۳) محمد عدیل رضا العطاری المدنی (۴) سید محمد عابد العطاری المدنی (۵) محمد عرفان العطاری (۶) محمود اعظم جیلانی العطاری المدنی۔

اور اس کتاب کی شرعی تفتیش دعوتِ اسلامی کے ''دارالافتاء اہلسنّت'' کے اسلامی بھائی محمد کفیل رضا عطاری مَدَنی نے کی ہے۔

اس کتاب پر کام کا انداز

(1) رِیاضُ الصالِحین میں جہاں آیات بیان کی گئی ہیں ہم نے مستند تفاسیر سے ان کی مختصر تفسیر بیان کردی ہے۔

(2) احادیثِ کریمہ کا آسان اردو ترجمہ اور ہر حدیث کی باب کے مطابق مستند کتب سے توضیح وتشریح کی گئی ہے۔

(3) امام نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اس کتاب میں اصلاحی انداز اختیار کیا ہے اس لئے ہم نے بھی احادیث مبارکہ کی توضیح وتشریح میں دقیق علمی وفنی ابحاث کے بجائے اصلاحی انداز اختیار کیا ہے۔

(4) امام نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی مسلکاً شافعی تھے اس لئے انہوں نے فقہی مسائل میں امام شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کا موقف اختیار کیا۔ ہم نے حسبِ ضرورت احناف کا موقف واضح کر دیا ہے۔

(5) حسبِ ضرورت مشکل الفاظ پر اِعراب کا اِلْتِزام کیا گیا ہے۔ کئی مقامات پر مفید حواشی دیئے گئے ہیں۔

(6) آیات مقدسہ، احادیثِ مبارکہ، توضیحی عبارات، فقہی جزئیات اور دیگر مواد کی مکمل تخریج کی گئی ہے۔

(7) آیاتِ قرانیہ کا ترجمہ کنز الایمان شریف سے لیا گیا ہے۔

(8) حسبِ موقع اِمامِ اَہلسُنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت، پروانۂ شَمْعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت مولانا شاہ امام اَحْمَد رَضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اور امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه اور دیگر علمائے اہلسنت دَامَتْ فُیُوْضُهُمْ کے اشعار بیان کئے گئے ہیں۔

(9) ہر حدیث کی وضاحت کے آخر میں اہم مدنی پھول بطورِ مدنی گلدستہ بیان کئے گئے ہیں۔

(10) کوشش کی گئی ہے کہ ہر حدیث کی وضاحت اس کے موضوع کے اعتبار سے ہو لیکن کئی مقامات پر ضمناً دوسری مفید باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

(11) موقع کی مناسبت سے ترغیبی وترہیبی اور دعائیہ کلمات ڈالے گئے ہیں۔

(12) احادیثِ مبارکہ اوران کی وضاحت میں عنوانات قائم کئے گئے ہیں تاکہ مطالعہ کرنے والوں کی دلچسپی برقرار رہے اور ذوق بڑھے۔

(13) عنوانات وموضوعات کی ضمنی وتفصیلی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ ایک ہی نظر میں کتاب کے مضامین کا علم ہوجائے اور مطالعہ کرنے والے آسانی سے اپنے مطلوب تک پہنچ سکیں۔

تشریح وتوضیح میں مشکلات

رِیَاضُ الصَّالِحِیْن میں امام نووی عَلَیْہِ رحمۃُ اللّٰہِ القَوِی نے خالصتاً اصلاحی انداز اختیار کیا اور اسی انداز سے ابواب بندی کی ہے۔کسی حدیث میں ایک لفظ بھی موضوع کی مناسبت سے مل گیا تو آپ نے اسے اس باب کے تحت ذکر فرما دیا حالانکہ وہی حدیث دیگر کتبِ احادیث میں کسی اور باب کے تحت ہوتی ہے۔ایسی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

رِیَاضُ الصَّالِحِیْن کے بابُ الاِخلاص کی ایک حدیث، **بخاری شریف** کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، میں ہے۔بابُ التَّوبۃ کی حدیث **بخاری شریف** کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار میں ہے۔
بابُ الصَّبر کی حدیث **مسلم شریف** کتاب الطھارۃ، باب فضل الطھور میں ہے۔باب الصدق کی حدیث **ترمذی شریف** کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض میں ہے۔ باب المراقبۃ کی حدیث **ترمذی شریف** کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس میں ہے۔باب التقوی کی حدیث **مسلم شریف** کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار، میں ہے۔الغرض تقریباً تمام ہی ابواب میں یہی صورت حال ہے۔
جب معاملہ ایسا ہو تو پھر کسی حدیث کی موضوع کے مطابق توضیح وتشریح کرنا کس قدر مشکل ومحنت طلب کام ہے اسے وہی اہلِ علم حضرات سمجھ سکتے ہیں جن کا تصنیف وتالیف سے گہرا تعلق ہو۔اس دشواری کے حل کے لئے ہم نے بہت سی متعلقہ مستند شروحات کا متعدد مقامات سے عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کیا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہ کتبِ علمائے کاملین کے بحرِ زَخّار میں غوطہ زن ہو کر جو دُرِ نایاب ہم چُن سکے وہ پیشِ خدمت ہیں۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تعالٰی

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی عنایتوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کی پُر خلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کا دخل ہے۔

حصولِ تقویٰ وعلمِ دین، اِطاعتِ **رَبُّ الْعَالَمِيْن** واِتِّباعِ **رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْن** پر اِستِقَامت پانے اور **اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش** کا مُقدّس جذبہ اُجاگر کرنے کے لئے خود بھی اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور حسبِ استطاعت **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مَكْتَبَةُ الْمَدِيْنَة** سے ہدیۃً حاصل کر کے دوسروں کو بالخصوص مفتیانِ کرام اورعلمائے اہلسنت کی خدمت میں تحفۃً پیش کیجئے۔

ہم نے پوری پوری کوشش کی ہے کہ یہ کتاب خوب سے خوب تر ہو لیکن پھر بھی غلطی کا امکان باقی ہے اہلِ علم حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مفید مشوروں اور قیمتی آراء سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور اس کتاب میں جہاں کہیں غلطی پائیں ہمیں تحریری طور پر ضرور آگاہ فرمائیں۔

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہماری بخشش ونجات کا ذریعہ بنائے۔

اَللّٰه کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں ۔۔۔ اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

اٰمِيْن بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

شعبہ فیضانِ حدیث

مجلس المدینۃ العلمیۃ

ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

بمطابق فروری 2013ء

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا تعارُف

نام و نسب

کُنیت:اَبُوزَکَرِیَّا. لَقَب:مُحی الدِّین. نام:یحیٰی بن شَرَف بن مُرِی بن حسن بن حسین بن حِزَام بن محمد بن جُمعہ الحِزامی نَوَوِی حَوْرانی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

وِلادت باسعادت وپرورش

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی ولادت باسعادت مُحَرَّمُ الحَرَام کے درمیانی عشرے میں ۶۳۱ ہجری میں دِمَشْق کے ایک علاقے حَوْرَان سے متصل ایک بستی نَوی میں ہوئی۔اسی وجہ سے آپ نَوَوِی کہلائے آپ کے آباءواَجداد حِزَام سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہو گئے تھے۔

تعلیم وتربیت

شیخ یاسین یوسف مَرَّاکُشِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے پہلی مرتبہ یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَــــوَوِی کو اس وقت دیکھا جب وہ تقریباً دس برس کے تھے۔بچے انہیں اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے بُلا رہے تھے لیکن وہ کھیلنے کو تیار نہ تھے۔جب بچوں نے زبردستی کی تو وہ روتے ہوئے قران پڑھنے لگے۔میں نے یہ حالت دیکھی تو ان کے استاد سے ملاقات کی اور کہا:اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے!امید ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم وزاہد بنے گا اور لوگ اس سے فیضیاب ہونگے۔یہ سن کر استاد نے کہا:کیا تم نجومی ہو؟(جو آیندہ کی خبر دے رہے ہو)میں نے کہا:میں نجومی نہیں ہوں بلکہ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے کہلوایا میں نے وہی کہا ہے۔اس کے بعد استاد ان کے والد صاحب سے ملے اورانہیں(امام)نووی کے متعلق بتایا تو انہوں نے اپنے فرزند کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی۔اوراس بات کی شدید حرص کی کہ میرا بیٹا بالغ ہونے سے پہلے پہلے قران کریم ناظرہ ختم کرلے اور پھر واقعی امام نووی نے بالغ ہونے سے پہلے ہی ناظرہ قران پاک ختم کرلیا۔

راہ علم میں مشقتیں

آپ659ہجری میں دِمشق آئے اور یہاں شافعی مذہب کی کتاب "تَنْبِیْه" ساڑھے چار ماہ میں حفظ کر لی اور شافعی مذہب کے بقیہ مسائل کی کتب اسی سال کے بقیہ حصہ میں پڑھیں۔ آپ دن رات میں مختلف علوم وفنون کے بارہ (۱۲) اسباق مختلف اساتذہ سے اچھی طرح سمجھ کر پڑھتے۔ زمانہ طالب علمی میں اسقدر مشقت برداشت کی کہ دو سال تک آرام کے لئے پہلو زمین پر نہ لگایا۔

زُھد و تقویٰ

آپ صرف ایک مرتبہ عشاء کے بعد تھوڑا سا کھانا کھاتے اور سحری کے وقت صرف پانی پیتے۔ برف کا ٹھنڈا پانی نہ پیتے حالانکہ وہاں کے لوگوں میں اس کا عام رواج تھا۔ آپ نے بالکل سادہ زندگی گزاری، بہت سادہ موٹا لباس پہنتے۔ دمشق کے پھل کبھی نہ کھاتے، جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہاں کے اکثر باغات اوقاف اور ان اَملاک سے متعلق ہیں جن میں ہر کسی کو تصرف کی اجازت نہیں ہوتی اور یہ پھل شبہ سے خالی نہیں ہوتے پھر میرا دل کیسے گوارہ کر سکتا ہے کہ میں انہیں کھاؤں۔

عَلَّامَہ رَشِیْدُالدِّیْن حَنَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب میں نے امام **نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو دیکھا کہ دُنیوی آسائشوں سے بالکل دور رہتے اور انتہائی سخت **مُجَاھَدَات** کرتے ہیں تو میں نے ان سے کہا: مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ ایسی بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں جو آپ کو دینی خدمات سے روک دے۔ آپ نے فرمایا: فلاں شخص نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اتنی عبادت کی کہ اس کی ہڈیاں خشک ہوگئیں۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں ہماری دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ اِنہیں اِنکے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔

جب آپ کے پاس کوئی **اَمْرَد** (خوبصورت لڑکا) پڑھنے کے لئے آتا تو آپ منع کر دیتے۔ (تھذیب الاسماء، ١٤/١)

امام **نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تین ایسی عظیم خوبیاں عطا فرمائی تھیں کہ اگر اُن میں سے کوئی

ایک خوبی بھی کسی میں پائی جائے تو وہ اس لائق ہو کہ دور دراز سے سفر کر کے اس کی زیارت کی جائے۔(۱) علم و عمل (۲) زُہد و تقوٰی (۳) اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائیوں سے منع کرنا)

آپ حصولِ علم میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ نوافل، مسلسل روزے، زُہد و وَرَع، عبادت و ریاضت میں اپنے استاد کی پیروی کرتے، استاد کے وصال کے بعد عبادت و ریاضت میں آپ کا اِشْتِغَال مزید بڑھ گیا تھا۔

خوفِ خدا

اَبُو عَبْدِ اللّٰہ بِنْ اَبُو الْفَتْح حَنْبَلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے جامعِ دمشق میں امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو ایک ستون کے پیچھے اندھیرے میں انتہائی خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ پر غم و حُزن کی کیفیت طاری تھی اور بار بار یہ آیتِ کریمہ پڑھ رہے تھے۔

وَقِفُوْ ھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۲۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ٹھہراؤ، اُن سے پوچھنا ہے

ان کی درد بھری آواز میں قران کریم کی تلاوت سن کر مجھے ایسی روحانیت نصیب ہوئی کہ جسے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔

عاجزی و اِنکساری

آپ کی طبیعت میں عاجزی و اِنکساری تھی۔ **حُبِّ جاہ** سے خوب بچتے تھے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے کہہ رکھا تھا کہ سب ایک ساتھ مل کر میرے پاس نہ آیا کرو کہیں طلباء کی کثرت کی وجہ سے میں **حُبِّ جاہ** میں مبتلا نہ ہو جاؤں کیونکہ نفس تو لوگوں کے ہجوم سے خوش ہوتا ہے۔

لوگ بادشاہوں سے ملنا اپنے لئے بہت بڑا انعام سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ اُمراء و حُکّام سے ہمیشہ دور رہتے۔ ایک مرتبہ آپ صحنِ مسجد میں درس دے رہے تھے اتنے میں اطلاع ملی کہ **"بادشاہ مسجد میں نماز کے لئے آرہا ہے"** آپ فوراً درس موقوف کر کے وہاں سے چلے گئے اور پھر پورا دن اس مسجد میں نہ آئے تاکہ بادشاہ سے ملاقات نہ کرنی پڑے۔

تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں بستر لگا ہوا جن کا تری گلی میں

علمِ طِب کیوں چھوڑا؟

اِمام نوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مجھے علمِ طِبّ کا شوق ہوا چنانچہ، میں نے ''اَلْقَانُوْن فِی الطِّب'' کتاب خریدی اور ارادہ کرلیا کہ اس علم میں خوب کوشش کرونگا۔ بس اسی دن سے میرے دل پر تاریکی چھا گئی اور کئی دن تک میری یہ حالت رہی کہ کسی بھی چیز میں دلجمعی نصیب نہ ہوتی۔ میں اس صورت حال سے بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ میری یہ حالت کس وجہ سے ہوئی ہے؟ پھر مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اِلہام ہوا کہ اس کا سبب مُرَوَّجَہ علمِ طِب میں تیری بے جا مشغولیت ہے پس میں نے فوراً وہ کتاب فروخت کردی اور اپنے گھر سے ہر وہ چیز نکال دی جس کا تعلق طب سے تھا۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا کہ میرا دل روشن ہوگیا اور میری پہلی والی کیفیت لوٹ آئی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اِبلیس لعین کا حملہ

امام نوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے بخار تھا اور میں اپنے والدین و دیگر احباب کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ رات کے پچھلے پہر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں اپنے آپ کو پُرسکون محسوس کرنے لگا۔ پھر میں ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف ہوگیا، کبھی کبھی میری آواز کچھ بلند ہوجاتی تھی۔ اتنے میں میں نے ایک خوبصورت بزرگ کو حوض پر وضو کرتے دیکھا وضو سے فراغت کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے بچے! تو ذکرِ الٰہی موقوف کردے کیونکہ اس طرح تیرے والدین اور دیگر گھر والوں کو تکلیف ہوگی۔ میں نے کہا: اے شیخ! تو کون ہے؟ کہا: اس بات کو چھوڑ کہ میں کون ہوں؟ بس میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ یہ سن کر میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ ضرور ابلیس لعین ہے۔ میں نے ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم'' پڑھی اور پھر بلند آواز سے ذکر کرنے لگا۔ اب ابلیس لعین مجھ سے دور ہوا اور دروازے کی طرف چلا گیا۔ اتنے میں میرے والد محترم اور دوسرے لوگ جاگ گئے۔ میں دروازے کی طرف گیا تو اسے بند پایا، ہر طرف دیکھا لیکن مجھے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ میرے والد صاحب نے پوچھا: اے یحیٰ، میرے بچے! کیا ہوا؟ میں

نے صورت حال بتائی تو سب کو تعجب ہوا۔اور پھر ہم سب مل کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے لگے۔

وقت کی قدر

وقت کے قدر دان کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔امام **نووی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہ کرتے تھے نہ دن میں نہ رات میں حتی کہ راستے میں آتے جاتے ہوئے بھی کسی کتاب کا مطالعہ یا تکرار جاری رکھتے۔اس طرح آپ نے کئی سال تحصیل علم میں گزارے۔آپ نے اوقات کی تقسیم بندی کی ہوئی تھی۔تمام وقت خیر کے کاموں میں ہی صرف ہوتا تھا۔تصنیف وتالیف،تدریس،نوافل،تلاوتِ قرآن،اُمورِ آخرت میں غوروفکر،اور **اَمْرٌ بِالْمَعروف و نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر** (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) کے لئے آپ کے اوقات مقرر تھے۔

وُسعتِ مطالعہ

امام **نووی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے کثرتِ مطالعہ کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ کمال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی علیہ **"اَلْبَدْرُ السَّافِر وَتُحْفَۃُ الْمُسَافِر"** میں فرماتے ہیں:ایک مرتبہ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوالِی کی مشہور کتاب **"اَلْوَسِیْط"** میں کسی مسئلے پر امام **نووی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے میرا اختلاف ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم مجھ سے اس کتاب کے مسئلے میں جھگڑتے ہو جس کا میں نے **چار سو مرتبہ** مطالعہ کیا ہے!

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا سو بار کٹا جب عقیق تب نگیں ہوا

آپ نے علمِ فقہ **ابوابراہیم اسحاق بن احمد بن عثمان مغربی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے حاصل کیا آپ ان کا بہت زیادہ ادب واحترام کرتے۔انہیں وضو وطہارت کے لئے پانی بھر کر دیا کرتے۔آپ ان سے جو کتب پڑھتے زمانۂ طالب علمی میں ہی ان کی شرح لکھتے اور مشکل مقامات حل کرتے۔جب استاد نے آپ کی علمی کوششیں اور دنیا سے بے رغبتی دیکھی تو آپ پر خصوصی شفقت فرمائی اور آپ کو اپنے حلقے کا **"مُعِیْدُ الدَّرْس"** بنالیا۔یعنی آپ استاد سے پڑھا ہوا سبق حلقے میں دُہرایا کرتے۔

امام نووی کی چند مشہور کُتُب

(۱) ریاض الصالحین(۲) کتاب الاذکار(۳) شرح البخاری(٤) المنهاج شرح صحیح مسلم (٥)نکت التنبیه(٦)الایضاح فی مناسك الحج (۷)التبیان فی اداب حملة القران(۸) تحفة الطالب النبیه(۹)تنقیح شرح الوسیط(۱۰)نکت علی الوسیط(۱۱) التحقیق(۱۲)مهمات الاحکام(۱۳) العمدة فی تسهیل التنبیه(۱٤)التحریر فی لغات التنبیه(۱٥)المنتخب(۱٦)دقائق الروضة(۱۷)طبقات الشافعیه(۱۸) مختصر الترمذی(۱۹)قسمة القناعة(۲۰) مناقب الشافعی (۲۱) التقریب فی علم الحدیث(۲۲)املاء حدیث انما الاعمال بالنیات(۲۳)مختصر مبهمات الخطیب(۲٤) شرح سنن ابی داءود(۲٥) رؤوس المسائل(۲٦)الاصول والضوابط(۲۷)الاربعین(۲۸)مختصر التنبیه(۲۹)المسائل المنثوره (۳۰)نکت المهذب(۳۱)المنهاج مختصرالمحرر(۳۲)مختصر التبیان(۳۳)جزء فی الاستسقاء(۳٤) بستان العارفین (لم یتم) (۳٥)تهذیب الاسماء واللغات(۳٦)الخلاصة فی الحدیث (۳۷)الارشاد(۳۸)المجموع شرح المهذب(۳۹)جزء فی القیام لاهل الفضل

بیماری پر صبر

جب آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ سے حج کے لئے **حَرَمَیْن طَیِّبَیْن** روانہ ہوئے تو آپ کو بخار آ گیا جو عَرَفَہ تک جاری رہا لیکن اس شدید تکلیف کے باوجود آپ نے کبھی بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا۔ زیارتِ **حَرَمَیْن طَیِّبَیْن** کے بعد جب آپ **دِمَشْق** آئے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ پر علم کی برسات فرما دی۔ آپ کو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

تعظیمِ اولیا

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا ذکر نہایت ادب واحترام اور تعظیم کے ساتھ

کرتے اور ان کے فضائل ومناقب بیان فرماتے۔

متعلقین کے لئے خوشخبری

ایک مرتبہ امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے رُفقاء نے آپ سے عرض کی: بروزِ قیامت ہمیں بھول نہ جانا۔ آپ نے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہاں کوئی مقام ومرتبہ عطا فرمایا تو میں اس وقت تک جنت میں نا جاؤں گا جب تک اپنے جاننے والوں کو جنت میں داخل نہ کروالوں۔

با ادب با نصیب

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شیخ حضرتِ سَیِّدُ نا کمال اِرْبِلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ایک بار اپنے ساتھ کھانے کیلئے بلایا تو آپ نے عرض کی: یَا سَیِّدِی! میری معذرت قبول فرمایئے کیونکہ میرے ساتھ ایک عذر ہے۔ شیخ نے معذرت قبول فرمالی۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا عُذر تھا۔ فرمایا: مجھے خوف تھا کہ کھانے کے دوران شیخ کسی لقمے کو کھانے کا ارادہ فرمائیں اور لاعلمی میں، میں اسے کھا جاؤں۔ (اور یوں مجھ سے بے ادبی صادر ہو جائے) (لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ ص ۳۱)

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کسی مالکی شخص نے بحث کی اور سختی سے پیش آیا مگر آپ نے کوئی جوابی کاروائی نہ کی۔ جب کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اس کے امام میرے امام کے شیخ ہیں اس لئے اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا اس کے امام کے ساتھ ادب سے پیش آنے کی مانند ہے۔ (المنن الکبری ۲۷۶)

اِمام نووی کی کرامات

آپ کے والدِ محترم حضرتِ سَیِّدُ ناشَرَف بن مُرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میرے بیٹے کی عمر تقریباً سات سال تھی رمضانُ المبارَک کی ستائیسویں شب وہ میرے ساتھ سویا ہوا تھا کہ اچانک اٹھ بیٹھا اور مجھے جگا کر کہا: اے میرے والدِ محترم! یہ نور کیسا ہے جس نے پورے گھر کو روشن کر دیا ہے؟ آواز سن کر سب گھر والے جاگ گئے لیکن ہم میں

سے کسی کو بھی کوئی روشنی نظر نہ آئی۔ میں سمجھ گیا آج شبِ قدر ہے۔ (اور میرے بیٹے پر اس کی نشانی ظاہر ہوگئی ہے)

انوکھے درندے

ملکِ شام کے گورنر نے جامع اُمَوِی کے خزانے میں رکھی ہوئی کتابیں بلادِ عجم میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے سختی سے منع فرمایا۔ گورنر کو غصہ آگیا اور اس نے آپ کو پکڑنا چاہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کے فرش پر درندوں کی بنی ہوئی تصویروں کی طرف اشارہ کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے ان تصویروں نے اصلی درندوں کا روپ دھار لیا اور وہ انوکھے درندے گورنر پر حملے کے لئے تیار ہوگئے یہ دیکھ کر گورنر اور اس کے ساتھی وہاں سے بھاگ گئے پھر اس گورنر نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے معافی مانگی اور قدم بوسی کی۔ (المنن الکبری، ص ۱۶۱)

مرض جاتا رہا

شَیْخ وَلِیُ الدِّین اَبُوالْحَسَن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ''میں نِقْرِس (یعنی پاؤں کے جوڑوں میں درد) کے مرض میں مبتلا ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور صبر کی تلقین کرنے لگے۔ جیسے جیسے وہ صبر کے متعلق بیان فرمارہے تھے میرا مرض دور ہورہا تھا یہاں تک کہ درد بالکل ختم ہوگیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی برکت سے ہوا ہے۔''

راتوں رات رَوَاحِیَہ سے مکۂ مکرمہ

مَدْرَسہ رَوَاحِیَہ کے بَوّاب (چوکیدار) کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو مدرسے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ جب آپ دروازے کے قریب پہنچے تو دروازہ بغیر چابی کے خود بخود کھل گیا اور آپ باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپکے پیچھے چلتا رہا۔ کچھ ہی دیر میں ہم مکۂ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ نے طواف وسعی کی، پھر دوبارہ طواف کیا اور واپس چل دیئے میں بھی آپکے پیچھے چلتا رہا اور کچھ ہی دیر میں ہم رَوَاحِیَہ پہنچ گئے۔

دل کی بات جان لی

شَیخ اَبُو الْقَاسِم مِزّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ مِزَّہ میں بہت سارے جھنڈے لہرائے جارہے ہیں اورخوشی کا سماں ہے۔ میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ آج رات **یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی کوقطب بنایا جائیگا۔** مجھے معلوم نہ تھا کہ یَحْیٰ نَوَوِی کون ہیں اور نہ ہی میں نے کبھی یہ نام سنا تھا۔ چنانچہ، میں ان کی تلاش میں دِمَشْق پہنچا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی یہاں کے استاذُالحدیث ہیں۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے فرمایا: **''میرا راز اپنے پاس ہی رکھنا کسی کو نہ بتانا۔''**

وِصالِ پُر مَلال

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ دِمَشْق میں گزارا جہاں آپ تعلیم وتصنیف، نفلی عبادت، تدریس اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) میں مشغول رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنے آبائی گاؤں نوٰی جانے سے پہلے دمشق میں مدفون اپنے تمام شیوخ واساتذہ کے مزارات پر حاضری دی اور اپنے متعلقین سے ملاقات کی۔ نوٰی جا کر آپ بیمار ہوئے اور بدھ کی رات **24** رَجَبُ الْمُرَجَّب **672** ہجری میں یہ عظیم مُحدِّث اس دنیائے فانی میں اپنی زندگی کے تقریباً **44** سال **6** ماہ گزار کر دائمی واُخْرَوی منزل کی جانب کوچ کر گئے اور یوں گلشنِ اسلام میں ایک اورگُلِ زیبا کی کمی ہوگئی لیکن اس کی خوشبو سے آج بھی عالَمِ اسلام مُعطَّر ومُعَنْبر ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسلام کا بہت بڑا سرمایہ تھے۔ آپ کی وفات کا مسلمانوں کو بہت غم ہوا، اپنے پرائے سب ہی پر اُداسی چھا گئی۔ آپ کا مزار پُر انوار آپ کے آبائی گاؤں نوٰی میں ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بعدِ وصال خواب میں زیارت

نفس کی مخالفت پر انعامِ خداوندی

جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو سیب کھانے کی شدید خواہش ہوئی۔ جب سیب لائے گئے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نہ کھائے۔ بعدِ وصال اہلِ خانہ میں سے کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے تمام اعمال قبول فرمالئے اور میری مہمان نوازی کی گئی اور مجھے سب سے پہلے جو چیز کھانے کو دی گئی وہ سیب تھے۔

وَلی کی بے ادبی کاانجام

ایک شخص اِمام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی قبر پر آیا اور ہاتھ سے اشارے کرکے کہنے لگا: تم وہی ہو جو امام اَوْزَاعِی سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ''میں اس مسئلہ میں یہ کہتا ہوں'' ابھی وہ شخص اپنی جگہ سے کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ اسکے پاؤں پر بچھو نے ڈنک ماردیا۔ (اور یوں اسے ایک ولی کی گستاخی کی سزا ملی)

بِلّی نے زبان کھینچ لی

ایک شخص آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خلاف بہت زیادہ باتیں کیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو جس جگہ اسے غسل دیا جارہا تھا وہاں ایک بلّی آئی اور اس کی زبان کھینچ لی۔ اس طرح یہ واقعہ لوگوں کے لئے عبرت بن گیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی گستاخی و بے ادبی سے محفوظ رکھے۔ ان کے فُیُوض برکات سے مُسْتَفِیْض فرمائے۔ ان کے صدقے ہمیں دینِ متین کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ملخصا از منہاج السوی فی ترجمۃ الامام النووی ملحق تہذیب الاسماء واللغات)

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مُقَدِّمَۃُ الاِمام النَّوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

تمام تعریفیں اُس خدائے بزرگ وبرتر یکتاوقہار، غالب وبخشش فرمانے والے کے لئے جواہلِ دل واہلِ نظر کی نصیحت ویاددہانی اور عقلمندوں اور عبرت حاصل کرنے والوں کی عبرت کے لئے رات کو دن سے بدلنے والا ہے۔ اور تمام تعریفیں اس ذاتِ پاک کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے نیک بندوں کو خواب غفلت سے جگا کر انہیں دنیا سے بے نیاز، اپنی یادوفکر میں مگن، دائمی ذکر کرنے والا اور نصیحت قبول کرنے والا بنادیا۔ احوال اور طریقوں میں تبدیلی کے باوجود انہیں اپنی عبادت کے طریقے، جنت کی تیاری، اپنی ناراضی اور جہنم کو واجب کرنے والے امور سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں اس خدائے بزرگ وبرتر کی بلیغ، پاکیزہ، اَشْمَل اور کامل ترین حمد کرتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی معبود نہیں جو مہربان، کریم اور رءوف رحیم ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے، اس کے رسول وحبیب وخلیل، صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے والے اور دین قَوِیم کی دعوت دینے والے ہیں۔ اُن پر اور تمام انبیائے کرام، انکی تمام آلِ پاک اور تمام صالحین پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

امابعد!

اَللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت نے ارشادفرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ (پ ۲۷، الذاریات: ۵۶۔۵۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں، میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ انسانوں اور جِنّوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا اُن پر لازم ہے کہ جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس کا اہتمام کریں اور زُہد وتقویٰ کے ذریعے دُنیوی لذّات سے کنارہ کش

ہو جائیں۔ بے شک یہ فنا ہونے والا گھر ہے اسے بقا نہیں، یہ منزل تک پہنچنے کی سواری ہے دائمی خوشیوں کا گھر نہیں، ختم ہو جانے والا راستہ ہے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ دنیا میں رہنے والوں میں سے سمجھ دار وہ ہیں جو عبادت گزار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہیں جو مُتَّقِی و پرہیزگار ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴿۲۴﴾ (پ ۱۱: یونس: ۲۴)

ترجمہ کنز الایمان: دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہوگئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصّل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں۔ اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَاداً فُطَنَا طَلَّقُوْا الدُّنْیا وَخَافُوْا الْفِتَنَا

نَظَرُوا فِیْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا اَنَّهَا لَیْسَتْ لِحَیٍّ وَطَنَا

جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَاتَّخَذُوا صَالِحَ الاَعْمَالِ فِیْها سُفُنَا

ترجمہ: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سمجھدار بندے ایسے ہیں جنہوں نے فتنے کے خوف سے دنیا کو چھوڑ دیا ہے، جب انہوں نے اس میں غور کیا تو جان گئے کہ یہ ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے تو انہوں نے دنیا کو (گہرے سمندر کی) موج قرار دیا اور اعمالِ صالحہ کو اس میں کشتی بنا لیا۔

(امام نووی فرماتے ہیں) جب دنیا کی حالت یہ ہے جو میں نے ابھی بیان کی اور ہمارا حال اور مقصدِ حیات وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا تو مکلّف پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھوں کے راستے پر چلائے اور اصحابِ بصیرت کے طریقے اپنائے۔ اور اس کا اہتمام کرے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ اس ضمن میں اس کے لئے بہترین اور سب سے زیادہ ہدایت والا راستہ یہ ہے کہ اولین و اخرین کے سردار، سابقین ولاحقین میں سب سے زیادہ مُعَزَّز نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جو آداب صحیح طور پر ثابت ہیں ان کو اپنائے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ترجمہ کنز الایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (پ٦: المائدۃ: ٢)

شافعِ امت، مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔'' (مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القران و علی الذکر، ص١٤٤٧، حدیث٢٦٩٩) ایک جگہ ارشاد فرمایا: جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اس کے لئے اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔'' (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ، ص١٠٥٠، حدیث١٨٩٣) اور فرمایا: جس نے نیکی کی طرف بلایا اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والوں کے لئے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ (مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ......الخ، ص١٤٣٨، حدیث٢٦٧٤)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سَیِّدُنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ٥٣٤/٢، حدیث٣٧٠١)

میں نے چاہا کہ احادیثِ صحیحہ پر مشتمل مختصر ایک ایسی کتاب تالیف کروں جو اپنے پڑھنے والے کے لئے

آخرت کا زادِراہ اور ظاہری و باطنی آداب کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔اور وہ کتاب ترغیب وترہیب اور سالِکِین کے تمام آداب کی اَنواع مثلاً زُہد، ریاضتِ نفس، تہذیبِ اخلاق، دلوں کی پاکیزگی، دلوں کے علاج، اعضا کی حفاظت اوران کی کجی کے ازالے اوران کے علاوہ دیگراُن باتوں کو جامع ہو جو عارفین کا مقصدِ حیات ہیں۔

میں نے اس کتاب میں اس بات کا اِلتزام کیا ہے کہ اس میں صرف وہ صحیح احادیث کریمہ ذکر کروں گا جو حدیث کی مشہور کتابوں میں موجود ہیں۔اور ابواب کی ابتدا آیاتِ قرآنی سے کروں گا، جہاں ضبطِ حرکات یا شرح کی ضرورت ہوگی وہاں حرکات لگادوں گا اور نفیس تشریح کردوں گا۔جب میں کسی حدیث کے آخر میں "مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ" کہوں تو اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے روایت کیا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو جو لوگ اسے اپنائیں گے ان کے لئے نیک اعمال کی رہنمائی، برائیوں اور مُہلِکات سے اِجتناب کا باعث بنے گی۔جو مسلمان بھائی اس سے نفع حاصل کریں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے میرے والدین، اساتذہ، احباب اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کریں **اللہ** کریم پر ہی میرا اعتماد ہے اور میرا سب کچھ اسی کے حوالے ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ غالب وحکمت والے کی عطا کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر:1
اِخلاص اور نِیَّت
کا بیان

باب نمبر:1

اِخلاص اور نِیَّت کا بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کا مقصدِ حیات نیک اعمال کے ذریعے اپنے ربِّ کریم کی رِضا کا حصول ہے، جسے یہ نعمت نصیب ہوگئی وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہوگیا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُس عمل سے راضی ہوتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو اور جو عمل اس کے غیر کے لئے کیا جائے وہ نامقبول ہے۔ کس عمل میں اِخلاص ہے اور کونسا عمل اِخلاص سے خالی ہے؟ یہ جاننے کے لئے نیّت کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے۔ ''**رِیَاضُ الصَّالِحِین**'' کا یہ باب ''**نیت واخلاص**'' کے بارے میں ہے۔ **حضرتِ سَیِّدُنا اِمام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی دِمَشْقی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس باب میں **3** آیاتِ کریمہ اور **12** احادیثِ مُبارَکہ بیان فرمائی ہیں، ہم اس باب میں نیت کی تعریف وحقیقت، فضیلت واہمیت، نیت سے متعلق مزید آیاتِ کریمہ اور ایمان افروز روایات وحکایات بیان کرینگے۔

اخلاص کے بارے میں حکمِ خداوندی

قرانِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِؕ۵

ترجمۂ کنز الایمان: اوران لوگوں کوتو یہی حکم ہوا کہ **اللّٰہ** کی بندگی کریں نِرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہوکر اورنماز قائم کریں اورزکوۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

(پ ۳۰، البینۃ: ۵)

حضرتِ سَیِّدُنا اسماعیل حَقّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی تفسیر ''رُوحُ الْبَیَان'' میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ انسان کا دل **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بعض بزرگوں نے فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ تیرے عمل پر سوائے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اور کوئی مُطَّلِع نہ ہو اور نہ ہی اس میں تیرے نفس کو دَخل ہو بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی مہربانی ہے کہ اس نے تجھے اپنی عبادت کا اہل بنایا اور تجھے اپنی عبادت کی توفیق بخشی اب اس سے

عبادت کا اجر و ثواب اور بدلہ بھی طلب نہیں کرنا چاہیے (صرف اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا مقصود ہو اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے)۔

(روح البیان، پ ۳۰، البینة، تحت الآیة: ۵، ۱۰/ ٤٨٨)

اَللّٰہ تَعَالٰی کی بار گاہ میں گوشت نہیں عمل پہنچتا ہے

پارہ 17 سورۂ حج آیت 37 میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ (پ ۱۷، الحج: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اَللّٰہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا مُقاتِل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خون و گوشت نہیں پہنچتے بلکہ اسکی بارگاہ میں تمہارے اعمالِ صالحہ اور تقویٰ پہنچتا ہے۔ (تفسیر بغوی، پ ۱۷، الحج تحت الآیة: ۳۷، ۳/ ٢٤٤) حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَلِیْم سے مروی ہے کہ جن اعمال کے ذریعے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا طلب کی گئی ہو صرف وہی اُس کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔ (در منثور، پ ۱۷، الحج تحت الآیة: ۳۷، ٦/ ٥٦)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جاوے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے۔ ایصالِ ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً نقلاً ہر طرح ثابت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیّت قبول نہیں ہوتا۔ (نور العرفان، پ ۱۷، الحج: ۳۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دِلوں کے حالات کو خوب جاننے والا ہے، لہٰذا ہمیں اپنے دلوں کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت سے معمور رکھنا چاہیے اور ہر عمل اس کی رِضا کے لئے کرنا چاہیے۔

کائنات کا ایک ذرّہ بھی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے پوشیدہ نہیں

پارہ 3 سورۂ آلِ عِمران آیت 29 میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ (پ ۳، آلِ عمران:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرمادو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو **اَللّٰہ** کو سب معلوم ہے۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ یہاں اپنے بندوں کو بیان فرمارہا ہے کہ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے بلکہ دلوں میں چھپے بھیدوں کو بھی جانتا ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں اس کا علم اپنے بندوں کے تمام احوال اور اوقات کو محیط ہے زمین و آسمان میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ ریت کا ذرہ ہو بلکہ اس سے بھی کم۔(تفسیر ابن کثیر، پ۳، آلِ عمران تحت الآیۃ:۲۹، ۲/۲۶)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر آن اپنی رحمت کی نظر میں رکھے، ہر نیک عمل میں اِخلاص عطا فرمائے، رِیا کاری کی مُوذِی بیماری سے ہم سب کی حفاظت فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

حدیث نمبر:1 ثواب کا دار و مدار نِیّتوں پر ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی، فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ امْرَاَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ.

(بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ......الخ، بتغیر قلیل، ۱/۳۴، حدیث ۵۴)

ترجمہ: اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مَدِینۂ مُنَوَّرہ، سردارِ مَکَّۂ مُکَرَّمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اعمال نِیّت ہی پر ہیں، ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اُس نے نِیّت کی، جس کی ہجرت **اَللّٰہ** اور اس کے رَسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت **اَللّٰہ** اور اس کے رَسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت حُصُولِ دنیا یا کسی عورت کے لئے ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

جیسی نیّت ویسا صِلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے یہ دَرْس ملا کہ اعمال کا ثواب نیّتوں پر موقوف ہے، جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے گا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا اور جس کا عمل دنیا کے لئے ہوگا اسے کچھ ثواب نہ ملے گا بلکہ یہ عمل بعض صورتوں میں اس کیلئے وَبال بن جائے گا۔ جیسا کہ شرح مسلم میں ہے: جس نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کیلئے ہجرت کی اس کا ثواب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِمّۂ کرم پر ہے اور جس نے دنیا یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی تو وہی اس کا حصہ ہے، اسے آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية، ۷/۵۴، الجزء الثالث عشر) جس نے دِکھاوے کیلئے نماز پڑھی اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کی نیّت نہ کی تو وہ گناہگار ہوگا۔ الغرض ''جیسی نیّت ویسا صلہ۔''

ایک تہائی اِسلام

حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی اور دوسرے آئمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثُلُث اسلام (یعنی دین کا تہائی حصہ) ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية، ۷/۵۳، الجزء الثالث عشر) علامہ بَدْرُ الدِّیْن مَحْمُوْد بِنْ اَحْمَد اَلْعَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے فرمایا: کیونکہ اس حدیث میں نیّت کا بیان ہے اور اسلام کے اَحکام کی بجا آوری تین طرح سے ہوتی ہے (۱) قول سے (۲) فعل سے (۳) نیّت سے، لہٰذا نیّت ایک تہائی اسلام ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، ۱/۴۹، تحت الحدیث: ۱) نیّت کبھی خود بھی مُستَقِل عبادت ہوتی ہے جبکہ دوسرے اَعمال اس کے محتاج ہوتے ہیں اسی لئے فرمایا گیا کہ ''نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ'' یعنی مومن کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

دِین کو کِفایت کرنے والی چار حدیثیں

حضرتِ سَیِّدُنا اِمام ابوداؤد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَدُوْد فرماتے ہیں: انسان کے دِین کے لئے یہ چار حدیثیں کافی ہیں: (۱) اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔ (یعنی اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے) (۲) اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ۔ (حلال بھی

ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے)(۳)مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ (فضول باتوں کو چھوڑ دینا انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے)(۴)لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَرْضٰى لِاَخِيهِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهِ (بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(تاريخ بغداد، سليمان بن أشعث،۹/۵۸، حديث:٤٦٣٨)

فِقْہ کے ستّر(70)ابواب

حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: اس حدیث میں فِقْہ کے سَتّر اَبواب موجود ہیں۔

(شرح مسلم للنووي، كتاب الامارة باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية، ۵۳/۷، الجزء الثالث عشر)

''نِیَّت دل کے پختہ اِرادے کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی چیز کا ہو اور شریعت میں عبادت کے ارادے کو نِیَّت کہتے ہیں۔''

(نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری،۱/۲۲۴)

خالص عمل ہی قُبول ہوگا

تاجدارِ مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ، سُلْطَانِ مَکَّۂ مُکَرَّمَہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت کچھ مُہر بند صحیفے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نَصب (پیش) کئے جائیں گے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرمائے گا: یہ چھوڑ دو اور یہ قبول کرلو۔ فرشتے عرض کریں گے: یاربّ عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! ہم تو اس میں خیر ہی دیکھتے ہیں، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جو سب سے زیادہ جاننے والا ہے ارشاد فرمائے گا: یہ اعمال میرے غیر کیلئے کئے گئے تھے آج میں وہی عمل قبول کروں گا جو میری رِضا کے لئے کئے گئے تھے۔ (دار قطني، كتاب الطهارة، باب النية، ۱/۷۳، حديث:۱۲۹)

زیادہ عمل والا پھنس گیا کم عمل والا بخشا گیا

حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مروی ہے کہ: ملائکہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے کسی

بندے کے عمل کو زیادہ سمجھتے ہوئے لے جارہے ہوں گے یہاں تک کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ وہاں پہنچ جائیں گے، پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی طرف وحی فرمائے گا کہ ''تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مُخْلِص نہیں تھا لہٰذا اسے سِجِّیْن (ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام کا نام ہے جو شیطان اور اس کے لشکروں کا ٹھکانا ہے) میں سے لکھ دو۔'' اسی طرح فرشتے ایک بندے کے عمل کو کم اور حقیر جانتے ہوئے لے جارہے ہوں گے یہاں تک کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ فرشتے وہاں پہنچ جائیں گے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی طرف وحی فرمائے گا: ''تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص ہے لہٰذا اسے عِلِّیِّین میں سے لکھ دو (عِلِّیِّین ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ایک مقام کا نام ہے یہ نیک لوگوں کا ٹھکانہ ہے)۔'' (الزھد لابن المبارک، باب ذم الریاء والعجب، ص۱۵۳، حدیث:۴۵۲)

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بغیر عمل کے ثواب وعذاب

اچھی نِیّت کی وجہ سے انسان بغیر عمل کے بھی ثواب کا مستحق ہوجاتا ہے اور اسے وہی ثواب ملتا ہے جو اس وقت ملتا جب وہ عمل کرتا اسی طرح گناہ کا پُختہ اِرادہ کرنے پر بھی انسان گناہ گار ہوجاتا ہے اگرچہ اس نے وہ گناہ نہ کیا ہو، چنانچہ، صاحبِ بہارِشریعت صدرُالشریعہ، بدرُالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کرلیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔'' (بہارشریعت،۳/۶۱۵، حصہ ۱۶) اس ضمن میں تین رِوایات مُلاحَظہ ہوں:

سرکارِ اَبدِقرار، شافعِ روزِشمار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اس امت کے لوگ چار طرح کے

ہیں: (۱) جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے علم و مال دیا اور وہ اپنے مال کو اس کے مصرف میں خرچ کرتا ہے (۲) جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے علم دیا مال نہ دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس اس کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس جیسا عمل کرتا۔ پس یہ دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ (۳) جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال دیا علم نہ دیا تو وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مال کو فضول کاموں میں خرچ کرتا ہے (۴) جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے نہ علم دیا نہ مال وہ کہتا ہے اگر میرے پاس بھی اس کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا، پس یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (ابن ماجه، كتاب الزهد، باب النية، ٤/٤٨١، حديث:٤٢٢٧)

(۲) صرف نِیَّت پر کامِل نیکی کا ثواب

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جو نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کر سکے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے نامۂ اعمال میں ایک کامِل نیکی کا ثواب لکھ دیتا ہے۔''

(مسلم، كتاب الايمان، باب اذا هم العبد بحسنة كتبت......الخ، حديث: ١٣١، ص ٨٠)

(۳) نِیَّت کی وجہ سے جنت و دوزخ

حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بصری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں اپنی نِیَّتوں کی وجہ سے ہمیشہ رہیں گے۔ (احیاء العلوم، ۵/۸۹)

حضرت عَلَّامَہ سَیِّد مُحَمَّد بِنْ مُحَمَّد الحُسَیْنِی الزَّبِیْدِی اپنی مشہور و معروف کتاب ''**اتحاف السادة المتقين شرح احياء علوم الدين**'' میں حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بصری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کے قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس لئے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کو اس کے عمل کی وجہ سے ہمیشہ جنت میں نہیں رکھے گا بلکہ اس کی نیت کی وجہ سے جنت میں رکھے گا، اگر بندہ اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں جاتا تو وہ اپنے عمل کی مدت کے مطابق جنت میں رہتا یا اس سے دگنی مدت تک، لیکن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے نیت کے مطابق جزا دے گا اس لئے کہ اس نے یہ نیت کی کہ جب تک میں زندہ رہوں گا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرونگا پس جب موت نے اس کے عمل کو ختم کر دیا

تو اسے اس کی نیت کے مطابق جزا دی گئی۔ اسی طرح کافر کا معاملہ ہے اگر کافر کو اس کے عمل کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جاتا تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہتا بلکہ اپنے عمل کی مدت کے مطابق جہنم میں رہتا لیکن چونکہ اس نے یہ نیت کی تھی کہ ہمیشہ کفر پر رہے گا اسی لئے اسے اس کی نیت کے مطابق جزا دی گئی۔'' (اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین، ۲۱/۱۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکی کرنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیجئے

ہمارا پاک پَروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کتنا کریم ہے کہ اگر اس کا بندہ کسی نیک کام کی نِیَّت کرلے لیکن عمل نہ کرپائے تب بھی اسے عمل کا ثواب عطا فرماتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں جتنا ہوسکے نیکیوں کی نِیَّت کرلیں کیونکہ ہمارا رحیم وکریم پَروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ اچھی نیتوں پر بھی بہت زیادہ ثواب عطا فرمانے والا ہے۔

اچھی نِیَّت پر اِنعامِ ربُّ الانام

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص قَحط کے زمانے میں ریت کے ایک ٹیلے کے قریب سے گزرا تو دل میں کہا: ''اگر یہ رَیت غَلَّہ ہوتی تو میں اسے لوگوں پر صَدَقہ کردیتا۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس دَور کے نبی عَلَیْہِ السَّلام پر وَحی بھیجی کہ ''اس سے فرماؤ! اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرا صَدَقہ قبول کرلیا ہے اور اچھی نیت کے بدلے تجھے اتنا ثواب دیا کہ جتنا اس وقت ملتا جب یہ ریت غَلَّہ ہوتی اور تو اسے صَدَقہ کردیتا۔'' (قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲۷۱/۲)

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا جے اِک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا

دنیا کی چاہت باعثِ فقر ہے

جو اپنی آخرت سنوارنے کی نِیَّت کرے اسے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے، دنیا خود بخود اس کے قدموں میں آتی ہے اور جو آخرت کی فکر چھوڑ کر صرف دنیا ہی کا طلبگار ہو تو وہ اپنی نِیَّت کی وجہ سے فَقر میں مبتلا ہوجاتا ہے، وہ دنیا کے پیچھے جتنا دوڑتا ہے دنیا اس سے اتنا ہی دور بھاگتی ہے، اسے صرف وہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں

لکھا جا چکا، نصیب سے زیادہ ایک دانہ بھی نہیں مِل سکتا جیسا کہ نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو آخرت کا طلبگار رہو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آتی ہے اور جو دنیا کا طلبگار رہو تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے** اور اس کے جمع شدہ کاموں کو مُنتَشِر کر دیتا ہے اور دنیا کا (مال) بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے لئے مقدر ہے۔'' (ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع، باب ماجاء فی صفة اوانی الحوض، ٤/٢١١، حدیث:٢٤٧٣)

بہترین عمل

اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا **عمر فاروق اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کی ادائیگی، حرام اشیاء سے اجتناب اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں نِیَّت کا سچا (خالص) ہونا بہترین عمل ہے۔

(قوت القلوب لابی طالب المکی، ٢/٢٦٧)

جتنا اخلاص زیادہ اتنی مددِ الٰہی زیادہ

انسان کو مددِ الٰہی اس کے اِخلاص کے مطابق ملتی ہے، جس کے نیک اَعمال میں جتنا زیادہ اِخلاص ہوگا اسے اتنی ہی زیادہ مددِ الٰہی نصیب ہوگی۔ نِیَّت ہی کی وجہ سے اعمال اچھے یا بُرے اور مرتبے کے لحاظ سے چھوٹے یا بڑے ہوتے ہیں اور اچھی نِیَّت کی وجہ سے انسان کو کبھی نہ کبھی اچھے عمل کی توفیق ضرور مل جاتی ہے۔ اس ضمن میں **5 روایات** ملاحظہ ہوں:

(1) خالص عمل تھوڑا بھی زیادہ ہے

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ تورات شریف میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان لکھا ہے: ''جس عمل سے میری رِضا مطلوب ہو وہ تھوڑا بھی زیادہ ہے اور جس عمل سے میرے غیر کا قصد کیا گیا ہو وہ زیادہ بھی تھوڑا ہے۔''

(احیاء العلوم، ٥/٨٩)

(2) جیسی نِیَّت ویسی مدد

حضرتِ سَیِّدُنا سالم بن عَبْدُاللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَجِیْد کو لکھ کر بھیجا کہ ''جان لو بے شک! بندے کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مدد اس کی نِیَّت کے مطابق ملتی ہے، جس کی نِیَّت مکمل (یعنی خالص) ہو اس کے لئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد بھی مکمل ہوتی ہے اور جس کی نِیَّت میں کمی ہو اسے مدد بھی کم ملتی ہے۔'' (یعنی انسان کی مدد اسکے اِخلاص کے مطابق کی جاتی ہے) (احیاء العلوم، ۸۹/۵)

(3) عمل کا چھوٹا یا بڑا ہونا

بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن سے منقول ہے: ''اکثر چھوٹے اَعمال کو نِیَّت بڑا کر دیتی ہے اور بہت سے بڑے بڑے اعمال نِیَّت کی وجہ سے چھوٹے ہو جاتے ہیں۔'' (قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲۶۸/۲)

(4) عمل نِیَّت کا محتاج ہے

حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: نِیَّتیں اعمال کا ستون ہیں عمل تو نِیَّت کا محتاج ہے کیونکہ عمل نِیَّت ہی کی وجہ سے اچھا ہوتا ہے جبکہ نِیَّت ذاتی طور پر اچھی ہے اگرچہ کسی مجبوری کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے۔ (احیاء العلوم، ۸۹/۵)

(5) اچھی نِیَّت اچھے عمل کی طرف لاتی ہے

حضرتِ سَیِّدُنا داود طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ جس نیک بندے کی نِیَّت تقویٰ کی ہو (پھر اگر کسی وجہ سے) اس کے تمام اعضاء دنیا سے متعلق ہو بھی جائیں تب بھی کسی نہ کسی دن اس کی نیت اسے اچھے عمل کی طرف لے آئے گی جبکہ جاہل کا حال اس سے مختلف ہے۔ (احیاء العلوم، ۸۹/۵)

عمل سے پہلے نِیَّت سیکھئے!

کوئی بھی نیک عمل کرنے سے پہلے اچھی اچھی نِیَّتیں ضرور کر لینی چاہئیں ہمارے اَسلاف رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عمل

سے پہلے نِیَّت سیکھا کرتے تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: پہلے کے لوگ عمل کے لئے اس طرح نِیَّت سیکھتے تھے جس طرح عمل سیکھتے تھے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا: ''عمل سے پہلے اس کی نِیَّت سیکھو اور جب تک تم نیکی کی نِیَّت پر رہو گے بھلائی پر رہو گے۔'' (قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲/۲۶۸)

کوئی بھی لمحہ نیکی سے خالی نہ گزرے

ایک طالبِ علم نے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی خدمت میں عرض کی: ''مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے باعث میں ہر وقت **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل میں مشغول رہوں کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ رات دن میں کوئی ایسا وقت گزرے جس میں، میں نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل نہ کیا ہو۔'' علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس سے فرمایا: ''تو اپنے مقصد کو پہنچ گیا جس قدر ممکن ہو نیک اعمال بجالا، جب تو تھک جائے یا کوئی عمل چھوڑ دے تو آیندہ اسے کرنے کی نِیَّت کر لیا کر کیونکہ نِیَّت کرنے والا بھی عمل کرنے والے کی طرح نیک عمل کر رہا ہوتا ہے۔''

(قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲/۲۶۸)

اچھی نِیَّت کی وجہ سے بخشش

خلیفہ ہارون الرشید کی زوجہ زُبَیدہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''**مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکِ** یعنی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔'' پوچھا کیا مغفرت کا سبب وہی سڑک بنی جسے آپ نے بہت زیادہ مال خرچ کر کے مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی طرف بنوایا تھا؟ کہا: نہیں، اس سڑک کا ثواب تو کام کرنے والوں کو ملا، مجھے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری اچھی نیّتوں کی وجہ سے بخشا ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، ص۴۲۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ

مَدِینہ مُنَوَّرہ کے 10 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 10 مدنی پھول

(1) اعمال کے ثواب کا دارومدار نیّتوں پر ہے جیسی نِیّت ویسا ہی ثواب۔

(2) ہر نیک کام سے پہلے اچھی اچھی نِیَّتیں ضرور کر لینی چاہئیں تاکہ اس عمل کا ثواب بڑھا دیا جائے۔

(3) جس عمل سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی مقصود نہ ہو وہ وَبال بن جاتا ہے۔

(4) اگر کسی نیک عمل کو بجالانے کی طاقت نہ ہو تو اس عمل کا ثواب پانے کے لئے یوں نِیَّت کر لی جائے ''اگر اس عمل کو کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور کرتا یا جب بھی مجھے موقع ملا تو ضرور عمل کروں گا۔''

(5) جو آخرت کا طلبگار ہو دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آتی ہے اور جو فقط دنیا ہی کا طلبگار ہو وہ خسارے میں رہتا ہے۔

(6) مددِ الٰہی نِیَّت کے خُلُوص کے مطابق ملتی ہے نِیَّت میں جتنا خُلُوص ہوگا اتنی زیادہ مدد کی جائے گی۔

(7) نیک کام کی صرف نِیَّت پر بھی ثواب ہے اگرچہ بعد میں کسی مجبوری کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے۔

(8) جو تقویٰ و پرہیزگاری کی نیت کرے پھر اگر وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر دنیا کی طرف مائل ہو بھی جائے تو وہ اپنی نیت کی برکت سے نیکی کی طرف لوٹ آئے گا۔

(9) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر بہت رحیم و کریم ہے کہ صرف نیت پر بھی ثواب عطا فرما دیتا ہے اور نہ جانے کتنے لوگوں کو صرف اچھی نِیَّتوں کی وجہ سے بخش دیتا ہے۔

(10) نِیَّت علیحدہ ایک مستقل عبادت ہے جبکہ عمل نِیَّت کا محتاج ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہیے کہ ہر نیک و جائز کام سے پہلے اچھی اچھی نِیَّتیں کر لیا کریں اس طرح

ہمارے اعمال کا ثواب بہت زیادہ بڑھ جائے گا کہ جتنی اچھی نیّتیں زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کے مدنی ماحول میں جہاں دیگر نیک اَعمال کی ترغیب دلائی جاتی ہے وہیں نیّتوں کی اصلاح اور ہر جائز کام سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کرنے کا بھی خوب ذہن دیا جاتا ہے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے مسلمانوں کی خیر خواہی کے مُقدّس جذبے کے تحت مختلف کاموں کی بہت سی نیّتیں مُرتَّب فرمائی ہیں، جیسے کھانے کی 40 نیّتیں، مل کر کھانے کی نیّتیں، پانی پینے کی 14 نیّتیں، چائے پینے کی 6 نیّتیں، خوشبو لگانے کی 47 نیّتیں، ان کے علاوہ بھی نیّتوں کے بہت سے مدنی پھول مُرتَّب فرمائے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ ''مَدَنی انعامات'' میں پہلا مَدَنی انعام ہی یہ ہے کہ ''کیا آج آپ نے کچھ نہ کچھ جائز کاموں سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کیں؟ نیز کم از کم دو کو اس کی ترغیب دلائی؟'' اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر جائز و نیک کام سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اِخلاص واِستِقامت کی دولت سے مالا مال فرمائے! ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:2 **ہر شخص اپنی نِیَّت پر اُٹھایا جائے گا**

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ عَبْدِاللّٰہِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَغْزُوْجَیْشٌ اَلْکَعْبَۃَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ قَالَتْ:قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!کَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ وَفِیْھِمْ اَسْوَاقُھُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ؟ قَالَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ.مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ،ھٰذَالَفْظُ الْبُخَارِی

(بخاری، کتاب البیوع،باب ماذکرفی الاسواق، ۲/۲٤، حدیث:۲۱۱۸)

ترجمہ: اُمُّ المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک لشکر کعبہ معظّمہ پر حملہ کرے گا جب وہ ''بَیْدَاء(1)'' کے مقام پر پہنچے گا تو انکے اگلے پچھلے سب کو زمین میں دھنسادیا جائے گا، اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی،یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انکے اگلے پچھلے سب کیسے دھنسادیئے جائیں گے حالانکہ ان میں سے بعض تو دکاندار ہوں گے اور کچھ ان لشکریوں میں سے نہ ہوں گے؟ فرمایا: ''انکے اول وآخر کو دھنسادیا جائے گا پھر وہ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔''

بُری صُحبت کی نُحُوست

عَلَّامَہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **''عُمْدَۃُ الْقَارِی''** میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر خانۂ کعبہ کوڈھانے کا ارادہ کرے گا پھر انہیں مقامِ ''بَیْدَاء'' میں دھنسادیا ئے گا اور وہ خانہ کعبہ تک پہنچ بھی نہ پائے گا۔'' (عمدۃ القاری، کتاب البیوع، باب ماذکرفی الاسواق، ۸/ ۳۹۸، تحت الحدیث:۲۱۱۸)

عَلَّامَہ حَافِظ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فَتْحُ الْبَارِی** میں فرماتے ہیں کہ اُس لشکر

---

(1) ''بَیْدَاء'' ایسے میدان کو کہتے ہیں جس میں درخت و ٹیلے وغیرہ کچھ نہ ہوں، یعنی بالکل چٹیل میدان، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک میدان کا نام بھی ''بَیْدَاء'' ہے۔

میں سے صرف ''شُرَیْد'' نامی شخص زندہ بچے گا جو باقی لوگوں کو اس کی خبر دے گا۔(فتح الباری، کتاب البیوع،باب ماذکرفی الاسواق، ۲۹۲/۵، تحت الحدیث:۲۱۱۸)**عَلَّامَہ اِبنِ بَطَّال** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ ذِی الْجَلَال **شرحِ بخاری** میں فرماتے ہیں کہ جس نے فتنہ یا مَعْصِیَت(گناہ)میں کسی قوم کا ساتھ دیکر ان کی تعداد بڑھائی، اسے بھی ان کے ساتھ عذاب دیا جائے گا جبکہ انہیں اس کام پر مجبور نہ کیا گیا ہو۔(شرح ابن بطال، کتاب باب ما ذکر فی الاسواق، ۲۵۰/۶، تحت الحدیث:۲۱۱۸)

شارح بخاری حضرت علامہ سید **محمود احمد رضوی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **فیوض الباری** میں فرماتے ہیں:''جناب عائشہ(رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا)کے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ **خانۂ کعبہ** پر چڑھائی کی نِیَّت سے آئیں گے وہ تو مجرم تھے لیکن جن کی یہ نِیَّت نہ ہو بلکہ وہ صرف خرید وفروخت کے لئے آئے ہونگے یا جو مجبور وقیدی ہوں گے اور انہیں زبردستی لایا گیا ہوگا کیا انہیں بھی دھنسا دیا جائے گا؟ارشاد فرمایا،سب کو دھنسا دیا جائے گا،مطلب یہ ہے کہ جب سیلاب آتا ہے تو اچھے اور بُرے کی تفریق کئے بغیر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔اسی طرح ان سب کو بھی عذاب الٰہی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔البتہ بروزِ قیامت ہر شخص اپنی اپنی نِیَّت پر اٹھایا جائے گا۔''

(ملخصاً فیوض الباری،۹۷/۸)

معلوم ہوا کہ اُخروی معاملات کا تَعَلُّق نِیَّت سے ہے۔دنیا میں جو عمل جس نِیَّت سے کیا گیا آخرت میں اسی کے مطابق جزا وسزا کا معاملہ ہوگا جیسا کہ حدیث مذکور میں اس لشکر کے مُتَعَلِّق ارشاد ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسکی نِیَّت کے مطابق معاملہ ہوگا۔اس لئے نِیَّت کی اصلاح بہت ضروری ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ گاروں کی صحبت باعثِ ہلاکت ہے۔جب گناہ گاروں پر عذابِ الٰہی آتا ہے تو ان کی صحبت میں رہنے والے بھی عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں اگرچہ وہ گناہ گار نہ ہوں لیکن گناہوں کی نحوست ضرور ان تک پہنچتی ہے۔

صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے:''مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیْسِ السُّوْءِ کَمَثَلِ

صَاحِبِ الْمِسْکِ وَکِیْرِ الْحَدَّادِ لَا یَعْدَمُکَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْکِ اِمَّا تَشْتَرِیْهِ اَوْ تَجِدُ رِیْحَهٗ وَکِیْرُ الْحَدَّادِ یُحْرِقُ بَدَنَکَ اَوْ ثَوْبَکَ اَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً۔“

(بخاری، کتاب البیوع، باب فی العطّار وبیع المسک، ۲/۲۰، حدیث:۲۱۰۱)

ترجمہ: ”اچھے اور بُرے ہمنشین کی مثال، مُشک بیچنے والے اور بَھٹّی جھونکنے والے کی طرح ہے، لازمی ہے کہ مشک بیچنے والے سے یا تو تم مشک خریدو گے یا تم اس کی خوشبو پاؤ گے، جبکہ بَھٹّی جھونکنے والا تمہارے کپڑے یا بدن کو جلا دے گا یا تم اس سے ناگوار بو پاؤ گے۔“

عقل مند انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اچھوں کی صحبت میں رہے اور اچھی اچھی نیّتیں کر کے اپنی آخرت سنوارے۔ حدیثِ مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے گھر کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی بدبخت نے حَرَمَیْن طَیِّبَیْن کی جانب بُری نظر ڈالی وہ زمانے کے لئے عبرت بنا دیا گیا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت سے کئی برس پہلے جب اَبْرَہَہ ملعون کَعبةُ اللّٰہِ الْمُشَرَّفَه کو نقصان پہنچانے آیا تو اس کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے۔

اَبْرَہَہ اور اس کا کَنِیْسَہ

لُغتِ حبشہ میں ”اَبْرَهَه“ سفید چہرے والے کو کہتے ہیں۔ اَبْرَہَہ کی کنیت **اَبُو یَکْسُوْم** تھی وہ مذہباً نصرانی تھا۔ وہ چھوٹے قد اور موٹے جسم کا مالک تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی کسی غلطی کے اِزالے کے لئے اپنے بادشاہ **اَصْحَمَہ بِنْ بَحْر نَجَاشِی** کو تحائف اور نیازمندی کا خط بھیجا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر یمن کی مستقل حکمرانی اَبْرَہَہ کو دے دی۔ اَبْرَہَہ اس انعامِ شاہی پر بہت خوش ہوا اور اَرَاکینِ سلطنت، وُزَرا و اُمَرا کو جمع کر کے کہا: بادشاہ بہت مرتبے کا مالک ہے، اس نے مجھے معاف کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے، اب کوئی ایسی تجویز بتاؤ جس سے بادشاہ کا دل اور زیادہ خوش ہو؟ سب نے باہم مشورے کے بعد کہا: اے ہمارے سردار! **اہلِ عرب** کا کعبہ نہایت مُعَظَّم و مُقَدَّس سمجھا جاتا

ہے۔ پورا عرب اس کی زیارت کو آتا ہے، اسی کی وجہ سے اہلِ عرب کو شرافت و بزرگی حاصل ہے حالانکہ وہ تو صرف پتھروں کی ایک عمارت ہے، تم بادشاہ کے دِین کے مطابق یمن میں ایک کَنِیْسَہ (عبادت خانہ) تیار کرو جس کی بنیادیں "زَرْ و سِیْم" (سونا و چاندی) کی ہوں اس کی دیواریں قیمتی جواہر سے آراستہ کی گئی ہوں۔ پھر مختلف ملکوں بالخصوص عرب میں اعلان کرادو کہ جو کوئی اس کَنِیْسَہ کی زیارت کو آئے گا اسے سونا و چاندی سے نوازا جائے گا لوگ لالچ و حرص پر اَطراف و اَکناف سے اس کی زیارت کو آئیں گے اس کا طواف کریں گے اس طرح بادشاہ کی عزت اَفزائی ہوگی اور وہ تم سے خوش ہو جائے گا۔ اَبْرَہَہ کو یہ کفریہ تجویز بہت پسند آئی اس نے کَنِیْسَہ تیار کرایا اور سب ملکوں میں اس کی زِیارت کا اعلان کیا جانے لگا۔ چنانچہ مختلف ملکوں سے لوگ یمن آنے لگے۔ اَبْرَہَہ انہیں قیمتی تحائف دینے لگا۔

کَنِیْسَہ پر گندگی

اہلِ عرب کو اَبْرَہَہ کی یہ مذموم حرکت بہت ناگوار گزری۔ چنانچہ، **قبیلہ بنی کِنَانَہ** کے **زُہَیر بن بَدْر** نامی شخص نے پہلے تو اس کَنِیْسَہ کی کچھ عرصہ مُجَاوَرَتْ اِختیار کی پھر موقع پاکر اِس میں قضائے حاجت کر کے گندگی اس کی دیوار پر لیپ کر وہاں سے بھاگ آیا۔ یہ خبر اَطراف و اَکناف میں آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ کَنِیْسَہ کے طواف اور اس میں عبادت سے مُتَنَفِّرْ (مُ۔تَ۔نَفْ۔فِرْ) ہو گئے۔ اس پر اَبْرَہَہ کو بہت طیش آیا اس نے "**کَعْبَہ مُعَظَّمَہ**" کو ڈھانے کی قسم کھائی اور ایک بہت بڑا لشکر لے کر **مَکَّۂ مُکَرَّمَہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی جانب روانہ ہوا اس کے ساتھ سینکڑوں ہاتھی تھے اور سب سے آگے چلنے والا ایک **عَظِیْمُ الْجُثَّۃ** (بہت بڑی جسامت والا) ہاتھی تھا جس کا نام **محمود** تھا۔ حضرت **سَیِّدُنا عَبْدُالْمُطَّلِب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اَبْرَہَہ کے لشکر کا معلوم ہوا تو آپ نے اَبْرَہَہ کو **تِہَامَہ** کے تہائی مال کی پیش کش کی تاکہ وہ اس بُرے اِرادے سے باز آ کر واپس چلا جائے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ **کَعْبَہ** کے قریب پہنچ کر اس نے اپنے ایک خاص آدمی اَسْوَد کے ذریعے اہلِ مکہ کے جانور قید کرا لئے۔ ان میں 200 اُونٹ حضرت **عَبْدُالْمُطَّلِب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بھی تھے جو آپ نے حُجَّاج کِرَام کے لئے وقف کئے ہوئے تھے۔

نورِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی چمک

چنانچہ حضرتِ سَیِّدُ نا عَبْدُ الْمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَبْرَھَہ کی طرف گئے۔ ابرھہ کو آپ کی آمد کی اطلاع دیتے ہوئے اُس کے ایک وزیر انیس سَائِسُ الْفِیْل نے کہا: سیدِ قریش اور عِیْرِ مَکَّہ (مکہ کے قافلوں) کا سردار آیا ہے جو لوگوں کو گھروں میں اور وُحُوش (جنگلی جانوروں) کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانا کھلاتا ہے۔ وہ راست گُفتار، کریم طبیعت، نیک رُو، باسِیادَت و باسَخاوت اور بَاہَیْبَت انسان ہے۔ اور اس (کی پیشانی) سے ایسا نور چمکتا ہے جو مرعوب کر دینے والا ہے۔ (یعنی نورِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن کی پیشانی میں چمکتا ہے)۔ (روح البیان، پ ٣٠، الفیل، تحت الایۃ: ١، ١٠/٥١٣) یہ سن کر اَبْرَہَہ نے اپنا تخت خوب سجایا اور بڑے رُعب سے اس پر بیٹھ گیا۔ وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا اپنی کسرِ شان سمجھتا تھا۔ لیکن جب آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے تو وہ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیشانی پر نورِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چمک دمک دیکھ کر بے اختیار تخت سے نیچے اترا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تخت پر بٹھا کر خود نہایت ادب سے بائیں جانب بیٹھ گیا اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''میں اپنے اُونٹ لینے آیا ہوں۔'' اَبْرَھَہ نے کہا: ''میں خانۂ کعبہ کو ڈھانے آیا ہوں جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مُعَظَّم و مُحْتَرَم مقام ہے۔ بڑے تَعَجُّب (تَعَ. جُب) کی بات ہے کہ تم اُس کے لیے تو کچھ نہیں کہتے اور اپنے اُونٹوں کے بارے میں بات کرتے ہو۔'' فرمایا: ''میں اُونٹوں کا مالک ہوں اس لئے انہی کے لیے کہتا ہوں اور جو کَعْبَۂ مُعَظَّمَہ کا مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت اُسی طرح فرمائے گا، جیسے پہلے اسے تُبَّع اور سَیْف بن ذِی یَزَن اور کِسریٰ سے محفوظ رکھا۔'' یہ سن کر اَبْرَہَہ نے طَیْش میں آ کر کہا: اس کے اونٹ واپس کر دو، اب میں دیکھتا ہوں مجھ سے کَعْبَہ کو کون بچاتا ہے۔

حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے اور قریش کو جمع کر کے انہیں مشورہ دیا کہ تم سب پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں پر پناہ لے لو۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِب

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے **کَعْبَہ مُعَظَّمَہ** کے دروازے پر جا کر بارگاہِ الٰہی میں اسکی حفاظت کی دُعا کی اور اپنی قوم کی طرف چلے گئے (دعا یہ تھی): **اِنَّ الْمَرْءَ یُحْمِیْ رَحْلَہٗ فَامْنَعْ حِلَالَکَ لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ وَمِحَالُھُمْ غَدْوًا مِحَالَکَ** (اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہر آدمی اپنے سامان کا محافظ ہوتا ہے، تُو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما کہ کل ان کی صلیب اور قوت تیری قوت پر غالب نہ آئے)۔(روح البیان، پ ۳۰، الفیل، تحت الآیۃ: ۱، ۱۰/۵۱۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

با اَدب ہاتھی

اَبْرَہَہ نے صبح سویرے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اسے یمن یا دوسری کسی طرف بھی چلاتے تو چل پڑتا تھا، جب **کَعْبَہ مُعَظَّمَہ** کی طرف رخ کرتے تو آگے چلنے کے بجائے زمین پر بیٹھ جاتا۔ اَبْرَہَہ نے تنگ آ کر اسے شراب پلائی تا کہ نشہ کی وجہ سے اسے سمت معلوم نہ ہو اور کعبہ معظّمہ کی طرف چل پڑے لیکن شراب پینے کے باوجود بھی وہ اس طرف نہ چلا۔ کہا جاتا ہے کہ **نُفَیْل بِنْ حَبِیْب خَثْعَمِی** نے ہاتھی کے کان پکڑ کر کہا تھا: **اُبْرُکْ مَحْمُوْدُ وَارْجِعْ رَاشِدًا مِنْ حَیْثُ جِئْتَ فَاِنَّکَ فِیْ بَلَدِ اللّٰہِ الْحَرَام**. یعنی: ''اے محمود! گھٹنوں کے بل بیٹھ یا سیدھا راستہ لے کر جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جا کیونکہ تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محترم شہر میں آیا ہے۔'' **یہ سنتے ہی با اَدب ہاتھی** پیچھے ہٹ گیا اور حرم شریف کی طرف قدم نہ بڑھائے۔

حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ الْمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہاڑ پر چڑھ کر اَبْرَہَہ کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی دوران **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے سیاہ پرندے بھیجے جن کی چونچیں سُرخ اور گردنیں سبز اور لمبی تھیں۔ یہ پرندے اَبْرَہَہ کے لشکر پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں گراتے، جسے بھی وہ کنکری لگتی وہ فوراً ہلاک ہو جاتا کچھ ہی دیر میں سارے کا سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔

چیچک کی ابتدا

حضرتِ سَیِّدُنا عِکْرِمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ جسے وہ کنکری لگتی وہ چیچک (یعنی ایسی بیماری جس کی وجہ

سے جسم پر دانے نکل آتے ہیں) میں مبتلا ہوجاتا، چیچک کی بیماری سب سے پہلے عرب میں اسی دوران پیدا ہوئی۔قرانِ کریم نے اَصحابِ فیل (ہاتھی والوں) کے واقعے کو یوں بیان فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾ (پ ۳۰،الفیل:۱تا۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا، کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا، اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں (فوجیں) بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔(کھائے ہوئے بھوسے کی طرح)

اَبْرَہَہ اور اس کے وزیر کا عبرتناک انجام

اَبْرَہَہ یمن کی طرف بھاگا تو اسے ایک گندی بیماری لاحق ہوگئی جس سے اس کا گوشت جھڑنے لگا، یہاں تک کہ جب وہ "صَنْعَاء" پہنچا تو چوزے کی طرح ہو چکا تھا۔پھر دل کی جانب سے اس کا سینہ پھٹا اور وہ واصلِ جہنم ہوگیا۔بعد ازاں اس کا بیٹا "یَکْسُوْن" تخت نشین ہوا۔

اَبْرَہَہ کا وزیر "اَبُو یَکْسُوم" ان پرندوں کو دیکھ کر حبشہ کی جانب بھاگا۔پرندے اس کے ساتھ ساتھ رہے اس نے نَجَاشِی کے پاس پہنچ کر تمام واقعہ سنایا جونہی بات مکمل ہوئی اس پر کنکری گری اور وہ فوراً ہلاک ہوگیا۔اس واقعے سے نجاشی کو بہت عبرت حاصل ہوئی۔اَبْرَہَہ کے لشکر کی ہلاکت سے لوگوں کے دلوں میں قریش کی عزت وعظمت اور ہیبت مزید بڑھ گئی۔

کَنِیْسَہ کی بربادی

وہ کَنِیْسَہ جسے اَبْرَہَہ نے مالِ کثیر خرچ کر کے کَعْبَۂ مُعَظَّمَہ کی ویرانی کے لئے بنایا تھا، خود ایسا ویران ہوا کہ اس کے اردگرد بکثرت درندوں، سانپوں اور جِنّات نے ڈیرے جمالئے، جو کوئی وہاں جاتا جنات اس کے پیچھے

پڑ جاتے۔ بنوعبّاس کے پہلے خلیفہ ”سِفَّاح“ کے زمانے تک یہی حال رہا، جب اسے اَبْرَہَہ کے کَنِیْسَہ کے متعلق بتایا گیا تو اس نے اپنا عامل یمن بھیجا جس نے کَنِیْسَہ کی باقی ماندہ عمارت کو توڑ کر قیمتی جواہرات وسونا چاندی سے مُرَصَّع اینٹیں اور دیگر قیمتی اشیاء کا بہت بڑا ذخیرہ حاصل کیا۔ اس کے بعد اس کَنِیْسَہ کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

(روح البیان، پ ۳۰، الفیل، تحت الآیۃ: ۱، ۱۰/ ۵۱۱ تا ۵۱۷، ملخصًا)

تُوْبُوْا اِلَی اللہ اَسْتَغْفِرُ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ”اَبْرَھَہ“ نے جب حَرَم شریف کو نقصان پہنچانے کا عزم کیا تو کیسی ذِلّت ورسوائی کی موت مرا اور لوگوں کے لئے قیامت تک عبرت کا نشان بن گیا۔ اسی طرح یزید بد بخت کے ایک لشکر نے حَرَمَیْن طَیِّبَیْن کی بے ادبی کی تو اسے بھی عبرت کا نمونہ بنا دیا گیا۔

مُسْلِم بِنْ عُقْبَہ یَزِیْدِی کا عبرتناک اَنجام

۶۳ھ میں یزید بد بخت نے مسلم بن عقبہ کو بارہ یا بیس ہزار کا لشکر دے کر مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ اور مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا، اس بد بخت لشکر نے مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں وہ طوفان برپا کیا کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ، قتل وغارت گری کی، گھروں کو لوٹا اور طرح طرح کے مظالم کا بازار گرم کیا، سات سو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو شہید کیا اور تابعین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن وغیرہ کو ملا کر کل دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو شہید کیا، نوجوانوں کو قید کر لیا اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ ان بدکاروں نے وہاں کی عفت ماب، پاکدامن بیبیوں کو تین دن تک اپنی ہَوَس کا نشانہ بنائے رکھا۔ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مُقَدَّسَہ کی سخت بے حرمتی کی، مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن تک مسجدِ نبوی شریف میں لوگ نماز کے لئے حاضر نہ ہو سکے صرف حضرتِ سَیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو اَکابر تابعین میں سے

تھے، مجنون بن کر وہاں حاضر رہے، ظالموں نے انہیں بھی گرفتار کرلیا، لیکن پھر دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا، پھر کچھ لشکریوں نے ایک نوجوان کو قید کرلیا تو اس کی بوڑھی ماں مسلم بن عقبہ کے سامنے رو پڑی منت سماجت کرتے ہوئے اپنی لختِ جگر کی رہائی کی فریاد کی اس ظالم نے اس کے لڑکے کو بلا کر گردن تن سے جدا کردی اور سر اس کی ماں کی طرف پھینکتے ہوئے کہا: ''کیا تو اپنے زندہ رہنے کو غنیمت نہیں سمجھتی کہ بیٹے کو لینے آ گئی؟''

اسی طرح ایک اور شخص کو قتل کیا گیا تو اس کی ماں ام یزید بن عبداللّٰہ بن ربیعہ نے قسم کھائی کہ اگر میں قدرت پاؤں گی تو مسلم بن عقبہ کو زندہ یا مردہ جلاؤں گی، جب وہ ظالم مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ میں قتل وغارت کے بعد مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی طرف چلا، تاکہ حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور وہاں کے ان مسلمانوں کا کام تمام کرے جو یزید کے خلاف ہیں تو راستے میں اس بدبخت پر فالج کا حملہ ہوا اور یہ موت کے گھاٹ اُتر گیا، یزید کے حکم پر حُصَیْن بِن نُمَیْر کو لشکر کا امیر بنا دیا گیا، مسلم بن عقبہ کو وہیں دفن کرکے یہ لشکر آگے بڑھ گیا، جب اس عورت کو مسلم بن عقبہ کے مرنے کا پتہ چلا وہ کچھ آدمیوں کو لے کر اس کی قبر پر آئی تاکہ اسے قبر سے نکال کر جلائے اور اپنی قسم پوری کرے۔ چنانچہ، قبر کھودی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک خوفناک اژدھا اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور اس کی ناک کی ہڈی کو اپنے منہ میں لے رکھا ہے، یہ خوفناک منظر دیکھ کر سب لوگ بھاگنے لگے اور عورت سے کہا: خدائے قہّار و جبّار نے خود ہی اسے سزا دے دی ہے اور عذاب کا فرشتہ اس پر مسلط کردیا، اب تو اس کو رہنے دے، عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں اپنی قسم ضرور پوری کروں گی اور اس کو جلا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گی، عورت کے اصرار پر لوگوں نے مجبور ہو کر کہا: ''اچھا پھر اسے پیروں کی طرف سے نکالنا چاہیے۔'' جب ادھر سے مٹی ہٹائی تو پیروں پر بھی ایک اژدھا لپٹا ہوا تھا، لوگوں نے عورت سے کہا کہ اب اسے چھوڑ دے اسے یہی عذاب کافی ہے، مگر وہ نہ مانی، وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگنے لگی: الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے اس ظالم پر میرا غصہ محض تیری رضا کے لیے ہے، مجھے یہ قدرت دے کہ میں اپنی قسم پوری کروں اور اس کو جلاؤں، یہ دعا کرکے

اس نے ایک لکڑی سانپ کی دُم پر ماری وہ گردن سے اتر کر چلا گیا پھر دوسرے سانپ کو ماری وہ بھی چلا گیا، پھر مسلم بن عقبہ کی لاش کو قبر سے نکال کر جلا دیا گیا۔ (خطبات محرم، ص۴۴۰، بحوالہ شام کربلا)

سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے اَدبی ہو

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کعبہ گرتے ہی قیامت قائم ہو جائے گی

کعبۃُ اللّٰہِ الْمُشَرَّفہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم الشّان نشانی ہے۔ جب تک یہ قائم ہے دنیا باقی ہے جب اس کو گرا دیا جائے گا تو دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی اور قیامت بَرپا ہو جائے گی۔ قربِ قیامت میں ایک بد بخت حبشی خانۂ کعبہ کو گرا دے گا جس کے فورًا بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔ (اشعۃ اللمعات،۲/۴۰۹)

بد بخت حبشی

حبیبِ پَروَرْدگار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پَروَرْدگار غیبوں پر خبردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: **''چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی خانہ کعبہ کو گرا دے گا۔''** ایک روایت ہے کہ **''گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ کالا اور چوڑی ٹانگوں والا ہے، کعبہ کے پتھر اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینک رہا ہے۔''**

(بخاری، کتاب الحج، باب ھدم الکعبۃ، ۱/۵۳۷، حدیث:۱۵۹۵۔۱۵۹۶)

عمدۃُ القارِی شرح بخاری میں ہے کہ ''آخری زمانے میں حضرتِ سَیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال کے بعد جب سینوں سے قرآن پاک اُٹھا لیا جائے گا تو اس کے بعد وہ بد بخت حبشی خانۂ کعبہ کو گرائے گا۔''

(عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب الحج، باب قولہ تعالٰی جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام، ۷/۱۵٦، تحت الحدیث:۱۵۹۱)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے ہیں: ''گویا وہ منظر میرے سامنے ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ کعبے کو ڈھا رہا ہے اور اس کا ایک ایک پتھر گرا رہا ہے میں اس کے گرانے کو اور پتھروں کے گرنے کو دیکھ رہا ہوں اور آواز سن رہا ہوں۔'' معلوم ہوا کہ نگاہِ نبی ہمارے خواب وخیال سے بھی زیادہ قوی ہے کہ اگلے پچھلے واقعات کو ملاحظہ فرمالیتی ہے۔ (مراۃ المناجیح،۴/ ۲۰۴،ملخصاً)

مدنی گلدستہ

''کَعْبَہ'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) نافرمانوں کی جماعت میں اضافہ کرنے والے بھی عذاب میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔

(2) ظالموں اور نافرمانوں کی جماعت سے ہمیشہ دور رہنا چاہیے کیا معلوم گناہوں کی نحوست سے ان پر کب عذاب آجائے اور نیک وصالح لوگ بھی عذاب کی لپیٹ میں آجائیں۔ ہمیں ہر حال میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہیے اس کی حکمتیں وہی جانتا ہے۔ عاجزی و اِنکساری اسے بہت پسند ہے ہمیں اپنے نیک اعمال پر غرور وتکبر نہیں کرنا چاہیے وہ قادِرِ مُطْلَق ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے چاہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ بس ہر وقت اس سے عَفْو وکرم کی بھیک مانگنی چاہیے۔

(3) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے آقا، احمدِ مُجتَبیٰ، مدینے والے **مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت تک بلکہ اس کے بعد کے حالات کی بھی خبر دی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا   جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(4) بارگاہِ الٰہی میں ہر شخص کے ساتھ اس کی نِیَّت کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر آن اپنا مطیع وفرمانبردار رکھے اور ہمیشہ اچھوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے ! **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** عَزَّوَجَلَّ آج کے اس پُرفِتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** ہمیں بہت ہی پیارا سنتوں بھرا ماحول فراہم کرتی ہے، دین ودنیا کی بھلائی حاصل کرنے کے لئے **مدنی ماحول** سے وابستہ رہیے اِس کی بَرَکت سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ اَخلاقی اَوصاف غیر محسوس طور پر آپ کے کردار کا حصّہ بنتے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار **سنّتوں بھرے اجتماع** میں شرکت کرے اور سنّتوں کی تربیّت کے **مَدَنی قافِلوں** میں عاشِقانِ رسول کے ہمراہ سنّتوں بھرا سفر کرے۔ اِن مَدَنی قافِلوں میں سفر کی بَرَکت سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے سابِقہ طرزِ زندگی پر غور وفکر کا موقع ملے گا اور دل عاقِبت کی بہتری کے لئے بے چین ہوجائے گا ،جس کے نتیجے میں گناہوں پر نَدامت ہوگی اور توبہ کی سعادت ملے گی۔ عاشِقانِ رسول کے ہمراہ مَدَنی قافِلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فُحش کلامی اور فُضول گوئی کی جگہ لب پر دُرُودِ پاک کا وِرد ہوگا اور زَبان تلاوتِ قرآن اور ذکر ونعت کی عادی بن جائے گی ، غُصّے کی جگہ نرمی ، بے صَبری کی جگہ صبر وتحمُّل ، تکبُّر کی جگہ عاجزی اور اِحترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا۔ دنیاوی مال ودولت کے لالچ سے پیچھا چُھوٹے گا اور نیکیوں کی حِرص ملے گی ، الغرض بار بار راہِ خدا میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مَدَنی انقلاب برپا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ، اس ضمن میں مدنی ماحول کی برکتوں سے مالا مال ایک مدنی بہار ملاحظہ فرمائیے:

مُرادآباد (یوپی، ہند) کے ایک اسلامی بھائی کی تحریر کا خلاصہ ہے: تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** کے مشکبار مَدَنی ماحول سے وابَستگی سے قبل میں گناہوں کے سَمُنْدر میں غَرَق تھا۔ نمازوں سے دُوری، فیشن پرستی اور بے حیائی کی نُحوستوں میں جکڑا ہوا ہونے کے سبب میری زندگی کے ایّام جو کہ یقیناً انمول ہیرے ہیں غفلت کی نذر رہتے۔ رُوحانی اَمراض کے علاوہ میں جسمانی اَمراض میں بھی گرفتار تھا۔ چنانچہ، مجھے **ناک کی ہڈّی** بڑھ جانے کے ساتھ ساتھ **دل کی بیماری** بھی تھی ،جس کی وجہ سے میں کافی اذیّت کا شکار رہتا تھا۔ بالآخر عِصیاں کی

تاریک رات کے سیاہ بادَل چھٹے۔ ہُوا یوں کہ مجھے دعوتِ اسلامی کے تحت سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر کرنے والے **مَدَنی قافلے** میں سفر کی سعادت نصیب ہوئی، عاشقانِ رسول کی صُحبت کی بدولت میری زندگی میں مَدَنی اِنقِلاب برپا ہوگیا اور میں نے تمام سابِقہ گناہوں سے توبہ کرکے اپنے آپ کو سنّتوں کے راستے پر ڈال دیا، اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ بَرَکت بھی نصیب ہوئی کہ **مَدَنی قافِلے سے واپسی پر میری ناک کی بڑھی ہوئی ہڈّی دُرُست ہوچکی تھی اور کچھ دنوں کے بعد میرے دل کا مَرَض بھی خَتم ہو گیا۔**

دل میں گر درد ہو ڈر سے رُخ زرد ہو ۔۔۔ پاؤ گے فَرحتیں قافلے میں چلو

ہے شِفا ہی شِفا، مرحبا! مرحبا! ۔۔۔ آ کے خود دیکھ لیں، قافِلے میں چلو

اَللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں ۔۔۔ اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:3

جہاد ونِیَّت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(مسلم، کتاب الامارة، باب المبایعة بعد فتح مکة......الخ، ص ۱۰۳۶، حدیث: ۱۸۶٤)

قَالَ النَّوَوِی: "وَ مَعْنَاهُ لَا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَارَ إِسْلَامٍ"

ترجمہ: حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جنابِ رِسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشادفرمایا: ''فتحِ مکہ کے بعدہجرت نہیں البتہ جہاداورنِیَّت باقی ہے اور جب تمہیں جہادکی طرف نکلنے کوکہاجائے توچل پڑو۔''

اِمام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اب مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ وہ دَارُ الْاِسْلام بن چکا ہے۔''

ہجرت سے کیا مراد ہے؟

علامہ میر سید شریف جرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ہجرت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''هِيَ تَرْكُ الْوَطَنِ الَّذِي بَيْنَ الْكُفَّارِ وَالْاِنْتِقَالُ اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ. ترجمہ: جو وطن کفار کے علاقوں کے درمیان ہو اس کو چھوڑنا اور دارُالاسلام[1] کی طرف مُنْتَقِل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۷۲)

---

[1] دارُالاسلام اور دارُالحَرب کی تعریف

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن دارُالحرب اور دارُالاسلام کی تعریف بیان فرماتے ہیں: ''دارُالاسلام: وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو، یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے۔ اور اگر شعائرِ کفر جاری کئے اور شعائرِ اسلام یک لخت اٹھا دیئے اور اس میں کوئی شخص امانِ اول پر باقی نہ رہا، اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تو دارُالحرب ہو جائے گا، جب تک یہ تینوں شرطیں جمع نہ ہوں کوئی دارُالاسلام دارُالحرب نہیں ہوسکتا۔'' (ماخوذ از فتاوی رضویہ مخرجہ، ج ۱۷، ص ۳۶۷)

”فتحِ مکہ کے بعد ہجرت نہیں“ کا مطلب

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃُ القاری میں فرماتے ہیں: ”فتحِ مکہ کے بعد ہجرت نہیں“ اس فرمانِ عالی شان کا مطلب ہے کہ اب مکۂ مکرمہ سے ہجرت (فرض) نہیں۔ باقی وہ جگہیں جہاں دینِ اسلام کے احکام کی حفاظت نہ کی جاسکے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔(عمدۃ القاری، کتاب الجھاد والسیر، باب فضل الجھاد والسیر، ۱۰/۷۹، تحت الحدیث:۲۷۸۳)

جبکہ امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ دَارُ الْحَرب سے دَارُ الْاِسلام کی طرف ہجرت قیامت تک باقی رہے گی اور حدیث مذکور کی تاویل میں دو قول ہیں:

(1) فتحِ مکہ کے بعد مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ہجرت نہیں کی جائے گی کیونکہ اب وہ دارُ الاسلام بن چکا ہے اور ہجرت دارُ الحرب سے کی جاتی ہے نہ کہ دارالاسلام سے اور یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے آیندہ کی خبر دے دی کہ اب مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا ہمیشہ دارُ الاسلام ہی رہے گا۔

(2) فتحِ مکہ کے بعد مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ہجرت کرنے کا ثواب اور فضیلت ویسی نہیں رہی جو فتحِ مکہ سے پہلے تھی جیسا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْاؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠ (۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعدِ فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اَللّٰہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اَللّٰہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ۲۷، الحدید: ۱۰)

(شرح مسلم للنووی، کتاب الحج، باب تحرم مکۃ وتحریم صیدھا وخلاھا وشجرھا، ۵/۱۲۳، الجزء التاسع)

مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے ہجرت میں حکمت

امام ابو عبد اللہ مُحَمَّد بنْ عَلِی بنْ عُمَر تَمِیْمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اولِ اسلام میں ہجرت فرض تھی تاکہ مسلمان کافروں کے شہر میں غلبے کی وجہ سے اُن کے ظلم وستم سے محفوظ رہیں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُعاوِن ومددگار بنیں اور کفار کو آپ سے دور رکھیں، پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو ہجرت فرض نہ رہی کیونکہ یہاں کے مسلمانوں سے اَذِیت دور ہوگئی اور حضور عَلَیْہِ السَّلَام کو کفار کے ضرر سے بچانے کے لئے محافظین کی ضرورت نہ رہی۔ لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب پانے، آپ کی زیارت کرنے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے ہجرت مستحب ہے۔ (اکمال المعلم، کتاب الامارۃ، باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ...... الخ، ۶/۲۷۵)

ہجرت کی اقسام

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ہجرت کی کئی اقسام بیان کی ہیں:

(1) ہجرتِ حبشہ (2) مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت (3) ہجرتِ شام (4) مکے کے جو لوگ اسلام لائے ان کا ہجرت کرنا (5) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی منع کردہ چیزوں سے ہجرت کرنا یعنی انہیں چھوڑ دینا۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجھاد والسیر، باب فضل الجھاد والسیر، ۱۰/۷۹، تحت الحدیث: ۲۷۸۳)

مکہ شریف سے ہونے والی تین ہجرتیں

(1) مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت

جب دینِ اسلام کا سورج دنیا کو اپنے نور سے مُنَوَّر کرنے کیلئے مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا میں طلوع ہوا تو کفروشرک کے سیاہ بادَل ہر طرف سے اُمنڈ آئے اور اس آفتابِ کامل کی نور بار کرنوں کو روکنے کی بھرپور کوشش کرنے لگے۔ جو خوش نصیب دامنِ اسلام سے وابستہ ہوتا کفارِ بداَطوار اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتے۔ دینِ اسلام کے شیدائی یہ سب تکالیف ہنس کر برداشت کرلیتے۔ لیکن جب ان ظالموں کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا اور انہوں

نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو ''حبشہ'' کی جانب ہجرت کا حکم دیا۔ اِعلانِ نُبُوَّت کے پانچویں سال رَجَبُ الْمُرَجَّب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں کے قافلے نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔(الطبقات الکبری لابن سعد، ۱/۱۵۹) حبشہ کے بادشاہ کا نام ''اَصْحَمَہ'' اور لقب ''نَجَاشی'' تھا۔ عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا۔ توراۃ و اِنجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔(سیرت مصطفیٰ، ص۱۲۶)

جب کفارِ مکہ کو معلوم ہوا تو ان ظالموں نے اُن کی گرفتاری کیلئے تعاقب کیا لیکن یہ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے کفار ناکام واپس لوٹے۔ مہاجرین کا یہ قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اُتر کر اَمن و امان کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا۔(الطبقات الکبری لابن سعد، ۱/۱۶۲) چند دنوں بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفارِ مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر چند لوگ حبشہ سے مکۂ مکرمہ لوٹ آئے مگر یہاں آ کر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ، کچھ تو دوبارہ حبشہ چلے گئے اور کچھ مکۂ مکرمہ میں ہی چھپ کر رہنے لگے، لیکن کفارِ مکہ نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور اُن پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے۔ نبیِ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو پھر حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ، حبشہ سے واپس آنے والے اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص۱۲۷)

کفارِ مکہ اور نجاشی

تمام مہاجرین نہایت اَمن وسکون سے حبشہ میں رہ رہے تھے۔ کفارِ مکہ کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ فرزندانِ توحید کہیں اَمن وچین کے ساتھ رہ سکیں۔ چنانچہ، ان ظالموں نے ''عَمْرو بن العاص'' اور ''عمارہ بن ولید'' کو تحائف دے کر بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔(شرح المواھب، ۱/۵۰۶) انہوں نے نجاشی کے دربار میں تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کر کے فریاد کرنے لگے: ''اے بادشاہ! ہمارے خاندان کے کچھ مجرم مکۂ مکرمہ سے بھاگ کر آپ کے

ملک میں رہنے لگے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیجیے۔'' یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو طلب کیا تو حضرتِ سَیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے بھائی حضرت سَیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ مسلمانوں کے نمائندے بن کر گفتگو کیلئے آگے بڑھے آپ نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہوگئے۔ درباریوں نے ٹوکا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے نجاشی کے دربار میں یوں تقریر فرمائی: ''اے بادشاہ! ہم ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بداعمالیوں میں مبتلا تھے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حَسَب ونَسَب اور صِدْق ودِیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے، اس رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں صرف اور صرف خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم وستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے منع فرمایا، ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک وبُت پرستی چھوڑ کر تمام بُرے کاموں سے تائب ہوگئے۔ بس یہی ہمارا جرم ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی اور اِن لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو چھوڑ کر آپ کی سلطنت میں آگئے اور پُرامن زندگی بسر کرنے لگے۔ اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔''

نجاشی دامنِ اسلام میں

حضرتِ سَیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کے ایمان افروز بیان سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفارِ مکہ کے سفیر **عمرو بن العاص** نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینکتے ہوئے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ آپ کے نبی عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدے کے بالکل ہی خلاف ہے۔ نجاشی نے حضرت سَیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے پارہ 16، سورۂ مریم کی تلاوت فرمائی، کلامِ ربّانی کی تاثیر سے نجاشی پر رِقّت طاری ہوگئی اور آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ حضرت سَیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''ہمارے نبیّ صَلَّی اللّٰہُ

تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ حضرت سَیِّدُ نا عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور کنواری مریم (رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا) کے شکم مُبارَک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔'' نجاشی نے بڑے غور سے یہ سب باتیں سنیں اور کہا: ''بلاشبہ اِنجیل مُقدَّس اور قرانِ کریم دونوں ایک ہی آفتابِ ہدایت کے دو نور ہیں اور یقیناً حضرت سَیِّدُ نا عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک! حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) خدا کے وہی رَسول ہیں جن کی بِشارت حضرت سَیِّدُ نا عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے اِنجیل مُقدَّس میں دی اور اگر میں دستورِ سلطنت کے مطابق تختِ شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مَکّۂ مُکرَّمہ جاکر اس نبیِّ آخِرُ الزَّماں کی نَعْلَیْن شَرِیفَیْن سیدھی کرتا اور ان کے مبارک قدم دھوتا۔'' بادشاہ کی تقریر سن کر مُتَعَصِّب (مُت۔عَص۔صِب) قسم کے عیسائی ناراض و بَرْہَم ہوگئے مگر نجاشی نے جوشِ ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کردیا اور کفارِ مکہ کے تحائف بھی واپس لوٹادیئے۔ کفارِ مکہ کے سفیر عمرو بن العاص اور عمارہ بن وَلید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو اَمن وسکون سے آرام وچین کی زندگی بسر کرو، کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

(شرح المواھب، ۱/ ۵۰۶ و مسند احمد بن حنبل، ۲/ ۱۸۷، حدیث: ۴۴۰۰، ملخصاً)

ہمارے اَسلاف رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے دینِ اسلام کی خاطِر انتہائی سخت تکالیف برداشت کیں اور ہر طرح اپنے دین کی حفاظت کی! تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں آسانیاں عطا فرمادیں۔ نجاشی بادشاہ کے دل میں دینِ اسلام اور نبیِّ آخِرُ الزَّماں کی محبت ڈال دی۔ چنانچہ، اس نے حق کا اِظہار کرتے ہوئے اپنے دِلی جذبات کو بھرے دربار میں عَلَی الْاِعْلَان بیان کیا، اگرچہ اس کے کثیر درباری ناراض ہوگئے لیکن اس نے کسی کی پروانہ کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اسے دینِ اسلام کی دولت سے مالا مال کردیا۔ اگرچہ وہ نبیِّ آخِرُ الزَّماں کی زیارت نہ کرسکے لیکن ان کا دل یادِ مصطفٰے سے معمور تھا۔ جب حبشہ میں اُن کا انتقال ہوا تو نبیِّ غیب داں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ شریف میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ چنانچہ، عمدۃ القاری میں ہے حضرتِ سَیِّدُ نا

ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما فرماتے ہیں: ''نجاشی کا جنازہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ظاہر کر دیا گیا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھا اور نماز جنازہ پڑھائی۔'' (عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة، ٦/ ١٦٤، تحت الحدیث: ١٣١٨)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

(2) مکۂ مکرمہ سے سوئے مدینہ

جب مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے قبائل بنو خَزْرَج و بنو اَوس کے چند افراد ایمان لائے اور انہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ آنے کی دعوت دی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو عام اجازت دے دی کہ وہ مَکَّۂ مُکَرَّمَہ سے ہجرت کر کے مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ چلے جائیں۔ چنانچہ، سب سے پہلے حضرتِ سَیِّدُنا ابوسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہجرت کی۔ ان کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن بھی مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفارِ قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر ہجرت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مدینہ منورہ چلے گئے۔ مَکَّۂ مُکَرَّمَہ میں صرف وہی حضرات رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چونکہ ابھی تک اپنے ربِّ کریم کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ اور آپ کے حکم پر اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق اور حضرت سَیِّدُنا علیُّ الْمُرتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی مَکَّۂ مُکَرَّمَہ ہی میں ٹھہرے رہے۔ (ملخص از سیرة لابن هشام، ص ١٩١)

خونی منصوبہ

جب کفارِ مکہ نے دیکھا کہ مَکَّۂ مُکَرَّمَہ سے باہر بھی مسلمانوں کے مددگار ہو گئے ہیں اور مدینہ منورہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفارِ مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بھی مدینے چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر ہم پر چڑھائی کر دیں۔ چنانچہ، اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کیلئے کفارِ مکہ نے اپنے دارُ النَّدْوَہ (پنچائت گھر) میں ایسی کانفرنس منعقد کی کہ مکہ کا کوئی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس میں شریک نہ ہوا ہو۔ بالخصوص ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، جُبیر بن مُطْعِم، نَضْر بن حارث، ابو البَخْتَرِی، زَمعہ بن اَسْوَد، حکیم بن حزام، اُمیہ بن خلف جیسے سردار تو پیش پیش تھے۔ شیطانِ لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بوڑھے کی صورت میں آ گیا۔ جب نام ونسب پوچھا گیا تو بولا کہ میں ''شیخ نجد'' ہوں تمہارے معاملہ میں اپنا مشورہ دینے آیا ہوں۔ چنانچہ، اس ملعون کو بھی شامل کرلیا گیا۔ کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی تو ابو البَخْتَرِی نے یہ کہا: ''محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کسی کوٹھری میں بند کرکے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی دے دیا کرو۔'' شیخ نجدی (شیطان) نے کہا: ''یہ رائے اچھی نہیں ہے، خدا کی قسم! اگر انہیں کسی مکان میں قید کر دیا گیا تو یقیناً اُن کے جاں نثار اصحاب کو خبر ہوجائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی انہیں قید سے آزاد کرا لیں گے۔'' اَبُوالْاَسْوَد، رَبِیْعَہ بِنْ عُمَر اور عَامِری نے کہا کہ انہیں مَکَّۂ مُکَرَّمَہ سے نکال دو تاکہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہمیں ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغِ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ شیخ نجدی نے بگڑ کر کہا: ''تمہاری اس رائے پر لعنت ہو، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم انہیں شہر بدر کرو گے تو یہ قرآن سنا سنا کر تمام قبائلِ عرب کو اپنا تابع بنالیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر لے کر تم پر ایسی یلغار کریں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہوجاؤ گے اور پھر ان کے غلام بن کر رہو گے، اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔'' پھر ابوجہل ملعون نے کہا: ''میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قتل کر ڈالیں (مَعَاذَاللّٰہ) اس طرح قتل کا جُرم تمام قبیلوں کے سر پر آئے گا اور ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کیلئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ یقیناً وہ خون بَہا لینے پر راضی ہوجائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی سے خون بَہا کی رقم ادا کردیں گے۔'' ابوجہل کا یہ خونی منصوبہ سن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا: ''بیشک!

یہ رائے سب سے بہتر ہے۔اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہوسکتی۔" چنانچہ، سب نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو منظور کرلیا اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لئے اپنے گھر چلا گیا۔خدائے بُزُرگ وبَرتَر نے قرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا:

وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَؕ-وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُؕ-وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ(۳۰) (پ۹،الانفال:۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان :اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ آگے اس کا جلوہ دیکھئے کہ کس طرح اس نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت فرمائی اور اس قادرِ مُطلَق عَزَّوَجَلَّ نے کفار کی سازش کو کس طرح خاک میں ملادیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۱۹۱-۱۹۳)

والیِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت

جب کفارِ مکہ کانفرنس ختم کرکے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت سَیِّدُنا جبریل امین عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رَبُّ العٰلَمِین کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ "اے محبوب! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ آج رات اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کرکے مَدِینۂ مُنَوَّرہ تشریف لے جائیں۔" چنانچہ، عین دوپہر کے وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یارِ غار صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: "یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر میرے ماں باپ قربان! یہاں آپ کی اہلیہ عائشہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔" آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اے ابوبکر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ہجرت کی اجازت عطا فرمادی ہے۔" صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: "میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے۔" آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چار مہینے سے

دواونٹنیاں بَبُول کی پتّی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی، عرض کی ''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''قبول ہے مگر ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔'' صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمانِ رِسالت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس کو قبول کیا۔ حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا چونکہ اس وقت کم عمر تھیں اس لئے ان کی بڑی بہن حضرت سَیِّدَتُنا اَسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سامانِ سفر تیار کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے، ایک سے توشہ دان باندھا اور دوسرے سے مَشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ یہ وہ قابلِ فخر شرف ہے جس کی بِنا پر انہیں ''ذَاتُ النِّطَاقَیْن'' (یعنی دو پٹکے والی) کے مُعَزَّز لَقَب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راستوں کے ماہر ''عَبْدُاللہ بن اُرَیْقِط'' نامی ایک کافر کو اُجرت پر لیا اور اسے دو اونٹنیاں دے کر فرمایا کہ ''تین رات بعد ان اونٹنیوں کو لے کر ''غارِ ثَوْر'' کے پاس آجانا۔ یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مکانِ اَقْدس پر تشریف لے آئے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب ھجرۃ النبی......الخ، ۲/۵۹۲، حدیث:۳۹۰۵)

کاشانۂ نبوت کا مُحاصَرہ

کفارِ مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور قاتلانہ حملے کیلئے آپ کے سونے کا اِنتظار کرنے لگے۔ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کاشانۂ نبوت میں اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت سَیِّدُنا علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے سوا کوئی اور نہ تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معلوم تھا کہ کفّارِ مکہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قتل کے اِرادے سے پورے گھر کا مُحاصَرہ کیا ہوا ہے۔ کفارِ مکہ اگرچہ رَحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود نبیِّ صادق واَمین کی امانت ودیانت پر اس قدر اِعتماد تھا کہ اپنی قیمتی اشیاء آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ اس وقت بھی بہت سی

امانتیں کا شانۂ نبوت میں تھیں۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُ نا علی اَلْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے فرمایا کہ"تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ اور میرے جانے کے بعد تمام اَمانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا کر مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ چلے آنا۔"اگر چہ یہ بہت خوفناک اور سخت خطرے کا موقع تھا۔مگر نَبیِّ غیب دان، سَرْ وَرِ ذِیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان پر کہ"تم ساری امانتیں لوٹا کر مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ چلے آنا"آپ کو یقینِ کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ ضرور پہنچوں گا۔چنانچہ، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بسترِ نبی پر صبح تک بڑے آرام سے میٹھی نیند سوتے رہے۔اپنی اس سعادت مندی پر فخر کرتے ہوئے شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے اشعار میں فرمایا:

وَقَیْتُ بِنَفْسِیْ خَیْرَمَنْ وَطِیَٔ الثَّرٰی وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَبِالْحَجَر

رَسُوْلُ اِلٰہٍ خَافَ اَنْ یَّمْکُرُوْابِہٖ فَنَجَّاہُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰہُ مِنَ الْمَکْر

ترجمہ:"میں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانۂ کعبہ وحجرِ اسود کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں، رسولِ خدا کو یہ اندیشہ تھا کہ کُفارِ مکہ ان کے ساتھ مکر کریں گے مگر خدائے رحیم وکریم نے انہیں کافروں کے مکر سے محفوظ رکھا۔"(شرح زرقانی علی المواهب للعلامة القسطلانی، ٢/٩٥-٩٦)

حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بسترِ نبوت پر جانِ ولایت کو سُلایا اور ایک مٹھی خاک دَستِ مبارک میں لے کر سورۂ"یٰسٓ"کی ابتدائی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے انہیں بتایا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تو تمہارے سروں پر خاک ڈال کر یہاں سے جاچکے ہیں۔جب اُن کُور بختوں (بدنصیبوں) نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی خاک اور دُھول سے ان کے سر اَٹے ہوئے تھے۔(الطبقات الکبری لابن سعد، ١/١٧٦)

رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام ''حَزْوَرَہ'' کے پاس کھڑے ہوگئے اور بڑی حسرت کے ساتھ کعبۂ مُعَظَّمَہ زَادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کو دیکھ کر فرمایا: ''اے شہر مکہ! تو مجھے تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اگر مجھے یہاں سے جانے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں یہاں سے نہ جاتا۔'' (ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل مكة، ۵۱۸/۳، حديث:۳۱۰۸)

حضرت سَیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اسی جگہ آ گئے اور اپنے پیارے آقا و مولیٰ، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا تا کہ قَدَمَیْن شَرِیْفَیْن زخمی نہ ہوں اور کفارِ مکہ قدموں کے نشان دیکھ کر تعاقُب (پیچھا) نہ کریں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات ''غارِ ثور'' پہنچ گئے۔ (مدارج النبوۃ، ۵۸/۲) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی، اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضورِ اکرم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار کے اندر تشریف لے گئے اور صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گود میں اپنا سرِ مُبارَک رکھ کر سو گئے۔ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا، سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں پر کاٹا مگر صدیقِ جاں نثار نے اس خیال سے پاؤں نہ ہٹایا کہ رَحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خوابِ راحت میں خَلَل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے آنسوؤں کے چند قطرے سرورِ کائنات کے رُخسارِ پُرْ اَنوار پر نثار ہو گئے۔ جس سے رَحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوگئے اور یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو کر پوچھا: ''ابوبکر! کیا ہوا؟'' عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔'' یہ سن کر طبیبوں کے طبیب حبیبِ لَبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زخم پر اپنا لُعابِ دَہَن لگا دیا جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین رات اس غار میں رونق اَفروز رہے۔ (شرح زرقانی علی المواهب للعلامة القسطلانی، ۱۲۱/۲-۱۲۷)

جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جوان فرزند حضرت سَیِّدُنا عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روزانہ رات کو غار کے دہانے پر سوتے اور صبح سویرے مَکَّۂ مُکَرَّمہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ جو خبر ملتی شام کو آ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کر دیتے۔ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے غلام حضرت سَیِّدُنا عامر بن فُھَیرَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات کو چراگاہ سے بکریاں لے آتے تو دو عالَم کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور یارِ غار بکریوں کا دودھ نوش فرماتے۔ (شرح زرقانی علی المواہب للعلامۃ القسطلانی، ٢/١٢٧-١٢٨) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو ''غارِ ثور'' میں تشریف فرما تھے۔ اُدھر کاشانۂ نبوت کا مُحاصَرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بسترِ نبوت پر اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت سَیِّدُنا علی المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو پایا۔ ظالموں نے تھوڑی دیر پوچھ گچھ کر کے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چھوڑ دیا۔ پھر مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا، یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور تک جا پہنچے مگر غار کے منہ پر اس وقت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت کا ایسا پہرہ لگا ہوا تھا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تَن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دیدیئے تھے۔ یہ دیکھ کر کفارِ قریش آپس میں کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان ہوتا تو نہ مکڑی جالا تَنتی نہ کبوتری انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کچھ گھبرائے اور عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب دشمن اس قدر قریب ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** (ترجمۂ کنزالایمان: غم نہ کھا بے شک اللّٰہ ہمارے ساتھ ہے) (پ: ١٠، التوبۃ: ٤٠) اس کے بعد اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قَلْب پر ایسا سکون و اطمینان اُتارا کہ وہ بالکل بے خوف ہو گئے۔ یارِ غار کی یہی وہ جاں نثاریاں ہیں جنہیں دربارِ نُبُوَّت (نُبُو-وَت) کے مشہور شاعر حضرت سَیِّدُنا حسّان بن ثابت اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شعر کی صورت میں یوں بیان فرمایا:

وَثَانِیُ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِالْمُنِیْفِ وَقَدْ   طَافَ الْعَدُوُّبِهٖ اِذْصَاعَدَالْجَبَلَا

كَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا   مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلَا

ترجمہ: اور دو میں سے دوسرے (یعنی صدیقِ اکبر) جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں تھے کہ دشمن ان کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا اور وہ (یعنی صدیقِ اکبر) رَسُوْلُ الله کے محبوب تھے، تمام مخلوق جانتی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔(شرح المواھب، ۲/ ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۲، ۱۲۴)

بہر حال چوتھے دن یکم ربیع الاوّل دوشنبہ کو (پیر کے دن) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غارِ ثور سے باہر تشریف لائے۔ "عَبْدُاللہ بِنْ اُرَیْقَط" بھی حسبِ وعدہ اونٹنیاں لے کر غارِ ثور پر حاضر تھا۔ ایک اونٹنی پر حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوار ہوئے اور ایک پر حضرت سیِّدُنا صدِّیق اکبر اور حضرت سیِّدُنا **عامر بن فُھَیرہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بیٹھے، جبکہ "**عَبْدُاللہ بِنْ اُرَیْقَط**" آگے آگے پیدل چلنے لگا وہ عام راستے سے ہٹ کر ساحلِ سمندر کے غیر معروف راستوں پر چل رہا تھا۔ اُدھر کفارِ مکہ نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو گرفتار کر کے لائے گا اسے سو (100) اونٹ بطورِ انعام دیئے جائیں گے۔ "**مقامِ قُدَیْد**" میں **اُمِّ مَعْبَدعاتِکَة بِنْت خَالِدخُزَاعِیَه** نامی ایک بڑھیا اپنے خیمے کے پاس بیٹھ کر مسافروں کو کھانا، پانی دیا کرتی تھی۔ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے کھانا وغیرہ خریدنا چاہا تو سوائے ایک لاغر بکری کے اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "کیا یہ دودھ دیتی ہے؟" **اُمِّ مَعْبَد** نے عرض کی: "نہیں" حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ نکال لوں۔" اس نے ہاں کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "**بِسْمِ الله**" پڑھ کر اس کے تھنوں پر دستِ بابرکت پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے اور اتنا دودھ نکلا کہ سب سیر ہو گئے اور **اُمِّ مَعْبَد** کے تمام برتن بھی بھر گئے۔ اس **مُعجزے** کی برکت سے **اُمِّ مَعْبَد** اور اس کا خاوند دونوں **مسلمان** ہو گئے۔(شرح زرقانی علی المواھب للعلامة القسطلانی، ۲/ ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۴)

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ مَعْبَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی یہ بکری حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک کی برکت سے اٹھارہ سال تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی۔ خلیفۂ ثانی اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں جب ''عَامُ الرَّمَاد'' سخت قحط پڑا اور بہت سی مخلوق ہلاک ہوگئی تمام جانوروں کا دودھ خشک ہوگیا لیکن یہ بکری اس وقت بھی صبح وشام برابر دودھ دیا کرتی تھی۔ (مدارج النبوۃ، ٦١/٢)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کیسے کیسے معجزات عطا فرمائے کہ وہ بکری جس کا دودھ بالکل خشک ہوگیا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک کی برکت سے ایسی بابرکت ہوئی کہ جب تک زندہ رہی کبھی اس کا دودھ ختم نہ ہوا۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان مبارک ہاتھوں کے صدقے ہمیں ایمانِ کامل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ دین کی راہ میں جو تکالیف آئیں ان پر صبر کرنے کی توفیق اور اپنی دائمی رِضا سے مالا مال فرمائے، جس وقت لوگوں کے دل مُردہ ہوں اس وقت ہمارے دِلوں کو ایمان کی سلامتی عطا فرمائے، ہمارا ایمان سدا بہار رکھے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے

جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ مَعْبَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر سے روانہ ہوئے تو ایک مشہور شہسوار سُرَاقَہ بِنْ مَالِک بِنْ جُعْشُم تیز رفتار گھوڑے پر سوار تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ میں وہ دوبارہ حملہ کی نِیَّت سے آگے بڑھا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک دھنس گئے۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف ودہشت سے کانپتے ہوئے اَلْاَمَان! اَلْاَمَان! پکارنے لگا۔ نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دل رحم وکرم کا سمندر تھا، سُرَاقَہ کی لاچاری اور گریہ

وزاری پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔دعا فرمائی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔سُراقہ نے عرض کی:''مجھے اَمن کا پروانہ لکھ دیجیے۔'' چنانچہ،حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر حضرت سیِّدُنا عامر بن فُهَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سُراقہ کے لئے اَمن کی تحریر لکھ دی۔سُراقہ نے وہ تحریر اپنے ترکش میں رکھ لی۔پھر کچھ سامانِ سفر بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بطورِ نذرانہ پیش کیا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول نہ فرمایا۔چنانچہ، وہ واپس چلا گیا۔راستے میں جو بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں دریافت کرتا تو سُراقہ اُسے یہ کہہ کر لوٹا دیتا کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس طرف نہیں ہیں۔(بخاری، کتاب المناقب، باب ھجرۃ النبی......الخ، ۲/۵۹۳، حدیث:۳۹۰۶) (شرح زرقانی علی المواھب للعلامۃ القسطلانی، ۲/۱۴۳)، (مدارج النبوۃ،۲/۶۲)

سُرَاقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوا مگر حُضُورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمتِ نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکّہ اس کے دل پر بیٹھ گیا۔جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فتحِ مکہ اور جنگِ طائف و حُنَین سے فارغ ہو کر ''جِعِرَّانہ'' میں قیام فرمایا تو سُرَاقہ اپنے قبیلے کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ بارگاہِ نُبُوَّت میں حاضر ہو کر مُشَرَّف بہ اسلام ہو گیا۔(مدارج النبوۃ،۲/۶۲)

کِسریٰ کے کنگن حضرتِ سیِّدُنا سراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں

جب سراقہ حضور کے تعاقب میں آیا تھا تو اس وقت ہمارے غیب دان آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے اُس سے فرمایا تھا:''**کَیْفَ بِکَ اِذَا لُبِسْتَ سِوَارَیْ کِسْرٰی؟**'' ترجمہ:(اے سُراقہ!) تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے ''کسریٰ'' کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے؟ اس اِرشاد کے بَرسوں بعد جب امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں ''اِیران'' فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربارِ خلافت میں لائے گئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی

تصدیق و تحقیق کے لئے وہ کنگن حضرت سیِّدُ ناسُراقہ بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پہنا دیئے اور فرمایا: اے سُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! کہو ''اللّٰہ سب سے بڑا ہے تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے یہ کنگن بادشاہِ فارس کِسْریٰ سے چھین کر سُراقہ بَدوی کو پہنا دیئے۔'' حضرت سیِّدُ ناسُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُ نا عُثمان غَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ (شرح زرقانی علی المواهب للعلامة القسطلانی، ۲/۱٤٥)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

مَدَنی جلوس

جب نبیِّ رحمت، شفیعِ امت، مالِک کوثر و جنت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَدینۂ مُنوَّرہ کے قریب پہنچے تو ''بُرَیْدَہ اَسْلَمی'' قبیلۂ بَنی سَہْم کے 70 سواروں کو ساتھ لے کر قریش سے انعام پانے کے لالچ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گرفتاری کے لئے آیا اور پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' فرمایا: ''میں **محمد بن عبد اللّٰہ** ہوں اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَل کا رسول ہوں۔'' شہنشاہِ خوش خِصال، سلطانِ شیریں مَقال، پیکرِ حسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ کلام سن کر اس کے دل پر جمال و جلالِ نُبُوَّت (نَ۔بُو۔وَت) کا ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمۂ شہادت پڑھ کر دامنِ اِسلام میں آ گیا اور کمالِ عقیدت سے عرض گزار ہوا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری تمنا ہے کہ مدینۂ منوَّرہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہو۔'' یہ کہہ کر اپنا عمامہ اتار کر نیزے پر باندھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عَلَمبَردار بن کر اس مَدَنی جلوس کے ساتھ مدینہ منورہ تک آگے آگے چلتے رہے۔ پھر دریافت کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ میں کہاں قیام فرمائیں گے؟ فرمایا: ''میری اونٹنی جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے کیونکہ یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مامور ہے۔'' (مدارج النبوة، ۲/٦۲)

مانعِ شرعی نہ ہو تو تحفہ قبول کرنا سُنَّت مُبارکہ ہے

اِس سفر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ملاقات اپنے بعض اصحاب رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے

ہوئی جو مُلکِ شام سے تجارت کا سامان لا رہے تھے۔ انہوں نے حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں چند نفیس کپڑے بطورِ نذرانہ پیش کئے جنہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرمالیا۔ (مدارج النبوۃ،۲/ ٦٣)

سرکار کی آمد، مرحبا!

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد کی خبر چونکہ مدینۂ منورہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اہلِ مدینہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کیلئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح شہر سے باہر جا کر سراپا انتظار بن کر اِسْتِقْبال (اِس۔تِق۔بَال) کیلئے تیار رہتے تھے، جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اہل مدینہ انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ اچانک ایک یہودی نے اپنے قَلْعہ (قَل۔عَہ) سے دیکھا کہ تاجدارِ دو عالَم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مدینۂ منورہ کے قریب تشریف لا چکے ہیں۔ تو اس نے با آواز بلند پکارا: ''اے اہلِ مدینہ! تم جس کا روزانہ اِنْتِظار (اِن۔تِ۔ظَار) کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔'' یہ سنتے ہی تمام اَنصار ہتھیاروں سے لیس ہو کر، وَجد و شادمانی کی کیفیت میں دو عالَم کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِسْتِقْبال (اِس۔تِق۔بَال) کیلئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرۂ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔

(مدارج النبوۃ،۲/ ٦٣)

ماہِ ربیع الاوّل میں بے چین دِلوں کے چین، رحمتِ دارَین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''**قبیلۂ عَمرو بن عَوف**'' کے خاندان میں حضرتِ سیِّدُنا **کُلثُوم بن ہِدْم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ وہ مکان مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے **3** میل کے فاصلہ پر وہاں تھا جہاں آج ''**مَسْجِدِ قُبَاء**'' بنی ہوئی ہے۔ اہلِ خاندان نے اس فخر و شَرَف پر کہ دونوں عالَم کے میزبان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن کے مہمان

بنے ''اَللہُ اَکْبَـــر'' کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ چاروں طرف سے اَنصار جوشِ مَسرَّت میں آتے اور بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں صلاۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے ہجرت کر کے آئے تھے وہ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات **عَـلـیُّ الْمُرْتَضٰی** شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی حکمِ نَبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکۂ مکرّمہ سے چل پڑے تھے وہ بھی آ گئے اور اِسی مکان میں قِیام فرمایا اور حضرتِ **کُلْثُوم بن ہِدْم** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اِن کے خاندان والے ان تمام مُقدّس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔ (سیرت مصطفٰے، ص ١٧١)

حضرت سیّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَـدِینَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تشریف لائے تو آپ کی آمد سے دَر و دِیوار ایسے روشن ہو گئے جیسے آفتاب طلوع ہو گیا ہو اور اسی طرح جب نُبُوَّت کے آفتاب، جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عالم تاریک ہو گیا بالکل ایسے ہی جیسے سورج غروب ہونے سے اندھیرا چھا جاتا ہے۔

(مدارج النبوہ،٢/٦٣)

وہ تیری تجلی دل نشیں کہ جھلک رہے ہیں فلک زمیں
تیرے صدقے میرے مہ مبیں میری رات کیوں ابھی تار ہے

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بروزِ قیامت نبیِّ آخر الزماں، سروَرِ ذیشاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے پیچھے جنّتُ الفِردَوس میں جانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یہ دِلی آرزو پوری فرمائے کہ

باغ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے

اور پھر: خُلد میں ہوگا ہمارا داخلہ اس شان سے
یارسولَ اللّٰہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے

(3) وہ ہجرت جو مکۂ مکرمہ سے شام کی طرف ہوگی

قربِ قیامت میں فتنوں کے ظہور سے قبل ایک ہجرت حَرَمَین شَرِیفَین سے ملکِ ''شام'' کی جانب ہوگی جس کا اجمالی واقعہ کچھ یوں ہے: قیامت قائم ہونے سے قبل جب دنیا میں سب جگہ کُفر کا تَسَلُّط ہوگا اس وقت تمام اَبدال بلکہ تمام اَولیا سب جگہ سے سمٹ کر حَرَمَین شَرِیفَین کو ہجرت کر جائیں گے (کیونکہ) صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرت اِمام مَہدی بھی وہاں ہونگے اَولیا انہیں پہچانیں گے ان سے بَیْعَت کی درخواست کریں گے وہ انکار کریں گے، دَفعةً غیب سے ایک آواز آئے گی: ''هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْهُ.'' ترجمہ: ''یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خلیفہ مَہدی ہے، اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو'' چنانچہ، تمام لوگ ان کے دستِ مبارک پر بَیْعَت کرینگے، وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ ''شام'' کو تشریف لے جائیں گے۔ (بہارِ شریعت، ۱/۱۲۴، حصہ ۱)
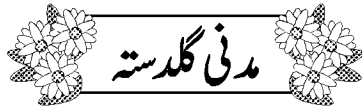
مدنی گلدستہ

''فیضِ حدیث'' کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيمًا تا قیامت کبھی دارُ الحرب نہ بنے گا اور نہ کبھی یہاں سے ہجرت فرض ہوگی۔

(2) دَارُ الْحَرب سے دَارُ الْاِسْلَام کی طرف ہجرت فرض ہے، ہاں اگر حقیقۃً مجبور ہو تو معذور ہے، دارالاسلام سے ہجرت کا حکم نہیں، اگر کسی جگہ کسی عذرِ خاص کے سبب کوئی شخص اقامتِ فرائض سے مجبور ہو تو اسے اس جگہ کا بدلنا واجب ہے اس مکان میں معذوری ہو تو مکان بدلے محلّہ میں معذوری ہو تو دوسرے محلّہ چلا جائے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ۱۴/۱۰۲)

(3) مومنِ کامل ہمیشہ حق بات کرتا ہے چاہے عام لوگوں میں ہو یا بادشاہوں کے دربار میں۔ جیسا کہ صحابیِ رسول حضرت سَیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نجاشی بادشاہ کے سامنے بِلا خوف وخطر حق وسچ بات بیان کی۔

(4) حضرت سَیِّدُنا نَجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام قبول کرلیا تھا لیکن وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ بابرکت سے فیضیاب نہ ہوسکے تھے۔

(5) جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت میں ہو پوری دنیا بھی مل کر اس کا کچھ نہیں بِگاڑ سکتی۔ کفارِ مکہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آپ کا ایک بال بھی بِیکا نہ کرسکے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(6) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بہت زیادہ کریم ہے وہ اپنے بَرگُزِیدہ بندوں (بَر گُ ـ زِیْ ـ دَہ ـ پسندیدہ بندوں) کو بہت زیادہ اختیارات عطا فرماتا ہے، مُلک وفلک، اَرض وسما، بَحر وبَر پر ان کی حکومت ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز ان کے تابع کردی جاتی ہے۔ نَبیِّ آخرُ الزَّماں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا سے حضرت سُراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنسا اور باہر نکلا، آپ کے لعاب دہن سے صدیق اکبر کا مَسْمُوم (زہر زدہ) پاؤں فوراً درست ہوگیا، بکری کے خشک تھن دودھ سے ایسے بھرے کہ جب تک وہ زندہ رہی کبھی اس کا دودھ ختم نہ ہوا۔

(7) تنگی کے بعد آسانی ضرور آتی ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان دینِ اسلام کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی ہر حال میں صابر وشاکر رہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں دنیا وآخرت میں سُرخْرُوئی عطا فرمائی، جن علاقوں سے انہیں نکالا گیا انہیں علاقوں میں فاتح بن کر داخل ہوئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:4

بغیر جہاد کے جہاد کا ثواب

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْاَنْصَارِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاۃٍ فَقَالَ: ''اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ لَرِجَالًا مَاسِرْتُمْ مَسِیْرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْامَعَکُمْ حَبَسَھُمُ الْمَرَضُ.''وَفِیْ رِوَایَۃٍ :''اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ''رَوَاہُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:''اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِیْنَۃِ مَا سَلَکْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَھُمْ مَعَنَا، حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ.''

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض اوعذرآخر، ص١٠٥٨، حدیث:١٩١١، بِتَغَیُّرٍ قَلِیْلٍ)

(بخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر، ٣/١٥٠، حدیث:٤٤٢٣، بِتَغَیُّرٍ قَلِیْلٍ)

ترجمہ: ''حضرتِ سَیِّدُنا ابوعَبْد اللہ جابِر بن عبد اللہ اَنْصارِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک جنگ میں ہم رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے کہ آپ نے فرمایا: ''بے شک! مَدِینَۂ مُنَوَّرہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جہاں بھی سفر کیا یا کسی بھی وادی سے گزرے تو وہ تمہارے ساتھ تھے انہیں بیماری نے روک رکھا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''مگر وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔'' (مسلم) امام بخاری نے اس حدیث کو حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے فرمایا: ''ہمارے پیچھے مدینے میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی اور وادی کو عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں انہیں عُذر (مجبوری) نے روک رکھا ہے۔''

''غَزْوَۂ تَبُوْک''

''تبوک'' مَدِینَۂ مُنَوَّرہ اور ملکِ شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ''تبوک'' ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ ''تبوک'' ایک چشمے کا نام ہے۔ ممکن ہے یہ سب باتیں موجود ہوں (اسطرح کہ

مقام تبوک پر ایک قلعہ بھی ہو جس میں چشمہ بھی ہو)۔غزوۂ تبوک سخت قحط کے دنوں میں ہوا۔طویل سفر، ہوا گرم،سواریاں کم، کھانے پینے کی تکلیف، دشمن کی تعداد بہت زیادہ۔اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی کا سامنا کرنا پڑا۔یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو"جَیْشُ الْعُسْرَۃ" (تنگ دستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں اور چونکہ منافقوں کو اس غزوہ میں بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی۔اس وجہ سے اس کا ایک نام"غزوۂ فاضِحہ"(کفار کو رُسوا کرنے والا غزوہ) بھی ہے۔اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ کے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ماہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن روانہ ہوئے۔(ملخص از شرح المواھب، ٤/٦٥،٦٦) منافقین قسمیں کھا کر جھوٹے عذر اور بہانے بنا کر وہیں رُک گئے اور مخلص مسلمانوں میں سے حضرت کَعْب بِنْ مَالِک، ھِلال بِنْ اُمَیَّہ، مُرَارَہ بِنْ رَبِیْع، اَبُو خَیْثَمَہ، اَبُو ذَر غِفَارِی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن بھی پیچھے رہ گئے۔اِن میں سے اَبُو خَیْثَمَہ اور اَبُو ذَر غِفَارِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تو بعد میں جا کر شریکِ جہاد ہو گئے لیکن بقیہ تین حضرات جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔(ملخص از شرح المواھب، ٤/٧٨-٨١۔٨٢)

جہاد کی نیّت پر بھی ثواب مِلا

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نیکی (بھلائی) کے کاموں میں نیت کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص غزوہ میں شرکت کی نیت کرے یا کسی اور نیک کام کی نیت کرے پھر اسے کوئی ایسا عُذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ نیک کام نہ کر سکے تو اسے اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور وہ جتنا زیادہ اس نیکی کے فوت ہونے کا افسوس کرے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش میں وہ نیکی کر سکتا تو اس کا ثواب بھی اتنا بڑھتا جائے گا۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض او عذر آخر، ٧/٥٧، الجزء الثالث عشر)

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی مِرْقَاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ عُذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے وہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں تو شریک ہیں لیکن مجاہدین کو ان پر فضیلت حاصل ہے وہ

فضیلت دنیا میں مالِ غنیمت اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کی مدد کرنا ہے اور آخرت میں یہ کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجاہدین کے درجات جہاد سے رہ جانے والوں کے درجات سے بڑھا دیئے ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الجھاد، الفصل الاول، ۸۰/۷، تحت الحدیث:۳۸۱۵)

اس حدیث پاک سے اچھی نِیَّت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جہاد میں جانے کی نِیَّت رکھتے تھے لیکن مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے انہیں اس سعادت سے محرومی پر بہت غم ہوا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو ان کی نِیَّت کا اخلاص اور جہاد چھوٹنے پر غمگین ہونا ایسا پسند آیا کہ انہیں بھی جہاد کا ثواب عطا فرما دیا۔ اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانی انہیں جہاد کے ثواب کی خوشخبری سنائی۔ ہمارا پاک پَرْوَرْدگار کتنا کریم ہے کہ اگر اس کا بندہ کسی نیک کام کی نِیَّت کرلے لیکن کسی مجبوری سے اس پر عمل پیرا نہ ہوسکے تو اسے نِیَّت کی وجہ سے عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔ پھر اس عمل کے چھوٹنے کی وجہ سے جتنا زیادہ افسوس ومَلال ہوا اتنا ہی اجر بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

شیطان نے نماز کے لیے جگایا!

ایک مرتبہ حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قیام گاہ میں سو رہے تھے۔ اچانک کسی نے بیدار کردیا، جب آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، آپ نے فرمایا: ''ارے تو کون ہے؟ اور تیرا نام کیا ہے؟'' کہا: ''مجھ بدنصیب کا نام ''اِبلیس'' ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حیران ہوکر فرمایا، اِبلیس کا کام تو مومن کو سُلا کر اس کی نماز قضا کرادینا ہے، اگر تو واقعی اِبلیس ہے تو مجھے نماز کیلئے کیوں جگایا؟ یہ سن کر شیطان نے دانت پیس کر کہا: ''اے فلاں! میں نے آپ کو اس لیے بیدار کردیا کہ اگر اس وقت آپ کی نماز فوت ہوجاتی تو آپ افسوس کرتے ہوئے اور دردِ دل سے روتے ہوئے آہ وفُغاں کرتے تو نماز چھوٹنے کے غم میں آپ کا افسوس اور آپ کی بے قراری اور بارگاہِ باری میں آپ کی گِریَہ وزاری (رونا، پیٹنا) ثواب میں دو سو رکعت نمازوں سے بھی بڑھ جاتی، تو میں

نے اسی لئے آپ کو نماز کیلئے جگا دیا ہے تاکہ آپ کا ثواب بڑھنے نہ پائے کیونکہ میں تو مسلمانوں کا حاسد ہوں اور اسی جذبۂ حسد کی وجہ سے میں نے آپ کو نماز کیلئے جگا دیا تاکہ آپ کو زیادہ ثواب نہ مل سکے میں تو مسلمانوں کا دشمن ہوں اور مَکْر و کینہ ہی میرا کام ہے۔'' (مثنوی شریف، دفتر دوم بیدار کردن ابلیس......الخ، ۱/ ۲۴۸)

شیطان مردود مسلمانوں کا ایسا بڑا دشمن ہے کہ اسے مسلمانوں کی نیکیوں میں اضافہ ہرگز ہرگز گوارا نہیں اولاً تو اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ نیکی کرنے ہی نہ دے، لیکن جب وہ اپنے اس مذموم ارادے میں کامیاب نہیں ہوتا تو بڑی نیکیوں سے چھوٹی نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے، اس ملعون کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک مکر ہے۔ اس کے مکر وفریب سے بچنے کا واحد ذریعہ اخلاص ودعا ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطان کے مکر وفریب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
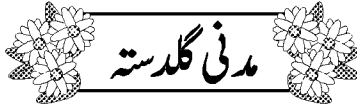
''جہاد'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) اگر کسی نیک کام کی نِیَّت کر لی جائے اور کسی مجبوری سے وہ کام نہ ہو سکے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس عمل کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ سفر یا بیماری کی وجہ سے چھوٹنے والے اعمال کا ثواب عطا کر دیا جاتا ہے۔

(2) باعمل مریض کو شفایابی کی صورت میں گناہوں سے پاکی اور وفات کی صورت میں مغفرت ورحمت کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

(3) نیک عمل کے چھوٹ جانے پر جتنا زیادہ غم ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اجر عطا کیا جاتا ہے۔

(4) شیطان کے خطرناک حملوں سے بچنے کا سب سے طاقتور ہتھیار دعا واخلاص ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:5 سردارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ

عَنْ اَبِیْ یَزِیْدَ مَعْنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَجَدُّهُ صَحَابِیُّوْنَ، قَالَ: كَانَ اَبِیْ، يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُهٗ بِهَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا اِيَّاكَ اَرَدْتُ ، فَخَاصَمْتُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ’’لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ! وَلَكَ مَا اَخَذْتَ يَا مَعْنُ.‘‘رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا یشعر، ۱/۴۸۰، حدیث:۱۴۲۲)

ترجمہ: حضرت سَیِّدُنا اَبُو یَزِیْد مَعْن بِنْ یَزِیْد بِنْ اَخْنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ یہ خود بھی اوران کے والد و دادا بھی صحابی تھے فرماتے ہیں: میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کیلئے نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس رکھ آئے، میں آیا تو میں نے وہ دینار لئے اور اپنے والد کے پاس آ گیا، انہوں نے فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا، پھر میں اس معاملے کو بارگاہِ رِسالت میں لے گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اے یزید! تجھے تیری نیّت کا ثواب ملے گا اور اے مَعْن! جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔‘‘

عَلَّامَه حَافِظ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فَتْحُ الْبَارِی میں حدیث پاک کے اس حصے ’’لَكَ مَا نَوَيْتَ‘‘ کے تحت فرماتے ہیں: (اے یزید بن اخنس) تم نے محتاج کو صدقہ دینے کی نیت کی تھی چونکہ تمہارا بیٹا محتاج تھا پس اس نے تمہارا مال لے لیا۔ اس طرح تمہارا صدقہ ایک محتاج تک پہنچ گیا اگرچہ تمہارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ تمہارا بیٹا اسے لے لے گا۔ (لیکن تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملے گا) (فتح الباری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا یشعر، ۴/۲۵۳، تحت الحدیث:۱۴۲۲)

اپنی اولاد کو ہبہ کیا ہوا مال واپس نہیں لیا جاسکتا

عمدۃُ القاری شرح بخاری میں ہے: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مطلق اپنے اِطلاق پہ رہے گا، اس لئے کہ

حضرتِ سَیِّدُ نایَزِیْد بِنْ اَخْنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے وکیل کو مُطْلَق اختیار دیا کہ جسے چاہے صدقہ دیدے، چونکہ اس اِطلاق میں اُنکا بیٹا بھی شامل تھا اس لئے اُس (وکیل) کا عمل نافذ ہو گیا۔ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ نے اپنے بیٹے کو صدقہ، صِلہ یا ہِبہ کے طور پر جو مال وغیرہ دیا تو وہ اسے واپس نہیں لے سکتا، یہی امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کا قول ہے۔ تمام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صدقۂ واجبہ اگر باپ سے اس کے بیٹے نے لے لیا تو وہ ہرگز ادا نہ ہوگا، ہاں صدقہ نافلہ ادا ہو جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا چرچا کرنا جائز ہے اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ صدقہ کا وکیل بنانا جائز ہے خاص طور پر جب کہ صدقہ نفلی ہو کیونکہ اس صورت میں پوشیدگی (عمل کو چھپانا) زیادہ ہے، صدقہ کرنے والے کو اس کی نیت کا اجر ملے گا خواہ اس کا دیا ہوا صدقہ مستحق تک پہنچے یا نہ پہنچے۔ (عمدة القاری، کتاب الزکاة، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا یشعر، ۶/ ۳۹۵، تحت الحدیث: ۱۴۲۲، ملخصا)

نیکی کی نیت پر ثواب ضرور ملتا ہے

حضرتِ سَیِّدُ نایَزِیْد بِنْ اَخْنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اگرچہ اپنے صاحبزادے کو صدقہ دینے کی نِیَّت نہ کی تھی لیکن وہ حاجت مند تھے، لہٰذا حضرتِ سَیِّدُ نایَزِیْد بِنْ اَخْنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو صدقے کی نِیَّت پر ثواب مل گیا اور صدقہ بھی ادا ہو گیا اور آپکے صاحبزادے اس رقم کے مالک ہو گئے کیونکہ یہ نفلی صدقہ تھا جو اپنی حاجت مند اولاد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کو دینا جائز بلکہ افضل ہے۔ بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن راہِ خدا میں خوب صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے، صدقہ خیرات کی بہت زیادہ فضیلت ہے، اس سے بلائیں ٹلتی ہیں، رزق وعمر میں برکت ہوتی ہے، آخرت کی تیاری کی رغبت ملتی ہے، دل کا زَنگ دور ہوتا ہے، خدائے بُزُرگ وبَرتَر کی خاص نظرِ کرم ہوتی ہے اور اس کے علاوہ بھی بے شمار فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔

”صَدَقَہ“ کے 4 حروف کی نسبت سے 4 روایات

(1) رزق ملے مصیبتیں ٹلیں

حضرتِ سَیِّدُ ناجابر بن عبدُاللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور **مَشْغُولِیَت** سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کثرت سے ذکر کرنے اور پوشیدہ اور ظاہری طور پر کثرت سے صَدَقہ کے ذریعے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنا رابطہ جوڑ لو تو تمہیں رِزْق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری حالت درست کی جائے گی۔ (ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، باب في فرض الجمعة، ۲/۵، حديث: ۱۰۸۱)

(2) بادل سے غیبی آواز

حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ایک شخص کسی ویرانے سے گزر رہا تھا۔ اچانک اس نے بادل میں سے یہ غیبی آواز سنی ''**فلاں کے باغ کو سیراب کرو**'' چنانچہ، بادل ایک پتھریلی زمین پر برسا اور پانی ایک نالے میں جمع ہو کر ایک سمت بہنے لگا، وہ شخص بھی پانی کے ساتھ چلتا رہا۔ پانی ایک باغ میں داخل ہوگیا۔ اس شخص نے وہاں موجود کسان سے اس کا نام پوچھا تو اس نے وہی نام بتایا جو بادل سے آنے والی آواز سے سنا تھا۔ کسان نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: جس بادل سے یہ بارش ہوئی ہے اس سے غیبی آواز آرہی تھی کہ ''**فلاں کے باغ کو سیراب کرو!**'' تم اپنے باغ میں ایسا کونسا عمل کرتے ہو (کہ بادل کو اس کی سیرابی کا حکم ہوا)؟ کسان نے کہا: جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو سن! میں اس باغ سے حاصل ہونے والی فصل کا ایک حصہ صَدَقہ کردیتا ہوں، ایک اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کیلئے رکھتا ہوں اور ایک حصے کو اسی زمین میں کاشت کرلیتا ہوں۔

(مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب الصدقة في المساكين، ص۱۵۹۳، حديث: ۲۹۸۴)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3) صدقہ قبر کی گرمی کو دور کرتا ہے

حضرت سیِّدُ نا عُقْبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ **سیِّدُ المُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بیشک کسی شخص کا صَدَقہ اس کی قبر سے گرمی کو دور کر دیتا ہے اور قیامت کے دن مومن اپنے صَدَقے کے سائے میں ہوگا۔ (معجم کبیر، ۱۷/۲۸۶، حدیث: ۷۸۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ صَدَقہ وخیرات کرنے پر کیسا عظیم ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس کے کرم کی انتہا نہیں وہ تو صرف نیّت پر بھی بہت زیادہ اَجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

(4) دنیا میں چار طرح کے لوگ ہیں

حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم اسے یاد کرلو۔ دنیا میں چار طرح کے لوگ ہیں، ایک وہ بندہ جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال اور عِلْم عطا فرمایا اور وہ اس معاملے میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اپنے مال میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق تسلیم کرتا ہے تو یہ بندہ سب سے افضل مقام پر ہے، دوسرا وہ شخص جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے علم عطا فرمایا، مال نہیں دیا مگر اس کی نیّت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی مال عطا فرماتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو اسے اس کی نیّت کے مطابق ثواب دیا جائے گا اور ان دونوں کا ثواب برابر ہے، تیسرا وہ ہے جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہیں فرمایا تو وہ اپنا مال علم کے بغیر خرچ کرتا ہے اور اس معاملے میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اپنے مال میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق تسلیم کرتا ہے تو وہ خبیث ترین درجے میں ہے اور چوتھا وہ شخص جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے نہ تو مال عطا فرمایا اور نہ ہی علم عطا فرمایا تو وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح عمل کرتا تو ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔ (ترمذی، کتاب الزھد، باب بَاب مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، ۴/۱۴۵، حدیث: ۲۳۳۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ذَرّے ذَرّے پر اَجْر ہے

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کسی مسکین نے کھانے کا سُوال کیا۔ اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سامنے انگور کے کچھ دانے رکھے ہوئے تھے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کسی سے فرمایا کہ ''ان میں سے ایک دانہ اٹھا کر مسکین کو دے دو!'' یہ سن کر اسے تعجب ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: تم حیران کیوں ہو رہے ہو؟ یہ تو دیکھو کہ اس دانے میں کتنے ذرَّات ہیں۔ (موطاامام مالك، كتاب الصدقة، باب الترغيب فى الصدقة، ٢/٤٧٤، حديث: ١٩٣٠)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مال و دولت کی نہیں بلکہ اِخلاص کی قدْر و قیمت ہے بغیر اِخلاص کے پہاڑوں کے برابر سونا بھی نامقبول جبکہ اِخلاص سے دیا ہوا ایک دانہ بھی قبول بلکہ بعض اوقات اِخلاص سے دیا گیا تھوڑا سا صَدَقہ بھی نجات و مغفرت کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ،

ایک روٹی کا ثواب

حضرتِ سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول ہے: ایک راہب عَبْدُاللّٰہ نامی 60 سال تک عبادت میں مشغول رہا۔ پھر ایک عورت کے فتنے میں مبتلا ہو کر چھ دن تک اس کے ساتھ بدکاری میں مُبتَلا رہا، پھر اسے اپنے گناہ پر نَدامت ہوئی تو دوڑتا ہوا مسجد کی طرف آیا، وہاں تین بھوکے شخصوں کو پایا تو ایک روٹی ان پر صَدَقہ کر دی اور اس کا انتقال ہو گیا جب اس کے اعمال کا وزن ہوا تو ایک پلڑے میں ساٹھ سال کی عبادت اور دوسرے پلڑے میں چھ دن کے گناہ رکھے گئے تو گناہ عبادت پر غالب آ گئے۔ لیکن جب صَدَقہ کی ہوئی روٹی رکھی گئی تو وہ ان گناہوں پر غالب آ گئی۔ (شعب الإيمان، باب فى الزكاة التى جعلها الله، ٣/٢٦٢، حديث: ٣٤٨٨)

مومن کا صَدَقہ اس کے لئے سایہ ہوگا

حضرتِ سَیِّدُنا یزید بن ابی حبیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا مَرْثَد بن عَبْدُاللّٰہ مُزَنی

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اہلِ مصر میں سب سے پہلے مسجد کی طرف جاتے تھے۔ میں نے کبھی انہیں مسجد میں صَدَقہ دیئے بغیر داخل ہوتے نہیں دیکھا۔ ان کی آستین میں سِکّے ہوتے یا روٹی یا پھر گندم کے دانے۔ ایک مرتبہ میں نے انہیں آستین میں پیاز لئے ہوئے دیکھا تو کہا: اے ابوالخیر! اس سے تو آپ کے کپڑے بدبودار ہوجائیں گے۔ فرمایا: اس کے علاوہ میں نے اپنے گھر میں کوئی اور چیز صَدَقہ کرنے کے لئے نہ پائی، لہٰذا اسے ہی لے آیا۔ مجھے سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ ذی وقار پہنچا ہے کہ **روزِ قیامت مومن کا صَدَقہ اس کیلئے سایہ ہوگا۔**

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب اظلال الصدقۃ......الخ، ۴/ ۹۵، حدیث: ۲۴۳۲)
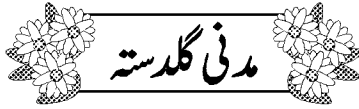
"اَہلِ بیت" رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے 6 حروف کی نسبت سے اس حدیثِ مبارَکہ اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) ضرورت مند بیٹا باپ کے نفلی صَدَقے کی رقم لے سکتا ہے۔

(2) صَدَقۂ واجبہ اپنے بیٹے کو نہیں دیا جاسکتا اگر دے دیا تو ادا نہ ہوگا۔

(3) باپ اگر اپنے حاجت مند بیٹے کو نفلی صَدَقے کی رقم دیدے اسے واپس نہیں لے سکتا۔ (عمدۃ القاری، ۶/ ۳۹۵)

(4) اگر کوئی نفلی صَدَقے کی نِیّت سے کسی ذی رحم کو رقم دے تو اسکا صَدَقہ ادا ہوجائے گا بلکہ ذی رحم محتاج ہو تو پہلے اسے ہی دینے کا حکم ہے۔

(5) اگر باپ نے نفلی صَدَقہ دیا اور وہ بیٹے نے لے لیا اور باپ کو معلوم نہیں کہ لینے والا اسکا بیٹا ہے تب بھی صَدَقہ ادا ہوجائیگا۔

(6) صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جب بھی کوئی مشکل آتی تو وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اس کا حل چاہتے اور ان کی مشکلیں حل ہوجاتی تھیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:6

اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَالِکِ بْنِ اُھَیْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُھْرَۃَ بْنِ کِلَابِ بْنِ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ الْقُرَشِيِّ الزُّھْرِيِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَحَدِالْعَشَرَۃِ الْمَشْھُوْدِ لَھُمْ بِالْجَنَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ. قَالَ: جَاءَ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اِشْتَدَّبِیْ فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَاتَرٰی، وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَلَایَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَۃٌ لِیْ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ اَوْ کَبِیْرٌ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَھُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْھَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیِّ امْرَاَتِکَ، قَالَ: فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ؟ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّاازْدَدْتَّ بِہٖ دَرَجَۃً وَرِفْعَۃً. وَلَعَلَّکَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَیُضَرَّبِکَ اٰخَرُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ ھِجْرَتَھُمْ، وَلَا تَرُدَّھُمْ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ، لٰکِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَۃَ. یَرْثِیْ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَکَّۃَ. **مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ**(بخاری، کتاب الجنائز، باب رثی النبی سعد بن خولۃ، ۱/۴۳۸، حدیث:۱۲۹۵، بتغیر قلیل / مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، ص۸۸۳، حدیث:۱۶۲۸)

ترجمہ: **حضرتِ** سَیِّدُنا ابواسحاق سَعْد بن اَبِی وَقَّاص مالک بن اُھَیْب بن عَبْد مَنَاف بن زُھْرَہ بن کِلَاب بن مُرَّہ بن کَعْب بن لُؤَيّ قُرَشی زُھْری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اُن دس حضرات میں سے ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی فرماتے ہیں: **حَجَّۃُ الْوَدَاع** کے موقع پر رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری عِیادت کے لئے تشریف لائے مجھے سخت درد تھا میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری بیماری شدت اختیار کرچکی ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں، میں ایک

مالدار شخص ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں دو تہائی مال صَدَقہ کردوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! نصف مال صَدَقہ کردوں؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ فرمایا: ایک تہائی ٹھیک ہے اور تہائی بھی زیادہ ہے، (سنو!) تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جانا ان کو مفلس چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے پھریں، بے شک تم جو کچھ بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے اس کا ثواب پاؤ گے یہاں تک کہ تم جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے، اس کا بھی اجر ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں اپنے اصحاب سے (ہجرت کے معاملہ) میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ فرمایا: ''تم ہرگز پیچھے نہ چھوڑے جاؤ گے کیونکہ تم **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے جو بھی عمل کرو گے اس سے تمہارا مرتبہ بڑھے گا اور پھر تم یقیناً لمبی عمر دیئے جاؤ گے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچے گا جب کہ کچھ لوگ تمہاری وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔'' (پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ دعا کی): **یا اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میرے صحابہ کی ہجرت کو پورا فرما اور انہیں ان کی حاجت سے نہ پھیر! البتہ سعد بن خولہ کی حالت قابلِ رحم ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت سَعد بن خَولہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے اظہارِ افسوس کرنا اس لئے تھا کہ وہ **مَکَّۂ مُکَرَّمَہ** میں ہی فوت ہوئے۔

وصیت سے کیا مراد ہے؟

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری** میں وصیت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**تَمْلِیْکُ مُضَافٍ اِلٰی مَا بَعْدَ الْمَوْتِ**'' یعنی کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال کا مالک بنانا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوصایا، ۳/۱۰)

بہارِ شریعت میں ہے: ''بطورِ احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا وصیت کہلاتا ہے۔ وصیّت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللّٰہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، اگر اس پر حقوق اللّٰہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیّت کرنا واجب ہے۔'' (ملخصاً بہارِ شریعت، ۳/۹۳۶، حصہ ۱۹)

وصیت کی اقسام

علامہ محمد اَمِین اِبنِ عَابِدِین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی **فتاوی شامی** میں فرماتے ہیں: وصیت کی چار اقسام ہیں:

(1) **واجب**: فرائض و واجبات میں سے جن چیزوں کو ادا نہ کرسکا ان کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے مثلاً زکوۃ ادا نہیں کی یا حج نہیں کیا تو ان کے متعلق وصیت کرے (یا اس نے نمازیں اور روزے چھوڑ دیئے تھے اور ان کی قضا نہیں کی تھی ان کے بارے میں وصیت کرے) یا مالی کفارے ادا نہیں کئے تھے ان کے لئے وصیت کرے اسی طرح بندوں کے جو حقوق ادا نہیں کرسکا ان کے متعلق وصیت کرے مثلاً کسی کا قرض دینا ہے جس کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں، کسی کی امانت دینی ہے یا کسی کی کوئی چیز غصب کرلی تھی اس کو واپس کرنا ہے اس قسم کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(2) **مستحب**: مدرسوں، مساجد، علمائے کرام، دینی طلبہ، غریب قرابت داروں اور دیگر امورِ خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کرنا مستحب ہے۔

(3) **مباح**: اپنے رشتہ داروں اور غیروں میں سے امیروں کے لئے وصیت کرنا مباح ہے۔

(4) **مکروہ**: فاسق و فاجر لوگوں کے لئے وصیت کرنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار، ۱۰/۳۵۴، ملخصاً)

بہارِ شریعت میں ہے کہ: جس کے پاس تھوڑا مال ہو اس کے لئے افضل وصیت نہ کرنا ہے۔

(بہارِ شریعت، ۹۳۸/۳، حصہ ۱۹)

وصیت لکھنا مستحب ہے

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: وصیت کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے لیکن ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہیں۔ لیکن اگر انسان پر کسی کا قرض ہو یا کسی کا حق ہو یا امانت ہو تو اس کی وصیت کرنا لازم ہے۔ اگر انسان کے پاس وصیت کے لائق

کوئی چیز ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی وصیت لکھی ہوئی ہو اور مستحب یہ ہے کہ وصیت جلدی لکھ لے اور اپنی تندرستی میں لکھے اور کسی کو گواہ بھی بنالے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الوصیة، ٦ / ٧٤، الجزء الحادی عشر)

وصیت تہائی مال میں جاری ہوگی

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن مَحْمُوْد بِنْ اَحْمَد عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی **عُمْدَۃُ الْقَارِی** میں حضرتِ سَیِّدُ ناسَعْد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: جمہور فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس حدیثِ پاک کو مقدارِ وصیت کے بارے میں اصل قرار دیا ہے اور اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ وصیت ثُلُث (یعنی تہائی 1/3) مال سے مُتَجَاوِز (زیادہ) نہیں ہونی چاہیے، علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک ثُلُث (تہائی مال) سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں بلکہ مستحب یہ ہے کہ ثُلُث مال سے کم وصیت کی جائے۔ (عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی سعد بن خوله، ٦/ ١٢٤، تحت الحدیث: ١٢٩٥)

بہارِ شریعت میں ہے: ''ادائیگی قرض کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔ قرض کے بعد جو مال بچا ہو اس کے تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب وُرَثہ بالغ ہوں اور سب کے سب تہائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو جائز ہے۔'' (بہارِ شریعت، ۳/۱۱۱۱، حصہ ۲۰)

رَءُوْف رَّحیم آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ با اَخلاق اور مومنین پر سب سے زیادہ رءوف رحیم ہیں۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ④

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خو بُو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔

(پ ۲۹، القلم: ٤)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾

(پ ۱۱، التوبۃ: ۱۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

بیماروں کی عِیادت کرنا ہمارے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتِ مبارکہ ہے جب بھی آپ کا کوئی صحابی بیمار ہوتا آپ عِیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور مقبول دعاؤں سے نوازتے۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حَجَّةُ الوَدَاع کے موقع پر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے پیارے صحابی حضرتِ سَیِّدُنا سعد بن اَبی وقَّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیماری کی خبر ملی تو عِیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہیں بہت شدت کا درد ہو رہا تھا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے پاس دیکھ کر اپنا حال بیان کیا پھر عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بہت مال دیا ہے، ایک لڑکی کے علاوہ میری کوئی اولاد نہیں، میں چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں اپنا دو تہائی مال خرچ کر دوں؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں'' انہوں نے نصف مال صَدَقہ کرنے کی اجازت چاہی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر منع فرما دیا، پھر تہائی مال کی اجازت چاہی تو اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ بھی زیادہ ہے اور تمہارا اپنے اہل و عیال کو مالدار چھوڑنا بہتر ہے اس سے کہ انہیں مفلس چھوڑ دو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ ایسا نہیں کہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے سے ثواب نہیں ملتا بلکہ اچھی نِیَّت سے اگر تم اپنی زوجہ کو کھانا کھلاؤ اور لباس پہناؤ تو اس کا بھی ثواب ہے۔'' پھر انہوں نے عرض کی: میرے جو ساتھی فوت ہو گئے وہ تو اپنی منزل

مقصود کو پہنچ گئے لیکن میں پیچھے رہ گیا؟ ارشاد فرمایا: ''تمہاری عمر دراز ہوگی پھر تم جو بھی نیک عمل رضائے الٰہی کے لئے کرو گے تمہیں نیکی ملے گی اور تمہارا درجہ بلند ہوگا کچھ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان اٹھائیں گے۔'' پھر حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی آپ کی دعا قبول ہوئی تو ان کا مرض جاتا رہا خوب لمبی عمر اور اولاد کی کثرت نصیب ہوئی۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کا ثواب

اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا اور انکے نان ونَفَقَہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کے خرچ) کا انتظام کرنا باعثِ اجر وثواب ہے بشرطیکہ نِیَّت یہ ہو کہ ان کا نفقہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر فرض کیا ہے لہٰذا میں اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں، اسی طرح اولاد کے لئے حلال مال چھوڑ جانا بھی گناہ نہیں بلکہ اگر مال موجود ہو تو حاجت منداولاد کے لئے چھوڑ نا ضروری ہے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ قریبی رشتہ داروں پر نفلی صَدَقات خرچ کرنا بہت بڑی سعادت وباعث مغفرت ہے۔ اس ضمن میں 5 فرامینِ مصطفٰے ملاحظہ فرمایئے:

(1) رشتہ دار پر کئے جانیوالے صَدَقے کا ثواب دوگنا کر دیا جاتا ہے۔ (معجم کبیر، ۸ / ۲۰۶، حدیث: ۷۸۳٤)

(2) مسکین پر خرچ کرنے میں ایک صَدَقہ جبکہ رشتہ دار پر خرچ کرنے میں دو صدقے ہیں، صَدَقہ اور صلہ رحمی۔

(ابن خزیمہ، ٤/۷۷، حدیث: ۲۳۸۵)

(3) جو ثواب کی نِیَّت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے تو یہ بھی صَدَقہ ہے۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین ......الخ، ص ۵۰۲، حدیث: ۱۰۰۲)

(4) بندے کے میزان میں سب سے پہلے اہل وعیال پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔ (معجم الاوسط، ٤ / ۳۲۸، حدیث: ٦۱۳۵)

(5) سب سے افضل دینار وہ ہے جسے بندہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرے، راہِ خدا میں اپنے جانور پر خرچ کرے اور اَللّٰہ کی

راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔(مسلم کتاب الزکاۃ،باب فضل النفقۃ علی العیال ...... الخ، ص۴۹۹، حدیث: ۹۹۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آقائے دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علمِ غیب

مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **''نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری''** میں فرماتے ہیں: حضرتِ سعد کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ کیا اسی مرض میں میری موت مقدر ہے، کیا میں یہیں دفن ہونگا یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ یہ چیز ان کو پسند نہ تھی کہ ہجرت کے بعد مکے ہی میں دفن ہوں۔ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے: ''مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی سرزمین میں نہ مروں جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں'' حضور دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **''ایسا نہ ہوگا، تم اس مرض سے شفا پاؤ گے اور اسکے بعد زندہ رہو گے اور اعمال صالحہ کرو گے جس سے تمہارا درجہ اور بلند ہوگا، تم سے ایک قوم کو فائدہ پہنچے گا اور ایک کو نقصان پہنچے گا۔''** آپ کی صاحبزادی عائشہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک پیشانی پر رکھا پھر حضرتِ سعد کے چہرے اور پیٹ پر ملا اور یہ دعا فرمائی: ''اے **اَللّٰہ**! سعد کو شفا عطا فرما اور انکی ہجرت کو پوری فرما!'' حضرت سعد فرماتے ہیں کہ دست مبارک کی ٹھنڈک میں ہمیشہ محسوس کرتا ہوں حتی کہ اس وقت بھی جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ دعا قبول ہوئی اور غیب کی خبر سچی ہوئی، اس واقعے کے بعد حضرتِ سعد 45 یا 47 سال زندہ رہے، یہ واقعہ 10 سنِ ہجری کا ہے اور ان کا وصال 55 سن ہجری یا 57 سن ہجری میں ہوا اللہ عزوجل نے انہیں کے ہاتھ ایران فتح فرمایا جس سے ایرانیوں کو نقصان پہنچا اور مسلمانوں کو نفعِ عظیم پہنچا۔ نیز جب یہ عراق کے والی تھے تو کچھ بدنصیب مرتد ہو گئے یہ پکڑ کر ان کی خدمت میں پیش کئے گئے انہوں نے ان کو توبہ کا حکم دیا، کچھ نے توبہ کی، انہوں نے دارین کا خیر حاصل کیا، کچھ اڑے رہے جنہیں قتل کرادیا۔ یہ بھی ایک قوم کو نفع پہنچانا اور ایک قوم کو نقصان پہنچانا ہے۔ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے موقع پر حضرتِ سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صرف ایک ہی صاحبزادی حضرتِ عائشہ تھیں یہ صحابیہ ہیں اس کے بعد اور اولاد ہوئی، حضرتِ سعد کے

17 لڑکے اور 17 لڑکیاں ہوئیں جن میں سے دو کے نام عائشہ ہیں ان میں ایک صحابیہ اور دوسری تابعیہ ہیں جن سے امام مالک (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق) روایت کرتے ہیں۔ (ملخصاً نزھۃ القاری، ۲/۸۰۰-۸۰۲)

دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری

حضرتِ سَیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَشَرَہ مُبَشَّرہ میں سے ہیں، حضور رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بہت سے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو مختلف اوقات میں جنت کی بِشارت دی اور دنیا ہی میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرمادیا مگر دس ایسے جَلِیْلُ القَدْر اور خوش نصیب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں جن کو آپ نے مسجدِ نبوی کے منبر شریف پر کھڑے ہوکر ایک ساتھ ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی خوش خبری سنائی۔ تاریخ میں ان خوش نصیبوں کا لقب عَشَرہ مُبَشَّرہ ہے۔ (کراماتِ صحابہ، ص۵۳) جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (۲) حضرت سیدنا عمر فاروق (۳) حضرت سیدنا عثمان غنی (٤) حضرت سیدنا علی المرتضٰی (۵) حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ (٦) حضرت سیدنا زبیر بن العوام (۷) حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (۸) حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سیدنا سعید بن زید (۱۰) حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن) (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقبِ عبدالرحمن بن عوف، ٥/٤١٦، حدیث:٣٧٦٨)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

حضرتِ سَیِّدُنا سَعْد بن خَوْلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث مذکور میں حضرت سَیِّدُنا سعد بن خَولہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر ہوا۔ آپ یمن کے رہنے والے عَجَمِیُّ النَّسْل اور سَابِقِیْن اَوَّلِیْن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے تھے۔ غزوۂ بَدر، اُحُد، خَنْدَق، صُلح حُدَیْبِیَہ میں شریک ہوئے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے اپنا وطن مَکَّۂ مُکَرَّمَہ چھوڑ کر پہلے حبشہ پھر مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی جانب ہجرت کی۔ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے موقع پر مَکَّۂ مُکَرَّمَہ میں وفات پائی۔ انہیں بلکہ تمام مہاجرین بلکہ خود حضور صَلَّی

اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ سے ہجرت کے بعد یہاں دفن ہونا پسند نہ تھا۔اسی لئے آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انکے مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ میں انتقال پر اِظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ ''سَعد بن خَولہ قابلِ رحم ہے۔''معلوم ہوا کہ کسی کے مرنے پر اظہارِ افسوس جائز ہے،نوحہ جائز نہیں۔

اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کی سچی محبت عطا فرمائے،ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اوران کے صَدْقے دینِ متین کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ان جیسا دینی جذبہ عطا فرمائے!اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
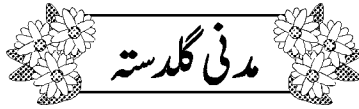
اَنْبِیاء (عَلَیْھِمُ السَّلَام) کے 6حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6مدنی پھول

(1) مریض کی عِیادت کرنا سنتِ مبارکہ ہے۔

(2) کوئی کام کرنے سے پہلے کسی صاحبِ علم سے شرعی رہنمائی لے لینی چاہیے۔

(3) کوئی مباح کام کرتے وقت اگر رضائے الٰہی کی نِیّت کرلی جائے تو وہ مباح کام بھی طاعت ونیکی بن جاتا ہے اور اس پرثواب ملتا ہے۔

(4) بیوی بچوں پرخرچ کرنا اورانکے نان نفقے کا انتظام کرنا بھی باعثِ اجروثواب ہے بشرطیکہ نِیّت یہ ہو کہ ان کا نفقہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر فرض کیا ہے،لہٰذا میں اس کے حکم کی تعمیل کررہا ہوں۔اسی طرح اولاد کے لئے حلال مال چھوڑ جانا بھی گناہ نہیں بلکہ اگرانہیں حاجت ہوتو ان کے لئے مال چھوڑ نا ضروری ہے تا کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

(5) حلال طریقے سے جمع کیا ہوا مال اگر اچھے کاموں میں خرچ کیا جائے تو ایسا مال اچھا ہے اور جو مال گناہوں

اور ناجائز امور کا باعث بنے وہ بُرا ہے۔

(6) جس کے وارث ہوں اُسے ایک تہائی (1/3) مال سے زیادہ کی وَصِیَّت کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو پھر کُل مال کی وصیت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فیوض الباری میں ہے: اگر مسلمان ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ وصیت جائز و نافذ ہوگی اور اگر اس کے وارث ہوں تو وصیت نافذ نہ ہوگی اِلّا یہ کہ اس کے وُرَثا اجازت دیدیں تو پھر تہائی سے زیادہ کی وصیت بھی نافذ و جائز ہوگی۔ (فیوض الباری کتاب الوصایا، ۶۲/۱۱)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے اور **عَشَرہ مُبَشَّرہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ کے صدقے ہمیں بھی جنتُ **الفِرۡدَوۡس** میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس عطا فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:7 اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ دلوں کو دیکھتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم:" إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "(مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذله، ص۱۳۸۷، حدیث: ۲۵۶۴)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صَخْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو تمہارے جسموں کی طرف نظر کرتا ہے نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ وہ تو تمہارے دِلوں کو دیکھتا ہے۔''

عَلَّامَہ مُلّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی مِرقاۃ میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نظرِ اعتباری سے تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے ہاں تمہاری خوبصورتی و بدصورتی کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ وہ تمہارے اَموال کی طرف نظر فرماتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک ان کی قِلَّت و کَثْرَت (کمی وزیادتی) کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ دلوں میں موجود یقین، صِدْق، اِخلاص، رِیا کا ارادہ، شہرت اور بقیہ اَخلاقِ حَسَنَہ (اچھے اخلاق) اور اَخلاقِ سَیِّئَہ (برے اخلاق) کو دیکھتا ہے اور تمہارے اَعمال دیکھتا ہے یعنی ان کی اچھی بُری نیت کو اور پھر اس کے مطابق تمہیں اُن اعمال کی جزا عطا فرمائے گا۔ نِھَایَہ میں ہے کہ، یہاں ''نظر'' کا معنی پسندیدگی یا رحمت ہے اس لئے کہ کسی پر نظر رکھنا محبت کی دلیل ہے جب کہ ترکِ نظر (نظر ہٹالینا) غضب ونفرت کی علامت ہے۔

(مرقاة المفاتيح، کتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، ۹/۱۷٤، تحت الحديث:٥٣١٤)

علّامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیث میں فرمایا گیا کہ ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری صورتوں کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ صرف ظاہری اعمال سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت، اس کے ڈر اور اس کی طرف متوجہ ہونے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس سے حاصل ہوتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، ۸/۱۲۱، الجزء السادس عشر)

ظاہر و باطن دونوں کا درست ہونا ضروری ہے

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حدیثِ مذکور میں ''دیکھنے'' سے مراد ''کرم و محبت سے دیکھنا ہے'' مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے دلوں کو بھی دیکھتا ہے، جب اچھی صورتیں اچھی سیرت سے خالی ہوں، ظاہر باطن سے خالی ہو (یعنی صرف ظاہر اچھا ہو اور باطن برا ہو) مال صَدَقہ وخیرات سے خالی ہو، تو ربّ تعالیٰ اسے نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتا، اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ صرف اعمال اچھے کرو اور صورت بُری بناؤ بلکہ صورت و سیرت دونوں ہی اچھی (یعنی شریعت کے مطابق) ہونی چاہئیں۔ کوئی شریف آدمی گندے برتن میں اچھا کھانا نہیں کھاتا، رب تعالیٰ صورت بگاڑنے والوں کے اچھے اعمال سے بھی خوش نہیں ہوتا۔ اگر صرف صورت اچھی ہو اور کردار برا ہو تو بھی نقصان اور اگر باطنی حالت درست ہو ظاہری حالت شریعت کے خلاف ہو تب بھی نقصان۔ (ملخص از مراۃ المناجیح، ۷/۱۲۸)

بُری نیَّت اعمال کو برباد کر دیتی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کا دل **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی توجہ خاص کا مرکز ہے۔ اس کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ اور ثواب اس وقت تک نہیں ملتا جب تک دِلی کیفیت درست نہ ہو۔ اس لئے اپنے دل کو بُری صِفات سے پاک وصاف اور اچھے اخلاق واچھی سوچ سے معمور رکھنا چاہئے، وہاں دلی کیفیت پر فیصلے ہوتے ہیں، اگر نیَّت درست نہیں تو عمل بے کار و باعثِ وَبال ہے۔ چنانچہ،

تین رِیاکاروں کا اَنجام

نبیوں کے سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے تین قسم کے لوگوں سے سوال کیا جائے گا، ایک وہ جو راہِ خدا میں قتل کیا گیا تھا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کیا؟'' وہ

عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے تیری رضا کے لئے جہاد کیا حتی کہ شہید کر دیا گیا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، بلکہ تو یہ چاہتا تھا کہ کہا جائے: **فلاں شخص بہت بہادر ہے**، تو یہ بات (دنیا میں) کہہ لی گئی۔ پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص کہ جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن کی تلاوت کی، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تجھے جو علم عطا ہوا اس کے بارے میں تیرا عمل کیسا رہا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن کی تلاوت کی۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ لوگ کہیں کہ **فلاں شخص عالم ہے** اور تو نے قرآن اس لئے پڑھا تا کہ کہا جائے کہ فلاں شخص قاری ہے، یہ بات (دنیا میں) کہہ لی گئی، پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا شخص وہ ہوگا جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بہت وُسعت اور کثیر مال عطا کیا تھا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو نے اس کے شکر میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے کوئی ایسا موقع نہ چھوڑا جس میں تجھے خرچ کرنا پسند ہو اور میں نے تیری رضا کے لئے خرچ نہ کیا ہو۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو یہ چاہتا تھا کہ کہا جائے: **فلاں شخص بہت سخی ہے** پس (دنیا میں) کہہ لیا گیا، پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار، ص ۱۰۵۵، حدیث: ۱۹۰۵)

حضرتِ سَیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گریہ وزاری

جب یہ حدیثِ پاک حضرتِ سَیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے بیان کی گئی تو آپ اتنا روئے اتنا روئے، قریب تھا کہ آپ کی رُوح پرواز کر جاتی، پھر فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے سچ فرمایا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ (پ۱۲، ھود: ۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔

(جامع العلوم والحکم من خمسین...الخ، تحت حدیث الاول، ص۲۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

معاملہ نہایت تشویشناک ہے

معاملہ نہایت نازک وتشویشناک ہے کہ ریاکار شہید کی جان بھی گئی اور آخرت بھی برباد ہوئی اور بروزِ قیامت اس سے کہا جائے گا کہ ''جہاد سے تیرا مقصود اسلام کی سربلندی نہیں بلکہ اپنی تعریف تھی، لہٰذا دنیا میں تیری خوب واہ واہ ہوگئی اور تجھے تیرے جہاد کا بدلہ دنیا میں مل گیا'' اسی طرح عالم نے علمِ دین سیکھنے میں کتنی مشقتیں برداشت کیں سب رائیگاں گئیں اور ایسی مصیبت ملی کہ سب سے پہلے جہنم میں نہایت ذِلّت کے ساتھ گھسیٹ کر پھینکا جائے گا، جہنم کی گہرائی آسمان وزمین کے فاصلہ سے کروڑوں گنا زیادہ ہے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ! عالم سے کہا جائے گا کہ تیری یہ ساری محنت خدمت دین کے لیے نہ تھی بلکہ عِلْم کے ذریعہ عزت ومال کمانے کے لئے تھی وہ تجھے دنیا میں حاصل ہو گئے اب ہم سے کیا چاہتا ہے، اسی طرح ریاکار سخی کا حال ہوگا کہ مال بھی گیا اور جہنم کا عذاب بھی مقدّر رہوا، اگرچہ عالمِ دین، شہید اور سخی کا مقام بہت بلند ہے لیکن جب نِیَّت میں خرابی ہو تو سَرَاسر خسارہ ہے حدیث مذکور میں تینوں کو عمل میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا گیا۔ (مراۃ المناجیح، ۱/۱۹۱-۱۹۲، ملخصاً)

اس حدیث پاک کو دیکھتے ہوئے بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اپنی کتابوں میں اپنا نام بھی نہ لکھا اور جنہوں نے لکھا ہے وہ نامْوَری ومشہوری کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی دعا حاصل کرنے کے لیے لکھا۔ (مراۃ المناجیح، ۱/۱۹۱)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے مُخلِص بندوں کے صَدْقے ہمیں اِخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ریاکاری کی

تباہ کاریوں سے ہماری حفاظت فرمائے، ہر کام اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

بُری نِیَّت کے وَبال سے متعلق ایک نہایت ہی عبرتناک اور دل ہلا دینے والی حکایت پڑھئے اور اپنے کریم پروردگار سے اخلاص کی عظیم دولت کی بھیک مانگئے! چنانچہ،

رِیاکاری کی تباہ کاری

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک نہایت عبادت گزار، پابندِ تہجّد اور گِرْیَہ وزارِی کرنے والا شخص میرا بہت **مُعْتَقِد** اور میرے دُکھ سُکھ کا ساتھی تھا۔ وہ اکثر ملاقات کے لئے میرے پاس آیا کرتا تھا۔ پھر کافی دن تک نہ آیا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ شدید بیمار ہے۔ میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے ڈرتے ڈرتے کہا: ''اے میرے بھائی! لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کثرت کر!'' اس نے آنکھیں کھولیں اور بمشکل میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہوگئی۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری مرتبہ میں نے کہا کہ ''اگر تو نے **کَلِمَۂ طَیِّبَہ** نہ پڑھا تو نہ میں تجھے غسل دوں گا، نہ کفن اور نہ ہی تیری نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔'' یہ سن کر اُس نے آنکھیں کھولیں اور کہا ''اے میرے بھائی منصور! کلمۂ طیبہ اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی گئی ہے۔'' میں نے کہا: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم'' کہاں گئیں تیری وہ نمازیں، وہ روزے اور راتوں کا قیام؟'' یہ سن کر اس نے بڑی حسرت سے کہا: **میرے وہ اعمال اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے،** بلکہ میں اس لئے عبادت کیا کرتا تھا تاکہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار اور تہجد گزار کہیں۔ جب میں تنہائی میں ہوتا تو چھپ کر بَرَہْنہ ہو کر شراب پیتا اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک گناہوں کا یہ

سلسلہ جاری رہا۔ پھر میں ایسا شدید بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے قرآن پاک منگوا کر پڑھنا شروع کیا جب سورۂ یٰس تک پہنچا تو قرآن کریم کو بلند کرکے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''اے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس قرآن عظیم کے صَدْقے مجھے شفا عطا فرما، میں آیندہ گناہ نہیں کروں گا۔'' اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول کی اور میں صحتیاب ہوگیا۔ پھر شیطان لعین نے مجھے میرے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا عہد بھلا دیا اور میں پھر عرصۂ دراز تک گناہوں میں مشغول رہا۔ پھر مجھ پر شدید بیماری مُسَلَّط کردی گئی۔ جب موت کے سائے گہرے ہونے لگے تو میں نے پھر قرآن کریم کا واسطہ دے کر معافی وصحت کی بھیک مانگی، میرے کریم پروردگار نے مجھے پھر شفا عطا فرمادی۔ لیکن میں پھر نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا۔ میں نے پھر قرآن پاک منگوایا اور پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ اب میں سمجھ گیا کہ اَللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر عرض کی: ''یا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس مُصْحَف شَرِیف کی عظمت کا صَدْقہ! مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرما۔'' تو میں نے ہاتفِ غیبی کی یہ آواز سنی ''جب تجھ پر بیماری آتی ہے تو توبہ کرلیتا ہے، جب تندرست ہوجاتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگتا ہے۔ شدت مرض میں تو روتا ہے، اور قوت ملنے کے بعد پھر نافرمانیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مُسْتَغْرَق (ڈوبا) رہا اور عرصۂ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈٹا رہا اور تو اپنے اوپر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم بھول گیا۔ خوفِ خدا سے نہ کبھی تجھ پر کپکپی طاری ہوئی نہ تیرے آنسو بہے۔ کتنی مرتبہ تو نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا وعدہ توڑ ڈالا، بلکہ تو ہر بھلائی کو بھول گیا۔ دنیا ہی میں تجھے بتایا جارہا ہے کہ تیرا ٹھکانا قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سنا رہی ہے۔''

حضرتِ سَیِّدُنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کی باتیں سن کر میں زاروقطار روتا ہوا واپس پلٹا، گھر پہنچنے سے پہلے ہی مجھے خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ ہم اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی

دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے بُرے خاتمے سے دوچار ہوگئے۔

(ملخصاًالروض الفائق ص۱۷)

تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ بُری نِیّت اور رِیا کاری انسان کو کیسی بڑی بڑی آفات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اعمال برباد ہوجاتے ہیں، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دوری ہوجاتی ہے، مرتے وقت اگر کوئی نیک عمل کرنا بھی چاہے تو بسا اوقات اس کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ اور انسان حسرت بھری موت مرجاتا ہے۔ ہمیں خدائے بزرگ و برتر کی خفیہ تدبیر سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے۔ رو رو کر اپنے گناہوں سے سچی توبہ اور اس توبہ پر استقامت کی دعا کرنی چاہئے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہر عمل صرف اور صرف اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ایک اہم مسئلہ: اگر کوئی مسلمان مرتے وقت کلمہ نہ پڑھ سکے یا معاذاللّٰہ اس کی زبان سے کوئی کفریہ کلمہ نکل جائے پھر بھی اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا ہوسکتا ہے کہ موت کی سختی کی وجہ سے اس کی زبان سے ایسے الفاظ بلا قصد نکلے ہوں۔ **دعوت اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مَکتَبَۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب بہار شریعت جلد اول حصہ ۴ص809 پر ہے: ''مرتے وقت مَعَاذَ اللّٰہ اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئے کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے، دشوار ہوتا ہے۔''

مدنی گلدستہ
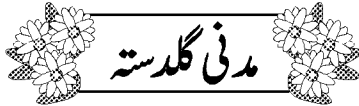
''اِخلاص'' کے 5 حروف کی نسبت سے اس حدیثِ مبارکہ اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) انسان کا ظاہر و باطن دونوں درست ہونے چاہئیں کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں فیصلے انسان کی باطنی کیفیت کے

مطابق ہوتے ہیں۔

(2) سیرت وصورت دونوں ہی شریعت کے مطابق ہونی چاہئیں، اگر صرف صورت اچھی ہو اور کردار بُرا ہو تب بھی نقصان اور اگر باطنی حالت درست ہو اور ظاہری حالت شریعت کے خلاف ہو تب بھی نقصان۔

(3) بسا اوقات بری نیّت سے نیکیاں کرنے کی وجہ سے انسان کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔

(4) توبہ کرنے کے بعد گناہوں سے بالکل دور ہو جانا چاہیے ورنہ بہت بڑے اُخروِی نقصان کا اندیشہ ہے۔

(5) اگر نیّت میں اِخلاص ہو اور پھر لوگ واہ واہ کریں تو اس سے ثواب میں کمی نہیں آئے گی بلکہ یہ تو رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دُنیوِی انعام ہے (مراۃ المناجیح، ۱/۱۸۱) اِمامُ الْمُخْلِصِیْن، سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اُن کے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی آج تک دونوں جہانوں میں واہ واہ ہو رہی ہے اور قیامت تک بلکہ اسکے بعد بھی ہوتی رہے گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرۂ نورفزا کی قسم   قسمِ شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم

تیرے خُلْق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلْق کو حق نے جمیل کیا   کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا! تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اِخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہر عمل اپنی رضا و خوشنودی کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:8

سچا مجاھد کون؟

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِاللّٰہِ بْنِ قَیْسِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: ” سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شُجَاعَۃً وَیُقَاتِلُ حَمِیَّۃً وَیُقَاتِلُ رِیَاءً أَیُّ ذٰلِکَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔“مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (بخاری ، کتاب التوحید باب قولہ تعالی ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین،٤/ ٥٦١،حدیث:٧٤٥٨بتغیر قلیل)

ترجمہ: **حضرت** سیِّدُنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قَیس اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا گیا کہ ”ایک آدمی بہادری دکھانے کے لئے ،ایک قومی غیرت اور ایک ریاکاری کی غرض سے لڑتا ہے تو ان میں سے کون **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے؟“ ارشادفرمایا:”جو اس غرض سے لڑے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کلمہ بلند ہو، تو وہی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے۔“

اچھی نیت سے اعمال اچھے بنتے ہیں

حضرت سیِّدُنا علامہ بَدْرُالدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عُمْدَۃُ الْقَارِی** میں فرماتے ہیں:

(1) کَلِمَۃُ اللّٰہِ سے مراد اسلام کی دعوت دینا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

(2) نیک اَعمال اچھی نیت سے ہی نیک بنتے ہیں۔

(3) عبادت میں اِخلاص شرط ہے، جو محض کسی دُنیوی غرض سے کوئی نیک عمل کرے تو اُس عمل کے ضائع ہونے میں کوئی شک نہیں۔اور اگر اُس عمل کو کسی دینی غرض کی وجہ سے کیا جائے تو جمہور کے نزدیک وہ عمل درست ہے۔

(4) جو فضیلت مجاہدین کے بارے میں بیان ہوئی ہے وہ ان مجاہدین کے لئے ہے جو دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کریں۔

(5) نبیِّ آخرالزماں، سرْورِ ذِیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فصاحت وبلاغت کا اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا گیا۔آپ صَلَّی

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سوال کرنے والے کو اس کے سوال کے الفاظ سے ہٹ کر بہت جامع انداز میں جواب عطا فرمایا کیونکہ غَیظ وغَضَب اور حَمِیَّت (شرم، غیرت) کبھی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہوتی ہے تو کبھی دنیا کے لئے، اس لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختصر الفاظ میں جواب ارشاد فرمایا کہ ''جو دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے لڑے وہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے''۔

(عمدة القاری، کتاب العلم باب من سئل وھو قائم عالما جالسا، ۲/ ۲۷۸، تحت الحدیث:۱۲۳)

حضرتِ سیِّدُنا علّامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: اعمال ہمیشہ اچھی نیتوں سے ہی اچھے بنتے ہیں۔ اور مُجَاھِدِیْن کے بارے میں جو فضیلت حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے کلمے یعنی دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کرے۔ ''حَمِیَّۃً'' سے مراد جوش و غیرت ہے اور غیرت آل و اولاد کی طرف سے ہوتی ہے۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارة، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰہ...... الخ ،۷/ ۴۹، الجزء الثالث عشر)

حضرتِ سیِّدُنا عَلَّامَہ حَافِظ اِبْنُ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فتح الباری میں حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں: یہ حدیث پاک مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ کے پانچ اسباب ہیں: (1) مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے (2) بہادری ظاہر کرنے کے لئے (3) دکھاوے کے لئے (4) غیرت کی وجہ سے (5) غصے کی وجہ سے۔ ان تمام میں سے ہر سبب اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی (اگر یہ سب کام اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہوں تو اچھے اور اگر دنیوی غرض کے لئے ہوں تو برے) اسی لئے حدیث مذکور میں سائل کو ہاں یا نہ کے ساتھ جواب نہیں دیا گیا۔ (فتح الباری، کتاب الجهاد والسیر، باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا، ۷/ ۲۴، تحت الحدیث: ۲۸۱۰)

نِیَّت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں، عمل کی اچھائی یا برائی نیت پر موقوف ہے۔ جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی سربُلندی اور کفر کو مغلوب کرنے کی نیت سے جہاد کرے وہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ کا

مجاہد ہے۔ اور جو لوگوں میں مجاہد و بہادر مشہور ہونے یا اپنی واہ واہ کی خاطر یا صرف قومی غیرت کے لئے جہاد کرے تاکہ اس کے خاندان کا نام روشن ہو تو وہ مجاہد نہیں بلکہ ریاکار ہے۔

رِیاکاری کی تعریف: **حُجَّۃُ الْاِسْلام** حضرتِ سَیِّدُنا امام **محمد** بن **محمد** غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''ریا کی اصل یہ ہے کہ اچھے اعمال دِکھا کر لوگوں کے دِلوں میں اپنا مقام بنایا جائے، پس رِیا کی تعریف یہ ہوئی کہ ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے ذریعے بندوں (کی خوشنودی) کا ارادہ کرنا۔'' (إحياء العلوم، ۳/۳٦۵)

''اَلْمَدِیْنَہ'' کے 7 حروف کی نسبت سے اخلاص و رِیا سے متعلق 7 روایات

(1) رِیاکار کے چار نام

بروزِ قیامت رِیاکار کو یوں پکارا جائے گا: ''(1) اے ریاکار (2) اے دھوکے باز (3) اے نقصان اُٹھانے والے اور (4) اے دَغاباز! جا! اور اپنا ثواب اسی سے لے جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔'' (إحياء العلوم، ۳/۳٦۲)

(2) رِیاکار کی تین نشانیاں

حضرتِ سَیِّدُنا علی المرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرمایا کرتے تھے کہ ریاکار کی تین نشانیاں ہیں (1) جب تنہا ہوتا ہے تو عمل میں سستی کرتا ہے، (2) جب لوگوں میں ہوتا ہے خوشی خوشی عمل کرتا ہے (3) تعریف کی جائے تو اس کا عمل بڑھ جاتا ہے اور جب برائی بیان کی جائے تو عمل کم کر دیتا ہے۔ (إحياء العلوم، ۳/۳٦٤)

(3) رِیاکار اپنے ربّ سے مذاق کرتا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب بندہ ریاکاری کرتا ہے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''میرے بندے کو دیکھو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔'' (إحياء العلوم، ۳/۳٦٤)

پیارے اسلامی بھائیو! نیک عمل پر پورا پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب اس سے مقصود صرف اور صرف

رِضائے الٰہی ہو اور جو لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے وہ ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ منقول ہے کہ

(4) نیکی کر کے لوگوں سے تعریف چاہنا کیسا؟

ایک شخص نے **حضرتِ سَیِّدُنا عُبَادَہ بن صَامِت** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: ''اگر میں اس طرح جہاد کروں کہ رضائے الٰہی کے علاوہ لوگوں سے تعریف کا بھی طلبگار رہوں تو اس طرح کرنا کیسا ہے؟'' فرمایا: تجھے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس نے تین مرتبہ یہ بات دُہرائی آپ نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔'' (إحیاء العلوم، ۳/ ۳٦٤)

(5) نیک عمل کے ذریعے اپنی تعریف نہ چاہو!

ایک شخص نے **حضرتِ سَیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّب سے پوچھا کہ ایک شخص نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تعریف بیان کی جائے اور اسے ثواب بھی ملے؟ فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم پر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا غضب ہو؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: جب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کرو تو خالص اُسی کے لئے کرو۔ (ایضاً)

(6) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں

حضرتِ سَیِّدُنا ضَحّاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ''یہ کام **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بھی ہے اور تمہارے لئے بھی'' اور یہ بھی نہ کہے کہ ''یہ کام **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بھی ہے اور اوروں کے لئے بھی'' کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں۔ (إحیاء العلوم، ۳/ ۳٦٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر نیک عمل صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔ اس کی رضا مل گئی تو سب کچھ مل جائے گا اور اس نعمت سے بڑھ کر کوئی اور دولت نہیں۔ اگرچہ جنت کے حصول یا جہنم کے خوف سے عمل کرنے والا بھی مخلص ہے لیکن کامل اخلاص یہ ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت جنت کے لالچ یا جہنم کے خوف سے نہ ہو بلکہ مقصود صرف خالقِ حقیقی کی ذات پاک ہو۔ شیخِ طریقت، امیر اہلِ سنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا

ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف **''فیضانِ سنت''** میں اِخلاص کے ضمن میں ایک بہت ہی سبق آموز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(7) مجھے موتیوں والا چاہئے

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے کچھ قیمتی مَوتی اپنے افسران کے سامنے پھینکتے ہوئے فرمایا: ''چُن لیجئے اور خود آگے چل دیئے۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد مُڑ کر دیکھا تو اَیاز گھوڑے پر سُوار پیچھے چلا آرہا ہے۔ پوچھا، اَیاز! کیا تجھے مَوتی نہیں چاہئیں؟ اَیاز نے عَرض کی: عالی جاہ! جو موتیوں کے طالِب تھے وہ موتی چُن رہے ہیں، مجھے تو مَوتی نہیں بلکہ موتیوں والا چاہیے۔ (فیضان سنت، باب فیضانِ رمضان، ۹۴۹/۱)

مدنی گلدستہ
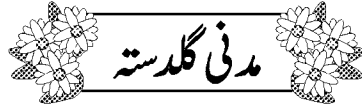
''نبی'' کے 3 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مدنی پھول

(1) عمل چاہے کتنا ہی اچھا ہو اگر نیت خراب ہو تو ثواب نہیں ملتا بلکہ بسا اوقات بہت اچھا عمل بھی نیت کی خرابی کی وجہ سے وبال بن جاتا ہے جیسے صرف لوگوں کو دکھاوے کے لئے نماز پڑھنا اور رضائے الٰہی کی نیت نہ ہونا، وغیرہ۔

(2) رضائے الٰہی کے لئے کفار کو اپنی شجاعت دکھانا، ان کے مقابلے میں اپنی شان و بہادری بیان کرنا عبادت ہے۔

(3) خدمتِ دین کے ساتھ مالِ غنیمت کی نیت بھی ہونا نقصان دہ نہیں مگر کمال اس میں ہے کہ خالص خدمت دین کی نیت ہو، غنیمت بلکہ جنت حاصل کرنے کا بھی ارادہ نہ ہو۔ (ملخص از مراۃ المناجیح، ۴۲۹/۵۔۴۲۸)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ہر عمل کامل اخلاص کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔**

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:9

قاتل و مقتول دونوں جہنمی

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْہِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ. قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ اِنَّہٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ.

(بخاری ، کتاب العلم ، باب وان طائفتان من المؤمنین ...... الخ ، ۲۳/۱، حدیث:۳۱)

ترجمہ: حضرت سَیِّدُ نا ابو بکرہ نُفَیْع بن حَارِث ثَقَفِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان تلواریں لئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں تو قاتل ومقتول دونوں آگ میں ہیں۔'' (راوی فرماتے ہیں) میں نے عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قاتل تو واقعی اس کا حق دار ہے مگر مقتول کا کیا قصور ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ بھی تو اپنے مُقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔''

قاتل ومقتول کب جہنمی ہونگے؟

حضرتِ سَیِّدُ نا مُلّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشکاۃ** میں اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: حرام فعل کا ارادہ کرنا ان افعال میں سے ہے جن پر مواخذہ ہے۔ اور یہ (قاتل ومقتول دونوں کے جہنمی ہونے کا حکم) اس وقت ہے جب دونوں ہی ایک دوسرے کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوں۔ اگر ان میں سے ایک نے دِفاع کا ارادہ کیا اور اُس کی طرف سے پہل بھی نہ ہوئی مگر صرف دوسرے کے مارنے کی وجہ سے اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس کو (اپنی جان بچانے کی) شرعاً اجازت دی گئی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب قتل اھل الردۃ ، ۱۰۴/۷، تحت الحدیث:۳۵۳۸)

عَلَّامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا کہ قاتل ومقتول دونوں آگ میں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دونوں آگ کے مستحق ہیں، لیکن ان دونوں کا

معاملہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذِمّۂ کرم پر ہے اگر وہ چاہے تو دونوں کو دوزخ کا عذاب دے اور اگر چاہے تو دونوں کو معاف فرما کر بالکل ہی عذاب نہ دے۔(ملخصاً عمدة القاری، کتاب الفتن، باب اذا التقی المسلمان بسیفهما، ١٦ / ٣٤٨-٤٩، تحت الحدیث:٧٠٨٣)

دنیا کی وجہ سے قتل

عَلَّامَہ حَافِظ اِبنِ حَجَر عَسقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فَتحُ البَارِی** میں فرماتے ہیں: **علامہ بزّار** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار نے اس حدیث پاک کی مراد بیان کرتے ہوئے فرمایا: یعنی جب تم دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کرو تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں اور اس کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک لوگوں پر ایسا زمانہ نہ آجائے کہ قاتل کو معلوم نہ ہو کہ اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے۔'' عرض کی گئی کہ ایسا کیسے ہوگا؟ فرمایا کہ بکثرت خون ریزی ہوگی اور قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہونگے۔

عَلَّامَہ قُرطُبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ جو لڑائی جہالت کی بنا پر دنیاوی غرض کے لئے ہو یا نفسانی خواہش کی پیروی میں ہو تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

(فتح الباری ، کتاب الفتن، باب اذا التقی المسلمان بسیفهما، ١٤ / ٣٠، تحت الحدیث:٧٠٨٣)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں کہ: جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے کے ارادے سے کسی بھی ہتھیار مثلاً تلوار، خنجر بندوق وغیرہ سے حملہ آور ہوں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو قتل کردے تو قاتل و مقتول دونوں کی سزا جہنم ہے، قاتل تو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول قتل کے پختہ ارادے کی وجہ سے کیونکہ اگر پہلے اس کا وار چل جاتا تو یہ اسے قتل کردیتا، لہٰذا اسے بھی قتل ہی کا گناہ ملے گا، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں باطل پر ہوں اگر کوئی ایک حق پر ہو تو صرف باطل والا ہی گناہ گار ہوگا، جیسے کوئی

مسلمان اپنا مال، عزت یا جان بچانے کے لئے کسی چور، ڈاکو سے مزاحمت ومقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو چور، ڈاکو ہی جہنمی ہونگے جبکہ یہ قتل ہونے والا شہید کا مرتبہ پائے گا۔ (ملخص از مراۃ المناجیح، ۲۶۵/۵)

قتلِ ناحق کا عذاب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قران وحدیث میں اس گناہ پر بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴿۹۳﴾

(پ ۵، النساء: ۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور **اللہ** نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًاؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًاؕ

(پ ٦، المائدۃ: ۳۲)

ترجمۂ کنز الایمان: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا لیا (بچایا) اس نے سب لوگوں کو جلا لیا۔

قتل ناحق کی مذمت میں 3 روایات

(1) حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ بروزِ قیامت قاتل کو ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا۔ **عاصم بن اَبِی النَّجُود** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: ''اے ابوزُرْعہ ہزار مرتبہ؟'' **ابوزُرعہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''جس آلہ سے اس نے قتل کیا اس کی ہزار ضربیں۔'' (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الفتن، باب من کرہ الخروج فی الفتنة وتعوذ عنها، ٦٤٤/٨، حدیث: ۳۳۰)

(2) حضرتِ سَیِّدُ ناعَبْدُ اللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک **ایک مومن کا قتل** دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے۔

(ترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل مؤمن، ۳/ ۹۸، حدیث: ۱۴۰۰)

(3) حضرتِ سَیِّدُ نا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **نبیِّ حاشِر**، رسولِ صابر و شاکر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں **ایک مومن کا قتل** دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے۔(شعب الإیمان، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیها، ٤/ ٣٤٤، حدیث: ٥٣٤١)

دنیا میں سب سے پہلے حضرتِ سَیِّدُ نا **ہابیل** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ان کے سگے بھائی **قابیل** نے ناحق قتل کیا تھا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ

دنیا میں سب سے پہلا قتل

''**قابیل و ہابیل** دونوں حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے فرزند تھے، حضرتِ سَیِّدَتُنا حوّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ قابیل کے ساتھ ''**اِقْلِیْمَا**'' اور ہابیل کے ساتھ ''**لیوذا**'' پیدا ہوئی، اس وقت یہ دستور تھا ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہابیل کا نکاح ''**اِقْلِیْمَا**'' سے کرنا چاہا مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ ''**اِقْلِیْمَا**'' زیادہ خوبصورت تھی اس لئے وہ اس کا طلب گار رہا۔ حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے سمجھایا کہ ''**اِقْلِیْمَا**'' تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اس لئے وہ تیری بہن ہے تیرا اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مگر قابیل اپنی ضد پر اَڑا رہا۔ بالآخر حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنی اپنی قربانیاں پیش کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی ''**اِقْلِیْمَا**'' کا حق دار ہوگا۔ اس زمانے میں قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ

آسمان سے ایک آگ اترتی اور اسے جلا ڈالتی۔ چنانچہ، قابیل نے گیہوں کی کچھ بالیں اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا۔ اس پر قابیل کے دل میں بغض وحسد پیدا ہو گیا اور اس نے ہابیل کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اور ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ ہابیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ قربانی قبول کرنا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کام ہے اور وہ اپنے مُتَّقِی (مُتْ۔تَ۔قِی) بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مُتَّقِی ہوتا تو ضرور تیری قربانی قبول ہوتی۔ ساتھ ہی حضرت ہابیل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تو میرے قتل کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ تجھ ہی پر پڑے اور تو ہی جہنمی ہو کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ آخر قابیل نے اپنے بھائی حضرتِ سَیِّدُنا ہابیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قتل کر دیا۔ بوقتِ قتل ان کی عمر 20 برس تھی اور قتل کا یہ حادثہ **مَکَّۂ مُکَرَّمہ** میں **جَبَلِ ثور** کے پاس یا **جَبَلِ حرا** کی گھاٹی میں ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ شہر **بصرہ** میں جس جگہ **مسجدِ اعظم** بنی ہوئی ہے وہاں بروز منگل یہ سانحہ رونما ہوا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(ملخصاً روح البیان، پ٦، المائدة، تحت الآیة:٢٨، ٢/٣٧٩)

انسان کو مُردہ دفن کرنا کس نے سکھایا؟

حضرت سَیِّدُنا ہابیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پہلے دنیا میں کوئی آدمی نہ مرا تھا اس لئے قابیل پریشان تھا کہ بھائی کی لاش کا کیا کرے۔ چنانچہ، کئی دن تک وہ لاش کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرتا رہا۔ پھر اس نے دو کوّے لڑتے دیکھے جن میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر ایک گڑھا کھودا اور مَرے ہوئے کوّے کو اس میں ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو زمین میں دفن کرنا چاہئے۔ چنانچہ، اُس نے قبر کھودی اور بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔　(مدارك التنزیل، پ٦، المائدة، تحت الآیة:٣١، ص٢٨٢)

قرانِ کریم میں حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے دو بیٹوں کا واقعہ پارہ 6 سورۂ مائدہ آیت نمبر 27 تا 31 میں

بیان کیا گیا ہے۔

سات دن تک زلزلہ

قابیل بہت ہی گورا اور خوبصورت تھا مگر بھائی کا خون بہاتے ہی اس کا چہرہ بالکل سیاہ و بدصورت ہو گیا۔ سات دن تک زمین میں زلزلہ رہا، وُحوش وطُیُور (درندوں اور پرندوں) میں اِضْطِراب اور بے چینی پھیل گئی، حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو اپنے فرزندِ اَرجُمند حضرتِ سَیِّدُنا ہابیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی موت کا بہت رَنج ہوا یہاں تک کہ ایک سو برس تک کبھی آپ کو ہنسی نہ آئی اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے سُریانی زبان میں شعر پڑھا جس کا عربی ترجمہ یہ ہے:

تَغَیَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَیْھَا فَوَجْہُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِیْحٌ

تَغَیَّرَ کُلُّ ذِیْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بَشَاشَۃُ الْوَجْہِ الصَّبِیْحٖ

ترجمہ: تمام شہروں اور اُن کے باشندوں میں تغیر پیدا ہو گیا اور زمین کا چہرہ غبار آلود اور قبیح ہو گیا۔ ہر رنگ اور مزہ والی چیز بدل گئی اور گورے چہرے کی رونق کم ہو گئی۔ (روح البیان، پ٦، المائدۃ تحت الایۃ: ۲۷ ـ ۳۰، ۲/۳۸۱)

قتلِ ناحق ایسا قَبِیْح (بُرا) فعل ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کا دین و ایمان بھی برباد ہو سکتا ہے۔ قابیل بھی اس گناہ کی وجہ سے کفر کی دلدل میں پھنس کر دائمی عذاب کا مستحق ہوا۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

آگ کا سب سے پہلا پجاری

حضرتِ سَیِّدُنا ہابیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قتل کے بعد حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے شدید غضب ناک ہو کر قابیل کو اپنے دربار سے نکال دیا، تو وہ بدنصیب **اِقْلِیْمَا** کو ساتھ لے کر یمن کی سرزمین ''**عدن**'' میں چلا گیا۔ وہاں ابلیس لعین اس کے پاس آیا اور کہا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے اس لئے کھالیا کہ وہ آگ کی پوجا کیا کرتا تھا، لہٰذا تو بھی ایک مَنْدَر بنا کر آگ کی پوجا شروع کر دے۔ چنانچہ، اس نے **ایسا ہی کیا اور یہی وہ شخص ہے جس نے آگ کی سب سے پہلے پوجا شروع کی۔** (روح البیان، پ٦، المائدۃ تحت الایۃ:۲۷ ـ ۳۰، ۲/۳۸۲)

روئے زمین پر سب پہلا نافرمان انسان

روئے زمین پر سب سے پہلے **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی قابیل ہی نے کی کہ سب سے **پہلے زمین پر قتلِ ناحق کیا اور یہی وہ پہلا مجرم ہے جسے سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔** حدیث شریف میں ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک جو بھی قتلِ ناحق ہوگا قابیل اس میں حصہ دار ہوگا کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا دستور نکالا۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریتہ، ۲ /۴۱۳، حدیث:۳۳۳۵) **قابیل نے حسد و بغض کی وجہ سے اپنے بھائی کو ناحق قتل کرکے اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، اپنے والدین کا دل دُکھایا، زمین پر فساد پھیلایا تو اسے بڑی بھیانک سزا ملی۔**

قابیل کا عبرتناک انجام

قابیل کا ایک لڑکا اندھا تھا اس نے قابیل کو پتھر مار کر قتل کر دیا اور یوں یہ بدبخت آگ کی پَرَسْتِش کرتے ہوئے کفر وشرک کی حالت میں اپنے لڑکے کے ہاتھوں مارا گیا۔ (روح البیان، پ٦، المائدۃ تحت الایۃ:۲۷ـ۳۰، ۲/۳۸۲)

حضرتِ سَیِّدُ نا شِیْث عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

ہابیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قتل کے پانچ برس بعد حضرتِ سَیِّدُ نا **شِیْث** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادت ہوئی جب کہ حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی عمر شریف ایک سو تیس برس کی ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے اس ہونہار فرزند کا نام ''**شیث**'' رکھا۔ یہ سُریانی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں اس کا معنی ہے ''ھِبَۃُ اللّٰہ'' یعنی ''**اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عطیہ''۔ حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلَیْہِ السَّلَام پر جو پچاس صحیفے نازل ہوئے تھے آپ نے حضرتِ سَیِّدُ نا شیث عَلَیْہِ السَّلَام کو ان سب کی تعلیم دی اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا اور ان کی نسل کو خیر و برکت کی دعائیں دیں۔ ہمارے پیارے نبی، نبیِّ آخر الزماں، سرورِ ذیشاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرتِ سَیِّدُ نا شِیْث عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے ہیں۔ (روح البیان، پ٦، المائدۃ تحت الایۃ: ۳۰، ۲/۳۸۲)

دنیا میں پہلا ''ناحق قتل'' کس وجہ سے ہوا؟

دنیا میں سب سے پہلا ''ناحق قتل'' ایک عورت کے معاملہ میں حسد کی وجہ سے ہوا۔ لہٰذا عورت کے فتنے میں مبتلا ہونے سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔

حسد کی تباہ کاری

قابیل نے حسد کی بیماری میں مبتلا ہو کر اپنے سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حسد انسان کی کتنی بری اور خطرناک قلبی بیماری ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ''**مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ**۝۵'' (پ ۳۰، الفلق: ۵) (ترجمۂ کنز الایمان: اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے) فرما کر حکم دیا گیا کہ حاسد کے حسد سے خدا کی پناہ مانگتے رہو۔

حَسَد کی تعریف: ''کسی کی نعمت کے چھن جانے کی آرزو کی جائے (یہ حسد ہے)۔ (فتاوی رضویہ، ۲۴/۴۲۸)

حُجَّةُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی ''**مِنْهَاجُ الْعَابِدِین**'' میں فرماتے ہیں: ''اپنے مسلمان بھائی سے ایسی نعمت چھن جانے کے ارادے کا نام حسد ہے جس میں اس مسلمان کے لئے بہتری اور بھلائی ہو اور اگر چھن جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ یہ ارادہ ہو کہ ایسی ہی نعمت مجھے بھی مل جائے تو یہ حسد نہیں بلکہ اسے **غِبطہ** کہتے ہیں۔'' (مِنْهَاجُ العَابِدِین، ص ۷۹)

بُرا طریقہ رائج کرنے کا وَبال

قتلِ ناحق کتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی وجہ سے حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا بیٹا اپنے باپ کے دربار سے راندۂ درگاہ ہوا اور کفر و شرک میں مبتلا ہو کر مرا۔ اور قیامت تک ہونے والے ہر خونِ ناحق میں حصہ دار بن کر عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔ معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی بُرا طریقہ ایجاد کرے تو قیامت تک جتنے لوگ اس برے طریقے پر عمل کریں گے سب کے گناہ میں وہ برابر کا شریک اور حصہ دار بنے گا۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو سچا پکا مسلمان بنائے۔ ہماری اولاد کو ہمارے لئے ذریعہ مغفرت بنائے ہم سب کو قتل و غارت گری، فتنہ وفساد اور دیگر بُری عادتوں سے محفوظ رکھے اور دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
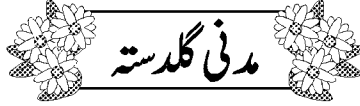
"ھَابِیْل" کے 5حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5مدنی پھول

(1) یہ حدیث اس قتال (لڑائی) پر محمول ہے جو بلا وجہ شرعی ہو یا دیانت کے ساتھ تاویل واجتہاد کی بنا پر نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ باغی خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس سے لڑنا جائز ہے۔ (فیوض الباری، ۱/۲۲۲)

(2) گناہ کا پختہ ارادہ بھی گناہ ہے۔ ہاں گناہ کا صرف خیال آنا گناہ نہیں۔ چور چوری کرنے نکلا مگر اتفاقاً نہ کر سکا گنہگار ہو گیا، فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ ارادۂ کفر بھی کفر ہے۔

(3) جو بُرائی رائج کرے تو جتنے بھی لوگ اس بُرائی میں مبتلا ہونگے سب کا گناہ اسے ملے گا اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

(4) عورت کا فتنہ بہت برا ہے۔ انسان اگر اس فتنے میں مبتلا ہو جائے تو اس کا دین وایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

(5) حسد کی بیماری میں مبتلا انسان بڑے بڑے گناہ کرنے سے بھی نہیں چوکتا، حاسد کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بُری سوچ برے افعال اور بُری صحبت سے محفوظ رکھے اور ہمارا حشر اپنے نیک بندوں کے ساتھ فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:10

باجماعت نماز کا ثواب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُوْقِهِ وَ بَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذَالِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ ، فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلٰئِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ.

(مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل صلوة الجماعة وانتظار الصلاة، ص۳۳۳، حديث:٦٤٩)

ترجمہ: **حضرت** سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مرد کی باجماعت نماز کا ثواب اس کی گھر یا بازار میں پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں بیس اور اس سے کچھ زیادہ درجے ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب ان میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرکے صرف نماز ہی کی نیّت سے مسجد کی طرف چلتا ہے اور نماز کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا تو مسجد میں پہنچنے تک ہر ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک کسی کو تکلیف نہ دے یا بے وضو نہ ہو تو فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں: "**یااَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اِس پر رحم فرما، **یااَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اِسے بخش دے، **یااَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اِس کی توبہ قبول فرما۔"

چار دَرَجات

عَلّامَہ اِبنِ بَطّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ ذِی الْجَلَال **شرح بخاری** میں فرماتے ہیں: "بعض روایات میں ستائیس درجے زیادہ بعض میں پچیس گنا زیادہ کے الفاظ آئے ہیں یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے

والی نماز کا ثواب کئی گنا زیادہ ہے۔وہ درجات واجزاء جو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والے کو نصیب ہوتے ہیں اور تنہا نماز پڑھنے والا ان سے محروم رہتا ہے وہ چار ہیں: (1) باجماعت نماز پڑھنے کی نیت (2) ہر قدم کے بدلے ایک درجہ کی بلندی اور ایک گناہ کی معافی (3) فرشتوں کا اس کے لئے استغفار کرنا (4) نماز کے انتظار پر نماز کا ثواب ملنا''۔

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ، ٢/٢٧٢)

عَلَّامَہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃُ القاری** میں فرماتے ہیں: مسجد میں باجماعت نماز کا ثواب گھر یا بازار میں اکیلے یا باجماعت نماز پڑھنے سے زیادہ ہے۔ہاں! جولوگ مسجد کے علاوہ کہیں اور جماعت سے نماز پڑھ لیں تو ان کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے والے سے زیادہ ہوگا لیکن پھر بھی وہ مسجد کی جماعت کی فضیلت کو نہ پا سکیں گے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ، ٤/٢٣٣، تحت الحدیث:٦٤٧)

جماعت کی فضیلت کے بارے میں مختلف روایات کی وضاحت

باجماعت نماز کی فضیلت بعض روایات میں پچیس اور بعض میں ستائیس درجے بیان کی گئی ہے۔علامہ بدر الدین عینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی اس اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ ستائیس کا ذکر پچیس کے بعد آیا ہے گویا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے پہلے پچیس کی خبر دی پھر یہ ثواب بڑھا کر ستائیس گنا کر دیا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ وہ نماز جس میں کم چلا گیا ہو اور نماز کا انتظار نہ کیا گیا ہو اس کا ثواب پچیس گنا ہے اور جس نماز میں زیادہ چلا گیا ہو اور زیادہ دیر نماز کا انتظار کیا گیا ہو اس کا ثواب ستائیس گنا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ ثواب کا کم یا زیادہ ہونا نمازی اور نماز کے بدلنے کی وجہ سے ہوتا ہے پس جو نماز کو اچھے طریقے سے ادا کرے اور اس کی حفاظت کرے اور پورے دھیان سے پڑھے تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ عشا اور فجر کی نماز میں ثواب زیادہ ہے کیونکہ ان نمازوں میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔اس قول کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ ''باجماعت نماز تم میں سے کسی ایک کے تنہا نماز سے پچیس گنا افضل ہے اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔'' (ملخصا عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ فی مسجد السوق، ٣/٥٤٦، تحت الحدیث:٤٧٧)

عظیم الشان اِنعام

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے ہمیں جو بے شمار اِنعامات عطا ہوئے ہیں، اِنہیں انعامات میں سے **نماز** بھی بِلا شبہ ایک **عظیم الشان اِنعام** ہے، اس میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لئے جہاں کی بھلائیاں رکھ دی ہیں۔ اسی طرح **نمازِ باجماعت** کی دولت بھی کوئی معمولی اِنعام نہیں، یہ بھی ہمارے لئے بے شُمار نیکیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حدیث مذکور سے باجماعت نماز کی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے باجماعت نماز پڑھنے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ اسے پچیس یا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جب وہ نماز کی نیت سے مسجد کی طرف چلتا ہے اور کوئی دنیوی غرض پیش نظر نہیں ہوتی تو اس کے ہر قدم پر نیکیاں، درجات کی بلندی، گناہوں کی مغفرت جیسی عظیم سعادتیں ملتی ہیں پھر جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے نماز ہی کا ثواب ملتا ہے اور معصوم فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہوجائے کہ ہمارے پاس جو مال ہے وہ اپنے شہر میں ایک روپے کا بِکے گا اور اگر اسے سُمندر پار جا کر فروخت کریں تو 25یا27 روپے میں بِکے گا، تو شاید ہر شخص سمندر پار جا کر ہی اپنا مال فروخت کرے، کیونکہ 25یا27 گنا نفع چھوڑنا کوئی بھی گوارا نہیں کرے گا۔ مگر کس قدر حیرت ہے کہ گھر سے صِرف چند قدم چل کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں ایک نماز پر ستائیس نماز کا ثواب ملتا ہے، مگر پھر بھی بہت سے لوگ جماعت کی پرواہ نہیں کرتے اور بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے! موت کا کوئی پتہ نہیں کب آجائے اور ہم کفِ افسوس مَلتے رہ جائیں۔

زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو!

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **''زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔''** (مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الاول، ۳/ ۱۰۸، حدیث:۵۱۷۴) **اس فرمانِ عالیشان کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے** ہمیں اپنی زندگی سے پُورا پُورا فائدہ اٹھانا چاہئے! جتنا ہوسکے باجماعت نمازیں ادا کرکے زیادہ سے زیادہ ثواب کا ذخیرہ کرلینا چاہئے، ورنہ یاد

رکھئے! مرنے کے بعد جماعت کا ثواب لوٹنے کا موقع نہیں مِل سکے گا اور پھر بے حد نَدامت ہوگی اور افسوس بھی ہوگا کہ کاش! میں دُنیا میں تھوڑی سی سُستی اُڑا کر زیادہ سے زیادہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوتا۔

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے

کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

اچھی نیت کے بھی کیا کہنے کہ اس کی وجہ سے انسان ایک ہی عمل پر بہت سارے اعمال کا ثواب پاسکتا ہے جیسا کہ نماز کے لئے جانا **ایک عمل** ہے اگر کوئی صرف نماز ہی کی نیت سے مسجد کی طرف جائے تو اسے اسی نیت کا ثواب ملے گا لیکن جو اس کے ساتھ دیگر اعمالِ صالحہ کی بھی نیت کرلے تو اسے ان کا بھی ثواب مل جائے گا۔

نماز کے لیے مسجد جانے کی چالیس نیتیں

سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدِدِ دین وملت، مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فرماتے ہیں:** بے شک جو علمِ نیت جانتا ہو تو اپنے ایک ایک **فعل** میں اپنے لیے کئی نیکیاں کرسکتا ہے، مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلے اور یہی قصد کیا ہے نماز پڑھوں گا، تو اس کا چلنا محمود ہے، ہر قدم پر (فرشتے) ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے۔ مگر عالمِ نیت اس ایک ہی **فعل** میں اپنے لیے ۴۰ نیتیں کرسکتا ہے۔ مثلاً

﴿1﴾......اصل مقصد یعنی نماز کو جاتا ہوں۔ ﴿2﴾......خانہ خدا کی زیارت کروں گا۔ ﴿3﴾......شعارِ اسلام ظاہر کروں گا۔ ﴿4﴾......**داعِی اِلَی اللّٰہ** یعنی (مُؤَذِّن) کی اِجابت (دعوت قبول) کرتا ہوں۔ ﴿5﴾......تحیۃُ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔ ﴿6﴾......مسجد سے خس و خاشاک (تنکے) وغیرہ دور کروں گا۔ ﴿7﴾......اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب **مُفْتٰی بِہٖ** پر اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے انتظارِ نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب مل جائے گا۔ ﴿8﴾...... امرِ الٰہی (حکمِ قرآنی) **خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ** (**ترجمۂ کنز الایمان:** اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔ (پ ۸، الاعراف: ۳۱)

کے اِمتِثَال (یعنی تکمیلِ حکم) کو جاتا ہوں۔ ﴿9﴾ جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔ ﴿10﴾ جو نہیں جانتے ان کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا۔ ﴿11﴾ جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔ ﴿12﴾ علماء کی زیارت ﴿13﴾ نیک مسلمان کا دیدار ﴿14﴾ دوستوں سے ملاقات ﴿15﴾ مسلمانوں سے مَیل (ملاپ) ﴿16﴾ جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکُشادہ پیشانی مل کر صلۂ رحم کرنے کا ثواب کماؤں گا۔ ﴿17﴾ اہلِ اسلام کو سلام۔ ﴿18﴾ مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔ ﴿19﴾ ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ ﴿20﴾ نمازِ جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔ ﴿21-22﴾ مسجد میں جاتے نکلتے حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام عرض کروں گا۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ ﴿23،24﴾ دُخُول و خُرُوج میں (یعنی مسجد کے اندر داخل ہوتے وقت اور باہر نکلتے وقت) حضور و آلِ حضور و اَزواجِ حضور پر درود بھیجوں گا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّد ﴿25﴾ بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔ ﴿26﴾ اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔ ﴿27﴾ جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو اُسے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہوں گا۔ ﴿28-29﴾ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع) کروں گا۔ ﴿30﴾ نمازیوں کو وضو کے لیے پانی دوں گا۔ (یہ نیت وہاں ہوسکتی ہے جہاں لوٹے سے وضو کیا جاتا ہو) ﴿31-32﴾ خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا۔ اب اگر یہ کہنے نہ پائے دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پاچکا۔ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہ یعنی اس کا ثواب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ پر ہوگیا۔ ﴿33﴾ جو راہ بھولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔ ﴿34﴾ اندھے کی دستگیری کروں گا (یعنی ہاتھ پکڑوں گا)۔ ﴿35﴾ جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔ ﴿36﴾ موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔ ﴿37﴾ دو

مسلمانوں میں نزاع (یعنی لڑائی) ہوئی تو حَتَّی الْوَسْع (جہاں تک ہوسکا) صلح کراؤں گا۔﴿39-38﴾......مسجد میں جاتے وقت داہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تَقْدِیم (یعنی پہل) سے اِتِّبَاعِ سنت کروں گا۔﴿40﴾......راہ میں جولکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا۔اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ مِنْ نِّیَاتٍ کَثِیْرَةٍ (اس کے علاوہ بہت ساری نیتیں)۔تو دیکھئے کہ جو اِن اِرادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا صرف حسنۂ نماز (یعنی نماز کی نیکی) کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حَسَنات کیلئے جاتا ہے تو گویا اس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے، اور ہر قدم چالیس قدم پہلے ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ۶۷۵تا۶۷۳/۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اچھی نیتوں کی وجہ سے انسان بہت سی نیکیاں حاصل کرسکتا ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہر عمل سے پہلے جتنی ممکن ہو اچھی اچھی نیتیں کرلیں تاکہ ہمارے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے۔**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اچھے اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے!اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

باجماعت نماز کے فضائل

حدیث مذکور میں باجماعت نماز کی فضیلت بیان کی گئی، لہٰذا جماعت کے فضائل اور ترکِ جماعت کی وعیدیں بیان کی جاتی ہیں۔**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرانِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ (پ ۱، البقرة: ۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

تفسیر خازن میں ہے:"فِیْهِ حَثٌّ عَلٰی إِقَامَةِ الصَّلَاةِ فِی الْجَمَاعَةِ فَکَأَنَّهُ قَالَ صَلُّوْا مَعَ الْمُصَلِّیْنَ فِی الْجَمَاعَةِ" ترجمہ:اس آیت میں نماز باجماعت ادا کرنے پر ابھارا گیا ہے گویا کہ فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔(تفسیر الخازن، پ۱، البقرة، تحت الآية:۴۳، ۱/ ۴۹)

امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی **فرماتے ہیں:** اس سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو، اس طرح تکرار بھی ختم ہوجائے گی اس لئے کہ اس سے پہلے قول (اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ) میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے اور دوسرے قول (وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ) میں نماز کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ (تفسیر کبیر، پ ١، البقرۃ، تحت الایۃ:٤٣، ٤٨٧/١)

دو آزادیاں

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔

(ترمذی، کتاب ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی، ٢٧٤/١، حدیث: ٢٤١)

تکبیرِ اُولیٰ کسے کہتے ہیں؟: پہلی تکبیر کو تکبیرِ اُولیٰ کہتے ہیں اِس کو تکبیر تحریمہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا ثواب پانے کے لئے ہمارے لیے ایک رِعایت یہ بھی موجود ہے کہ اگر امام کے ساتھ پہلی رکعت کا رکوع بھی مل جائے تب بھی تکبیر اُولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے جیسا کہ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ کی 1360 صفحات پر مشتمل کتاب ''**بہارِ شریعت**'' جلد اول صفحہ 509 پر ہے: ''پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت پاگیا۔''

(بہارِ شریعت، ٥٠٩/١، حصہ ٣)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سنت کو چھوڑو گے تو گمراہ ہوجاؤ گے

حضرتِ سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے مسلمان ہو کر ملے اسے چاہیے کہ جب اذان ہو تو اپنی نمازوں کو پابندی سے ادا کیا کرے کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے

تمہارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہدایت والے طریقے عطا فرمائے ہیں اور بے شک یہ نمازیں انہی میں سے ہیں۔ اگر تم اپنے گھر میں نماز پڑھو گے جیسے اس نماز سے پیچھے رہنے والے شخص نے اپنے گھر میں نماز ادا کی تو بے شک تم نے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف آئے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھے گا اور اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ معاف فرما دے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ کھلا منافق ہی جماعت سے پیچھے رہتا ہے اور ہدایت یافتہ شخص کسی دوسرے کو ہاتھ سے پکڑ کر مسجد میں لاتا اور صف میں موجود ہوتا ہے۔ (مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب صلوۃ الجماعۃ من سنن الھدی، ص ۳۲۸، حدیث: ۶۵۴)

ستائیس مرتبہ نماز دہرائی

حضرتِ سَیِّدُنا عُبَیْدُ اللّٰہ بِنْ عُمَر قَوَارِیْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: میں نے ہمیشہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر افسوس! ایک مرتبہ میری عشاء کی جماعت فوت ہو گئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا، میں اس کی خاطر مُدارات (مہمان نوازی) میں لگا رہا۔ فراغت کے بعد مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی۔ اب سوچنے لگا کہ ایسا کون سا عمل کروں جس سے اس نقصان کی تلافی ہو جائے۔ یکا یک مجھے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آیا کہ ”باجماعت نماز، منفرد کی نماز پر اکیس درجے فضیلت رکھتی ہے اسی طرح پچیس اور ستائیس درجے فضیلت کی حدیث بھی مروی ہیں۔“ میں نے سوچا، اگر میں ستائیس مرتبہ نماز پڑھ لوں تو شاید جماعت فوت ہو جانے سے جو کمی ہوئی ہے وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ، میں نے ستائیس مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر مجھے نیند آ گئی۔ میں نے اپنے آپ کو چند گھڑ سواروں کے ساتھ دیکھا، ہم سب کہیں جا رہے تھے، اتنے میں ایک گھڑ سوار نے مجھ سے کہا: تم اپنے گھوڑے کو مَشَقَّت میں نہ ڈالو، بے شک تم ہم سے نہیں مل سکتے۔ میں نے کہا: ”کیوں؟“ کہا: ”اس

لئے کہ ہم نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی ہے۔" (عیون الحکایات،ص، ۲۵۹)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ترکِ جماعت کی وعیدیں

جہاں باجماعت نماز ادا کرنے کے بے شمار فضائل ہیں وہیں بلا کسی شرعی مجبوری کے جماعت ضائع کرنے والے کے لیے سخت وعیدیں بھی ہیں، سستی وغفلت کی وجہ سے جماعت ترک کر دینا عقل مند مسلمان کا کام نہیں کہ ایسا کرنا ڈھیروں ثواب سے محرومی بھی ہے اور اِس سنت عظیمہ (یعنی سنت واجبہ) کا ترک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ورسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب شدید کے اُبھارنے کا سبب بھی۔" چنانچہ، اس ضمن میں **3** روایات ملاحظہ ہوں:

(1) تارکِ جماعت پر قہر وغضب

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔"

(بخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ، ۱/۲۳۵، حدیث: ۶۵۷)

(2) حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ عالی وقار، دو جہاں کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو نماز عشا قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو لوگ گھروں میں ہیں (یعنی جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) ان کے گھروں کو آگ سے

جلا دیں۔'' (مسند امام احمد، ۲۹۶/۳، حدیث: ۸۸۰۴)

(3) کان میں پگھلا ہوا سیسہ

جس نے اذان سُنی مگر بغیر کسی شرعی مجبوری کے مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نہ آیا اس کے کان میں اگر پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے تو یہ جماعت ضائع کرنے سے آسان تھا۔ چنانچہ، **حضرت** سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''اگر ابنِ آدم کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا جائے یہ اِس بات سے بہتر ہے کہ اذان سُنے مگر مسجد میں نہ آئے۔'' (مکاشفة القلوب، ص۲۶۸)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ   اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
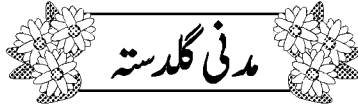
''نماز'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) جو اپنی دکان یا مکان میں تنہا نماز پڑھ لیتا ہو یا جماعت بھی کروالے تب بھی مسجد کے ثواب سے محروم رہے گا اور جماعت واجب ہونے کی صورت میں گناہ گار بھی ہوگا۔

(2) گھر سے وضو کر کے مسجد جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت باوضو افضل ہوتی ہے بعض نیک خصلت لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی مریض کی عِیادت کرنے بھی باوضو جاتے ہیں کیونکہ عِیادت کرنا نیک عمل ہے اور ہر نیک عمل باوضو بہتر ہے۔

(3) جماعت کو جاتے ہوئے ہر قدم پر ایک نیکی ملنا اور ایک گناہ مٹنا یہ گنہگاروں کے لئے ہے جبکہ نیکوں کے لیے تو ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلندی ہے کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے نیکوں کے

درجے بڑھتے ہیں۔ (ملخصاً از مراۃ المناجیح، ۱/۴۳۶)

(4) مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے والے خوش نصیب کے لئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے معصوم فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ نماز سے پہلے ہی مسجد میں جانے کی عادت بنالیں تاکہ دیگر برکتوں کے ساتھ فرشتوں کی دعاؤں میں بھی شامل ہوجائیں، یہ خیال رہے کہ فرشتے اس وقت تک دعائیں کرتے ہیں جب تک یہ کسی نمازی کو ستائے نہیں اور مسجد میں ریح وغیرہ خارج نہ کرے، کیونکہ غیرِ معتکف کو مسجد میں ریح خارج کرنا منع ہے ہاں معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اسے رخصت دی گئی ہے۔ (ملخصاً از مراۃ المناجیح، ۱/۴۳۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! باجماعت نمازوں کا پابند بننے کا ایک بہترین ذریعہ ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی برکت سے دیگر اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ نماز باجماعت کی دولت نصیب ہوتی ہے اور ہمیشہ باجماعت نماز پڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے ناجانے کتنے بے نمازی نہ صرف خود نماز پنجگانہ کے پابند بن گئے بلکہ دوسروں کو بھی نماز کے لئے جگانے والے بن گئے ہیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیشہ باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:11 ایک کے بدلے سات سو سے بھی زیادہ نیکیاں

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّهٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالَ:"اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَااللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عِنْدَهُ حَسَنَةً کَامِلَةً،وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَااللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلَی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلَی اَضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً کَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ سَیِّئَةً وَاحِدَةً.

(بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سیئة، ٤/٢٤٤، حدیث:٦٤٩١، بتغیر قلیل)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو الْعَبَّاس عبد اللّٰہ بن عباس بن عبد الْمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت،شمعِ بزمِ ہدایت،نَوشۂ بزمِ جنّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بے شک اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر انہیں بیان فرما دیا،پس جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کر سکے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نامۂ اعمال میں ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے ساتھ عمل بھی کر لے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھتا ہے اور جب کوئی برائی کا ارادہ کرے لیکن پھر اس برائی سے باز آجائے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے بعد برائی بھی کر لے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ صرف ایک برائی لکھتا ہے۔''

بندوں پر خاص کرم

عَلَّامَہ اِبْنِ بَطَّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شرحِ بخاری میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:''اگر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ کرم نہ ہوتا تو کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوتا کیونکہ بندوں کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہوتے ہیں اور یہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے بندوں پر خاص کرم ہے کہ وہ ان کی نیکیوں کو بڑھا کر دُگنا (بلکہ کئی گنا) کر دیتا ہے اور ان کے

گناہوں کو نہیں بڑھاتا اور اس نے نیکی کے ارادے کو بھی نیکی بنا دیا ہے، کیونکہ نیکی کا ارادہ کرنا یہ دل کا ایک فعل ہے جو کہ نیکی کا فعل ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس طرح نیکی کا ارادہ دل کا فعل ہے اسی طرح گناہ کا ارادہ بھی تو دل کا فعل ہے لیکن گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو گناہ کے کام سے رُک گیا تو اس نے اپنے گناہ کے ارادے کو نیکی کے ارادے سے منسوخ کر دیا اور برائی کی خواہش کرنے والے ارادے کی نفی کی تو یہ عمل اس کے دل کے نیک عمل میں سے ہو گیا اور اسی نیک عمل پر اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور یہ حضور اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی طرح ہے کہ ''ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر مسلمان نیکی نہ کر سکے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''گناہ سے باز رہنا بھی صدقہ ہے۔''

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ او سیئۃ، ۱۰/ ۱۹۹، تحت الحدیث:۶۴۹۱)

رِضائے الٰہی ضروری ہے

عَلَّامَہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: ''جس نے کسی گناہ کا ارادہ کیا اور پھر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر اسے چھوڑ دیا تو اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور جس نے مجبوراً گناہ چھوڑا یعنی اس کے اور گناہ کے درمیان کوئی رکاوٹ آ گئی ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے نیکی نہیں لکھی جائے گی۔''

(عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ او سیئۃ، ۱۵/ ۵۶۴، تحت الحدیث:۶۴۹۱)

نیک نیت پر ملنے والی نیکی بھی کامل ہوتی ہے

عَلَّامَہ حَافِظ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فتح الباری میں فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور کے ان الفاظ ''عِنْدَہ کَامِلَۃً'' میں عِنْدَہ، سے نیکی کی عظمت وشان کی طرف اشارہ ہے جبکہ ''کَامِلَۃً'' سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک ارادے پر ملنے والی نیکی بھی کامل نیکی ہوگی اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ حضرت سیِّدُنا عَلَّامَہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیث پاک کے لفظ ''کَامِلَۃً'' سے اس نیکی کی عظمت اور اس

کے حکم کی تاکید کی طرف اشارہ ہے، جبکہ ''سَیِّئَةٌ'' کیساتھ کَامِلَةٌ نہیں بلکہ وَاحِدَةٌ ذکر کیا گیا یعنی برائی کے کام میں صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی زیادہ نہیں۔ حدیث پاک کے حصے ''کَتَبَهَا اللّٰهُ'' سے مراد یہ ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتے کو نیکی لکھنے کا حکم دیتا ہے تو وہ نیکی لکھ دیتا ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث قدسی ہے: ''اِذَا اَرَادَ عَبْدِیْ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا'' ترجمہ: (**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے) کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو جب تک کہ وہ گناہ نہ کرلے۔'' اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ فرشتہ بندے کے دل کو جان لیتا ہے۔ اب یہ جاننا دو طرح سے ہوسکتا ہے یا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے مُطَّلع فرما دیتا ہے یا پھر اُسے ایسی طاقت عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ دل کے ارادے کو جان لیتا ہے۔ پہلے قول کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ'' **ایک فرشتے کو یہ ندا کی جاتی ہے کہ فلاں کے لئے اتنی اتنی نیکی لکھو!'' فرشتہ عرض کرتا ہے: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! اس نے تو یہ عمل کیا ہی نہیں؟ ارشاد ہوتا ہے: ''اس نے نیکی کی نیت کی تھی۔''** (ایک قول یہ ہے کہ) بندے کے بُرے ارادے پر فرشتے کو بدبو محسوس ہوتی ہے جبکہ اچھے کام کے ارادے پر فرشتے کو خوشبو محسوس ہوتی ہے (اسطرح وہ اچھی بُری نیت کو پہچان لیتا ہے)۔

(فتح الباری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سيئة، ۲۷٦/۱۲، تحت الحدیث: ٦٤٩١)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب فرشتے کے علم غیب کا یہ عالَم ہے کہ انسان کے دلی خیالات کو جان لیتا ہے تو حبیبِ پروردگار، دوعالَم کے مالک ومختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب کا کیا عالَم ہوگا۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

نیکیاں اور برائیاں لکھنے سے کیا مراد ہے؟

مُفَسِّرِشہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیث پاک کے حصے ''اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ. ترجمہ: بے شک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں'' کے تحت فرماتے ہیں: اس سے

مراد یا تو یہ ہے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے فرشتوں نے نیکیاں اور برائیاں لوحِ محفوظ میں لکھ دیں یا بندے کی تقدیر میں تحریر فرما دیں یا یہ مراد ہے کہ نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے بندے کے نیک و بُرے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح،۳/۳۸۴)

اُمتِ محمدیہ پر ربِّ کریم کا خاص فضل و کرم

اُمتِ محمدیہ پر ربِّ کریم کا خاص فضل و کرم ہے۔ اس کے دریائے رحمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر ستّر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ہم گنہگاروں پر اس کا کتنا کرم و احسان ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے ارادے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس، سات سو بلکہ اس سے زیادہ جتنا چاہتا عطا فرماتا ہے۔ جبکہ گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا بلکہ اس ارادے سے باز آنے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اگر وہ یہ کرم نہ فرماتا اور گناہ کے ارادے پر بھی گناہ ملتا یا ایک گناہ کے بدلے بھی کئی گناہ لکھے جاتے تو انسان بہت بڑی مشکل میں پھنس جاتا کیونکہ انسان کے بُرے خیالات اور بُرے اعمال نیک ارادوں اور نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس کرم کے باوجود بھی جو محروم رہ جائے تو وہ واقعی محروم ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

انسان کو مختلف قسم کے خیالات آتے ہیں۔ پھر کبھی تو یہ خود بخود فوراً ہی ختم ہو جاتے، کبھی کچھ وقت کے بعد کسی وجہ سے ختم ہوتے اور کبھی ایسے پختہ ہوتے ہیں کہ انہیں عملی جامہ پہنا دیا جاتا ہے۔ تو ان اچھے برے خیالات پر عذاب و ثواب ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے خیالات کی 5 قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

خیالات کی پانچ قسمیں

حضرتِ سَیِّدُنا علامہ احمد صاوی مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: خیالات پانچ قسم کے ہیں:

(1) **ھَاجِس**: اچانک کسی چیز کا دل میں خیال آجانا۔

(2) **خَاطِر**: دل میں کسی چیز کا بار بار خیال آنا۔

(3) حدیثِ نَفْس: جس چیز کا خیال دل میں آیا ذہن اس کی طرف راغب ہوا اور اس کے حصول کے لئے منصوبہ بنائے۔

(4) ھَمّ: یہ ہے کہ دل میں کسی چیز کا خیال آیا غالب جانب اسے حاصل کرنے کی ہو اور ضَرَر و نقصان کے خوف کی وجہ سے مغلوب سا خیال اسے نہ کرنے کا ہو۔

(5) عَزْم: جب مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور اپنے نفس کو اس کے حصول پر آمادہ کر کے اس چیز کے حصول کا پختہ ارادہ کر لے تو یہ عزم ہے۔ ھَاجِس، خَاطِر، حدیثِ نَفْس اور ھَمّ اگر گناہ کا ہو تو مؤاخذہ نہیں، ہاں نیکی کے ھَمّ میں اجر ہے اور عَزْم اگر گناہ کا ہے تو اس پر مواخذہ ہے اگرچہ گناہ نہ کر سکے۔ اسی طرح نیکی کے عَزْم پر ثواب ہے اگرچہ کسی وجہ سے نیکی نہ کر سکے۔ (حاشیة الصاوی، پ۳، البقرة، تحت الاية: ۲۸۵، ۱/۲۴۳)

اِن پانچ مراتب کو اس مثال سے سمجھئے مثلاً ''کسی کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ چوری کرے تو یہ خیال **ھَاجِس** ہے، اگر یہ خیال بار بار آئے تو **خَاطِر** ہے، جب اس کا ذہن چوری کی طرف مائل ہو جائے اور وہ یہ منصوبہ بنائے کہ فلاں مکان میں چوری کرنی ہے، اس کی فلاں دیوار توڑنی ہے، فلاں راستے سے واپس آنا ہے وغیرہ تو یہ **حَدیثِ نَفْس** ہے اور جب وہ چوری کا ارادہ کر لے اور غالب جانب چوری کرنے کی ہو لیکن مغلوب گمان یہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں لہٰذا چوری نہ کرنا ہی بہتر ہے، تو یہ **ھَمّ** ہے اور جب یہ مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور وہ پختہ ارادہ کر لے کہ چوری ضرور کروں گا چاہے پکڑا ہی کیوں نہ جاؤں تو یہ **عَزْم** ہے۔ پہلے چار مرتبوں پر مواخذہ نہیں جبکہ پانچویں مرتبے یعنی عَزْم پر مواخذہ ہے اگرچہ وہ اپنے عَزْم پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے، مثلاً چوری کے عَزْم سے وہ کسی مکان میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کچھ ہے ہی نہیں، لہٰذا واپس آ گیا تو اب اسے چوری کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ چوری کا پختہ ارادہ کر چکا تھا اگر یہاں مال ہوتا ضرور چوری کرتا۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

حدیثِ مذکور میں نیکی و گناہ کا ذکر ہوا، **مُفَسِّرِ شَہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نیکی اور گناہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نیکی و گناہ کی تعریف: نیکی ہر وہ عمل ہے جو ثواب کا باعث ہو اور گناہ ہر وہ عمل ہے جو عذاب کا سبب ہے۔ لہٰذا ممنوعہ وقتوں میں نماز پڑھنا گناہ ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نمازیں یا جان فِدا کر دینا ثواب ہے۔ کبھی قضا نیکی ہو جاتی ہے اور ادا گناہ۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۸۴) مولائے کائنات مولیٰ مشکل کُشا علی المرتضٰی، شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنی نمازِ عصر حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آرام پر قربان کر دی اور یارِ غار، عاشقِ اکبر حضرتِ سَیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی جان حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان کر دی۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ان دو واقعوں کو اشعار کی صورت میں یوں بیان فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے وَارِی تِری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خَطَر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اُس پہ دے چکے — اور حفظِ جاں تو جانِ فُروضِ غُرَر کی ہے

ہاں تو نے اُن کو جان اُنہیں پھیر دی نماز — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فَرائض فُروع ہیں — اَصْلُ الاُصُول بندگی اُس تاجْوَر کی ہے

ایک ہی نیکی پر مختلف ثواب کیوں؟

سوال: کبھی ایک نیکی پر دس کا ثواب کبھی سات کبھی اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی ایک توجیہ یہ ہے کہ ثواب میں یہ فرق عامل کی نیت اور عمل کے موقع و محل کی وجہ سے ہے۔ جس کے عمل میں جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اسے اتنا ہی زیادہ اَجر ملے گا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا سوا سیر جَو خیرات کرنا ہمارے پہاڑوں برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے کیونکہ ان کا اخلاص بہت اعلیٰ درجے کا تھا، انہیں رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قُربت کی عظیم سعادت حاصل تھی، میرے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی اُحُد (پہاڑ) جتنا سونا خیرات کرے تو ان (صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کے نہ ایک مُد کو پہنچے نہ آدھے کو۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، ۲/ ۵۲۲، حدیث:۳۶۷۳)

مُدّ کی مقدار کتنی ہے؟

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''چار مُدّ کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے چار سیر کا، تو مُد ایک سیر آدھ پاؤ ہوا، یعنی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کوئی تقریباً سوا سیر جَو خیرات کرے اور ان کے علاوہ کوئی اور مسلمان خواہ غوث وقطب ہو یا عام مسلمان وہ پہاڑ بھر سونا خیرات کرے تو اس کا سونا قربِ الٰہی اور قبولیت میں صحابی کے سوا سیر جَو کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ہی حال روزہ و نماز اور ساری عبادات کا ہے، جب مسجد نبوی شریف کی نماز دوسری جگہ کی نمازوں سے پچاس ہزار درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ تو جنہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب اور دیدار پایا ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادات کا کیا کہنا۔'' (مراۃ المناجیح، ۳۳۵/۸)

جس طرح اخلاص کے ساتھ کئے جانے والے عمل کا اجر بڑھ جاتا ہے اسی طرح بعض مقامات اور اوقات بھی ایسے ہیں کہ ان میں کئے گئے نیک اعمال کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

مسجد حرام میں پڑھی جانے والی نمازوں کا ثواب

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔'' (مسند امام احمد، ۴۵۲/۵، حدیث: ۱۶۱۱۷)

مسجد نبوی اور اقصیٰ میں نیک اعمال کا ثواب

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے اور میری اس مسجد میں جمعہ ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار

جمعے ادا کرنے سے افضل ہے اور میری اس مسجد میں رمضان کا ایک مہینہ گزارنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار ماہ رمضان گزارنے سے افضل ہے۔'' (شعب الإیمان، الخامس والعشرین وھو باب فی مناسك الحج، فضل الحج والعمرة، ٣/ ٤٨٦، حدیث: ٤١٤٧) سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آدمی کا اپنے گھر میں نَماز پڑھنا ایک نَماز کے برابر ہے اور محلے کی مسجد میں نَماز پڑھنا پچیس نَمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نَماز پڑھنا پانچ سو نَمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں نَماز پڑھنا پچاس ہزار نَمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نَماز پڑھنا ایک لاکھ نَمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ماجاء فی الصلاة فی المسجد الجامع، ٢/ ١٧٦، حدیث: ١٤١٣)

ایک روایت میں ہے کہ بَیْتُ الْمَقْدِس میں ایک نَماز پڑھنا عام مساجد میں پانچ سو نَمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔ (الترغیب والترهیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الصلاة فی المسجد الحرام و مسجد المدینة، ٢/ ١٤٠، حدیث: ١٠)

نور کے پیکر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن داود عَلَیْہِمَا السَّلَام (جب بَیْتُ الْمَقْدِس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں) نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ایسی بادشاہت کا سوال کیا جو ان کے بعد کسی اور کو حاصل نہ ہو اور وہ اسکی بادشاہت کا مَظْہَر ہو اور یہ سوال کیا کہ اس مسجد میں جو بھی نَماز کے ارادے سے آئے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔'' پھر رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''دو چیزیں تو انہیں عطا فرمادی گئیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری چیز بھی انہیں عطا فرمادی گئی ہوگی۔''

(مسند امام احمد، ٢/ ٥٨٩، حدیث: ٦٦٥٥، بتغیر قلیل)

مسجدِ قُباء میں نماز کا ثواب

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''مسجد قباء میں ایک نَماز پڑھنا ایک عُمرہ کے برابر ہے۔'' (ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ماجاء فی الصلاة فی مسجد قباء، ٢/ ١٧٥، حدیث: ١٤١١) فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''جو اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ مسجدِ قُبَاء میں آئے پھر اس مسجد میں نَماز پڑھے اسے ایک عمرہ کی مثل ثواب دیا جائے گا۔'' (مسند امام احمد، ٥/٤١١، حدیث:١٥٩٨١) ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے احسن طریقے سے وضو کیا پھر مسجدِ قُبَاء میں داخل ہو کر چار رکعتیں ادا کیں تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔(الترغیب والترھیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الصلاۃ فی المسجد الحرام و مسجد المدینۃ، ١/١٤٢، حدیث:١٨)

رَبِّ کریم نے نیکیاں کمانا کس قدر آسان فرما دیا ہے کہیں تو ایسے مقامات کی طرف رہنمائی فرما دی کہ جہاں نماز پڑھنے سے سینکڑوں گنا زیادہ نیکیاں ملتی ہیں اور کہیں ایسے اوقات بیان فرما دیئے کہ جن میں نیکیوں کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔

مُبارَک راتیں

نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی اُمید پر قیام کیا (یعنی عبادت کی)، اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مر جائیں گے۔'' (ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، ٢/٣٦٥، حدیث:١٧٨٢) سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، تَرْوِیَہ، عرفہ اور قربانی کی رات (یعنی آٹھویں، نویں اور دسویں ذوالحجہ) اور عید الفطر اور نصف شعبان کی رات۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صدقۃ الفطر وبیان تاکیدھا، ٢/٩٨، حدیث:٢) فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''جس نے شبِ قدر میں ایمان اور نیتِ ثواب کے ساتھ قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب فضل لیلۃ القدر، ١/٦٦٠، حدیث:٢٠١٤) ایک روایت میں ہے کہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صیام رمضان احتسابا، وقیام لیلہ ......الخ ٢/٥٤، حدیث:٢)

شَوَّالُ المُکَرَّم میں روزے رکھنے کا ثواب

شوّالُ المکرّم کا مہینہ بہت برکتوں والا ہے اس میں بھی اعمال کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ، اس ضمن

میں 4 فرامین مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ ہوں:

(1) جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ اس کے لئے ساری زندگی روزے رکھنے کے برابر ہے۔(مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال ......الخ، ص ۵۹۲، حدیث:۱۱۶٤)

(2) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک نیکی کو دس گنا کر دیا، لہٰذا رمضان کا مہینہ دس مہینوں کے برابر ہے اور عید الفطر کے بعد چھ دن پورے سال کے برابر ہیں۔(الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم ست من شوال، ۶۷/۲، حدیث:۲)

(3) رمضان کے روزے دس مہینوں کے روزوں کے برابر ہیں اور اس کے بعد چھ دن کے روزے دو مہینوں کے برابر ہیں تو یہ پورے سال کے روزے ہو گئے۔(الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم ست من شوال، ۶۷/۲، حدیث:۲)

(4) جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل جائیگا جیسے اس دن تھا جس دن اسکی ماں نے اسے جنا تھا۔(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب فیمن صام رمضان وستة ایام من شوال، ۴۲۵/۳، حدیث:۵۱۰۲)

عَرَفہ کے روزے کا ثواب

عَرَفہ کی فضیلت پر مشتمل 4 روایات

(1) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو عرفہ (۹ ذو الحجۃ الحرام) کے دن روزہ رکھتا ہے اس کے پے در پے دو سالوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صیام یوم عرفة لمن لم یکن بھا ......الخ، ۶۸/۲، حدیث:۴)

(2) حضرتِ سَیِّدُنا سَعِیْد بِنْ جُبَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بِنْ عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''ہم یہ روزہ رکھا کرتے تھے اور رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں ہم اسے دو سال کے روزوں کے

برابر سمجھتے تھے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الصوم ،باب الترغیب فی صیام یوم عرفۃ لمن لم یکن بھا ......الخ، ٦٩/٢، حدیث:٨)

(3) نور کے پیکر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس نے عرفہ کا روزہ رکھا، اس کے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب صیام یوم عرفۃ، ٤٣٦/٣، حدیث:٥١٤٢)

(4) اُمُّ الْمُؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے کہ ''عرفہ کا روزہ ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔'' (شعب الإیمان، الباب الثالث والعشرون ھو باب فی الصیام، تخصیص یوم عرفۃ بالذکر، ٣٥٧/٣، حدیث: ٣٧٦٤)

محرم اور شعبان کے روزوں کی فضیلت

مُحَرَّمُ الْحَرَام اور شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے مہینے بھی بہت برکتوں والے ہیں ان میں بھی نیک اعمال کا ثواب بہت زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ، اس بارے میں 5 فرامین مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ فرمایئے:

(1) رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، ص٥٩١، حدیث:١١٦٣)

(2) فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے اور رَمَضان کے بعد سب سے افضل روزے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اِس مہینے کے ہیں جِسے تم مُحَرَّم کہتے ہو۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب الصیام فی شھر اللّٰہ المحرم، ٤٣٨/٣، حدیث:٥١٥٠)

(3) جس نے عرفہ کے دن کا روزہ رکھا تو یہ اس کے لئے دو سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے اور جس نے محرم کے ایک دن کا روزہ رکھا تو ہر دن کے بدلے اس کے لئے تیس (30) نیکیاں ہیں۔ (معجم کبیر، ٦٠/١١، حدیث:١١٠٨٢،١١٠٨١)

(4) جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس میں قیام کیا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھا کرو کیونکہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

غروب شمس سے طلوع فجر تک (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور طلوعِ فجر تک ارشاد فرماتا رہتا ہے کہ ''ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اُس کی مغفرت فرماؤں؟ ہے کوئی رزق کا طلب گار کہ اُسے رزق عطا فرماؤں؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت دوں؟ ہے کوئی ایسا ہے کوئی ویسا؟''

(ابن ماجه، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، ٢/١٦٠، حدیث:١٣٨٨)

(5) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے اور عرض کی: یہ نصف شعبان کی رات ہے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس رات میں بَنِی کَلْب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس رات میں مشرک، بغض رکھنے والے اور قطع رحمی کرنے والے اور تکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو لٹکانے والے اور والدین کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصیام، باب الترغیب فی صوم شعبان وماجاء فی صیام النبی...... الخ، ٢/٧٣، حدیث:١١)

سوال: ''جس طرح ایک نیکی کے بدلے دس، سات سو یا اس سے بھی زیادہ نیکیاں عطا کی جاتی ہیں کیا اسی طرح گناہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے؟''

جواب: ''ہمارے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر بہت بڑا کرم و احسان ہے کہ ایک گناہ کے بدلے صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے بڑھایا نہیں جاتا۔ ہاں کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی نُحُوسَت سے اعمال کے ساتھ ساتھ ایمان بھی برباد ہو جاتا ہے۔ جیسے، ذاتِ باری تعالیٰ اور انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شان میں گستاخی کرنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ کچھ مقامات و اوقات بھی ایسے ہیں کہ جن میں گناہ کرنے کا وبال بہت زیادہ ہے۔ جیسے رمضان میں اور اسی طرح حرم شریف میں گناہ کا وبال بہت زیادہ ہے۔

انسان اچھی نیت کی وجہ سے دین و دنیا کی سعادتیں پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ بُری نیت سراسر وبال ہے اس ضمن میں ایک حکایت پیش خدمت ہے:

اچھی اور بُری نیت کا اثر

منقول ہے کہ ''دو بھائی تھے، ایک عابد، دوسرا فاسق۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو دیکھے۔ چنانچہ، ایک دن شیطان اس کے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہا: ''افسوس! تو نے اپنی عمر کے چالیس قیمتی سال نفس کو قید اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کر دیئے ہیں۔ اب کچھ عیش وعشرت کی زندگی گزار، اپنی نفسانی خواہشیں پوری کر کے کیف وسرور حاصل کر کیونکہ ابھی تیری آدھی عمر باقی ہے بعد میں توبہ کر کے عبادت وریاضت اختیار کر لینا، بے شک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا، مہربان ہے۔'' یہ سن کر عابد نے عزم (پختہ ارادہ) کر لیا کہ ''میں نیچے جا کر اپنے بھائی کے پاس بیس سال عیش وعشرت سے گزاروں گا پھر توبہ کر کے اپنی عمر کے بقیہ بیس سال خوب عبادت کروں گا۔'' چنانچہ، وہ نچلی منزل پر آنے لگا۔ ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس سے کہا: ''تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کر دیا ہے، تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ضرور توبہ کروں گا اور اپنے بھائی کے پاس جا کر بقیہ عمر عبادت میں گزاروں گا، شاید! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔'' چنانچہ، یہ توبہ کی نیت (یعنی پختہ ارادے) سے اوپر کی منزل پر چڑھنے لگا راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی اچانک ایک کا پاؤں پھسلا دونوں ایک دوسرے پر گرے اور فوراً ہی دونوں کا انتقال ہو گیا۔ بروزِ قیامت اس عابد کا حشر نافرمانی کی نیت پر ہو گا اور گنہگار کا حشر توبہ کی نیت پر ہو گا۔

(الروض الفائق، ص١٦)

مدنی گلدستہ
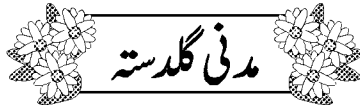
''جنّت'' کے 3 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مدنی پھول

(1) نیکی کا ارادہ بھی نیکی ہے اس پر بھی ثواب ہے مگر ثواب اور چیز ہے ادائے فرض اور چیز، لہٰذا صرف ارادہ کرنے سے فرض ادا نہ ہو گا۔ (جیسے کوئی شخص صرف نماز کی نیت کر لے اور نماز نہ پڑھے تو صرف نیت سے اس کا فرض ادا نہ ہو گا بلکہ فرض کی ادائیگی

ضروری ہے جب تک فرض ادا نہ کرے گا بری الذمہ نہ ہوگا)۔

(2) گناہ کے خیال (ھَـمّ) اور گناہ کے پختہ ارادے (یعنی عزم) میں فرق ہے پختہ ارادے پر انسان گنہگار ہو جاتا ہے، یہاں خیالِ گناہ کا ذکر ہے، لہٰذا یہ حدیث اُس حدیث کے خلاف نہیں کہ "**جب دو مسلمان لڑیں اور ایک مارا جائے تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں کیونکہ مقتول نے بھی قتل کا ارادہ کیا تھا اگرچہ پورا نہ کر سکا**" وہاں گناہ کا عَـزْم بِـالْجَـزْم (یعنی پختہ ارادہ) مراد ہے۔

(3) اگر کوئی چوری کرنے کا پختہ ارادہ کرلے مگر موقع نہ پائے تو وہ بھی گنہگار ہوگا، یونہی جو کفر کا پختہ ارادہ کرلے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ خیالِ گناہ، گناہ نہیں بلکہ بعد میں اس خیال سے توبہ کر لینا نیکی ہے، البتہ گناہ کا پختہ ارادہ کر لینا گناہ ہے۔

اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار عَـزَّوَجَـلَّ ہمیں اچھی و نیک سوچ عطا فرما، برے خیالات و بری فکر سے ہماری حفاظت فرما۔ ہر وقت اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی یاد میں گُم رہنے کی سعادت عطا فرما!

محبت میں اپنی گُما یاالٰہی نہ پاؤں میں اپنا پتا یاالٰہی

اور

ایسا گُما دے اُن کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:12

نیک اعمال کا وسیلہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَاقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:اِنْطَلَقَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍمِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَتّٰی اٰوَاھُمُ الْمَبِیْتُ اِلٰی غَارٍ فَدَخَلُوْہُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَۃٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَیْھِمُ الْغَارَ، فَقَالُوْااِنَّہٗ لَایُنْجِیْکُمْ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوْااللّٰہَ بِصَالِحِ اَعْمَالِکُمْ.قَالَ رَجُلٌ مِنْہُمْ :اَللّٰھُمَّ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَکُنْتُ لَا اَغْبِقُ اَھْلًا وَلَا مَالًا فَنَاَی بِیْ طَلَبُ الشَّجَرِ یَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَیْہِمَا حَتّٰی نَامَا فَحَلَبْتُ لَھُمَا غَبُوْقَھُمَا فَوَجَدْتُھُمَانَائِمَیْنِ، فَکَرِھْتُ اَنْ اُوْقِظَھُمَاوَاَنْ اَغْبِقَ قَبْلَھُمَااَھْلًا اَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدْحُ عَلٰی یَدِیْ اَنْتَظِرُ اِسْتِیْقَاظَھُمَاحَتّٰی بَرَقَ الْفَجْرُ، وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِیَّ، فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَاغَبُوْقَھُمَا،اَللّٰھُمَّ!اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِیْہِ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃِ.'' فَانْفَرَجَتْ شَیْئًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْہُ،قَالَ الْاٰخَرُ:اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَتْ لِیْ اِبْنَۃُ عَمٍّ کَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ''کُنْتُ اُحِبُّھَا کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ'' فَارَدْتُھَاعَلٰی نَفْسِھَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّیْ حَتّٰی اَلَمَّتْ بِھَا سَنَۃٌ مِنَ السِّنِیْنَ، فَجَائَتْنِیْ فَاَعْطَیْتُھَاعِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ دِیْنَارٍ عَلٰی اَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِھَا فَفَعَلَتْ حَتّٰی اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْھَا، وَفِیْ رِوَایَۃٍ ''فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَیْنَ رِجْلَیْھَا'' قَالَتْ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّہٖ فَانْصَرَفْتُ عَنْھَا وَھِیَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَتَرَکْتُ الذَّھَبَ الَّذِیْ اَعْطَیْتُھَا،اَللّٰھُمَّ! اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّامَانَحْنُ فِیْہِ،فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَۃُغَیْرَ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْھَا.وَقَالَ الثَّالِثُ:''اَللّٰھُمَّ اِسْتَأْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَیْتُھُمْ اَجْرَھُمْ غَیْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَکَ الَّذِیْ لَہٗ وَذَھَبَ فَثَمَّرْتُ اَجْرَہٗ حَتّٰی کَثُرَتْ مِنْہُ الْاَمْوَالُ،فَجَاءَ نِیْ بَعْدَ حِیْنَ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَدِّ اِلَیَّ اَجْرِیْ، فَقُلْتُ: کُلُّ مَاتَرٰی مِنْ اَجْرِکَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ

وَالرَّقِيْقِ، فَقَالَ: يَاعَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْتَهْزِئُ بِيْ! فَقُلْتُ: لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ، فَاَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا، اَللّٰهُمَّ! اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ" فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (بخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار، ۲/۴٦٤، حدیث: ۳٤٦٥)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا اَبو عَبْدِ الرَّحْمٰن عَبْدُاللہ بن عمر بن خَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں: ''میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''گزشتہ زمانے میں تین شخص کہیں جا رہے تھے جب رات ہوئی تو پناہ لینے کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے اچانک پہاڑ سے ایک چٹان گری جس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: اس مصیبت سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کریں۔ چنانچہ، ان میں سے ایک نے کہا: **یا اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہو گئے تھے میں ان سے پہلے نہ تو اپنے اہل وعیال کو پینے کے لئے دودھ دیا کرتا تھا نہ ہی اپنے خادموں کو، ایک دن میں درختوں کی تلاش میں بہت دور نکل گیا جب واپس آیا تو میرے والدین سو چکے تھے میں دودھ لے کر ان کے پاس آیا تو انہیں سویا ہوا پایا میں نے نہ تو انہیں جگانا مناسب سمجھا نہ ہی ان سے پہلے اہل وعیال میں سے کسی کو دینا پسند کیا، بچے بھوک کی وجہ سے میرے پاؤں میں بلبلاتے رہے لیکن میں دودھ کا پیالہ لئے اپنے والدین کے پاس کھڑا رہا، جب صبح ہوئی تو میں نے انہیں دودھ پیش کیا۔ **یا اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! اس کی دعا سے چٹان کچھ سرک گئی، لیکن ابھی اتنی جگہ نہ بنی تھی کہ وہ نکل سکتے، پھر دوسرے نے کہا: **یا اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرے چچا کی بیٹی لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے ایسی شدید محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے کرتے ہیں، میں نے اس سے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا، پھر وہ قحط میں مبتلا ہوئی تو میرے پاس آئی میں نے اس شرط پر اسے 120 دینار دیئے کہ وہ میری خواہش پوری کر دے، وہ مجبور تھی تیار ہو گئی، جب میں اس کے ساتھ تنہائی میں گیا اور اس پر قابو پا لیا (ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کی دونوں رانوں کے بیچ بیٹھ گیا) تو اس نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور ناحق مُہر کو نہ توڑ (یعنی اس برے کام سے باز آجا) یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں بدکاری سے باز رہا، حالانکہ مجھے اس سے شدید محبت تھی، پھر میں

نے اس سے وہ دینار بھی واپس نہ لئے، **یااَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! چٹان کچھ اور سَرَک گئی لیکن اب بھی وہ باہر نہ نکل سکتے تھے۔ تیسرے نے کہا: **یااَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے کچھ مزدوروں سے کام کروایا اور سب کی مزدوری دے دی لیکن ان میں سے ایک مزدور اُجرت چھوڑ کر چلا گیا، میں نے وہ تجارت میں لگا دی تو اس کی رقم بڑھتی رہی کچھ عرصہ بعد وہ آیا اور کہا: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میری اجرت مجھے دے دے۔ میں نے کہا: یہ اونٹ، گائے، بکری اور غلام جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب تمہارے ہیں۔ اس نے کہا: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں مذاق نہیں کر رہا یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ چنانچہ، وہ سب مال لے کر چلا گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! پس چٹان ہٹ گئی اور وہ تینوں باہر نکل کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔

اعمالِ صالحہ کے وسیلے سے دعا

عَلّامہ اِبْنِ بَطَّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ **شرحِ بخاری** میں اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: جو شخص سچی نیت سے اپنے اُن اعمال کے وسیلہ سے دعا مانگے جو اس نے خالص **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے کئے تھے تو اُمید ہے کہ اس کی دعا قبول ہوگی، جب غار میں پھنسے لوگوں نے اپنے ان اعمال کے وسیلے سے دعا مانگی جو انہوں نے خالص رضائے الٰہی کے لئے کئے تھے اور انہوں نے امید کی کہ ان کے وسیلے سے غار کا منہ کھل جائے گا، تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی دعا قبول فرما کر اُن پر فضل فرمایا اور انہیں غار سے نجات دی۔ لہٰذا جس طرح اُن غار والوں کی دعا قبول ہوئی اسی طرح ہر اس شخص کی دعا قبول ہونے کی امید ہے کہ جو صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے عمل کرے۔

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب اجابة دعاء من بر والدیه، ۹ /۱۹۳)

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: پریشانی وغم کی حالت اور اِسْتِسْقَاء (بارش) وغیرہ کی دعا مانگتے وقت اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگنا مستحب ہے، اس لئے کہ غار والوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی دعا قبول ہوئی اور **نبیِّ کریم، رءوف رحیم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ

واقعہ غار والوں کی تعریف وفضیلت میں بیان فرمایا۔اس حدیث پاک میں والدین کے ساتھ حسن سلوک ،حرام کام پر قدرت کے باوجود اس سے بچنا،امانت کی ادائیگی اور دیگر معاملات میں نرمی برتنے اور اِجارے کے جواز کا بیان ہے، اس حدیث پاک میں کراماتِ اولیا کا ثبوت بھی ہے اور یہ اہل حق کا مذہب ہے۔(شرح مسلم للنووی ،کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار باب قصة اصحاب الغار والتوسل بصالح الاعمال، ۹/ ٥٦، الجزء السابع عشر)

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے:

(1) اُمَمِ سابقہ (پچھلی امتوں) کے واقعات اور ان کے اچھے اعمال کو بطور ترغیب بیان کرنا جائز ہے، کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کوئی کلام بھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غار والوں کا یہ واقعہ امت کی ترغیب کے لئے بیان فرمایا۔

(2) والدین اور بیوی بچوں کا نفقہ واجب ہے اور والدین کا حق دوسرے سب اہل وعیال سے زیادہ ہے۔

(3) حالتِ کَرْب (دکھ اور مصیبت) میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے نیک اَعمال کے وسیلے سے دعا کرنا مستحب ہے جیسا کہ اِسْتِسْقَاء میں کی جاتی ہے۔

(4) جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرلے اور پھر نیک اعمال میں مصروف ہوجائے تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

(5) اور جو برائی کا عَزْمِ مُصَمَّمْ (پکا اِرادہ) کرلے اور پھر رضائے الٰہی کے لئے اس برائی سے باز رہے تو اسے نیکی عطا کی جاتی ہے۔(ملخصاً عمدۃ القاری ، کتاب البیوع، باب اذا اشتری شیئا لغیرہ ......الخ، ۵۲۸/۸، تحت الحدیث: ۲۲۱۵)

معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ، پاکدامنی اور مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی ،ان تینوں کا تعلق حُقُوقُ العِباد سے ہے اور یہ ایسی نیکیاں ہیں کہ جن کی برکت سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں،مصیبت میں پھنسے ہوئے مسافروں نے جب اپنے اِن اعمال کا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کیا تو انہیں غار کی قید سے نجات مل گئی۔

قرآن وحدیث میں ان تینوں اعمال کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے۔

والدین کے ساتھ حُسنِ سُلُوک

غار میں پھنسے مسافروں میں سے ایک نے اپنے والدین کے ساتھ نہایت اچھا سُلُوک کیا تھا، والدین کو اولاد پر ترجیح دی ان کے آرام کی خاطر ساری رات کھڑے کھڑے گزار دی، خود بھی بھوکا رہا اور گھر والوں کو بھی والدین سے پہلے دودھ نہ دیا، اس کا یہ عمل بارگاہِ رَبُّ الْعِزَّت میں ایسا مقبول ہوا کہ ایک بڑی مصیبت ٹلنے کا سبب بنا۔ بوڑھے ماں باپ کو اپنی چھوٹی اولاد پر ترجیح دینا بھی نیکی ہے کہ پہلے ان کی خدمت کرے بعد میں بچوں کو سنبھالے، خیال رہے کہ یہ بچوں پر ظلم نہیں بلکہ ماں باپ کے ادب واحترام کی اعلیٰ ترین مثال ہے، بوڑھے ماں باپ بھی بچوں کی طرح ہو جاتے ہیں جو انہیں تکلیف دے گا اس کی اولاد بڑھاپے میں اس کو تکلیف دے گی یہ خدمت یا ایذا رسانی نقد سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔

والدین کو اُف تک نہ کہو!

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو والدین کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ (پ ۱۵، اسراء: ۲۳-۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سُلُوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہُوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

مذکورہ آیاتِ مبارکہ کے تحت صدرُ الاَفاضِل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: جب والدین پر ضُعف (کمزوری) کا غلبہ ہو، اعضا میں قوّت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخرِ عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔ تو کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے۔ نہ انہیں جھڑکنا نہ تیز آواز سے بات کرنا بلکہ کمال حسنِ ادب کے ساتھ ماں باپ سے اس طرح کلام کر جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔ ان سے بہ نرمی و تواضع سے پیش آ، اور ان کے ساتھ تھکے وقت میں شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے مَحَبَّت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں دَرکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دَریغ (بُخل) نہ کر۔ مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سُلُوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ الٰہی میں اُن پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یاربّ! میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہوسکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔

اور پارہ **1** سورۃ البقرہ آیت **83** کے تحت فرماتے ہیں: والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو مروی ہیں وہ یہ ہیں کہ (1) تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے، (2) رفتار و گفتار میں نِشَسْت و بَرخَاسْت (اٹھنے بیٹھنے) میں ادب لازم جانے (3) ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے، (4) ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے، (5) اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے، (6) ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے، (7) ان کے لئے فاتحہ، صدقات، تلاوتِ قران سے ایصالِ ثواب کرے، (8) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، (9) ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (10) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو بڑی نرمی کے ساتھ اصلاح و تقویٰ اور عقیدۂ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ الغرض اگر ساری زندگی والدین کی خدمت کی جائے تب بھی ان کے احسانات کا بدلہ نہیں اتر سکتا۔

مقبول حج کا ثواب

خوب ہمدردی اور پیار و محبت سے ماں باپ کا دیدار کیجئے اور دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیوں کے حق دار بن جائیے، ماں باپ کی طرف بنظرِ رحمت دیکھنے کے بھی کیا کہنے!

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: جب اولاد اپنے ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر کرے! تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حجِ مَبْرُوْر (یعنی مقبول حج) کا ثواب لکھتا ہے، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اگر چہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے! فرمایا: **نَعَمْ ! اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ** یعنی، ہاں! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑا ہے اور اَطْیَب (یعنی سب سے زیادہ پاک) ہے۔ (شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ٦/١٨٦، حدیث: ٧٨٥٦)

زخمی انگلی

حضرت سَیِّدُنا بایزید بِسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: سردیوں کی ایک سخت رات میں میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا، میں آبخورہ (پانی کا برتن) بھر کر آیا تو انہیں نیند آگئی تھی، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، پانی کا آبخورہ لئے اس انتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں، کھڑے کھڑے کافی دیر ہو چکی تھی اور آبخورے سے کچھ پانی گر کر میری انگلی پر جم کر برف بن گیا تھا۔ بہر حال جب والدۂ محترمہ بیدار ہوئیں تو میں نے آبخورہ پیش کیا، برف کی وجہ سے چپکی ہوئی انگلی جوں ہی آبخورے سے جدا ہوئی اس کی کھال ادھڑ گئی اور خون بہنے لگا ماں نے دیکھ کر پوچھا یہ کیا؟ میں نے سارا ماجرا عرض کیا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہنا۔ (نزھۃ المجالس، ١/٢٦١)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہماری، ہمارے والدین کی اور تمام امتِ مُسْلِمَہ کی مغفرت فرمائے۔ ہمیں والدین کی فرمانبرداری کرتے ہوئے ان کی خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

شہا! عطار پر ہر آن رحمت کی نظر رکھنا

میرے ماں باپ پر ہر آن رحمت کی نظر رکھنا

میرے استاد پر ہر آن رحمت کی نظر رکھنا

کریں دن رات یہ سنت کی خدمت یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

مدنی التجا: والدین کے حقوق اور ان کی خدمت کی مزید برکتیں جاننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے ''**مَکْتَبَةُ الْمَدِیْنَه**'' کے مطبوعہ 32 صفحات پر مشتمل رسالے ''**سمندری گنبد**'' کا مطالعہ کیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ والدین کی خدمت اور ادب واحترام کا جذبہ مزید ترقی پائے گا۔

پاک دامنی کی بَرکات

جو اپنے آپ کو پاک دامن رکھتے ہوئے اپنی نظر وفکر اور کردار کی حفاظت کرتے ہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ ومقام بہت اعلیٰ ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پاک دامن لوگوں کی دعائیں بہت جلد قبول فرماتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں پھنسے مسافروں میں سے ایک شخص اس وقت گناہ سے بچا تھا جب کوئی رکاوٹ نہ تھی لیکن جب خوف خدا رکھنے والی مجبور وپارسا لڑکی نے اُسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف دِلایا تو وہ خوفِ خدا کے باعث اپنی اور اس کی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے گناہ سے باز رہا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو اس کا یہ عمل ایسا پسند آیا کہ ایک بڑی مصیبت سے نجات کا باعث بنا۔

اَسباب مہیا ہوتے ہوئے گناہ چھوڑنا کمال ہے

گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے مگر نازک حالات میں گناہ سے باز رہنا بڑا کمال ہے۔ رَبّ تعالیٰ نے قراٰنِ کریم میں اپنے ان مومن بندوں کی تعریف بیان فرمائی ہے جو اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾

(پ۱۸،المومنون:۵)

ترجمۂ کنز الایمان :اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

خوفِ خدا سے گناہ چھوڑنے والوں کو خوشخبری سنائی جارہی ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾

(پ۲۷،الرحمٰن:٤٦)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنّتیں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

(پ۳۰،النازعات:٤٠-٤١)

ترجمۂ کنزالایمان:اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔

ہر مسلمان پر اپنی عزت وعِفَّت کی حفاظت لازم ہے، خدائے بُزُرگ وبَرتَر مسلمانوں کو اپنی نظروں اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

(پ۱۸، النور: ۳۰-۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان :مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک **اللّٰہ** کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

اس آیت مبارکہ میں پہلے نظروں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ پہلے نظر بہکتی ہے پھر باقی اعضا گناہ کی طرف مائل ہوتے ہیں، یہاں پہلے ہی سبب سے روک دیا گیا تاکہ گناہوں کا سلسلہ آگے بڑھ ہی نہ سکے۔احادیث

مبارکہ میں نظروں کی حفاظت کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ،

زہر میں بجھا ہوا تیر

حضرت سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے **زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے**، جو اُسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خوف سے چھوڑ دے گا میں اسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کریگا۔ (معجم کبیر، ١٠/ ١٧٣، حدیث:١٠٣٦٢)

واقعی **بدنگاہی** شیطان کا ایسا کامیاب اور زہریلا تیر ہے کہ بہت سے عابدو زاہد اس سے زخمی ہو کر جہنم میں چلے گئے۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

بدنگاہی بربادئ ایمان کا سبب بن گئی

ایک مؤذن جسے اذان دیتے ہوئے چالیس سال ہوگئے تھے۔ ایک دن اذان دیتے ہوئے اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی تو عقل اور دل جواب دے گئے۔ اذان چھوڑ کر اس عورت کے پاس پہنچا اور نکاح کا پیغام دیا وہ کہنے لگی: میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا۔ پوچھا: تیرا مہر کیا ہے؟ کہا: دینِ اسلام چھوڑ کر نصرانی بن جا! (مَعاذَ اللّٰہ)۔ یہ سن کر اس بدنصیب نے مرتد ہو کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ نصرانی عورت نے کہا کہ میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تو اس سے نکاح کی بات کرلے۔ چنانچہ، جب وہ اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسلا اور شادی کی تمنا دل ہی میں لئے حالت کفر میں مر گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ یعنی ہم برے خاتمے سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ (الروض الفائق، ص ١٦)

نفسِ بے لگام تو گُناہوں پہ اُکساتا ہے   توبہ توبہ کرنے کی بھی عادت ہونی چاہیے

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ   اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

حرام چیزوں کی طرف نظر کرنا بہت بڑی بربادی جبکہ بدنگاہی سے بچنا بہت بڑی سعادت وفضیلت کا باعث ہے۔ چنانچہ،

بدنگاہی سے بچنے کی فضیلت

حضرتِ سَیِّدُنا مُعَاوِیَه بِنْ حَیْدَه رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین آنکھیں جہنم نہ دیکھیں گی۔ **ایک:** وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں پہرہ دیا، **دوسری:** وہ آنکھ جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روئے اور **تیسری:** وہ آنکھ جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے رُک جائے۔'' (معجم کبیر، ١٩/٤١٦، حدیث:١٠٠٣)

عبادت کی لذت

حضرتِ سَیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ **نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس مسلمان کی نظر کسی عورت کے حسن پر جا پڑے اور وہ اپنی نگاہ جھکا لے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے دل میں عبادت کی لذت عطا فرمائے گا۔'' (مسند امام احمد، مسند ابو امامة، ٨/٢٩٩، حدیث:٢٢٣٤١)

جو خوش نصیب اپنی عزت کی حفاظت کرتے ہیں انہیں **مالکِ جنت، قاسمِ نعمت** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنت کی ضمانت عطا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

جنت کی ضمانت

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مجھے اپنی دو داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ٤/٢٤٠، حدیث:٦٤٧٤)

حضرتِ سَیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن**

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ بولو (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو (۳) جب امانتیں تمہارے سپرد کی جائیں تو انہیں ادا کر دیا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔'' (یعنی کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو۔) (مستدرك حاكم، كتاب الحدود، باب من كفر بالرجم ......الخ، ۵ /۵۱۳، حديث: ۸۱۳۰)

عورتوں کے لئے جنت کتنی آسان!

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عورت جب پانچوں نمازیں ادا کرے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔''

(الاحسان، ۶ /۱۸۴، حديث: ۴۱۵۱)

بے داغ جوانی والا جنتی ہے

حضرتِ سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا مت کرو، جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے۔'' ایک روایت میں ہے اے قریش کے جوانو! زنا مت کرنا کیونکہ جسکی جوانی بے داغ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (الترغيب والترهيب، الترهيب من الزنا...... الخ، ۳/ ۱۹۴، حديث: ۴۰-۴۱)

سایۂ عرش ملے گا

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''سات اشخاص ایسے ہیں کہ جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور پھر ان سات افراد کا ذکر فرمایا اور ان میں اس شخص کا بھی ذکر کیا جسے صاحب

حیثیت خوبصورت عورت گناہ کے لئے بلائے تو وہ کہے کہ میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں ۔''

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، ۱/ ۴۸۰، حدیث:۱۴۲۳)

انسان اگر گناہوں سے بچنے کا پختہ ذہن بنالے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شامل حال ہوجاتی ہے پھر نہ صرف وہ خود گناہوں سے محفوظ رہتا بلکہ اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی گناہوں سے بچ جاتے ہیں ۔ چنانچہ، اس ضمن میں ''اَحْمَد'' کے 4 حروف کی نسبت سے 4 حکایات ملاحظہ ہوں ۔

(1) کِفْل بخشا گیا

حضرتِ سَیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن عَبْدُاللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اگر میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ حدیث سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں ہر گز تمہیں نہ سناتا لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''بنی اسرائیل میں '' کِفْل '' نامی ایک بہت گناہ گار شخص تھا ۔ ایک مرتبہ ایک مجبور عورت نے اس سے کچھ رقم کا سوال کیا تو اس نے بدکاری کی شرط پر اسے 100 دینار دیئے ۔ جب وہ عورت کے قریب ہوا تو وہ زور زور سے کانپتے ہوئے رونے لگی، پوچھا: کیوں رو رہی ہے؟ کہا: میں نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا، آج ایک ضرورت نے مجھے اس بُرے کام پر مجبور کردیا ہے ۔ یہ سن کر کِفْل اس عورت سے دور ہٹ گیا اور کہا: جب خوفِ خدا سے تیری یہ حالت ہے، تو میں تو تجھ سے زیادہ اس سے ڈرنے کا حقدار ہوں، جا! جو رقم میں نے تجھے دی ہے وہ تیری ہے، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج کے بعد میں کبھی بھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کروں گا ۔ پھر اسی رات اس کا انتقال ہوگیا ۔ صبح اس کے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ''اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِلْکِفْلِ'' ترجمہ: یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے کِفْل کی مغفرت فرمادی ۔ تو لوگوں کو اس بات پر بہت تعجب ہوا ۔''

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب فی صفۃ اوانی الحوض، ۴/ ۲۲۳، حدیث: ۲۵۰۴)

(2) سمجھدار و پارسا عورت

بصرہ کا ایک مالدار شخص ایک دن اپنے باغ میں گیا تو نوکر کی حسین وجمیل بیوی کو دیکھ اس کی نیت خراب ہوگئی۔اس نے نوکر سے کہا کہ ''جاؤ! کھجوریں لے آؤ، پھر فلاں فلاں کو بلالاؤ۔''نوکر کے جاتے ہی مالدار شخص نے اس کی بیوی کو اپنے محل میں بلایا اور تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا، جب اس نے تمام دروازے بند کر دیئے تو پوچھا:''کیا تمام دروازے بند کر دیئے ہیں؟''سمجھدار و نیک عورت نے کہا:''باقی سب تو بند کر دیئے لیکن ایک دروازہ بند نہ کر سکی۔''پوچھا:''کون سا دروازہ؟''کہا:''وہ جو ہمارے اور ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہے۔'' یہ جملہ تاثیر کا تیر بن کر مالدار کے دل میں پیوست ہوگیا،اس نے فوراً اپنے بُرے اِرادے سے توبہ کی اور روتا ہوا وہاں سے رخصت ہوگیا۔(عیون الحکایات، ص ۲۳۶)

(3) عورت سے زیادتی کرنے والے کی توبہ

مروی ہے کہ ایک شخص کا گزر کسی حسین وجمیل عورت کے پاس سے ہوا۔اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کے دل میں برائی کا ارادہ پیدا ہوگیا وہ اس کے پاس گیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔عورت نے کہا: جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔لیکن مرد پر شیطان سوار رہا حتی کہ اس نے زبردستی عورت پر قابو پالیا۔عورت کے ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہوگیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو اس نے حیرت وتعجب سے پوچھا: یہ تو نے اپنا ہاتھ کس لیے جلا ڈالا؟ عورت نے کہا: جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پالیا تو میں ڈر گئی کہ لذتِ گناہ میں کہیں میں بھی تیری شریک نہ ہوجاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی گنہگار ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ جلانا مناسب خیال کیا۔مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اس نے انتہائی ندامت میں مبتلا ہوتے ہوئے کہا: اگر یہ بات ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی آیندہ کبھی اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں

مشغول ہوگیا۔(ذم الھوی، الباب الثانی والثلاثون فی فضل من ذکر ربه فترك ذنبه، ص۲۰۵)

(4) حضرتِ سیِّدُنا یوسف علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زیارت

حضرت سَیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُ نا عطا بن یَسار اور حضرت سَیِّدُ نا سلیمان بن یَسار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اللّٰہِ الْغَفَّار چند رفقاء کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ مقامِ "**اَبْوَاء**" پر قافلے نے قیام کیا تو قافلے والے کسی کام سے چلے گئے جبکہ حضرت سَیِّدُ نا عطا بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار سامان کے قریب نماز پڑھنے لگے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ قریبی بستی سے ایک حسین وجمیل عورت آئی اور آپ کو گناہ کی دعوت دینے لگی آپ نے اس سے فرمایا: "جا! یہاں سے چلی جا!" عورت مسلسل دعوتِ گناہ دیتی رہی اور آپ انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے رونا شروع کردیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی گریہ وزاری دیکھ کر وہ بھی رونے لگی۔ اتنے میں حضرتِ سَیِّدُ نا سلیمان بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار آپہنچے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔ پھر شرکائے قافلہ میں سے جو بھی وہاں آتا انہیں دیکھ کر رونا شروع کردیتا۔ پھر وہ عورت اپنی بستی کی طرف چلی گئی۔ دوسرے لوگ بھی ایک ایک کرکے کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ کسی نے بھی حضرتِ سَیِّدُ نا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے رُعب وجلال کے سبب اس عورت اور رونے کے متعلق نہ پوچھا۔

حضرتِ سَیِّدُ نا سلیمان بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ہمت کرکے پوچھا: "اے میرے بھائی! اس عورت کا کیا قصہ تھا؟" فرمایا: "میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں لیکن خبردار! جب تک میں زندہ رہوں تم کسی کو نہ بتانا۔" پھر آپ نے پورا واقعہ سنایا اور کہا کہ اسی رات مجھے خواب میں حضرتِ سَیِّدُ نا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زیارت نصیب ہوئی، میں رونے لگا، حضرتِ سَیِّدُ نا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: "تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟" میں نے عرض کی: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام! میرے ماں باپ آپ عَلَیْہِ السَّلَام پر قربان! مجھے آپ کے قید میں جانے، حضرتِ سَیِّدُ نا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے

جدائی، عزیزِ مصر کی بیوی کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہونے، آپ کی پاکدامنی اور صبر وشکر پر تعجب ہو رہا ہے۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''**کیا تجھے اس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جسے ایک دیہاتی عورت کا واقعہ پیش آیا۔**'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے کس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن یَسَار رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا عطاء بن یَسَار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہ بتایا۔ انکے انتقال کے بعد اپنے گھر والوں کو یہ واقعہ بتایا۔ پھر یہ واقعہ پورے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (عیون الحکایات، ص ۳۸۲)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن اپنی عزت کی حفاظت کس طرح کیا کرتے تھے انہیں دنیا کی رنگینی گناہ پر آمادہ نہ کرسکتی تھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی ہر آن گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیکیوں کی طرف راغب ہونے اور بُرے کاموں سے بچنے کا ذہن بنانے کے لئے ''**دعوت اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ رسالے ''**باحیا نوجوان**'' کا مطالعہ کیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بہت برکتیں نصیب ہونگی۔

گناہوں سے ہر دم بچا یا الٰہی
مجھے متقی تو بنا یا الٰہی

تَوَسُّل (وسیلے) کی برکتیں

جو مسلمان اپنی کسی خالص نیکی کو بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ بنا کر اخلاص سے دعا کرے تو قوی اُمید ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسکی دعا کو قبول فرمائے گا جیسا کہ مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جب ان مسافروں نے اپنے خالص اعمال کا وسیلہ پیش کیا تو انکی مصیبت دور ہوگئی۔ اگر ہم جیسے گنہگار بندے بھی نیک بندوں کی خالص ومقبول نیکیوں کے وسیلے سے دعا کریں تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ ہماری حاجات پوری فرمائے گا کیونکہ ان کی

نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں۔حدیث مذکور میں تَوَسُّل (یعنی وسیلے) کا بیان ہوا لہٰذا تَوَسُّل سے متعلق اہم باتیں ملاحظہ فرمایئے!

توسُّل کا مطلب یہ ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبوب ہستیوں کے ذکر کی برکتیں حاصل کی جائیں کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان پر رحم فرماتا ہے۔اولیائے کرام سے تَوَسُّل یہ ہے کہ حاجتوں کے برآنے کے لئے اور اپنے مَطالِب کے حصول کے لئے انہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں وسیلہ و واسطہ بنایا جائے کیونکہ انہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قُرب حاصل ہے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی دعا پوری فرماتا ہے اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ (العقائد والمسائل، ص ۱۸)

امام تَقِیُّ الدِّین سُبْکِی شافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''حاجت مند شخص حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرتبے اور آپ کی برکت کے طفیل **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنی حاجت طلب کرے، یہ ہر حالت میں جائز ہے، خواہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت سے پہلے ہو یا ظاہری حیاتِ طیبہ میں یا وصالِ ظاہری کے بعد اور ہر حالت میں اس کے جواز پر احادیث مبارکہ موجود ہیں۔''

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام،الباب الثامن فی التوسل والاستغاثۃ،ص۳۵۸)

عرش اعظم پہ لکھا ہمارا نبی

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے **غُیُوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب **آدم** (عَلَیْہِ السَّلَام) نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حق کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرمادے۔تو ارشاد ہوا: ''اے آدم تو محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کیسے جان گیا میں نے تو ابھی انہیں پیدا ابھی نہیں کیا؟'' عرض کی: ''اے باری تعالیٰ! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا، عرش کے پایوں پر لکھا تھا: **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ**'' پس

میں جان گیا کہ تیرے نام کے ساتھ جس ہستی کا نام ہے وہ تیرے ہاں مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' ارشاد ہوا: ''اے آدم! (عَلَیْہِ السَّلَام) تو نے ٹھیک کہا، بے شک! محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اب تو نے ان کے حق کا واسطہ دے کر مغفرت چاہی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کردی اور اگر محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔'' (مستدرك حاكم، كتاب آيات رسول الله...... الخ، باب استغفا رآدم عيله السلام......الخ، ۳ / ۵۱۷، حديث: ٤٢٨٦)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سَیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو وحی فرمائی: اے **عیسٰی** (عَلَیْہِ السَّلَام) **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لاؤ اور اپنی امت سے کہو کہ جو بھی ان کو پائے ان پر ضرور ایمان لائے، اگر **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نہ ہوتے تو میں آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو پیدا نہ کرتا اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں جنت اور جہنم کو بھی پیدا نہ کرتا، میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا، پس میں نے اس پر ''**لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**'' لکھا تو ٹھہر گیا۔ (مستدرك حاكم، كتاب آيات رسول الله......الخ، باب كان اجود الناس باالخير......الخ، ۳ / ۵۱۶، حديث: ٤٢٨٥)

حیاتِ ظاہری میں وَسیلہ پکڑنا

امام **تَقِیُّ الدِّیْن سُبْکِی شافِعِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ کی ذات والاصفات کو وسیلہ بنانا جائز ہے، اس کے ثبوت کے لیے وہ روایت کافی ہے جس میں وسیلے کی برکت سے آنکھیں روشن ہوگئیں۔ (ملتقطاً شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، الباب الثامن فی التوسل والاستغاثۃ، ص ۳۷۰)

وسیلے کی برکت سے آنکھیں روشن ہوگئیں

حضرتِ سَیِّدُنا عثمان بن حنیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں ایک نابینا صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حاضر ہوئے اور عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم! دعا فرمائیں کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرمادے! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کی: آپ دعا فرما دیجئے! نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگو!

" اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ۔"**

ترجمہ: "اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفےٰ، نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے سلسلے میں متوجہ ہوں تاکہ یہ حاجت پوری کی جائے، اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت میرے لئے قبول فرما!" راوی فرماتے ہیں کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص آیا اور وہ ایسا لگتا تھا کہ جیسے کبھی وہ نابینا تھا ہی نہیں۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی انتظار الفرج... الخ، ۵/۳۳۶، حدیث:۳۵۸۹)

(دلائل النبوة للبیهقی باب ما فی تعلیمه الضریر ما کان فیه شفاؤه...... الخ، ۶/۱۶۸)

فاطمہ بنت اَسد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لئے دعائے نبی

حضرتِ سَیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی **والدۂ ماجدہ حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ بنت اسد** رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا **فوت ہوئیں تو نبیِّ کریم، رءوف رحیم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس طرح دعا فرمائی! اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میری ماں فاطمہ بنت اسد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی **مغفرت فرما** اور اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے حق کے صَدْقے (وسیلے) سے **ان کی قبر کو وسیع فرما!** (معجم کبیر، ۲۴/۳۵۱، حدیث:۸۷۱)

حضرت سیدنا امام تَقِیُّ الدِّیْن سُبْکِی شافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی **فرماتے ہیں:** جس طرح **حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات والاصفات سے **توسُّل جائز** ہے اسی طرح ان بزرگوں کے

ذریعے بھی **توسُّل** جائز و مستحسن ہے جنہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خاص نسبت حاصل ہے۔

(شفاء السقام فی زیارة خیر الانام،الباب الثامن فی التوسل والاستغاثه، ص۳۷٦)

وسیلے کی برکت سے بارانِ رحمت

اِمام محمد بن اسمٰعیل بُخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی حضرتِ سَیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا تو حضرتِ سَیِّدُ نا عَبَّاس بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے وسیلے سے دعا مانگتے اور یوں عرض کرتے: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا اب ہم اپنے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرما! راوی فرماتے ہیں کہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دعا قبول ہوتی اور لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

(بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ۱/ ۳٤٦ حدیث:۱۰۱۰)

وسوسہ: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس عمل سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وسیلہ بنانا جائز نہیں اگر جائز ہوتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت سَیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو وسیلہ کیوں بناتے؟

وسوسے کا علاج: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حضرت سَیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو وسیلہ بنانے سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علاوہ اور ہستیوں کو بھی وسیلہ بنانا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے حضرت سَیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس لئے خاص کیا گیا تاکہ اہلِ بیت کی عزت و شرافت ظاہر ہو۔ وصالِ ظاہری کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وسیلہ بنانا بالکل جائز اور کبار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ثابت ہے۔

چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام **بَیْھَقِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

وِصالِ ظاہری کے بعد مشکل کشائی

ایک مرتبہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن **حضرتِ** سیِّدُنا عمر فارقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرتِ سیِّدُنا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شَہَنْشاہِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اپنی اُمَّت کے لئے بارش کی دعا فرمایئے کیونکہ لوگ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔'' خواب میں انہیں رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوئی تو ارشاد فرمایا: **''تم عمر بن خطاب کو ہمارا سلام کہو اور بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا۔''** حضرتِ سیِّدُنا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ خوشخبری سنائی تو وہ رو پڑے اور لوگ بارانِ رحمت سے سیراب ہو گئے۔ (دلائل النبوة للبيهقی، ۷/ ۴۷)

70 ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **پیکرِ انوار، مدینے کے تاجدار** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور یہ کلمات پڑھے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے وَجہِ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنی نماز پوری کرلے۔ (وہ کلمات یہ ہیں:)

'' اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَۃً خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ اَسْأَلُکَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ''

ترجمہ: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اس حق کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے اور اس حق کے طفیل جو

تیری طرف میرے اس چلنے کا ہے کیونکہ میں فخر اور غرور اور لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے نہیں چلا بلکہ میں تو تیری ناراضی سے بچنے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے نکلا ہوں، میں تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ سے بچا اور میرے گناہ معاف فرما کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔(ابن ماجه، كتاب المساجد و الجماعات، باب المشى الى الصلاة، ١/٤٢٨، حديث: ٧٧٨)

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر بندۂ مومن سے تَوَسُّل جائز ہے چاہے وہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو، ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضوان کو یہ دعا سکھائی اور اسے پڑھنے کی ترغیب دلائی ہر ذی شعور اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر تَوَسُّل جائز نہ ہوتا تو نہ یہ دعا سکھائی جاتی نہ اس کی ترغیب دلائی جاتی۔

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب

بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

معلوم ہوا کہ نیک بندوں کی حیات ظاہری اور وصال کے بعد بھی ان کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا دعاؤں کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کے وسیلے سے مانگی جانے والی دعاؤں کو بہت جلد قبول فرماتا ہے۔ اگر ہم جیسے گنہگار بھی نیک بندوں اور انکی خالص ومقبول نیکیوں کے وسیلے سے دعا کریں تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ ہماری حاجات پوری فرمائے گا کیونکہ ان کی نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں، ہم دعا کرتے ہیں کہ ”اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے نبی، محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقبول سجدوں کا واسطہ، حضرتِ حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیاری شہادت کا صَدْقہ اور حضور غوث پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اطاعتوں کا واسطہ ہمیں اپنی دائمی رضا، اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی محبت، اولیائے کرام کا

اَدَب اِحترام، نیک اَعمال پر اِستقامت، تقویٰ و اِخلاص اور اچھے خاتمے کی دولت سے مالا مال فرما!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
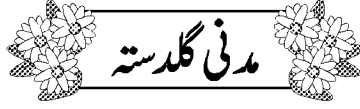
”بارھویں شریف“ کی نسبت سے اس حدیثِ مبارکہ اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 12 مدنی پھول

(1) کسی خالص نیکی کو بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ بنا کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے۔

(2) جو خوشحالی و فراخی میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو یاد رکھے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مصیبت و پریشانی میں اس کی مدد فرماتا ہے۔ مصیبت چاہے کیسی ہی بڑی کیوں نہ ہو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس پر تَوَکُّل کرتے ہوئے اُسی سے دعا کرنی چاہئے وہی ہر مصیبت کو ٹالنے والا ہے۔

(3) اِخلاص کی بدولت بڑی بڑی مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں ان تینوں مسافروں کی نیکیاں اِخلاص پر مبنی تھیں اس لئے وہ موت کے منہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

(4) والدین کی خدمت کرنا دنیا و آخرت میں باعثِ سعادت ہے، ان کی خدمت کی برکت سے بارگاہ خداوندی میں بہت بلند مقام نصیب ہوتا ہے۔

(5) اپنے بیوی بچوں اور دیگر تمام رشتہ داروں پر ماں باپ کو فَوقِیَّت (ترجیح) دینی چاہئے۔

(6) والدین کا جتنا بھی ادب و احترام کیا جائے ان کے احسانات کا بدلہ نہیں اتر سکتا۔

(7) باوجود قدرت محض **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف کی وجہ سے بدکاری سے باز رہنا بہت بڑی نیکی ہے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے بندوں پر خصوصی کرم فرماتا ہے۔

(8) گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے لیکن گناہ کے سب اسباب مہیا ہونے کے باوجود گناہ سے بچنا بہت بڑا کمال ہے۔

(9) اگر گناہ سے بچنے کا پختہ ذہن ہو تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ گناہ سے بچنے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

(10) دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نیکی کی دعوت بہت جلد اثر کرتی ہے اور پتھر دلوں کو بھی موم کر دیتی ہے۔

(11) امانت کی ادائیگی میں حُسنِ سُلُوک کا مظاہرہ کرنا، مصیبتوں کے ٹل جانے کا سبب ہے۔ مزدوروں کی پوری پوری اجرت ادا کر دینا بہت ضروری ہے اگر کوئی مزدور اپنی اجرت چھوڑ کر چلا جائے پھر کچھ عرصہ بعد مطالبہ کرے تو حُسنِ سُلُوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اجرت دینا ضروری ہے۔

(12) غریبوں اور مزدوروں کے ساتھ بھلائی کرنا بہت عظیم نیکی ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری، اپنی عِصمت کی حفاظت، لوگوں کے حقوق کی ادائیگی، امانت وتقویٰ اور اِخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے، ہر کام اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حاسد کب خوش ہوتا ہے؟

حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں ہر شخص کو راضی کر سکتا ہوں سوائے اس شخص کے جو میری کسی نعمت سے حسد کرتا ہے کیونکہ وہ اسی وقت راضی ہو گا جب وہ نعمت مجھ سے چھن جائے گی۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ١/١٦٦)

باب نمبر:2
توبہ واِستغفار
کا بیان

باب نمبر:2

توبہ واِستغفار کا بیان

خُدائے حَنّان ومَنّان عَزَّوَجَلَّ کا ہم گناہ گاروں پر کروڑہا کروڑ اِحسان کہ اُس نے ہمیں نبیِّ آخرالزَّمان، شہنشاہِ کون ومکان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمَّت میں پیدا فرمایا، کروڑوں درود وسلام ہوں اُس نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کہ جن کے صَدْقے ہم پر توبہ واِسْتِغْفار کے دروازے ایسے کھلے کہ جب تک سورج مغرب سے طُلُوع نہ ہو اُس وقت تک کی گئی ہر سچّی توبہ قُبول ہے۔ اگر ربِّ کریم کا یہ اِحسانِ عظیم نہ ہوتا تو تباہی وبربادی ہمارا مُقدَّر ہوتی۔

اِمَام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ''**رِیَاضُ الصَّالِحِین**'' کے اِس باب میں توبہ واِسْتِغْفار سے متعلق 3 تین آیاتِ کریمہ، 12 احادیثِ مبارکہ اور توبہ کی شرائط بیان فرمائی ہیں۔ ہم اِس باب میں توبہ کی تعریف وضرورت، اہمیت وفضیلت، روایات وحکایات اور دیگر مفید باتیں بیان کرینگے۔

توبہ کی شرائط

مُصَنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ قُبولیَّتِ توبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر گناہ بندے اور **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہو اور اس میں کسی بندے کا **حق مُتعَلِّق** نہ ہو تو اُس گناہ سے توبہ کی **تین شرائط** ہیں: (۱) اُس گناہ کو ترک کرنا (۲) گناہ پر شرمندہ ہونا (۳) اِس بات کا پُختہ ارادہ کرنا کہ اب یہ گناہ دوبارہ کبھی نہیں کروں گا۔ اگر اِن شرائط میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی اور اگر گناہ کسی انسان سے مُتعَلِّق ہو تو پھر توبہ کیلئے ان تین شرطوں کے علاوہ **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جس کا حق تلف کیا اُس کا حق ادا کرے، اگر حق مال وغیرہ کی قِسْم سے ہو تو اس کو واپس کرے۔ اگر بندے کا حق تُہْمت وغیرہ کی قِسْم سے ہو تو اُس کو اپنے اوپر اِختیار دے یا اُس سے معافی مانگے اور اگر غِیْبت وغیرہ ہو تو پھر بھی اُس سے معافی مانگے، تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے، اگر گناہوں میں سے بعض سے توبہ کی تو اہلِ حق کے نزدیک اُن گناہوں سے توبہ صحیح ہے لیکن جن سے توبہ نہیں کی وہ اس

کے ذمہ باقی رہیں گے۔توبہ ہرانسان پرلازم ہے۔قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمّت سے اِس پر بہت دلائل ہیں۔''

توبہ سے مُتعلِّق ''3'' فرامینِ باری تعالیٰ

1

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ (پ ۱۸،النور:۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانو! سب کے سب اس اُمید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

حضرت سَیِّدُنا اسماعیل حقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مسلمانوں کوتوبہ واِسْتِغْفَار کا حکم فرمایا اس لئے کہ انسان فطرۃً کمزور ہے باوجود کوشش کے وہ کسی نہ کسی غلطی میں پڑ ہی جاتا ہے۔ اِمَام قُشَیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: ''توبہ کا سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جو اپنے لئے توبہ کی ضرورت محسوس نہ کرے۔اِس آیتِ مبارکہ میں ربِّ کریم کی صفتِ سَتَّاری کا بہت زیادہ ظہور ہے کہ اس نے تمام اَہلِ ایمان کوتوبہ کا حکم ارشادفرمایا تاکہ مُجْرِم رُسوانہ ہوں، کیونکہ اگرصرف مُجْرِموں کوخطاب ہوتا تو اُنکی رُسوائی ہوتی،اس فرمان سے اُمید بندھ جاتی ہے کہ جیسے دنیامیں رُسوانہیں کیا ایسے ہی آخرت میں بھی رسوانہیں کرے گا۔'' (تفسیر روح البیان، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ:۳۱، ۶/۱۴۵)

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے عمری منہ نہ لاوے لکھ گناہ میرا مالک ویکھے فِروِی پردے پاوے

(یعنی اگروالدین اپنی اولاد کا کوئی گناہ دیکھ لیں تو بسا اوقات عمر بھر کے لئے ناراض ہوجاتے ہیں لیکن اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایسا کریم ہے کہ لاکھوں گناہوں کے باوجود ہمیں رسوانہیں کرتا بلکہ ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے)

2

وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ؕ (پ ۱۲،ھود:۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اوراپنے ربّ سے معافی چاہو پھراس کی طرف رجوع لاؤ۔

3

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (پ ۲۸،التحریم:۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

صَدْرُالا فاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: توبۂ صادِقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اَعمال میں ظاہر ہو، اُس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے مَعْمُور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مُجْتَنِب (یعنی بچتا) رہے۔ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سیّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دوسرے اَصحاب نے فرمایا کہ توبۂ نَصُوْح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔ (خزائن العرفان، پ ۲۸، التحریم:۸ بحوالہ تفسیر بغوی، پ۲۸،التحریم،تحت الآیۃ:۸، ۳۳۸/٤)

حدیث نمبر:13 اِسْتِغْفار کی اھمیت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً. (بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلة، ٤/ ۱۹۰، حدیث:٦۳۰۷)

ترجمہ: حضرتِ سیّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ایک دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ واِسْتِغْفار کرتا ہوں۔

حدیث نمبر:14 عَنِ الْاَغَرِّ بْنِ یَسَارِ الْمُزَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ: تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ، فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْیَوْمِ اِلَیْهِ مِئَةَ مَرَّةٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه، ص۱٤٤۹، حدیث:۲۷۰۳)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا اَغَرِبنْ یَسار مُزَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک میں روزانہ 100 مرتبہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟

عمدۃ القاری میں توبہ سے متعلق علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام کے مختلف اقوال:

(1): بعض مشائخِ کرام کے نزدیک نَدامت توبہ ہے۔

(2): بعض کے نزدیک گناہوں کی طرف نہ لوٹنے کا عَزْمِ مُصَمَّم (یعنی پکا ارادہ) توبہ ہے۔

(3): گناہ سے باز رہنے کا نام توبہ ہے۔

(4): مذکورہ تینوں باتوں کے مجموعے کا نام توبہ ہے اور یہی سچّی توبہ کہلاتی ہے۔

(5): علّامہ جوھری نے فرمایا کہ گناہوں سے رُجوع کرنے کا نام توبہ ہے۔ (عمدة القاری، الدعوات، باب التوبة، ١٥/٤١٤)

سچّی توبہ کی علامات

حضرتِ سَیِّدُنا عَبدُ اللّٰہ بِنْ مُبارَک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ "سچّی توبہ کی چھ علامات ہیں:

(۱) گُزَشتہ گناہوں پر نادِم ہونا (۲) گناہوں کی طرف نہ لوٹنے کا عَــزْمِ مُصَــمَّ (۳) جن فرائض میں کوتاہی کی ہے ان کی ادائیگی (۴) جن کا حق تلف کیا ہے انہیں ان کا حق دینا (۵) ناجائز و حرام مال سے بدن پر جو چربی چڑھ گئی ہو اُسے غم و حُــزْن کے ذریعے پگھلانا یہاں تک کہ کھال ہڈی سے چمٹ جائے اور پھر اگر اُس پہ گوشت آئے تو ایسا گوشت آئے جو حلال و طیب سے پروان چڑھا ہو (۶) جس طرح بدن کو نفسانی خواہشات کی لذت پہنچائی ہے اسی طرح اسے اطاعت کا مزہ چکھانا۔" (شرح بخاری لابن بطّال، کتاب الدعاء، باب توبوا الی اللّٰہ توبة نصوحا، ١٠/٨٠)

توبہ و اِسْتِغْفَار کی حقیقت

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: اِسْتِغْفَار کے معنی ہیں گُزَشتہ

گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کی حقیقت ہے کہ آیَنْدَہ گناہ نہ کرنے کا عَہْد کر لینا، یا زبان سے گناہ نہ کرنے کا عَہْد، اِسْتِغْفار اور دل سے عَہْد توبہ کہلاتا ہے۔ اِسْتِغْفار ''غَفْرٌ'' سے بنا ہے اس کا مطلب ہے، چھپانا یا چھلکا و پوست وغیرہ چونکہ اِسْتِغْفار کی بَرَکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں اس لئے اِسے اِسْتِغْفار کہتے ہیں۔ توبہ کے معنی ہیں رُجوع کرنا، اگر یہ حق تعالیٰ کیلئے اِستعمال ہو تو اُس وقت اِس کے معنی ہوتے ہیں اِرادۂ عذاب سے رُجوع فرمالینا اور اگر یہ بندے کی صفت ہو تو اِس کے معنی ہوتے ہیں، گناہ سے اِطاعت کی طرف، غفلت سے ذِکر کی طرف غَیْبَت سے حضور کی طرف لوٹ جانا، توبہ صحیح یہ ہے کہ بندہ گُزَشتہ گناہوں پر نادِم ہو، آیَنْدَہ نہ کرنے کا عَہْد کرے اور جس قدر ہو سکے گزشتہ گناہوں کا عِوَض اور بَدْلہ ادا کرے، نمازیں ذِمّہ ہوں تو اُن کی ادائیگی کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہو تو ادا کرے، حضرتِ سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: ''توبہ کا کمال (درجہ) یہ ہے کہ دل، لذّتِ گناہ بلکہ گناہ (ہی کو) بھول جائے۔'' (مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۲)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

مذکورہ حدیثوں میں نبیوں کے تاجدار، حبیبِ پَرْوَرْدگار، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِسْتِغْفار کا بیان ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم روزانہ 70 مرتبہ سے بھی زیادہ اِسْتِغْفار فرمایا کرتے حالانکہ توبہ و اِسْتِغْفار تو کسی گناہ پر ہوتا ہے جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو گناہوں سے معصوم ہیں، بلکہ نہ جانے کتنے گناہ گار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صَدْقے بخشے جائیں گے۔ جیسا کہ قرانِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (پ ٢٦، الفتح: ٢)

ترجمۂ کنز الایمان: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِسْتِغْفار کرنے میں کیا حکمت ہے؟ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں جن میں سے کچھ بیان کئے جاتے ہیں:

نَبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِسْتِغْفار کرنے کی توجیہات

حافظ اِبنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فرماتے ہیں:** اِسْتِغْفار کرنا وُقوعِ مَعصِیت کو مُستلزِم ہے (یعنی توبہ کسی گناہ پر ہی کی جاتی ہے) حالانکہ **نبیِّ کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعصُوم (بلکہ تمام معصوموں کے سردار) ہیں ، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِسْتِغْفار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ **علمائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے **اس کی مختلف** حکمتیں بیان فرمائیں ہیں:

(1) **عَلّامہ اِبن بَطّال** عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الغَفَّار نے فرمایا: **لوگوں میں سب سے زیادہ** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام عبادت کرتے ہیں، وہ ہمیشہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہیں، اس کے باوجود وہ **تَقْصِیر** (کمی) کا اِعتراف کرتے رہتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا **حق** ادا نہ ہو سکنے پر وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے **اِسْتِغْفار کرتے ہیں**۔(شرح بخاری لابن بَطّال، کتاب الدعاء، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ، ۷۷/۱۰)

(2) **اِمَام غَزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ''**اِحیاءُ العُلوم**'' میں فرمایا: **نَبیِّ کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دائماً (ہمیشہ) درجاتِ عالیہ کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں اور جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **ایک حال سے دوسرے حال کی** طرف ترقی کرتے تو اپنے **پہلے حال پر اِسْتِغْفار کرتے ہیں**۔(فتح الباری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ، ۸۵/۱۲، تحت الحدیث:۶۳۰۷)

(3) **عَلّامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الغَنِی نے فرمایا: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تواضعًا اِسْتِغْفار کرتے تھے**۔

(4) **آپ کا اِسْتِغْفار فرمانا تعلیمِ اُمّت کیلئے ہے**۔(عمدۃ القاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ، ۴۱۳/۱۵، تحت الحدیث:۶۳۰۷)

اِسْتِغْفار عبادت ہے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **فرماتے ہیں:** توبہ واِسْتِغْفار، نماز، روزے کی

طرح عبادت ہے، اِسی لئے حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بکثرت توبہ واِسْتِغْفَار کیا کرتے تھے۔ ورنہ حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم معصوم ہیں گناہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی نہیں آتا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کرکے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کرکے توبہ کرتے ہیں۔

زاھِداں اَزْ گُناہ توبہ کُنَنْد عارِفاں اَزْ عبادَتْ اِسْتِغْفار

(یعنی زاہد گناہ کی وجہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارف لوگ عبادت کرکے اِسْتِغْفَار کرتے ہیں) یا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ عمل تعلیمِ اُمَّت کے لئے تھا۔ (ملخصاً ازمراۃ المناجیح،۳/۳۵۳)

سردارِ دوجہان اُمَّت کے لئے اَمان ہیں

نَبِیّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَرَکت سے مخلوقِ خدا زمینی وآسمانی بلاؤں سے محفوظ رہتی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی اُمَّت کے لئے اَمان ہیں۔ چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا ابوموسی اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری امت کے لئے مجھ پر دو اَمن (والی آیتیں) اتاریں ہیں، ایک:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (پ۹، الانفال:۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور **اَللّٰہ** کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

اور دوسری:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳ (پ۹، الانفال:۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور **اَللّٰہ** انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

جب میں دنیا سے پردہ کرلوں گا تو ان میں قیامت تک کے لئے اِسْتِغْفَار چھوڑ دوں گا۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الانفال، ۵/۵۶، حدیث:۳۰۹۳)

حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تا قیامت اپنی اُمّت کے سارے حالات پر مُطَّلع ہیں، اُن کے گناہوں کو دیکھتے ہیں تو دل کو صَدْمہ ہوتا ہے، اس صَدْمے کے جوش میں اُنہیں دعائیں دیتے ہیں، اس کی تائید ربِّ کریم کے اِس فرمانِ عظیم سے ہوتی ہے۔

عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ﴿۱۲۸﴾ (پ۱۱، التوبہ:۱۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: جن پر تمہارا مَشَقَّت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

بد ہنسیں تم ان کی خاطر رات بھر روؤ کراہو[1]

بد کریں ہر دم بُرائی تم کہو اُن کا بھلا ہو

(ملخصًا از مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۳)

نَبیِّ رحمت، شَفیعِ اُمَّت، مالکِ جنت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی اُمَّت سے جتنا پیار ہے اتنا کسی کو کسی سے نہیں ہو سکتا، اُمَّت کا مَشَقَّت میں پڑنا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بہت گراں گزرتا ہے۔

”کریم نبی“ کے 7 حروف کی نسبت سے نَبِیِّ رَحمت کی اپنی اُمَّت سے مَحَبَّت پر مُشْتَمِل ”7“ اِیمان اَفروز روایات

(1) میں صَدْقے یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

نَبِیِّ کریم، رءوف ورحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ اُلفت نشان ہے: ”میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اِرد گرد روشن کر دیا تو پروانے اور کیڑے مکوڑے آگ میں گرنے لگے اور وہ شخص اُن کو آگ میں گرنے سے روکنے لگا اور وہ اس پر غالب آ کر آگ میں گرتے رہے۔ پس میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ سے کھینچ رہا ہوں اور تم اس میں گر رہے ہو۔“

(بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصی، ۴/۲۴۲، حدیث:۶۴۸۳)

[1] دَرد کا رونا

(2) اُمَّت کے لئے تین دعائیں

حضرتِ سیِّدُنا خَبَّاب بِن اَرَتّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہت لمبی نماز پڑھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے اتنی لمبی نماز پڑھی ہے جتنی آپ عام طور پر نہیں پڑھا کرتے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! یہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور اُس سے ڈرتے ہوئے پڑھی تھی میں نے اِس نماز میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے دو چیزیں مجھے عطا کر دیں اور ایک چیز کے سوال سے مجھے روک دیا۔ میں نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ میری اُمَّت کو (عام) قَحْط سے ہلاک نہ کرے، تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ چیز عطا فرمادی اور میں نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا میری اُمَّت پر کسی ایسے دشمن کو مُسَلَّط نہ کرے جو اُن کا غیر ہو، تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ چیز بھی عطا فرمادی، میں نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ سوال کیا کہ میری اُمَّت کے لوگ ایک دوسرے سے جنگ نہ کریں تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس سوال سے روک دیا۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی سوال النبی ثلاثا فی امته، ۷۲/۴، حدیث: ۲۱۸۲)

(3) ہر نبی کے لئے ایک خُصوصی مقبول دعا ہوتی ہے

نَبِیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک (خصوصی) مقبول دعا ہوتی ہے، ہر نبی نے دنیا میں وہ مانگ لی اور میں نے اسے قیامت کے دن اپنی اُمَّت کی شَفاعت کے لئے محفوظ رکھا ہے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری اُمَّت کے ہر اس فرد کو حاصل ہوگی جس نے شرک نہ کیا ہوگا۔''

(مسلم، کتاب الایمان، باب اختباء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم دعوة الشفاعة لامته، ص۱۲۹، حدیث: ۱۹۹)

(4) پانچ نمازوں پر پچاس کا ثواب

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ شبِ معراج نَبِیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، (پھر آپ کی بار بار درخواست پر) ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ پانچ ہو گئیں پھر کہا گیا: اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بے شک ہمارے ہاں قول نہیں بدلتا تمہارے لئے ان پانچ میں پچاس کا ثواب ہے۔

(ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء کم فرض اللّٰہ علی عبادہ من الصلوات، ۱/۲۵٤، حدیث:۲۱۳)

(5) نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مثل کوئی نہیں

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وِصال (یعنی بغیر سحر و افطار) کے روزے نہ رکھو۔ صحابہ نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ فرمایا: تم میں سے کون میری مثل ہے؟ بے شک مجھے تو میرا ربّ کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ۱/٦٤٦، حدیث:۱۹٦۵)

(6) اُمت پر شفقت

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًاؕ (پ٤، اٰلِ عمران: ۹۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

مسلمانوں نے 3 بار پوچھا: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہر سال؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام خاموش رہے پھر فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ (ترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء کم فرض الحج، ۲/۲۲۰، حدیث:۸۱٤)

(7) گناہ گاروں کے لئے خوشخبری

حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

میری شَفاعت میری اُمَّت کے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہے۔

(ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب منه: شفاعتی لاهل الکبائر من امتی، ۱۹۸/٤، حدیث:۲٤٤۳)

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مظلوموں کو ظالموں سے ان کا حق دلاتے، جو بھی آپ کے پاس فریاد لے کر آتا اس کی فریاد رَسی فرماتے۔

دبدبۂ نبوی اور اَبُو جَھل کی بدحواسی

اَبُو جَھل ایک یتیم بچے کا کفیل تھا اُس نے بچے کا مال ہَڑپ کرلیا، بچے نے غریبوں کے والی، یتیموں کے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوکر اَبُو جَھل کے خلاف اِمداد کی درخواست کی، یہ وہ بارگاہ تھی جہاں سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹا، جو آیا اپنی مرادیں پا کر گیا۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی وقت اَبُو جَھل کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے یتیم کا مال واپس کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے فوراً ہی بلا چوں وچَرا اس تمام مال واپس کردیا۔ یہ دیکھ کر اُس کے ساتھیوں نے کہا: تجھ پر اتنی گھبراہٹ طاری کیوں ہوگئی کہ فوراً ہی حکمِ مصطفےٰ پاکر مال واپس کردیا؟ اَبُو جَھل نے کہا: میں نے اُن کے دائیں بائیں انتہائی خطرناک نیزے دیکھے تھے اگر میں ادائیگی سے اِنکار کرتا تو ضرور مارا جاتا اِسی لئے حکمِ مصطفےٰ ماننے ہی میں عافیت سمجھی۔

(السیرة الحلبیة، ۱/٤٤٥)

کافروں پر تیغ والا[1] سے گری برقِ غضب[2] اَبر آسا[3] چھا گئی ہیبت رسولُ اللّٰہ کی

غلاموں اور خادِموں پر کرَمِ مصطفےٰ

نَبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خادِموں اور غلاموں کے ساتھ بھی بڑی نرمی سے پیش

(1) بلند تلوار (2) قہر کی بجلی (3) بادل کی طرح

آتے اور ان پر بھی خصوصی کرم فرماتے۔ دُنیوی معاملات اور کام کاج کے سلسلے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی خادم پر نہ کبھی سختی فرمائی، نہ ہی کبھی مارا۔ گھریلو معاملات اور خُدّام کے ساتھ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے برتاؤ سے متعلق اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے بڑھ کر کون واقف ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: ''مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا وَلَا اِمْرَءَةً قَطُّ '' یعنی رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی کسی خادم یا عورت کو نہ مارا۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التجاوز فی الامر، ۳۲۸/٤، حدیث:٤٧٨٦)

کتنی مرتبہ معاف کیا جائے؟

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی کسی غلام یا خادم کو نہیں مارا۔ مارنا تو بہت دور کی بات ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ تو خود کسی خادم کو ڈانٹتے نہ دوسروں کو اس کی اجازت دیتے۔ منقول ہے ایک آدمی نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آخر ہم اپنے خادموں سے کتنی مرتبہ درگزر کریں؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے اس نے دوبارہ پوچھا: آپ خاموش رہے، جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اُعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً'' یعنی اس سے دن میں 70 مرتبہ درگزر کرو۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النفقات، الفصل الثانی، ٢/٢٦٥، حدیث:٣٣٦٧)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جانوروں پر کرمِ مصطفےٰ

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوق کے لئے سراپا رحمت بن کر دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے زبان جانوروں پر توجہ نہ فرماتے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کے ساتھ کی جانے والی ہر زیادتی اور نا رَوا سُلوک سے نہ صرف لوگوں کو منع فرمایا بلکہ خود عملاً ان کے ساتھ

شفقت ونرمی فرمائی، ان کے آرام وخوراک پر حد درجہ توجہ فرما کر اُس دَور میں دنیا میں جانوروں پر رحم وکرم کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی جب اِنسان اِنسان پر رحم نہ کرتا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کو بلا ضرورت مارنے، زندہ جانور کا گوشت کاٹنے، منہ پر مارنے، داغنے، بے ضرر جانوروں کو مارنے، بے جا استعمال کرنے، جانوروں کو آپس میں لڑانے، طاقت سے زیادہ کام لینے اور انہیں بھوکا پیاسا رکھنے اور انہیں پریشان کرنے سے منع فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں جانور بھی فریاد کرتے اور اُن کی فریاد رسی کی جاتی اُن کی مشکلیں حل کی جاتیں۔ نَبِیِّ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانوروں پر شفقت کا اندازہ ان واقعات سے لگائیے۔

(1) ہرنی کی فریاد

حضرت سَیِّدُنا زید بن اَرْقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نَبِیِّ رَحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک اَعرابی کے خیمے کے پاس سے گزرا تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ نَبِیِّ رحمت، بے کسوں کے فریاد رس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نظر پڑتے ہی ہرنی نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ خیمے والا اَعرابی مجھے جنگل سے پکڑ کر لایا ہے، جبکہ میرے دو بچے جنگل میں ہیں، میرے تھنوں میں دودھ گاڑھا ہو رہا ہے یہ نہ تو مجھے ذَبح کرتا ہے کہ میں اِس تکلیف سے راحت پا جاؤں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ ہرنی کی فریاد سن کر مظلوموں کے فریاد رس مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی؟ عرض کی: جی ہاں! یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ضرور واپس آؤں گی، اگر میں نہ آؤں تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے ناجائز ٹیکس وصول کرنے والے کا سا عذاب دے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے چھوڑا تو وہ بڑی تیزی و بے قراری سے جنگل کی طرف چلی گئی ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ خوشی خوشی واپس آگئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اَعرابی بھی

پانی کا مشکیزہ اٹھائے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ ہرنی ہمیں بیچ دو! عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ بطورِ ہدیہ پیشِ خدمت ہے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے آزاد فرما دیا۔ حضرتِ سَیِّدُنا زید بن اَرْقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اس ہرنی کو دیکھا کہ وہ جنگل میں تسبیح اور کلمہ پڑھتی ہوئی جا رہی تھی۔ (دلائل النبوة، ٦/٣٥)

(2) اُونٹ پر شفقتِ نبوی

حضرتِ سَیِّدُنا یَعلٰی بن مُرَّہ ثقفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ: ایک سفر میں مجھے نبیِ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمراہی کا شرف ملا تو میں نے اس سفر میں تین عظیمُ الشّان چیزیں دیکھیں۔ راستے میں ایک اُونٹ کے ذریعے پانی نکال کر کھیت میں ڈالا جا رہا تھا۔ اونٹ کی نظر جیسے ہی بے کسوں کے فریاد رس، نَبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑی تو بڑی بے قراری سے چیخا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ یہ دیکھ کر نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اونٹ کے پاس ٹھہر گئے اور اِس کے مالک کو بُلوا کر فرمایا: یہ اُونٹ ہمارے ہاتھ بیچ دو! اس نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم یہ آپ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کرتے ہیں، یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اِس اُونٹ کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِس اُونٹ نے ہم سے چارہ کی کمی اور کام کی زیادتی کی شکایت کی ہے۔ لہٰذا تم اِس سے اچھا سلوک کیا کرو۔ (یعنی خوراک پوری دو اور حد سے زیادہ کام نہ لو) یہ فرما کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے چل دیئے۔ ایک مقام پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام کی غرض سے لیٹے تو ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سایہ کر لیا پھر کچھ دیر بعد واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ جب میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نیند سے بیدار ہوئے اور میں نے واقعہ عرض کیا تو فرمایا: اس درخت نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اجازت مانگی تو اسے اجازت مل گئی۔ یہ ہمیں سلام کرنے آیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو ایک عورت اپنا

بچہ لے کر حاضر خدمت ہوئی جسے مرگی کا مرض تھا۔ طبیبوں کے طبیب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی ناک کا بانسہ پکڑ کر فرمایا: نکل! میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں۔ واپسی پر جب اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا تو عرض گزار ہوئی: اُس ذاتِ پاک کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبیِّ برحق بنا کر بھیجا! آپ کے بعد ہم نے اس میں کوئی تشویش والی بات نہ پائی (یعنی ذرہ بھر بھی بیماری کا اثر نہ پایا)۔

(مسند امام احمد، حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی، ۶/۱۷۸، حدیث: ۱۷۵۷۶)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد[1] اِسی دَر پر شُتُرانِ ناشاد[2] گلۂ رنج و عنا[3] کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے کریم و رحیم ہیں کہ کسی کا دکھ درد نہیں دیکھ سکتے۔ انسان تو انسان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانوروں پر بھی خوب شفقت و کرم فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ ہمارے نبی کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بے شمار اختیارات عطا فرمائے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانوروں کی بولی سمجھتے، ان کی فریاد رسی فرماتے اور کسی کو کیسی ہی جسمانی روحانی بیماری یا پریشانی ہوتی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نظرِ کرم فرماتے تو اُس کی بیماریاں اور مصیبتیں دور ہو جاتیں۔ گناہوں کا مریض آتا تو نگاہِ نبی سے مرضِ عِصیاں کا قَلَع قَمَع (یعنی خاتمہ) ہو جاتا۔ ہمیں بھی مرضِ عِصیاں نے جاں بَلَب (مرنے کے قریب) کر دیا ہے ہم طبیبوں کے طبیب، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تم جو چاہو تو ابھی مَیل مرے دل کے دُھلیں کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

اِسْتِغْفَار کرنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مدنی پنج سورہ میں اِسْتِغْفَار کے 5 فضائل ذکر

(1) ہرنی اپنے غم کی فریاد کر کے آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مدد طلب کرتی ہے (2) پریشان حال اُونٹ (3) بھوک اور غم کا شکوہ

کئے ہیں ان میں سے 3 یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:

حضرتِ سیِّدُنا عبد **اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ محبوبِ ربِّ ذوالجلال، صاحبِ جودونوال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: جس نے اِسْتِغْفَار کو اپنے اوپر لازم کرلیا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دور فرمائے گا اور ہر تنگی سے اسے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیگا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ (ابن ماجه، كتاب الادب، باب الاستغفار، ٢٥٧/٤، حديث:٣٨١٩)

حضرتِ سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مَسَرَّت نشان ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال اسے خوش کرے تو اسے چاہیے کہ اس میں اِسْتِغْفَار کا اضافہ کرے۔ (مجمع الزوائد، كتاب التوبة، باب الاكثار من الاستغفار، ٣٤٧/١٠، حديث:١٧٥٧٩)

سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَار پڑھنے والے کے لئے جنت کی بشارت

حضرتِ سیِّدُنا شَدَّاد بِنْ اَوْس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ **سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَار** ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: اے **اَللّٰہ** تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور بقدرِ طاقت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں میں اپنے کئے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں مجھے بخش دے کہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ (بخاري، كتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، ١٨٩/٤، ١٩٠، حديث:٦٣٠٦)

جس نے اسے دن کے وقت ایمان و یقین کے ساتھ پڑھا پھر اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت اسے ایمان و یقین کے ساتھ پڑھا پھر صبح ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔

مدنی گلدستہ
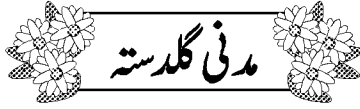
"نبی" کے 3 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مَدَنی پھول

(1) توبہ کی بڑی فضیلت ہے کہ خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دن میں کئی مرتبہ اِسْتِغْفار فرمایا کرتے تھے۔

(2) ہمیں بھی روزانہ کم از کم ستر مرتبہ توبہ و اِسْتِغْفار کرنی چاہیے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی ستر مرتبہ اِسْتِغْفار فرمایا۔

(3) اِسْتِغْفار سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بھی خوش ہوتا ہے اور یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت بھی ہے۔

توبہ کا موقع ملنا بھی بہت بڑی سعادت کی بات ہے بہت سے لوگوں کو توبہ کا موقع بھی نہیں ملتا اور وہ بغیر توبہ کئے اس دارِ فانی سے چلے جاتے ہیں، موت کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے ہمیں بھی بکثرت توبہ و اِسْتِغْفار کرنی چاہیے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، مرتے وقت کلمۂ طیبہ نصیب فرمائے اور پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلووں میں مدینے میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ **اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:15

توبہ کرنے والے پر رضائے الٰہی کی برسات

عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ الْاَنْصَارِیِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''لَلّٰہُ اَفْرَحُ بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ مِنْ اَحَدِکُمْ سَقَطَ عَلٰی بَعِیْرِہٖ وَقَدْ اَضَلَّہٗ فِیْ اَرْضٍ فَلَاۃٍ (بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، ٤ /١٩١، حدیث: ٦٣٠٩)وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِم لَلّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ ، فَانْفَلَتَتْ مِنْہُ وَعَلَیْہَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْہَا، فَاَتٰی شَجَرَۃً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّہَا وَقَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِہٖ ، فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذَالِکَ اِذْ ھُوَبِھَا قائِمَۃً عِنْدَہٗ ، فَاَخَذَ بِخِطَامِھَا ، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ''اَخْطَاَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ(مسلم، کتاب التوبۃ،باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، ص١٤٦٩، حدیث:٢٧٤٧)

ترجمہ: خادمِ رسول حضرتِ سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے نَبِیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اُس کا اُونٹ چٹیل میدان میں گم ہونے کے بعد اچانک مل جائے۔'' (مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں) ''جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جیسے تم میں سے کوئی شخص کسی جنگل میں اپنی سُواری پر جائے اور سُواری گم ہوجائے ، اور سُواری پر اُس کا کھانا اور پانی ہو اور وہ (سُواری کے ملنے سے) مایوس ہوجائے اور ایک درخت کے سائے میں لیٹ جائے ، پھر اچانک وہ سُواری اس کے پاس کھڑی ہوئی ہو، وہ اس کی مَہار (یعنی رسی) پکڑ لے، پھر خوشی کی شدت میں یہ کہے: ''اے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا ربّ ہوں۔'' شدتِ خوشی میں اس سے الفاظ اُلٹ ہوجائیں۔

جو ہوش میں نہ ہو اس پر مواخذہ نہیں

فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ شدید گھبراہٹ، کسی انتہائی تعجب خیز واقعے یا کسی اور وجہ سے انسان ہوش میں نہ رہے یا بھول کر اس کی زبان سے ایسے کلمات نکل جائیں (جو خلافِ شرع ہوں) تو ان پر مواخذہ (یعنی پکڑ)

نہیں۔اسی طرح ان الفاظ کو بطورِ حکایت یا کسی شرعی فائدے کیلئے بیان کرنے پر بھی کوئی مواخذہ نہیں۔ہاں مذاق میں یا کسی کی نقل اتارتے ہوئے یا فضول گوئی میں ایسے کلمات کہے تو پھر مواخذہ ہوگا۔

(فتح الباری، کتاب الدعوات، باب التوبة، ۹۱/۱۲، تحت الحدیث:۶۳۰۹)

توبہ کرنا کس پر فرض ہے؟

اِکْمَالُ الْمُعْلِم شرح مسلم میں ہے: توبہ کرنا ہر اس شخص پر فرض ہے جو اپنی طرف سے ہونے والے گناہ کو جان لے خواہ وہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اور توبہ تمام فرائض کی اصل ہے۔حضرتِ سیدنا سُفْیَان بِنْ عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: توبہ اس امت پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو کہ پچھلی امتوں پر نہ تھی اور بنی اسرائیل کی توبہ خود کو قتل کرنا تھی۔(اکمال المعلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها،۸/۲۴۲، تحت الحدیث:۲۶۷۵)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خوش ہونے سے کیا مراد ہے؟

علامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے خوشی کا اِطلاق مجازاً کیا گیا ہے اور اس سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا مراد ہے یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندۂ مومن کی توبہ سے بہت راضی ہوتا ہے۔(عمدة القاری، کتاب الدعوات، باب التوبة ، ۱۵/۴۱۵، تحت الحدیث:۶۳۰۸)

مُفَسِّرِشہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایسے مقامات پر خوشی سے مراد رِضا ہوتی ہے، کیونکہ اِصطِلاحی فرحت وخوشی سے ربّ تعالیٰ پاک ہے، خیال رہے کہ رِضا اور ہے اور ارادہ کچھ اور۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر بندے کے ایمان وشکر سے راضی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْؕ (پ۲۳،الزمر:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر شکر کرو تو اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے۔

اور ہر شخص کو اس نے ایمان کا حکم بھی دیا ہے:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ترجمۂ کنزالایمان: ایمان رکھو اَللّٰہ اور اَللّٰہ کے رسول پر۔

(پ ۵، النساء: ۱۳۶)

لیکن ہر شخص کے ایمان کا ارادہ نہیں فرمایا ورنہ دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا۔ یہاں اس کی رِضا کا ذکر ہے نہ کہ ارادے کا۔ اور جس طرح اس شخص کو نااُمیدی کے بعد اُمید سے ایسی خوشی ہوئی جو بیان سے باہر ہے کیونکہ اُسے اپنی جان سے بھی نااُمیدی ہو چکی تھی۔ اپنے گناہ گار بندے کی توبہ پر ربِّ کریم کو جو خوشی ہوتی ہے ہم اُسے بیان نہیں کرسکتے۔ (اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشی کو بندے کی خوشی کی مثال دے کر بیان کرنا) یہ **تشبیہ مرکب** ہے یعنی پورے واقعے کو پورے واقعے سے تشبیہ دی گئی ہے، نہ کہ ہر حال کو ہر حال سے، لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ (مَعَاذَاللّٰہ) رَبّ تعالیٰ مایوس بھی ہوا ہو اور بعد میں اُسکی آس بندھی ہو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ رَبّ تعالیٰ ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے۔ جتنی خوشی ہم کو اپنی جان بچنے سے ہوتی ہے، اُس سے زیادہ خوشی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو بندے کا ایمان بچنے سے ہوتی ہے۔ بندے کا یہ کہنا کہ "اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! **تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں**" تو یہ کلام انتہائی خوشی بیان فرمانے کیلئے ہے نہ کہ تشبیہ کیلئے کیونکہ ربّ تعالیٰ غلطیوں اور خطا سے پاک ہے، خوشی کی وجہ سے بندے کی مَت کٹ گئی (یعنی عقل منقطع ہوگئی) وہ کہنا تو چاہتا تھا کہ "یاربّ! میں تیرا بندہ، تو میرا ربّ ہے" لیکن اُلٹا کہہ گیا، اس سے **معلوم ہوا کہ خطاً منہ سے کفر نکل جانے پر بندہ کافر نہیں ہوتا** کیونکہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس پر حکم کفر نہ فرمایا، لیکن یہ اُس وقت ہے جب خطا پر اِطّلاع نہ ہو، اِطّلاع ہونے پر فوراً توبہ ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۹)

مفہومِ حدیث

حدیثِ مذکور میں ربِّ کریم کی انتہائی رِضا بیان کی گئی ہے: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ پر اُس آدمی سے بھی کہیں زیادہ راضی ہوتا ہے جو اُونٹ پر سوار جنگل سے گزر رہا ہو، گرمی کی شِدَّت سے پریشان ہو کر ایک درخت کے سائے تلے ٹھہرے تو تھکاوٹ کی وجہ سے اُسے نیند آجائے۔ جب بیدار ہو تو اونٹ کو مع سامان گُم پائے۔ تلاشِ بسیار

(بہت زیادہ تلاش کرنے) کے بعد بھی جب اونٹ نہ ملے تو یہ سوچ کر اُسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اب یہیں مر جاؤں گا، کیونکہ دُور دُور تک پانی وآبادی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ پھر اچانک وہ اپنے اونٹ کو سامان سمیت اپنے پاس کھڑا دیکھے۔ تو ایسے شخص کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی کیونکہ جس کی جان بھی بچ جائے اور بھاگی ہوئی یا گمشدہ چیز بھی مل جائے تو واقعی اس کی خوشی بیان سے باہر ہوتی ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اپنے گناہ گار بندے کی توبہ سے بہت زیادہ راضی ہوتا ہے۔ گناہ گار بندہ درحقیقت گناہوں کی نُحوسَت کی وجہ سے اپنے ربِّ کریم، مالکِ حقیقی، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دَر سے دُور ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ نادِم ہوکر واپس آئے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور یہ خوشی اس شخص کی خوشی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جس کی گمشدہ سُواری مع سامان کے اچانک واپس آجائے۔

(ملخصًا از تفہیم البخاری، ۵۸۹/۹)

ہمارا کریم پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کی توبہ پر بہت خوش ہوتا ہے۔ بندے سے چاہے کتنے ہی گناہ سرزد ہو جائیں توبہ کرنے میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیے مگر قُبولیت کیلئے سچّی توبہ ہونا شرط ہے۔

"بَخْشِشْ" کے 4 حروف کی نسبت سے بَخْشِشْ کی 4 روایات

(1) بڑے سے بڑے گناہ گار کی توبہ بھی قُبول ہے

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **تاجدارِ رسالت**، مُحسنِ انسانیت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری توبہ قُبول فرمالے گا۔'' (ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ٤/٤٩٠، حديث:٤٢٤٨)

(2) الٰہی میں تیری رَحْمت کے قربان

حضرتِ سَیِّدُنا ابوذَر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، دو جہاں کے تاجْوَر، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ربّ تعالٰی فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! میں نے ظلم کو خود پر حرام کردیا ہے اور

اسے تمہارے درمیان بھی حرام کردیا ہے، لھٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جسے میں نے ہدایت دی، تم مجھ سے ہدایت چاہو میں تمہیں ہدایت دونگا۔اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں نے کھلایا، تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو مگر جسے میں نے کپڑے پہنائے، تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس عطا فرماؤں گا۔اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخش دیتا ہوں تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔اے میرے بندو! تم میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور تم میرے نفع تک بھی نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نفع پہنچاسکو۔اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے اِنس وجن تم میں سے کسی ایک متقی پرہیزگار کی طرح ہوجائیں تو بھی میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے اِنس وجن تم میں سب سے زیادہ گناہ گار شخص کی طرح فاجر ہوجائیں تو بھی میرے مُلک میں کوئی کمی نہ ہوگی۔اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے اِنس وجن کسی ایک مکان میں یکجا ہوکر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کا سوال پورا فرمادوں تو بھی میرے خزانے میں کچھ کمی نہ آئے گی مگر اتنی کہ جیسے کسی سوئی کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو وہ جتنی کمی کرتی ہے۔اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں شمار کرتا ہوں پھر تمہیں اِن کا پورا اَجر عطا فرماؤں گا لہٰذا جو بھلائی پائے تو وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

حضرتِ سَیِّدُ ناسَعِیْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُ نا **اَبُو اِدْرِیْس اَلْخَوْلَانِی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب یہ حدیث مبارک سناتے تو گھٹنوں کے بَل کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔

(مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحریم الظلم، ص۱۳۹۳، حدیث:۲۵۷۷)

(3) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی شانِ غَفّاری

حضرت سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نَبِیِّ مُعَظَّم، رَسُولِ مُحتَرَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرلیتا ہے، پھر کہتا ہے: مولیٰ! میں نے گناہ کرلیا مجھے بخش دے تو ربِّ کریم فرماتا ہے: یقیناً میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک ربّ چاہے بندہ گناہ سے بچا رہتا ہے، پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: یاربّ! میں نے گناہ کرلیا مجھے بخش دے، تو ربِّ کریم فرماتا ہے: یقیناً میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر بندہ ٹھہرا رہتا ہے جتنا ربّ چاہے، پھر گناہ کر بیٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے: یاربّ! مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا ہے، مجھے بخش دے، تو ربّ فرماتا ہے: یقیناً میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے کرے۔

(بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللّٰہ تعالٰی: یریدون ان یبدلوا کلام اللّٰہ، ٤/٥٧٥، حدیث:٧٥٠٧)

(4) کون سا گناہ گار بہتر ہے؟

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: ہر آدمی گناہ گار ہے اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو توبہ کرلیتا ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، ٤/٤٩١، حدیث:٤٢٥١)

اس حدیثِ پاک سے اِسْتِغْفَار کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے کہ جب بندہ سچی توبہ کرلے لیکن پھر نفس کے بہکاوے میں آکر دوبارہ گناہ کرلے پھر نادِم ہوکر سچی توبہ کرے، پھر گناہ کر بیٹھے، پھر توبہ کرلے، تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ناراض نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت بہت وسیع ہے وہ ہر سچی توبہ قُبول فرماتا ہے اگرچہ کتنی ہی مرتبہ کی جائے۔ ہمیں چاہئے کہ جب بھی ہم سے گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً بارگاہِ خداوندی میں توبہ کرکے اپنے کریم ربّ کو راضی کرلیں۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم پر ہر وقت اپنی رحمت کا سایہ رکھے اور گناہوں سے سچی توبہ اور خوب اِسْتِغْفَار کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے! اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

مدنی گلدستہ
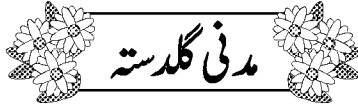
اِسْتِغْفَار" کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مَدَنی پھول

(1) ہمارا کریم ربّ سچّی توبہ کرنے والوں کی توبہ قُبول فرما کر انہیں اپنی رحمت کے سائے میں جگہ عطا فرماتا ہے۔

(2) توبہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

(3) کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا۔ یعنی جب کہ اس اَمر سے اِظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے۔ (بہارِ شریعت،۱/۴۵۶، حصہ۹)

(4) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔

(5) مصیبت زدہ و غمگین دل سے نکلی ہوئی دُعا بہت جلد قَبول ہوتی ہے۔

(6) اِسْتِغْفَار کو اپنا وظیفہ بنالینا چاہیے کہ اس سے دین ودنیا کی بے شمار بھلائیاں ملتی اور آفتیں دور ہوتی ہیں۔

(7) توبہ و اِسْتِغْفَار میں جتنی زیادہ شَرمِنْدَگی اور عاجزی ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ ربِّ کریم کی رَحْمت متوجہ ہوتی ہے۔

اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں کی آفت سے محفوظ رکھ۔ گناہ ہو جانے پر سچّی توبہ اور اس پر اِسْتِقَامَت کی توفیق عطا فرما۔ ہم پر ہر آن اپنی رحمت کا سایہ رکھے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:16

دستِ رحمت

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ اَلْاَ شْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،قَالَ:"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَہُ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّھَارِ،وَیَبْسُطُ یَدَہُ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ،حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا." رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مسلم ،کتاب التوبة ، باب قبول التوبة من الذنوب ......الخ، ص۱۴۷۵، حدیث:۲۷۵۹)

ترجمہ: **حضرت** سَیِّدُ نا اَبو مُوسٰی اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:"**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ رات بھر اپنا دستِ رَحْمت پھیلائے رکھتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرے اور دن بھر اپنا دستِ رَحْمت پھیلائے رکھتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے، یہ کرم نوازی اس وقت تک ہوتی رہے گی جب تک کے سورج مغرب سے طُلوع نہ ہو۔"

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے

اِکْمَالُ الْمُعْلِم شرحِ مسلم میں ہے: حدیث مذکور میں" **ہاتھ پھیلانے** " سے مرادتوبہ قبول فرمانا ہے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی پسندیدہ چیز دیکھتا ہے تو اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور جب کوئی ناپسندیدہ شے دیکھتا ہے تو اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔اس طرح کے الفاظ اہلِ عرب اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔بہرحال **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے انسانوں جیسا ہاتھ ہونا محال ہے اور ہاتھ بڑھانا کھینچنا یہ بھی جسم کی صفات ہیں اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے۔کبھی "ید" کا اِطلاق نعمت پر بھی کر دیا جاتا ہے یعنی نعمت کو بھی ید کہہ دیتے ہیں۔

(اکمال المعلم ،کتاب التوبة باب قبول التوبة من الذنوب ......الخ، ۸/۲۶۰، تحت الحدیث:۲۷۵۹)

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مشکوۃ** میں فرماتے ہیں: ہاتھ پھیلانے سے مرادتوبہ قبول کرنا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اُس کے جُود وعطا کا وسیع ہونا ہے کہ وہ توبہ کرنے والے کو کبھی **نہیں دھتکارتا**۔(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار، ۵/۱۶۲، تحت الحدیث:۲۳۲۹)

حدیث نمبر:17 سورج کے مغرب سے طُلُوع ہونے سے قبل توبہ قبول ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْه.

(مسلم، کتاب الذکر والدعا ......الخ ، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه، ص۱۴۴۹، حدیث:۲۷۰۳)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جوشخص مغرب سے سورج کے طُلوع ہونے سے پہلے توبہ کرلے گا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس شخص کی توبہ قُبول کرے گا۔''

قیامت کی نشانی

قیامت سے پہلے کچھ نشانیاں ظاہر ہونگیں جن میں سے ایک بہت بڑی نشانی سورج کا مغرب سے طُلوع ہونا ہے، یہ نشانی ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔اب کسی کی توبہ قُبول نہ ہوگی جو کافر ہے وہ کافر ہی رہے گا اور جو مسلمان ہے وہ مسلمان ہی رہے گا۔ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (پ۸، الانعام:۱۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن تمہارے ربّ کی وہ ایک نشانی آئے گی، کسی جان کوایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی۔

عَلّامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یہ توبہ قُبول ہونے کی حد ہے اور حدیثِ صحیح میں ہے کہ توبہ کا دروازہ کُھلا ہوا ہے اور جب تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو توبہ قُبول ہوتی رہے گی اور جب سورج مغرب سے طُلوع ہوگا تو یہ دروازہ بند ہوجائے گا اور جس نے اس سے پہلے توبہ نہ کی ہوگی اس کی توبہ قُبول نہیں ہوگی۔توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ غَرغَرۂ موت اور وقتِ نَزع سے پہلے توبہ کرے، کیونکہ وقتِ نَزع میں توبہ قُبول نہیں ہوتی اور نہ وصیت نافذ ہوتی ہے۔(شرح مسلم للنوی،کتاب الذکر والدعا، باب التوبة قوله صلی اللّٰه علیه وسلم یا ایها الناس، ۹/۲۵، الجزء السابع عشر)

کس کی توبہ قبول نہیں؟

ایک قول یہ بھی ہے کہ اُن لوگوں کی توبہ قُبول نہ ہوگی جو سورج کو پچھّم (مغرب) سے نکلتا دیکھیں گے لیکن جو لوگ اس واقعہ کے بعد پیدا ہوں گے ان کی توبۂ کفر بھی قُبول ہوگی اور توبۂ گناہ بھی، کہ انہوں نے علامتِ قیامت دیکھی ہی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار، ۱۶۲/۵، تحت الحدیث:۲۳۲۹)

مراۃ المناجیح میں صدرُ الافاضل علامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی کا قول نقل کیا گیا کہ اس وقت کے بعد انسان کی پیدائش ہی بند ہوجائے گی۔ غرض یہ کہ آیت وحدیث میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو پہلے گناہ کرتے رہے توبہ نہ کی، یہ علامت دیکھ کر توبہ کرنے لگے، ان کی توبہ قُبول نہیں، کہ غیب کُھل جانے کے بعد توبہ کیسی؟ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (مراۃ المناجیح،۳/۳۵۸)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

سورج کے مغرب سے طُلُوع کرنے میں کیا حکمت ہے؟

عَلّامَہ قُرطُبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نَمرُود سے فرمایا تھا:

فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (پ۳، البقرہ:۲۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تُو اس کو پچھّم (مغرب) سے لے آ تو ہوش اُڑ گئے کافر کے۔

مُلحِد (کافر و بے دین) اور نُجُومی آخر تک اِس کے مُنکِر رہے اور کہتے رہے کہ سورج کا مغرب سے نکلنا ممکن نہیں ہے، پس اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک دن سورج کو مغرب سے نکال کر ان بے دینوں اور قدرتِ الٰہی کے منکروں کو دکھائے گا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر چیز پر قادر ہے اس کی مرضی چاہے وہ سورج کو مشرق سے نکالے یا مغرب سے۔ (سُبْحَانَ اللّٰہِ

اَللّٰهُ اَکْبَرُ (التذکرۃ باحوالِ الموتٰی، ص٦٤٦)

رَبِّ کریم کا کرم بہت وسیع ہے کہ گنہگار کو ہر وقت اپنے کرم کے سائے میں لینے کو تیار رہے،کوئی آنے والا ہو۔بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار ہواُسے توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے اور ہرگز ہرگز اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔خُدائے بُزُرگ وبَرتر کے رحم وکرم کی کوئی اِنتہا نہیں۔وہ اپنے بندوں کے زمین وآسمان کے برابر گناہ بھی اپنی رَحْمت سے مُعاف فرما دیتا ہے۔بس توبہ سچّی ہونی چاہیے۔سچّی توبہ کے بعد اگر نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر نہ چاہتے ہوئے دوبارہ گناہ سرزَد ہوجائے تو پھر بھی فوراً توبہ کرلینی چاہیے۔جب تک موت کے فرشتے نظر نہ آئیں یا سورج مغرب سے نہ نکلے اُس وقت تک کی گئی ہر سچّی توبہ قُبول ہے۔اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے خاص طور پر جب نوجوان اپنے گناہوں پر نادِم ہوکر بارگاہِ خُداوَندی میں توبہ کرتا ہے تو اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ اُس پر بہت کرم فرماتا ہے۔

نوجوان کی توبہ پر جنت سجائی جاتی ہے

منقول ہے کہ: جب کوئی نوجوان اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو فِرِشتے ایک دوسرے کو خوشخبریاں دیتے ہیں۔دیگر فرشتے پوچھتے ہیں: کیا ہوا؟ تو اُن کو کہا جاتا ہے کہ ایک نوجوان نے خوابِ غَفلت سے بیدار ہوکر اپنے پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے۔پھر ایک اِعلان کرنے والا اِعلان کرتا ہے: ”اس نوجوان کی توبہ کے اِستِقبال میں جنّتوں کو سجادو۔“ (الروض الفائق، ص١٥٥)

مَنْقُول ہے کہ جب کوئی نوجوان گناہوں کی وجہ سے روتا ہے اور اپنے مالک ومحبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے: یااَللّٰه عَزَّوَجَلَّ! میں نے بُرائی کی۔تو اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں نے پَردہ پوشی کی۔بندہ عرض کرتا ہے: میں نادِم ہوں۔جواب ملتا ہے: میں جانتا ہوں۔پھر عَرْض کرتا ہے: میں توبہ کرتا ہوں۔جواب آتا ہے: میں قُبول کرتا ہوں،اے نوجوان! جب تُو توبہ کر کے توڑ ڈالے تو ہماری طرف رُجوع کرنے

سے حیا نہ کرنا اور جب دوسری مرتبہ توبہ توڑ دے تو تیسری مرتبہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمندگی تجھے نہ روکے اور جب تیسری مرتبہ بھی توبہ توڑ دے تو چوتھی مرتبہ میری بارگاہ میں لوٹ آنا، (کیونکہ) میں ایسا جَوَّاد ہوں جو بُخْل نہیں کرتا، ایسا حلیم ہوں جو جلد بازی نہیں کرتا، میں ہی نافرمانوں کی پَردہ پوشی کرتا اور تَـائِبِین (توبہ کرنے والوں) کی توبہ قُبول کرتا ہوں، میں خطائیں معاف کرتا اور نَدامت کرنے والوں پر سب سے زیادہ رَحْم کرتا ہوں کیونکہ میں سب سے بڑھ کر رَحْم کرنے والا ہوں۔کون ہے جو ہمارے دروازے پر آیا اور ہم نے اُسے خالی واپس لَوٹا دیا؟ کون ہے جس نے ہماری جناب میں اِلتجا کی اور ہم نے اُسے دُھتکار دیا؟ کون ہے جس نے ہم سے توبہ کی اور ہم نے قُبول نہ کی؟ کون ہے جس نے ہم سے مانگا اور ہم نے عطا نہ کیا؟ کون ہے جس نے گناہوں سے معافی چاہی اور ہم نے اُسے دھتکار دیا؟ کیونکہ میں سب سے بڑھ کر خطاؤں کو بخشنے والا، سب سے بڑھ کر عَیْبُوں کی پردہ پوشی کرنے والا، سب سے بڑھ کر مصیبت زَدوں کی مدد کرنے والا، گریہ وزاری کرنے والے پر سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ غیبوں کی خبر رکھنے والا ہوں۔اے میرے بندے! میرے در پہ کھڑا ہو جا، میں تیرا نام اپنے دوستوں میں لکھ دوں گا، وقتِ سَحر میرے کلام سے لطف اندوز ہو میں تجھے اپنے طلب گاروں میں شامل کر دوں گا، میری بارگاہ میں حاضری سے لذت حاصل کر میں تجھے لذیذ (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا، غیروں کو چھوڑ دے، فقر کو لازم پکڑ لے، سَحری کے وقت عاجزی واِنکساری کی زبان کے ساتھ مُناجات کر۔ (الروض الفائق، ص ۱۵۵)

کمال درجہ کی عطا

حضرت سَیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ربّ تعالٰی فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! جب تو مجھ سے دعا مانگے اور مجھ سے آس لگائے تو میں تجھے تیرے عُیُوب کے باوجود بخشتا رہوں گا اور میں بے پرواہوں، اے اِبنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا مجھے کوئی پروانہیں، اے اولادِ آدم! اگر تو زمین کو خطاؤں سے بھر دے پھر مجھ

سے اس حال میں ملے کہ کسی کو میرا شریک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر تیری بخشش کروں گا۔‘‘

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبة......الخ، ۵/۳۱۸، حدیث:۳۵۵۱)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس قول ''عُیُوب کے باوجود بخشتا رہوں گا'' کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ ''تیرے کیسے ہی گناہ ہوں میں بخش دوں گا، میں آنے والے کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے دروازے کو دیکھتا ہوں کہ کس دروازے پر آیا۔'' اور صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس قول کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ تجھے تیرے گناہ کے مطابق بخشوں گا، چھوٹے گناہ کی چھوٹی بخشش، بڑے گناہ کی بڑی بخشش، لاکھوں گناہوں کی لاکھوں بخششیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔

گنہِ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا　　مگر اے عَفُوّ تیرے عَفْو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

''گناہوں کا آسمان کی بلندی تک پہنچنا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو گناہوں میں ایسا گِھر جائے جیسے زمین آسمان سے گِھری ہوئی ہے کہ ہر طرف تیرے گناہ ہوں، بیچ میں تُو ہو، پھر مجھ سے معافی مانگے، تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں گا، بلکہ آسمانِ زمین کی چکی سب کو پیس دیتی ہے، اُس کے سوا جو رَبّ سے لگ جائے۔

''میں زمین بھر تیری بخشش کروں گا'' کا مطلب یہ ہے کہ جیسے رَازِق (رزق دینے والا) ہر مَـرْزُوق (جس کو رزق دیا گیا) کو بقدْرِ حاجت روٹی دیتا ہے، ہاتھی کو مَنْ (چالیس سیر کا وزن) اور چیونٹی کو کَـن (دانہ) دیتا ہے، ایسے ہی وہ غفَّار بقدْرِ گناہ مغفرت عطا فرمائے گا، مگر شرط یہ ہے کہ گنہگار ہو، غدّار نہ ہو، اِسی لیے شرط لگائی گئی کہ **''میرا شریک نہ ٹھہراتا ہو''**، خیال رہے کہ ایسے مقامات پر شرک بمعنی کفر ہوتا ہے، ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ　　ترجمۂ کنز الایمان: بے شک **اَللّٰہ** اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔

(پ ۵، النساء:۴۸)

اور نبی یا کتاب یا اِسلامی اَحکام میں سے کسی کا اِنکار دَرحقیقت ربّ تعالیٰ کا ہی انکار ہے لہٰذا حدیث بالکل

واضح ہے اوراس میں کُفّار کی مغفرت کا وعدہ نہیں، کفر ومغفرت میں تضاد ہے۔ (مراۃ المناجیح،۳/۳۶۲)

جو بندہ اپنے گناہ پر شرمندہ ہوکر بارگاہِ خُداوندی میں سچے دل سے توبہ کرے تو اُس کی توبہ ضرور قبول ہوتی ہے اگر چہ وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو بلکہ جو جتنا زیادہ گناہ گار ہوگا اُتنی ہی رَحْمتِ خُداوندی اُس کی طرف متوجہ ہوگی۔ جس کو اپنے گناہ پر نَدامت ہوجاتی ہے اُسے توبہ کی توفیق ضرور ملتی ہے اور جسے اپنے گناہ پر جتنی زیادہ شرمندگی ہوگی اُس کی توبہ اُتنی ہی زیادہ پُختہ ہوگی۔ اِس ضِمن میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

(1) خوفِ خدا ہوتو ایسا!

ایک حبشی نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں بے حیائی کے کاموں کا مُرتکِب ہوا ہوں، کیا میری توبہ قُبول ہوگی؟ ارشاد فرمایا: ہاں! قُبول ہوگی۔ وہ چلا گیا، پھر واپس آ کر عرض کی: کیا وہ (اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (یہ سن کر) اُس نے ایک چیخ ماری اور اُس کی روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کرگئی۔ (احیاء العلوم، ۴/۱۷)

(2) توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا

ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُاللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: ''حضور! مجھ سے ایک گناہ سرزَد ہوگیا ہے کیا میری توبہ قُبول ہوجائے گی؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا منہ پھیرلیا، کچھ دیر بعد اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں توبہ کے دروازے کے علاوہ باقی تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں اُس (توبہ کے دروازے) پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اُسے بند نہیں کرتا پس تو عمل کر اور مایوس نہ ہو۔'' (احیاء العلوم، ۴/۱۸)

(3) سِتار بجانے والی کی توبہ

حضرتِ سَیِّدُنا صالح مُرّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ سِتار (ایک قسم کا باجا) بجانے والی ایک لڑکی کسی

قاریٔ قرآن کے پاس سے گزری جو یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کررہا تھا:

وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ (پ۱۰،التوبۃ:۴۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

آیتِ مبارکہ سنتے ہی لڑکی نے سِتار پھینکا، ایک زوردار چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو سِتار توڑ کر عبادت و رِیاضت میں ایسی مشغول ہوئی کہ عابدہ وزاہدہ مشہور ہو گئی۔ ایک دن میں نے اُس سے کہا کہ ''اپنے آپ پر نرمی کر۔'' یہ سن کر روتے ہوئے بولی: ''کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پُل صِراط کیسے عُبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کے گُھونٹ کیسے پئیں گے؟ اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غَضَب کو کیسے برداشت کریں گے؟'' اتنا کہہ کر پھر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب اِفاقہ ہوا تو بارگاہِ خُداوندی میں یوں عرض گزار ہوئی: ''یااَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اِطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قُبول فرمالے گا؟'' پھر اس نے ایک آہِ سرد دِلِ پُر دَرد سے کھینچی اور کہا: ''آہ! کل بروز قیامت کتنے لوگوں کے عیب کُھل جائیں گے۔'' پھر اس نے ایک چیخ ماری اور ایسے درد بھرے انداز میں روئی کہ وہاں موجود سب لوگ اُس کی شدَّتِ گریہ وزاری سے بے ہوش ہو گئے۔

(الروض الفائق، ص۱٤۸)

سانپ خدمت کرنے لگا

امامِ طَرِیقت، سَیِّدُ الزُّہَّاد، قائدِ اَوتاد، حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُاللّٰہ بِنْ مُبارَک مَرْوَزِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی توبہ کا واقعہ بہت عجیب و غریب ہے۔ توبہ سے قبل آپ ایک حسین وجمیل باندی کے عشق میں مبتلا تھے۔ ایک رات اپنے ایک دوست کو لے کر اُس کی دیوار کے نیچے کھڑے ہو گئے وہ باندی بھی چھت پر آ گئی۔ صبح تک دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، اذانِ فَجر ہوئی تو آپ نے گُمان کیا کہ عِشاء کی اذان ہوئی ہے، لیکن جب دن چڑھا تو معلوم ہوا کہ تمام رات اِسی حالت میں گزر گئی ہے۔ بس یہی بات آپ کی توبہ کا سبب بنی دل میں مَدَنی اِنقِلاب برپا ہو

گیا اور اپنے آپ کو مخاطَب کر کے کہا: ''اے ابنِ مبارَک! تجھے شرم آنی چاہئے کہ نفس کی خواہش کے پیچھے ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے گزار دی پھر بھی تو اِعزاز و بزرگی کا خواستگار ہے، اگر اِمام نماز میں کوئی بڑی سورت پڑھے تو تُو گھبرا جاتا ہے اس پر بھی تُو مومن ہونے کا دعوی کرتا ہے۔'' پھر آپ نے صِدْقِ دل سے توبہ کی اور تَحْصِیلِ عِلْم میں مشغول ہوگئے۔ اور ایسی زُہد و دِین داری کی زندگی اِختیار کی کہ ایک روز اپنی والدہ کے باغ میں سو رہے تھے آپ کی والدہ نے دیکھا کہ ایک سانپ منہ میں رَیحان کی ٹہنی لیے آپ کے چہرے سے مکھی اور مچھر اڑا رہا ہے۔

(کَشْفُ الْمَحْجُوْب، ص۱۰۲)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحْمَت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

مدنی گلدستہ
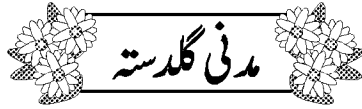
''بغداد'' کے 5 حروف کی نسبت سے احادیثِ مبارکہ اور ان کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) کرمِ الٰہی ہمہ وقت بندے کی توبہ قُبول کرنے کیلئے تیار ہے بس کوئی توبہ کرنے والا ہو۔

(2) سورج کے مغرب سے طُلوع ہونے سے پہلے کی گئی ہر توبہ قُبول ہے اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

(3) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے حدیث شریف میں جو ''یَدُ اللّٰہ'' کا ذکر ہے۔ اُس پر اِس طرح ایمان لانا فرض ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کیلئے ''یَد'' اُس کی شان کے مطابق ثابت ہے۔

(4) توبہ کرتے وقت گناہ پر جتنی زیادہ شرمندگی ہوگی رَحْمتِ الٰہی اتنی ہی زیادہ متوجہ ہوگی۔

(5) اگر انسان فکرِ مدینہ (اپنا محاسبہ کرنے) کی عادت بنالے تو اسے بہت جلد توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بہت ہی کریم ہے۔ اس نے اپنے کرَم کے دروازے اپنے بندوں پر کھولے ہوئے ہیں، ہم بھی

اپنے گناہوں سے توبہ کرکے جنت میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن موت کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اِس سے پہلے کہ یہ دروازہ بند ہو ہمیں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرکے قران وسنت کا راستہ اپنا لینا چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں خوفِ خدا عشقِ رسول اور فکرِ آخرت کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنے اندر مَدَنی اِنقلاب محسوس کریں گے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تا دمِ آخر دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روح کب نکلی پتا ہی نہیں چلا

کسی نے حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''کَیْفَ کُنْتَ فِیْ حَالِ النَّزْعِ'' یعنی موت کے وقت آپ کی کیا کیفیت تھی؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس وقت مُکاتَب غلام کے متعلق ایک مسئلہ میں غور وفکر کر رہا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔''

(152 رحمت بھری حکایات، ص ۱۳۵، مکتبۃ المدینہ)

حدیث نمبر:18

مرتے وقت توبہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ:"اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ."رَوَاہُ التِّرْمِذِی، وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ......الخ، ۵/۳۱۷، حدیث:۳۵۴۸)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن عَبْدُاللّٰہ بن عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے غرغرہ سے پہلے تک۔"

آخری سانس تک توبہ قبول ہے

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ المفاتیح** میں فرماتے ہیں: یعنی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ روح بالکل حلق میں نہ آجائے، یعنی جب تک موت کا یقین نہ ہو جائے، موت کا یقین ہو جانے کے بعد کی جانے والی توبہ قابلِ قبول نہیں جیسا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرانِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ؕ (پ۴، النساء:۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں۔

تفسیرِ ابنِ عباس میں ہے کہ موت کے حاضر ہو جانے سے مراد مَلَکُ الْمَوْت عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھ لینا ہے اور یہ حکم تَغْلِیْبًا (یعنی اکثریت کی بنیاد پر) ہے کیونکہ بہت سے لوگ انہیں نہیں دیکھ پاتے اور بہت سے لوگ انہیں موت سے پہلے دیکھ لیتے ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار، ۵/۱۷۴، تحت الحدیث:۲۳۴۳)

قبضِ روح پَیروں سے شروع ہوتی ہے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں کہ نَزْع کی حالت میں جب موت کے فرشتے نظر آجائیں تو اسے ''غَرْ غَرہ'' کہتے ہیں۔اس وقت کفر سے توبہ قُبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے اِیمان بِالغَیب ضروری ہے اور اب غیب مُشاہَدہ میں آگیا (یعنی دیکھ لیا گیا) اسی لئے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قُبول نہ ہوئی، مگر گناہوں سے توبہ اُس وقت بھی قُبول ہے۔بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا کہ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام ہر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مومن ہو یا کافر، خیال رہے کہ قبضِ روح پاؤں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندے کی اس حالت میں دل وزبان چلتے رہیں، گنہگار توبہ کرلیں، کہا سنا معاف کرالیں۔کوئی وَصِیَّت کرنی ہو تو کرلیں یہ بھی خیال رہے کہ غَرْ غَرہ کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنی ہیں گُزَشتہ گناہوں پر شرمندہ ہوجانا۔(مراۃ المناجیح،۳/۳۶۵)

ہمارا پاک پَرْوَرْدگار کتنا رحیم وکریم ہے کہ انسان اگر ساری زندگی اُس کی نافرمانی میں گزار دے لیکن آخری وقت اپنے گناہوں سے توبہ کرلے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قُبول فرمالیتا ہے۔مسلمان کی توبہ تو حالتِ نَزْع میں بھی قُبول ہے، لیکن کافر کی توبہ اس حالت میں قُبول نہیں ہوتی۔ہاں حالتِ نَزْع طاری ہونے سے قبل بڑے سے بڑے کافر کی توبہ بھی قُبول ہوجاتی ہے۔توبہ واِسْتِغْفار سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بہت خوش ہوتا ہے۔

''اِسْتِغْفار'' کے 7 حروف کی نسبت سے
اِسْتِغْفار کے فضائل پر مشتمل سات روایات

(1) **حضرتِ** سَیِّدُنا جابِر بِنْ عَبْدُاللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! اُس نے یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی تو رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ دعا پڑھو! ''اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ'' ترجمہ: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری

شانِ غفّاری میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے عمل کے مقابلے میں تیری رحمت کی زیادہ اُمید رکھتا ہوں۔'' اس نے یہ کلمات دُہرائے تو رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دوبارہ پڑھو، اس نے پھر یہ کلمات دُہرائے۔ فرمایا: پھر پڑھو، اس نے پھر وہی کلمات پڑھے تو فرمایا: کھڑے ہو جاؤ! بے شک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے۔ (مستدرك حاكم، كتاب الدعاء والتكبير، باب دعاء مغفرة الذنوب الكثيرة، ٢/٢٣٨، حديث:٢٠٣٨)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! تم سب گناہ گار ہو مگر جسے میں نے بچایا، لہٰذا مجھ سے مغفرت کا سوال کرو، میں تمہاری مغفرت فرمادوں گا اور تم میں سے جس نے یقین کرلیا کہ میں بخش دینے پر قادر ہوں پھر مجھ سے میری قدرت کے وسیلہ سے استغفار کیا تو میں اس کی مغفرت فرمادوں گا۔'' (ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ٤/٤٩٤، حديث: ٤٢٥٧)

(3) حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے اِسْتِغْفَار کو اپنے اوپر لازم کرلیا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دور فرمائے گا اور ہر تنگی سے اسے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہوگا۔

(ابن ماجه، كتا ب الادب، با ب في الإستِغفَار، ٤/٢٥٧، حديث:٣٨١٩)

(4) حضرتِ سَیِّدُنا زبیر بن عَوَّام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس کا نامۂ اعمال اُسے خوش کرے تو اُسے چاہیے کہ نامۂ اعمال میں اِسْتِغْفَار کا اضافہ کرے۔ (معجم الاوسط، باب الالف، ١/٢٤٥، حديث:٨٣٩)

(5) حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ بن بُسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خوشخبری ہے اُس کے لئے جو اپنے نامۂ اعمال میں اِسْتِغْفَار کو کثرت سے

پائے۔ (ابن ماجه ،كتا ب الادب، باب في الاِستِغفَار، ٤/٢٥٧، حديث:٣٨١٨)

(6) **اَمیرُ الْمُؤمِنِین** حضرتِ سَیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ مَدَنی آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ گناہ کر بیٹھے پھر احسن طریقے سے وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا کرے پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اِسْتِغْفَار کرے تو اسکی مغفرت کردی جاتی ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۫ (پ٤،ال عمران:١٣٥)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں **اللّٰہ** کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔

(ابو داؤد، كتاب الوتر، باب في الاستغفار، ٢/١٢٢، حديث:١٥٢١)

(7) **حضرت** سَیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم رَءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک سفر کے موقع پر ارشاد فرمایا: اِسْتِغْفَار کرو۔ تو ہم اِسْتِغْفَار کرنے لگے، پھر فرمایا: اسے ستّر 70 مرتبہ پورا کرو۔ جب ہم نے یہ تعداد پوری کر دی تو رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو آدمی یا عورت **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ایک دن میں ستّر مرتبہ اِسْتِغْفَار کرتا ہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے سات سو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور بیشک جو بندہ دن یا رات میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے وہ بڑا بدنصیب ہے۔ (شعب الايمان، باب في محبة الله، ١/٤٤٢، حديث:٦٥٢)

توبہ کی راہ میں رُکاوٹ بننے والے اُمور اور اُن کا حل

توبہ کی بہت اہمیت وفضیلت ہے۔ ان تمام تر فضائل کے باوجود بعض بدنصیب گناہ گار نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر توبہ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ بہت سے اُمور ایسے ہیں جو توبہ کی راہ میں رُکاوٹ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ، اُن میں سے چند اُمور اور اُن کا حل بیان کیا جاتا ہے۔

(1) گُناہوں کے اَنجام سے غَفلت

گناہوں کے انجام سے غافِل ہونا بھی توبہ کی راہ میں رُکاوٹ بن جاتا ہے۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ اس کی نِگاہوں سے اوجھل ہے جبکہ اس کی نفسانی خواہشات کا نتیجہ فوری طور پر اُس کے سامنے آجاتا ہے اور یہ اِنسان کا فطری تقاضا ہے کہ یہ تاخیر سے وُقوع پذیر ہونے والی چیز کے مقابلے میں فوری طور پر حاصل ہونے والی شے کی طرف بہت جلد مُتَــوَجِّــہ ہوتا ہے۔مثلاً بدکاری کرنے والا فوری طور پر حاصل ہونے والی لَذَّت کی طرف مائل ہوجاتا ہے اور اُس کی اُخرَوِی سزا کے بارے میں سوچنے سے غفلت برتتا ہے۔

اس کا حل:

ایسا شخص غور وفکر کرے کہ اگرچہ یہ عذابات میری نگاہوں سے اوجھل سہی لیکن ہیں تو یقینی، کتنے ہی دُنیاوی فوائد ایسے ہیں جنہیں میں مستقبل میں ہونے والے نقصان کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں مثلاً کوئی ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ تمہیں دل کا مرض ہے،لہٰذا چکنائی والی چیزیں مثلاً پراٹھا،سموسے،پکوڑے وغیرہ کھانا بالکل ترک کردو،ورنہ تمہاری تکلیف میں اِضافہ ہوجائے گا۔تو میں مَحض ایک ڈاکٹر کی بات پر اعتبار کرکے آیندہ نقصان سے بچنے کے لئے اُن اشیاء کو اُن کی تمام ترلَذَّت کے باوجود چھوڑ دیتا ہوں تو کیا یہ نادانی نہیں ہے کہ میں ایک بندے کے ڈرانے پر اپنی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن تمام کائنات کے خالِق عَــزَّوَجَلَّ کے وعدۂ عذاب کو سچا جانتے ہوئے بھی اپنے نَفْس کی ناجائز خواہشات کو ترک نہیں کرتا۔اِس انداز سے غور وفکر کرنے کی بَرَکت سے مذکورہ رُکاوَٹ دور ہوجائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ

(2) لَذَّتِ گناہ کا دل ودِماغ پر غَلَبہ

بعض اوقات اِنسان کے دل ودماغ پر مختلف گناہوں مثلاً زِنا،شراب نوشی،بدنگاہی،نامَحرَم عورتوں سے ہنسی مذاق،فلم بِیــنــی وغیرہ کی لَذَّت کا اس قدَر غلبہ ہوجاتا ہے کہ وہ اُن گناہوں کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔اُن

گناہوں کے بغیر اُسے اپنی زندگی بہت اُداس اور وِیران محسوس ہوتی ہے، یوں وہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل:

اِس قسم کی صورتِ حال سے دوچار شخص اِس طرح غور وفکر کرے کہ جب میں زندگی کے مختصر ایام میں اِن لذّتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذّتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے گوارہ کروں گا؟ جب میں صبر کی آزمائش برداشت نہیں کرسکتا تو نارِ جہنم کی تکلیف کس طرح برداشت کروں گا؟ اِن گناہوں میں اگرچہ لذّت ہے لیکن اِن کا اَنجام طویل غم کا سبب ہے، کسی دانا کا قول ہے کہ ''کبھی لذّت کی وجہ سے گناہ نہ کرو کہ لذّت جاتی رہے گی لیکن گناہ تمہارے ذِمّے باقی رہ جائے گا اور کبھی مَشقَّت کی وجہ سے نیکی کو ترک نہ کرو کہ مَشقَّت کا اَثر ختم ہوجائے گا لیکن نیکی تمہارے نامۂ اعمال میں محفوظ رہے گی۔''

اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس اَنداز سے غور وفکر کرنے کی بَرَکت سے مذکورہ رُکاوَٹ دُور ہوجائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ جب ایسا شخص نیکیوں کی وجہ سے حاصل ہونے والے سکونِ قلب کو ملاحظہ کرے گا تو گناہوں کی لذّت کو بھول جائے گا۔ جیسا کہ ایک شخص جسے سبزی بڑی پسند تھی اور وہ کسی دوسرے کھانے حتی کہ گوشت کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اُس کا دوست اُسے مرغی کھانے کی دعوت دیتا لیکن وہ یہ کہہ کر اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتا کہ اس سبزی میں جو لذّت ہے کسی اور کھانے میں کہاں؟ آخر کار ایک دن جب اس کے دوست نے اُسے مرغی کھانے کی دعوت دی تو اس نے سوچا کہ آج مرغی بھی کھا کر دیکھ لیتے ہیں کہ اس کا ذائقہ کیسا ہے اور مرغی کھانے لگا۔ جب اس نے پہلا لقمہ منہ میں رکھا تو اسے اتنی لذّت محسوس ہوئی کہ اپنی پسندیدہ سبزی کو بھول گیا اور کہنے لگا: ''ہٹاؤ اس سبزی کو، اب میں مرغی ہی کھایا کروں گا۔'' بلاتشبیہ جب تک کوئی شخص محض گناہوں کی لذّت میں مبتلا اور نیکیوں کے سُکون وسُرُور سے نا آشنا ہوتا ہے، اسے یہ گناہ ہی رونقِ زندگی محسوس ہوتے ہیں لیکن جب اُسے نیکیوں کا نور حاصل ہوجاتا ہے تو وہ گُناہوں کی لذّت کو بھول جاتا ہے اور نیکیوں کے ذریعے سُکونِ قلب کا مُتَلاشِی (تلاش کرنے والا) ہوجاتا ہے۔

(3) لمبی اُمیدیں

توبہ میں تاخیر کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ نفس وشیطان اِس طرح انسان کا ذہن بناتے ہیں کہ ابھی تو بڑی عمر پڑی ہے بعد میں توبہ کر لینا یا ابھی تو تم جوان ہو بڑھاپے میں توبہ کر لینا یا نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد توبہ کر لینا وغیرہ۔ چنانچہ، ایسا شخص بھی نفس وشیطان کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل:

ایسے شخص کو اس طرح فکرِ مدینہ کرنی چاہیے کہ جب موت یقینی ہے اور مجھے اپنی موت کے آنے کا وقت بھی معلوم نہیں تو توبہ جیسی سعادت کو کل پر موقوف کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ جس گناہ کو چھوڑنے پر آج میرا نفس تیار نہیں ہو رہا کل اُس کی عادت پُختہ ہو جانے پر میں اُس سے اپنا دامن کس طرح بچاؤں گا؟ اور اِس بات کی بھی کیا ضمانت ہے کہ میں بڑھاپے میں پہنچ پاؤں گا یا نوکری سے ریٹائر ہونے تک میں زندہ رہوں گا؟ حضرتِ سَیِّدُنا لقمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''اے میرے بیٹے توبہ میں تاخیر کرنے سے بچ! کیونکہ موت اچانک آ جاتی ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، ۵/۴۳۹، حدیث:۷۱۹۸)

پھر موت تو کسی خاص عمر کی پابند نہیں، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا اَدھیڑ عمر یہ بلا اِمتیاز سب کو زندگی کی رَونقوں کے بیچ سے اُٹھا کر قبر کے گڑھے میں پہنچا دیتی ہے، یہ وہ ہے کہ جب اِس کے آنے کا وقت آ جائے تو کوئی خوشی یا غم، کوئی مصروفیت یا کسی قسم کے اَدھورے کام اِس کی راہ میں رُکاوَٹ نہیں بن سکتے، ایک دن مجھے بھی موت آئے گی اور مجھے زیرِ زمین دَفن ہونا پڑے گا، اگر میں بغیر توبہ کئے مر گیا تو مجھے کتنی حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑے گا، ابھی مہلت مُیَسَّر ہے، لہٰذا مجھے فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔ اِس اَنداز سے غور وفکر کرنے کی بَرَکت سے مذکورہ رُکاوٹ دور ہو جائے گی اور اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔

(4) رحمتِ الٰہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا

ہمارے معاشرے میں اِس قسم کے لوگ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ جب اُنہیں گناہوں سے توبہ کی ترغیب دلائی جائے تو اِس قسم کے جملے بول کر لاجواب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ''**اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ بڑا غفور و رحیم ہے، ہمیں اُس کی رَحْمت پر بھروسا ہے، وہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔'' اور توبہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔

اس کا حل:

ایسوں کی خدمت میں مدنی التجا ہے کہ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے رحیم وکریم ہونے میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہوسکتا لیکن جس طرح یہ دونوں اس کی صِفات ہیں اسی طرح قَہّار اور جَبّار ہونا بھی رَبّ تعالی کی صِفات ہیں۔ اور یہ بات بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ کچھ نہ کچھ مسلمان جہنم میں بھی ضرور جائیں گے تو اب آپ ہی بتایئے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مسلمان تو غضبِ الٰہی کا شکار ہوں اور جہنم میں جائیں لیکن آپ پر رحمتِ الٰہی کی چھما چھم برسات ہو اور آپ کو داخلِ جنت کیا جائے؟ اِس سلسلے میں ہمارے اَکابرین کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو:

اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ **سَیِّدُنا عمر فاروق** رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے فرمایا: ''اگر آواز دِی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ (یعنی جہنم میں نہ جانے والا) شخص میں ہی ہوں گا اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (یعنی جنت میں داخلے سے محروم رہ جانے والا شخص) میں ہی نہ ہوں۔'' (حلیة الأولیاء، ٨٩/١، حدیث:١٤٢)

اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا مولائے کائنات، علیُّ **الْمُرْتَضٰی** شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''اے بیٹے! **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہلِ زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ اُنہیں قبول نہ کرے اور **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ایسی اُمید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہلِ زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔'' (احیاء العلوم، ٢٠٢/٤)

دیانت داری سے سوچیے کہ رحمتِ الٰہی پر اِس قدر یقین کا اظہار کہیں سامنے والے کو خاموش کروانے کے لئے تو نہیں ہے؟ اگر آپ کا یقین اتنا ہی کامل ہے تو کیا آپ اپنا تمام مال ودولت، گھر بار غریبوں میں تقسیم کرنے کے بعد اس بات کے منتظر ہونے کو تیار ہوں گے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت کے صَدْقے آپ کو زمین میں مدفون خزانے کا پتا بتادے گا.. یا..ڈاکوؤں کی آمد کی اطلاع ہونے پر آپ اپنے گھر میں موجود تمام روپیہ اور زیورات یہ سوچ کر صحن میں ڈھیر کردینے کی ہمت کریں گے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فَضْل سے ڈاکوؤں کو اِس کی طرف سے غافل کردے گا یا اُنہیں اندھا کردے گا اور اِس طرح آپ لُٹ جانے سے محفوظ رہیں گے؟ اگر اِن سوالوں کا جواب نفی میں ہو تو اب آپ کا یقینِ کامل کہاں رخصت ہوگیا؟ خدارا! نفس وشیطان کے دھوکے سے اپنی جان چھڑائیے کہ گناہ کرکے توبہ کئے بغیر مغفرت کا اُمیدوار بننے والے کو حدیثِ نبوی میں اَحمق قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ، **سرورِ عالم**، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنا مُحاسَبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اِنعامِ آخرت کی امید رکھے۔'' (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والاستعداد له، ٤/٤٩٦، حدیث: ٤٢٦٠)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حِلم و بُردباری سے دھوکا میں نہ پڑ جائے، جنّت ودوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہیں، پھر آپ نے یہ آیات کریمہ تلاوت فرمائیں:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۟ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۟ (پ ٣٠، الزلزلہ: ٧، ٨)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے اسے دیکھے گا۔

(الکامل لابن عدی، میسره بن عبد ربه تستری، ٨/١٨٠، حدیث: ١٩٠٨)

(5) توبہ پر اِسْتِقامت نہ ملنے کا خوف

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کہ بعدِ توبہ گناہوں سے بچ پائیں گے یا

نہیں؟اس لئے توبہ کرنے کا کیا فائدہ؟

اس کا حل:

یہ سَراسَر شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ آپ کو کیا معلوم کہ توبہ کرنے کے بعد آپ زندہ رہیں گے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ توبہ کرتے ہی موت آجائے اور گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقتِ توبہ آیندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا پُختہ ارادہ ہونا ضروری ہے، گناہوں سے بچنے پر اِستِقامَت دینے والی ذات تو اَللّٰہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن کی ہے۔اگر ارتکابِ گناہ سے محفوظ رہنا نصیب نہ بھی ہوا تب بھی کم ازکم گُزشتہ گناہوں سے جان تو چھوٹ جائے گی اور سابقہ گناہوں کا معاف ہوجانا معمولی بات نہیں۔اگر بعدِ توبہ گناہ ہو بھی جائے تو دوبارہ پُرخلوص توبہ کرلینی چاہیے۔ ہوسکتا ہے یہی آخری توبہ ہو اور اسی پر دنیا سے جانا نصیب ہو۔حضرتِ سَیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شیطان نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے رَبّ! مجھے تیری عِزَّت وجَلال کی قسم! جب تک بندوں کے جسموں میں روح باقی ہے، میں اُنہیں بہکاتا رہوں گا۔'' **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی عزت وجلال اور بُلند مقام کی قسم! میں ہمیشہ اُس وقت تک اُن کی مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔'' (مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۵۸/۴، حدیث:۱۱۲۳۷) اس انداز میں غوروفکر کرنے سے مذکورہ رُکاوَٹ دور ہوگی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(6) کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوجانا

بعض لوگ بدقسمتی سے طویل عرصے تک بڑے بڑے گناہوں مثلاً چوری، قتل، ڈاکے، دہشت گردی وغیرہ میں مُبْتَلا رہتے ہیں۔شیطان ان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہوں کے بعد تجھے معافی نہیں ملے گی یا اب تیری بخشش ہونا مشکل ہے۔علمِ دین سے محروم یہ افراد مایوسی کا شکار ہوکر گناہوں پر مزید دلیر

ہوجاتے ہیں اورتوبہ سے محروم رہتے ہیں۔

اس کا حل:

ایسوں سے عرض ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشادفرمایا:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ (پ ۲٤، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: **اَللّٰہ** کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک **اَللّٰہ** سب گناہ بخش دیتا ہے۔

رحمتِ خُداوَندی کس طرح اپنے اُمیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اِس کا اندازہ درج ذیل تین روایات سے لگایئے:

(1) **مکی مدنی** سرکار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شَفْقت کرتی ہے۔''

(مسلم ، کتاب التوبة، باب سعة رحمة اللّٰه......الخ، ص۱٤٧٢، حديث:٢٧٥٤)

(2) **رحمتِ عالَم**، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی سو رحمتیں ہیں، ننانوے رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شَفْقت و مَحَبَّت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر ممتا، اِسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت زمین وآسمان کے طبقات کے برابر ہوگی۔

(مسلم ، کتاب التوبة، باب سعة رحمة اللّٰه......الخ، ص۱٤٧١-۱٤٧٢، حديث:٢٧٥٢-٢٧٥٣)

(3) **حضرتِ** سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمھارے ہی عملوں کے سبَب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔'' پھر

ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص جلدی جلدی دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا کہ ''میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اِس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔'' اور دوسرا کہے گا کہ ''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں نیک گُمان رکھتا تھا اور مجھے اُمید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارا نہ کرے گی۔'' تب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت جوش میں آئے گی اور اُن دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ (ترمذی، کتاب صفة الجهنم، ۴/۲۶۹، حدیث:۲۶۰۸، بتغیر قلیل)

انسان سے چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہو جائیں لیکن جب وہ نادِم ہو کر توبہ کے لئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جائے تو اُس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ، **حضرتِ** سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تب بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری توبہ قُبول فرمالے گا۔ (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبه، ۴/۴۹۰، حدیث:۴۲۴۸)

(7) بُری صُحْبت

بعض لوگوں کا اُٹھنا بیٹھنا ایسوں کے ساتھ ہوتا ہے جو خود بھی خسارے میں ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی خسارے میں مُبْتَلا کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ خود گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے دوستوں میں سے کسی کو توبہ کی طرف مائل ہونے دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی اُن کی ''**محفل**'' سے غیر حاضری کر کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کے لئے چلا جائے اور دوسرے دن اُنہیں نیکی کی دعوت پیش کرے تو اس کا خوب مذاق اُڑاتے ہیں۔

اس کا حل:

ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالَمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِسی طرف اِشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اچھے اور برے مُصَاحِب کی مثال، مُشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، مشک اٹھانے والے سے یا تو تُو مشک خریدے گا یا تجھے اس سے عمدہ خوشبو آئے گی جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تیرے

کپڑے جلائے گا یا تجھے اس سے ناگوار بُو آئے گی۔‘‘

(مسلم، کتاب البر، باب استحباب مجالسة الصالحين ومجانبة قرناء السوء، ص١٤١٤، حديث:٢٦٢٨)

اس لئے ہمّت کر کے پہلی فُرصت میں بُری صحبت سے اِجْتِنَاب (بچا) کریں کہ اگر ہم ایسے افراد کی صحبت اِختیار کئے رہیں گے جو ارتکابِ گناہ میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ان کا **مَطْمَحِ نَظر** (مقصدِ اصلی) صرف دنیا ہو تو سچّی توبہ کا نصیب ہونا محض ایک خواب ہے۔ لہٰذا نیک صحبت اِختیار کریں کہ جب ہمیں ایسے اسلامی بھائیوں کی صحبت مُیَسَّر آئے گی جو اپنے ہر فعل میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی گرفت کا خیال رکھنے والے ہوں اور عذابِ جہنم کے خوف کی وجہ سے ارتکابِ گناہ سے بچتے ہوں تو ہمارے اَندر بھی اِن عُمدہ اَوصاف کا ظُہور ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر ہم بھی جَلْوَت وخَلْوَت میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے بن جائیں گے اور یہ خوفِ خدا ہمیں سابِقہ زندگی میں کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کرنے کی طرف مائل کرے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(8) اپنے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہونا

بعض لوگ اِس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ہم بہت پہلے توبہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، لہٰذا اب ہمیں توبہ کی حاجت نہیں۔

اس کا حل:

ایسوں کو چاہیے کہ توبہ کی شرائط پر غور کریں اور اپنا مُحاسَبہ کریں کہ کیا واقعی ہم سچّی توبہ کر چکے ہیں اور کیا بعدِ توبہ ہم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اُمید ہے کہ اس مُحاسَبے کے بعد اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے توبہ کی سعادت حاصل ہوگی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(9) کسی فتنے کا شکار ہونا

بعض لوگ توبہ پر آمادہ ہونے اور بظاہر کوئی رُکاوَٹ نہ ہونے کے باوجود توبہ سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی

بڑی اور خُفیہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی عورت کے فتنے میں مبتلا ہو چکے ہوتے ہیں، لہٰذا! انہیں اِس بات کا خوف ہوتا ہے کہ توبہ کرنے اور مدنی ماحول اپنانے کے بعد انہیں اپنی من پسند شے سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ چنانچہ، وہ توبہ کی خواہش کے باوجود توبہ نہیں کر پاتے۔

اس کا حل:

اس قسم کی آزمائش میں مبتلا لوگوں کو چاہیے کہ وہ وقتی لذّت کی بجائے اُس کے نقصانات مثلاً مال، وقت اور صحت کی بربادی، خاندان کی بدنامی، نیکیوں سے محرومی اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی وغیرہ پر نگاہ کریں اور ایسے اعمال اِختیار کریں جس سے دنیا میں بھی عافیت نصیب ہو اور آخرت میں بھی کامیابی ملے۔ اِس آفت سے چھٹکارے کے لئے اپنے ضمیر سے یہ سوال کریں کہ جو جذبات میں کسی کی بہن یا بیٹی کے بارے میں رکھتا ہوں، اگر کوئی دوسرا میری بہن یا بیٹی کے بارے میں بھی ایسے خیالات رکھتا ہو تو کیا مجھے یہ گوارہ ہوگا؟ اس ضمن میں درجِ ذیل حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

ایک نوجوان رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔'' یہ سنتے ہی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جلال میں آ گئے اور اسے مارنا چاہا۔ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''اسے نہ مارو۔'' پھر اسے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا: ''اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟'' اس نے عرض کی: ''میں اس کو کیسے روا رکھ سکتا ہوں؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تو اسے پسند کرے گا؟'' عرض کی: ''نہیں۔'' فرمایا: ''اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟ اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟'' اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرمایا اور وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! اِس کے دل کو پاک کر دے، اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما اور اس کا گناہ بخش دے۔'' اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زِنا سے بے زار رہا۔ (مسند امام احمد، حدیث ابی امامه الباهلی، ۲۸۵/۸، حدیث: ۲۲۲۷۴)

اُمید ہے کہ اِس تفہیم کے بعد مذکورہ افراد توبہ کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(10) دنیاوی ترقی سے محروم ہونے کا خوف

بعض لوگ اس لئے توبہ کی سعادت حاصل نہیں کر پاتے کہ انہیں مُتَوَقَّع طور پر حاصل ہونے والی دنیاوی ترقی سے محرومی کا خوف لاحق ہوتا ہے۔

اس کا حل:

سرکارِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دُنیا کی مَحَبَّت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔'' (موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، ۲۲/۵، حدیث: ۹)

لِہٰذا ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو تَرجِیح دینا اُنہیں سِوائے ہلاکت کے کچھ نہ دے گا۔ کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے: ''جو شخص اپنی دنیا سے مَحَبَّت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے مَحَبَّت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اِختیار کرو۔''

(مسند امام احمد، حدیث ابی موسی الاشعری، ۱۶۵/۷، حدیث: ۱۹۷۱۷)

نیز آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کیا حیثیت ہے؟ اس سلسلے میں فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ ہو: ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے

پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔" (مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنیا و بیان الحشر، ص۱۵۲۹، حدیث:۲۸۵۸)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سچّی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ **اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(11) اہلِ خانہ اور دوستوں کی تنقید

بعض حضرات توبہ کر کے اپنا طرزِ زندگی بدلنا چاہتے ہیں لیکن جونہی وہ کوئی عملی قدم اٹھاتے ہیں ان کے گھر والے آڑے آجاتے ہیں اور انہیں اس طرح سمجھاتے نظر آتے ہیں کہ "دیکھو ابھی تو تم جوان ہو، بڑھاپے میں داڑھی رکھ لینا، ابھی تو تمہاری شادی بھی کرنی ہے اگر تم کسی دینی ماحول سے وابستہ ہو گئے تو کوئی تمہیں اپنی لڑکی نہیں دے گا۔" وغیرہ وغیرہ

اس کا حل:

اس سلسلے میں ذرا سی ہمّت کی ضرورت ہے، اگر ارادہ پختہ ہو اور نگاہ رحمتِ الٰہی پر ہو تو مشکل مراحل بھی بآسانی طے ہو جایا کرتے ہیں۔ لہٰذا گھر والوں کی تنقید سے ہرگز مت گھبرائیں اور نہ ہی اُن کے ڈرانے پر خوف زدہ ہوں بلکہ اُن سے اُلجھے بغیر گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس ضمن میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ "**گھر میں مدنی ماحول بنانے کے مدنی پھولوں**" پر عمل کرنا بے حد مفید ثابت ہوگا۔

"یارَبِّ کریم ہمیں مُتّقِی بنا" کے اُنّیس حروف کی نسبت سے گھر میں "مدنی ماحول" بنانے کے 19 مدنی پھول

(1) گھر میں آتے جاتے بلند آواز سے سلام کیجئے۔

(2) والِدہ یا والِد صاحِب کو آتے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیے۔

(3) دن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والِد صاحِب کے اور اسلامی بہنیں ماں کے ہاتھ اور پاؤں چوما کریں۔

(4)والِدَین کے سامنے آواز دھیمی رکھئے، ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملایئے، نیچی نگاہیں رکھ کر ہی بات چیت کیجئے۔

(5)ان کا سونپا ہوا ہر وہ کام جو خلافِ شرع نہ ہو فوراً کر ڈالیں۔

(6)سنجیدگی اپنایئے۔گھر میں تُو تُکار، اَبے تَبے اور مذاق مسخری کرنے، بات بات پر غصّے ہو جانے، کھانے میں عیب نکالنے، چھوٹے بھائی بہنوں کو جھاڑنے، مارنے، گھر کے بڑوں سے اُلجھنے، بحثیں کرتے رہنے کی اگر آپ کی عادتیں ہوں تو اپنا رَوَیّہ یکسر تبدیل کر دیجئے، ہر ایک سے مُعافی تلافی کر لیجئے۔

(7) گھر میں اور باہر ہر جگہ آپ سنجیدہ ہو جائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گھر کے اندر بھی ضَرور اِس کی بَرَکتیں ظاہِر ہوں گی۔

(8)ماں بلکہ بچّوں کی امّی ہو تو اُسے نیز گھر (اور باہَر) کے ایک دن کے بچّے کو بھی ''آپ'' کہہ کر ہی مخاطِب ہوں۔

(9)اپنے مَحلّے کی مسجِد میں عشا کی جماعت کے وَقت سے لے کر دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایئے۔کاش! تہجُّد میں آنکھ کُھل جائے ورنہ کم از کم نمازِ فجر تو بآسانی (مسجِد کی پہلی صف میں باجماعت) مُیَسَّر آئے اور پھر کام کاج میں بھی سُستی نہ ہو۔

(10) گھر کے افراد میں اگر نمازوں کی سُستی، بے پردَگی، فلموں ڈراموں اور گانے باجوں کا سلسلہ ہو اور آپ اگر سرپرست نہیں ہیں، نیز ظنِّ غالب ہے کہ آپ کی نہیں سُنی جائے گی تو بار بار ٹوکا ٹوک کے بجائے، سب کو نرمی کے ساتھ مکتبۃُ المدینہ سے جاری شُدہ سنّتوں بھرے بیانات کی آڈیو/ وِڈیو کیسٹیں اور سی ڈیز سنایئے دکھایئے، **مَدَنی چینل** دکھایئے۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ''مَدَنی نتائج'' برآمد ہوں گے۔

(11) گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے، صَبر صَبر اور صَبر کیجئے۔اگر آپ زَبان چلائیں گے تو ''مَدَنی ماحول'' بننے کی کوئی اُمّید نہیں بلکہ مزید بِگاڑ پیدا ہو سکتا ہے کہ بے جا سختی کرنے سے بسا اوقات شیطان لوگوں کو ضِدّی بنا دیتا ہے۔

(12)مَدَنی ماحول بنانے کا ایک بہترین ذَرِیعہ یہ بھی ہے کہ گھر میں روزانہ **فیضانِ سنّت** کا دَرس ضَرور ضَرور ضَرور دیجئے یا سنئے۔

(13)اپنے گھر والوں کی دنیا وآخرت کی بہتری کے لئے دل سوزی کے ساتھ دعا بھی کرتے رہئے کہ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اَلدُّعاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ یعنی دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔

(مستدرك حاكم، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح، باب الدعاء سلاح المؤمن و عماد الدين ١٦٢/٢، حديث:١٨٥٥)

(14)سُسرال میں رہنے والیاں جہاں گھر کا ذِکر ہے وہاں سُسرال اور جہاں والِدَین کا ذِکر ہے وہاں ساس اور سُسَر کے ساتھ وُہی حُسنِ سُلوک بجالائیں جبکہ کوئی مانِعِ شَرعی نہ ہو۔ ہاں یہ احتیاط ضروری ہے کہ بہو سسر کے ہاتھ پاؤں نہ چومے، یونہی داماد ساس کے۔

(15)مسائلُ القُرآن صَفحَہ 290 پر ہے: ہر نَماز کے بعد یہ دُعا اوّل وآخر دُرود شریف کے ساتھ ایک بار پڑھ لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بال بچے سنّتوں کے پابند بنیں گے اور گھر میں مَدَنی ماحول قائم ہوگا۔ (دعا یہ ہے:)

(اَللّٰھُمَّ) رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

(پ ۱۹، الفرقان: ۷۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ہمارے ربّ ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

نوٹ:۔("اَللّٰھُمَّ" آیتِ قرانی کا حصّہ نہیں)

(16)نافرمان بچّہ یا بڑا جب سویا ہو تو 11 یا 21 دن تک اُس کے سِرہانے کھڑے ہو کر اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھ کر یہ آیاتِ مبارکہ صرف ایک بار اتنی آواز سے پڑھئے کہ اُس کی آنکھ نہ کُھلے: (مدّت ۱۱ تا ۲۱ دن)

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

(پ: ۳۰، البروج: ۲۱، ۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے لوحِ محفوظ میں۔

یادرہے! بڑا نافرمان ہو تو سوتے سوتے سرہانے وظیفہ پڑھنے میں اس کے جاگنے کا اندیشہ ہے خصوصاً جب کہ اس کی نیند گہری نہ ہو، یہ پتا چلنا مشکل ہے کہ صرف آنکھیں بند ہیں یا سو رہا ہے، لہٰذا جہاں فتنے کا خوف ہو وہاں یہ

عمل نہ کیا جائے خاص کر بیوی اپنے شوہر پر یہ عمل نہ کرے۔

(17) نیز نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کے لیے تاحُصُولِ مُراد نمازِ فجر کے بعد آسمان کی طرف رُخ کر کے ''**یَاشَھِیْدُ**'' 21بار پڑھیے (اوّل وآخر ، ایک بار درود شریف)۔

(18) **مَدَنی اِنعامات** کے مطابق عمل کی عادت بنائیے اور گھر کے جن افراد کے اندر نرم گوشہ پائیں اُن میں اور آپ اگر باپ ہیں تو اَولاد میں نرمی اور حکمتِ عملی کے ساتھ **مَدَنی اِنعامات** کا نِفاذ کیجئے ، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے گھر میں مَدَنی انقِلاب برپا ہو جائیگا۔

(19) پابندی سے ہر ماہ کم از کم تین دن کے **مَدَنی قافِلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں بھرا سفر کر کے گھر والوں کیلئے بھی دعا کیجئے ۔ مَدَنی قافِلے میں سفر کی بَرَکت سے بھی گھروں میں **مَدَنی ماحول** بننے کی ''مَدَنی بہاریں'' سننے کو ملتی ہیں۔

(12) بے وقوفانہ شرم وجھجک

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی توبہ کی راہ میں مذکورہ رُکاوٹوں میں سے کوئی رُکاوٹ نہیں ہوتی لیکن وہ پھر بھی یہ سوچ کر توبہ سے محروم رہتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد جب میرا اندازِ زندگی تبدیل ہوگا مثلاً پہلے میں نمازیں قضا کر دیا کرتا تھا مگر بعدِ توبہ پانچ وقت مسجد کا رُخ کرتے دکھائی دوں گا ، پہلے میں شیوڈ تھا بعدِ توبہ میرے چہرے پر سُنَّت مصطفٰے یعنی داڑھی شریف سجی ہوئی نظر آئے گی ، پہلے میں خلافِ سُنَّت لباس پہنتا تھا مگر بعدِ توبہ میرے بدن پر سُنَّت کے مطابق لباس دکھائی دے گا ، عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس ،......تو لوگ مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھیں گے اور مجھے شرم محسوس ہوگی۔

اس کا حل:

ایسے شرمیلوں کی خدمت میں مدنی التجا ہے کہ یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے ۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ آج ان

لوگوں کی پروا کرتے ہوئے اگر آپ نیکی کے راستے پر چلنے سے کتراتے رہے اور سنّتوں سے منہ موڑتے رہے لیکن کل جب قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر سنانا پڑے گا اور اگر اس میں گناہ ہی گناہ ہوئے تو کس قدر شَرم آئے گی۔ لہٰذا آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے دنیا کی عارضی شَرم وجھجک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً توبہ کی سعادت حاصل کر لینی چاہیے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارا حامی وناصر ہو اور ہمیں جلد از جلد توبہ کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
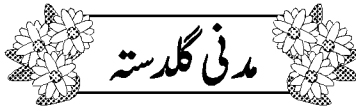
"رحمت" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، اس کی رَحْمت بہت بڑی ہے وہ مرتے دم تک اپنے بندوں کو توبہ کا موقع عطا فرماتا ہے۔ انسان کو اپنے کریم پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

(2) شیطان ہر طرح کے ہَتھکَنڈے اِسْتِعْمال کر کے بندوں کو توبہ سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

(3) عالَمِ نَزْع میں کافر کی کفر سے توبہ مقبول نہیں، بلکہ کفر سے توبہ عالَمِ نزع سے پہلے ضروری ہے۔

(4) اگر بار بار اپنا اِحْتِساب کیا جائے، توبہ کے فضائل اور گناہوں کے عذابات کو مدِّ نظر رکھا جائے تو توبہ واِسْتِغْفار کی راہ میں رکاوٹ بننے والے اُمور کو دُور کیا جا سکتا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کتنا مہربان اور رحیم ہے کہ بندہ ساری زندگی گناہوں میں گزار دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے بندے کو آخری وقت تک مہلت دیتا ہے کہ اب بھی وقت ہے توبہ کر لے میں تجھے بخش دونگا۔ پیارے اسلامی بھائیو! موت کا کچھ پتہ نہیں کس وقت کس لمحے آجائے، اچھا خاصا چلتا پھرتا انسان دیکھتے ہی دیکھتے اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دن ہمیں بھی مرنا پڑے گا اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا، عقل

مند وہی ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کر لے۔لہٰذا ہمیں اپنے گناہوں سے فوراً توبہ کر کے تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ اپنا لینی چاہیے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوت اسلامی''** آج کے اس پُر فتن دور میں ہمیں ایسا سنتوں بھرا مدنی ماحول فراہم کرتی ہے کہ جہاں توبہ کا ذہن بنتا ہے، اپنی سابقہ گناہوں بھری زندگی پر ندامت ہوتی ہے اور آیندہ نیک بننے کا جذبہ ملتا ہے اس ماحول میں آکر نا جانے کتنے گناہ گار نیک و پرہیز گار بن گئے ہیں۔**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور **دعوت اسلامی** کے مدنی ماحول سے تا دم آخر وابستہ رکھے!

اللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ذلت و رسوائی کا سامنا

امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نقل کرتے ہیں: ''حاسد شخص مجلس میں ذلت اور مذمت پاتا ہے، ملائکہ سے لعنت اور بُغض پاتا ہے، مخلوق سے غم اور پریشانیاں اٹھاتا ہے، نزع کے وقت سختی اور مصیبت سے دوچار ہوتا ہے اور قیامت کے دن حشر کے میدان میں بھی رُسوائی، توہین اور مصیبت پائے گا۔''

(احیاء العلوم، ۲۳۳/۳)

حدیث نمبر19

طالبِ علم کا مرتبہ ومقام

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ،قَالَ اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ اِبْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ:اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضىً بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ:اِنَّهُ قَدْ حَكَّ فِي صَدْرِيْ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ،وكُنْتَ اِمْرَءًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ شَيْئاً؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفَرًا اَوْ مُسَافِرِيْنَ اَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوٰى شَيْئاً؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فِيْ سَفَرٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ يَا مُحَمَّدُ! فَاَجَابَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهٖ: "هَاؤُمُ" فَقُلْتُ لَهُ: وَيْحَكَ اُغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، وَقَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا! فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَغْضُضُ، قَالَ الْاَعْرَابِيُّ: اَلْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَاباً مِنَ الْمَغْرِبِ مَسِيْرَةُ عَرْضِهٖ اَوْ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ عَرْضِهٖ اَرْبَعِيْنَ اَوْ سَبْعِيْنَ عَاماً.قَالَ سُفْيَانُ اَحَدُ الرُّوَاةِ: قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَفْتُوْحاً لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ. رواه الترمذی وغیرہ. (ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبة......الخ، ۳۱٦/۵، حدیث:۳۵٤٦)

حضرتِ سَیِّدُ نازِرّ بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سَیِّدُ ناصَفوان بن عَسَّال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس موزوں پرمَسْح کاحکم پوچھنے کے لئے حاضر ہواتوانہوں نے پوچھا:اے زِر کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کی:علم کی تلاش میں، فرمایا،فرشتے طالبِ علم کے مقصد پر رِضا مندی کی وجہ سے اُس کے لئے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔میں نے عرض کی، پاخانہ اور پیشاب

کرنے کے بعد موزوں پر مَسْح کرنے کے بارے میں میرے دل میں شُبہ پڑ گیا ہے، آپ صحابیِ رسول ہیں، اِس لئے میں آپ سے معلوم کرنے آیا ہوں کہ کیا آپ نے حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کے مُتَعلِّق کچھ سنا ہے؟ فرمایا: ''ہاں! نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ ''جب ہم حالتِ سفر میں ہوں تو جَنابت کے علاوہ تین دن رات تک پیشاب، پاخانے یا نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں۔''میں نے پوچھا: کیا آپ نے مَحَبَّت کے بارے میں بھی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ سنا ہے؟ فرمایا: ہاں! ہم ایک سفر میں حضورِ اکرم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے، ایک اَعرابی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بلند آواز سے پکارا، یَامُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! تو رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اتنی ہی بلند آواز سے جواب دیا کہ ''**میں یہاں ہوں**''میں نے اُس اَعرابی سے کہا: تجھ پر افسوس ہے! اپنی آواز پَست کر، کیونکہ تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ہے اور تجھے اِس (بُلند آواز) سے منع کیا جاچکا ہے۔ اُس نے کہا: **خدا کی قسم!** میں اپنی آواز پَست نہیں کروں گا۔ پھر اس اَعرابی نے نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک آدمی کسی قوم سے مَحَبَّت کرتا ہے اور ابھی تک وہ اس سے ملا نہیں؟ اَعرابی کی یہ بات سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''حضرتِ زِرّ بِنْ حُبَیْش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا صفوان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہم سے حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر فرمایا جس کی چوڑائی 40 یا 70 سال کی مَسافت ہے یا فرمایا: اِس کی چوڑائی میں گُھڑسوار چالیس یا ستر سال کی راہ چلتا رہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ ملکِ شام کی طرف ہے اسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُس دن پیدا کیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ سورج کے مغرب کی طرف طلوع ہونے تک توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔

انبیاء کے وارث

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری** میں فرماتے ہیں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے وارث ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جو علم حاصل

کرنے کے لئے چلا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت کے راستے آسان فرما دیتا ہے اور ملائکہ طالبِ علم کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں اور زمین وآسمان میں موجود ہر شئے اس کے لئے اِستِغفار کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں۔ ایک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ نیز علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام کے وارث ہیں اور انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَام دِرْہَم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم کا وارث بناتے ہیں۔ (عمدة القاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، ۲/۵۵، تحت الباب)

اِس حدیثِ پاک میں علم کی فضیلت، موزوں پر مَسْح کے مسائل، مسلمانوں کی آپس میں مَحَبَّت اور توبہ کی قُبولیت کے مُتَعَلِّق بیان ہوا، علم حاصل کرنے کی بہت فضیلت ہے علمِ دین ایک اچھا ہم نشین، باعثِ برکت اور ایک لازوال دولت ہے۔ چنانچہ ''عِلم'' کے 3 حروف کی نسبت سے فضیلتِ علم سے مُتَعَلِّق 3 روایات ملاحظہ فرمائیے:

(1) علم وعُلَما کی شان

حضرتِ سَیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحْبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علم حاصل کرو کیونکہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے لیے علم سیکھنا خَشِیَّت، اسے تلاش کرنا عبادت، اس کی تکرار کرنا تسبیح اور اس کی جستجو کرنا جہاد ہے اور لاعلم کو علم سکھانا صَدَقہ ہے اور اسے اَہل پہ خرچ کرنا قُربت یعنی نیکی ہے کیونکہ علم حلال وحرام کی پہچان کا ذریعہ ہے اور اہلِ جنت کے راستے کا نشان ہے اور وحشت میں باعثِ تسکین ہے اور سفر میں ہم نشین ہے اور تنہائی کا ساتھی ہے اور تنگدستی وخوشحالی میں راہنما ہے، دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے نزدیک زِینت ہے، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ذریعے سے قوموں کو بُلندی وبَرتَری عطا فرما کر بھلائی کے مُعاملہ میں قائد اور اِمام بنا دیتا ہے پھر اُن کے نشانات اور اَفعال کی پَیرَوِی کی جاتی ہے اور اُن کی رائے کو حرفِ آخر سمجھا جاتا ہے اور ملائکہ اُن کی دوستی میں رَغبت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پَرَوں سے چھوتے ہیں اور اُن کے لئے ہر خشک وتر چیز اور سمندر کی مچھلیاں اور جاندار اور خشکی کے دَرندے اور چوپائے اِسْتِغْفَار کرتے ہیں کیونکہ

علم جہالت کے مقابلہ میں دلوں کی زندگی ہے اور تاریکیوں کے مقابلہ میں آنکھوں کا نور ہے، علم کے ذریعے بندہ اَخیار یعنی اولیا کی مَنازِل کو پالیتا ہے اور دنیا وآخرت میں بلند مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور علم میں غور وفکر کرنا روزوں کے برابر ہے اور اسے سیکھنا سکھانا نماز کے برابر ہے، اسی کے ذریعہ صِلہ رحمی کی جاتی ہے اور اسی سے حلال وحرام کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہ عمل کا اِمام ہے اور عمل اِس کے تابع ہے اور خوش بختوں کو علم کا اِلہام کیا جاتا ہے جبکہ بد بختوں کو اس سے محروم کر دیا جاتا ہے۔'' (جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر، باب جامع فی فضل العلم، ص۷۷، حدیث:۲۴۰)

(2) علما کی سیاہی اور شہدا کا خون

حضرتِ سَیِّدُنا ابوالدرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''قیامت کے دن عُلَمَا کی سیاہی اور شُہدا کے خون کو تولا جائے گا۔'' (جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر، باب جامع فی فضل العلم، ص۴۸، حدیث:۱۳۹) ایک روایت میں ہے کہ ''علما کی سیاہی شہدا کے خون پر غالب آجائے گی۔'' (تاریخ بغداد، محمد بن الحسن، ۱۹۰/۲، حدیث:۶۱۸)

(3) عابد وعالم

حضرتِ سَیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''قیامت کے دن عالم اور عبادت گزار کو اٹھایا جائے گا تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ جبکہ عالم سے کہا جائے گا کہ جب تک لوگوں کی شفاعت نہ کرلو ٹھہرے رہو۔''

(شعب الایمان، باب فی طلب العلم، ۲۶۸/۲، حدیث:۱۷۱۷)

مذکورہ روایات سے علم کی فضیلت واہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی رِضا کی خاطر علمِ دین حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

موزوں پر مَسْح کے مسائل

حدیثِ مذکور میں موزوں پر مَسْح کے مُتَعلِّق بیان ہوا۔ چنانچہ، اس سے مُتَعلِّق چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں:

مسئلہ (1) جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو، وہ اگر وُضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مَسْح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مَسْح جائز سمجھے، اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تَواتُر کے ہیں، اِسی لیے امام کَرْخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''جو اِس کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہوجانے کا اندیشہ ہے۔'' اِمَام شَیْخُ الْاِسْلَام فرماتے ہیں: ''جو اسے جائز نہ مانے گمراہ ہے۔'' (بہارِ شریعت، ۱/ ۳۶۳، حصہ ۲)

مسئلہ (2) جس پر غُسْل فرض ہے وہ موزوں پر مَسْح نہیں کرسکتا۔

مَسْح کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں:

(1) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چُھپ جائیں اس سے زِیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مَسْح دُرُست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔

(2) پاؤں سے چِپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

(3) چمڑے کا ہو یا صرف تَلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دَبِیز (موٹی) چیز کا جیسے کِرمِچ (ایک قسم کا ٹاٹ جو عموماً تِرپال بنانے کے کام آتا ہے) وغیرہ۔

(4) وُضو کرکے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوُضو ہو خواہ پورا وُضو کرکے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وُضو پورا کرلیا۔

(5) نہ حالت جنابت میں پہنا نہ بعد پہننے کے جُنب ہوا ہو۔

(6) مُدّت کے اندر ہو اور اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں۔

(7) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین اُنگل بَدَن ظاہر نہ ہوتا ہو اور اگر تین اُنگل پھٹا ہو اور بَدَن تین اُنگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مَسْح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین اُنگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین اُنگل یا زِیادہ ہے تو بھی مَسْح ہوسکتا ہے۔ سِلائی کُھل جائے جب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین اُنگل سے کم ہے تو جائز، ورنہ نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/ ۳۶۳۔۳۶۵، حصہ۲)

مسئلہ(3): سوتی یا اُونی موزے پر مَسْح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ (بہارِ شریعت، ۱/ ۳۶۴، حصہ۲)

مَسْح میں ''2'' فرض ہیں

(1) ہر موزہ کا مَسْح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ (2) (مَسْح) موزے کی پیٹھ پر ہونا۔

مَسْح کا طریقہ

سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں، سیدھے پاؤں کی پُشت کے سِرے پر اور اُلٹے ہاتھ کی اُنگلیاں اُلٹے پاؤں کی پُشت کے سِرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین اُنگل کے کھینچ لی جائیں اور سنّت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔

مسئلہ(4): انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے، ہاتھ دھونے کے بعد جو تَری (گیلاپن) باقی رہ گئی اس سے مَسْح جائز ہے اور سر کا مَسْح کیا اور ہُنوز (ابھی تک) ہاتھ میں تَری موجود ہے تو یہ کافی نہیں بلکہ پھر نئے پانی سے ہاتھ تر کر لے، کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو تو حَرَج نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/ ۳۶۶، حصہ۲)

مَسْح ٹوٹنے سے متعلق چند مسائل

(1) جن چیزوں سے وُضو ٹوٹتا ہے اُن سے مَسْح بھی جاتا رہتا ہے۔

(2) مُدَّت پوری ہوجانے سے مَسْح ٹوٹ جاتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھولینا کافی ہے پھر سے پورا وُضو کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وُضو کرلے۔

(3) مَسْح کی مدت پوری ہوگئی اور قوی اندیشہ ہے کہ موزے اتارنے میں سردی کے سبب پاؤں جاتے رہیں گے تو نہ اتارے اور ٹخنوں تک پورے موزے کا (نیچے اوپر اغل بغل اور ایڑیوں پر) مَسْح کرے کہ کچھ رہ نہ جائے۔

(4) موزے اتار دینے سے مَسْح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ یو ہیں اگر ایک پاؤں آدھے سے زِیادہ موزے سے باہر ہو جائے تو جاتا رہا، موزہ اتارنے یا پاؤں کا اکثر حصہ باہر ہونے میں پاؤں کا وہ حصہ معتبر ہے جو گٹوں سے پنجوں تک ہے پنڈلی کا اعتبار نہیں ان دونوں صورتوں میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

(5) موزہ ڈھیلا ہے کہ چلنے میں موزے سے اَیڑی نکل جاتی ہے تو مَسْح نہ گیا۔ ہاں اگر اُتارنے کی نیت سے باہر کی تو ٹوٹ جائے گا۔

(6) موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زِیادہ حصہ دُھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زِیادہ پاؤں دُھل گیا تو مَسْح جاتا رہا۔

(7) پائتابوں (جُرّابوں) پر اس طرح مَسْح کیا کہ مَسْح کی تری مَوزوں تک پہنچی تو پائتابوں کے اتارنے سے مَسْح نہ جائے گا۔ (بہارِ شریعت، ۱/۳۶۷، حصہ۲)

مَدَنی مشورہ: مزید معلومات اور علم میں اِضافے کے لئے **بہارِ شریعت** حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ڈھیروں معلومات کا خزانہ ہاتھ آئے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اپنے گناہ گار کو اپنے ہی دامن میں لو

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بارگاہِ نَبُوَّت میں حاضری کے آداب سے بخوبی واقف تھے اسی لئے جب انہوں نے اُس اَعرابی کی بلند آواز سنی تو اُسے اِس انداز میں گفتگو کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن شہر سے دور رہنے کی وجہ سے اسے بارگاہِ رِسالت کے زیادہ آداب معلوم نہ تھے، اِس لئے بُلند آواز سے کلام کیا۔ مگر قربان جائیں غریبوں کے آقا، مدینے

والے مصطفٰےصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شَفْقَت ورَحْمت پر کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بالکل بھی نہ جھڑکا بلکہ اُس کی دِلجوئی کے لئے اس جیسی ہی بلند آواز میں اسے جواب دیا۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شَفْقَت ومَحَبَّت کے تو کیا کہنے! آپ کو اپنی اُمّت سے بہت زیادہ پیار ہے، وہ ہمارے گناہوں اورخطاؤں کے باوجود ہمیں دُھتکارتے نہیں بلکہ اپنے رَحْمت بھرے دَامن میں چُھپا لیتے ہیں۔

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو　　کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی　　کوئی کمی سَروَرا تم پہ کروڑوں درود

اور

جو غم زَدوں کو گلے لگا لے بُروں کو دامن میں جو چھپا لے　　ہے دوسرا کون اس جہاں میں سوائے خَیْرُ الْاَنَام ایسا

بارگاہِ رِسالت کے آداب

بارگاہِ رِسالت کے آداب بیان کرتے ہوئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرانِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ (پ۲۶،الحجرات:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اَکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

صدرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پَسْت آواز سے عرض کرو، یہی دربارِ رسالت کا اَدَب واِحترام ہے، اس آیت میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کا اِجلال واِکرام واَدب واِحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے (پکارنے) میں اَدَب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ اَدَب وتعظیم وتوصیف وتکریم والقابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو، کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

شانِ نزول: حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ یہ آیت ثَابِت بِن قَیس بِن شَمَّاس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثِقْلِ سماعت (اونچا سننے کا عارضہ) تھا اور آواز اُن کی اُونچی تھی، بات کرنے میں آواز بلند ہوجایا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہلِ نار سے ہوں، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اُن کا حال دریافت فرمایا، اُنھوں نے عرض کی: وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آکر حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس کا ذکر کیا، ثابت نے کہا: ''یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنّمی ہوگیا۔'' حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ حال خدمتِ اقدس میں عرض کیا: تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**وہ اہلِ جنّت سے ہے۔**'' (مسلم، كتاب الايمان، باب مخافة المؤمن ان يحبط عمله، ص۷۳، حديث:۱۱۹) (خزائن العرفان، پ۲۶، الحجرات:۲)

حدیثِ مذکور میں دیہاتی صحابی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اونچی آواز میں کلام کیا حالانکہ قرآن میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اونچی آواز سے بات کرنے سے منع فرمایا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ دیہات کے رہنے والے تھے اور آدابِ بارگاہِ نبوت سے نا آشنا تھے اس لئے انہوں نے اس طرح کلام کیا اور ایک توجیہ **عَلَّامَہ مُلّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے **مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیح** میں یہ بیان فرمائی ہے کہ اونچی آواز سے مراد جان بوجھ کر اختیاری طور پر اونچی آواز سے بات کرنا ہے جو کہ بے ادبی کا موجب ہے۔ (جب کہ یہاں ایسا معاملہ نہیں تھا) (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب والفضائل، باب جامع المناقب، ۱۰/۵۸۲، تحت الحديث:۶۲۱۱)

امامِ اہلسنّت اپنے رسالہ ”تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن“ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ”یامحمد“ پکارنے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: علما تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نام لے کر نِدا کرنی حرام ہے، اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے (یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ) تاہم اس کی جگہ ”یَارَسُوْلَ اللّٰہ“، ”یَا نَبِیَّ اللّٰہ“ چاہیے، حالانکہ الفاظِ دعا میں حتی الوسع تغییر (تبدیلی) نہیں کی جاتی۔ (فتاوی رضویہ، ۳۰/۱۵۷)

جو بدبخت وملعون شخص نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو (مَعَاذَاللّٰہ) گالی دے، بے اَدَبی کرے یا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تنقیص (یعنی عزت میں کمی) کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ،

گستاخ رسول کی سزا

حضرت سیِّدُنا علّامہ قاضی عیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: ”علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اِجماع ہے کہ شاتِمِ نبی (یعنی نبی کو گالی دینے والا) اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تَنْقِیْص (یعنی عزت میں کمی) کرنے والا کافر ہے۔ اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے اور اُمّتِ مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ وَمَنْ شَکَّ بِکُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ کَفَرَ۔ یعنی جو اس کے کفر اور مستحقِ عذابِ الٰہی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔“ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ۲/۲۱۵-۲۱۶)

”قیامت کے دن ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا“ حدیثِ پاک میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے گا بروزِ قیامت انہیں کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ احادیث میں بھی اس بات کا ذکر ہے۔ چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، ”یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک

شخص کسی قوم کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر اُن جیسے اَعمال نہیں کرسکتا؟'' فرمایا: ''اے ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! تم اُسی کے ساتھ ہوگے جس سے تمہیں محبت ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہوں۔'' ارشادفرمایا: ''اے ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! تم جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہی رہو گے۔'' (ابو داؤد، کتاب الادب، باب اخبار الرجل، ۴/۴۲۹، حدیث:۵۱۲۶) اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ ہمیں اچھوں سے محبت اور انہیں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اچھوں کی صحبت دنیا میں بھی فائدہ منداور آخرت میں بھی سرخروئی کا باعث ہے جبکہ برے لوگوں اور بدمذہبوں کی صحبت صاحبِ ایمان کے لئے زہرِ قاتل ہے۔ چنانچہ،

بری صحبت سے بچو، ایمان کی حفاظت کرو

میرے آقا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانۂ شمعِ رسالت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: ''ان (بدمذہبوں) کے پاس نشست وبرخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے اگرچہ اپنا باپ یا بھائی بیٹے ہوں۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (پ۷، الانعام:۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو پھر یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

وقال تعالٰی (اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا)

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ (پ۲۸، المجادلۃ:۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللّٰہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللّٰہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

اور اگر ان کو یقیناً کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگرچہ اس قدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق

ضرور ہے اور اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور مَعَاذَاللّٰہ بالآخر اس پر اندیشہ کفر ہے۔امام جلال الدین سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شرح الصدور میں فرماتے ہیں: ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کے مرتے وقت لوگوں نے اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی، اس نے کہا: نہیں کہا جاتا۔پوچھا: کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کو برا کہتے تھے اب چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے، نہ پڑھنے دیں گے۔''

جب صدیق اکبر و فاروق اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کو برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کی یہ حالت ہے تو یہ لوگ تو اَللّٰہ جَلَّ وَعَلا اور رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو برا کہتے ہیں ان کی تنقیصِ شان کرتے ہیں انھیں طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں اُن کے پاس بیٹھنے والے کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے۔نَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ (ہم اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں۔) (فتاوی رضویہ،۲۱ /۲۷۸)

توبہ کا دروازہ

حدیث پاک میں ''توبہ کے دروازے'' کا بیان ہوا جو اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے یہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا بہت بڑا کرم و احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو توبہ جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی۔وہ اپنے بندوں کو مہلت دیتا ہے اس کے ہاں کرم ہی کرم ہے۔غور کیجئے جو خدائے بزرگ و برتر عَزَّوَجَلَّ دن رات ہم پر اپنے انعامات کی بارش برساتا ہے اور جس نے ہمارے لئے توبہ کا دروازہ قیامت تک کھول رکھا ہے اس کی نافرمانی کسی طرح بھی دُرُست نہیں۔اگر انسان شیطان کے بہکاوے میں کوئی گناہ کر بیٹھے تو اسے فوراً توبہ کر لینی چاہیے اگرچہ کتنی ہی بار گناہ ہو ہر بار اگر سچّی توبہ کر لی جائے تو ہمارا کریم پَروَردگار عَزَّوَجَلَّ ہماری توبہ ضرور قُبول فرمائے گا۔

”توبہ “ سے متعلق بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِین کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے:

(1) بار بار گناہ بار بار توبہ

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو بےشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل:۲۵)

حضرتِ سَیِّدُنا سَعِید بن مُسَیَّب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: یہ فرمانِ باری تعالیٰ اس شخص کے بارے میں ہے جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔(الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللّٰہ، ص۳۸۶، حدیث:۱۰۹۳-۱۰۹۴)

(2) توبہ کرنے والے گناہ گاروں کے لئے خوشخبری

حضرتِ سَیِّدُنا فُضَیل رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ”اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا، گناہ گاروں کو (اس بات کی) خوشخبری دیجئے کہ اگر وہ توبہ کریں گے تو اُن سے قُبول کی جائے گی اور صِدّیقین کو اس بات سے ڈرائیے کہ اگر میں نے عدل سے کام لیا تو اُن کو عذاب دوں گا۔“ (احیاء العلوم، ۴/۱۸)

(3) گناہوں پر ندامت کی برکت

حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ اللّٰه بن عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ”جو شخص اپنے گناہ کو یاد کرے اور اپنے دل کو اس گناہ سے پاک کرلے تو نامۂ اعمال سے بھی وہ گناہ مٹ جاتا ہے۔“ (احیاء العلوم، ۴/۱۸)

(4) شیطان افسوس کرے گا

بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ”بندہ گناہ کرکے اُس پر مسلسل نادِم رہتا ہے حتی کہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے، شیطان کہتا ہے افسوس! کاش میں اسے گناہ میں مبتلا نہ کرتا۔“ (احیاء العلوم، ۴/۱۸)

(5) میں اِسی سے ڈرتا تھا

حضرتِ سَیِّدُنا عُروہ بن عامر رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”قیامت کے دن آدمی کے گناہ اس کے سامنے پیش

کئے جائیں گے ایک گناہ سامنے آئیگا تو وہ کہے گا ''میں اسی سے ڈرتا تھا'' پس اسی بات پر اسے بخش دیا جائے گا۔''

(الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللّٰہ، ص۴۷۹، حدیث:۱۳۶۲)

(6) پلک جھپکنے سے پہلے توبہ قُبول

حضرتِ سَیِّدُ ناعَبْدُاللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''میں تم سے جو بات بھی بیان کروں گا وہ کسی بھیجے ہوئے نبی یا اتاری گئی کتاب سے بیان کروں گا، بے شک! بندہ جب گناہ کامُرتَکِب ہوتا ہے پھر پلک جھپکنے کے برابر بھی نادم ہوتو پلک جھپکنے سے بھی جلدی وہ گناہ زائل ہو جاتا ہے۔'' (احیاء العلوم، ۱۸/٤)

(7) توبہ کرنے والوں کے دل نرم ہوتے ہیں

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ ناعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ اُن کے دل بہت نرم ہوتے ہیں۔'' (الزھد لابن مبارک، باب ما جاء فی الحزن والبکاء، ص٤٢، حدیث:۱۳۲)

(8) صبح شام توبہ

حضرتِ سَیِّدُ ناطَلْق بِن حَبِیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُجِیب فرماتے ہیں: ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حقوق اِتنے ہیں کہ بندہ انہیں ادا نہیں کرسکتا لیکن صبح شام توبہ کیا کرو۔'' (الزھد لابن مبارک،باب الھرب من الخطایا والذنوب، ص۱۰۱، حدیث:۳۰۲)

(9) توبہ سے محرومی

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مجھے مغفرت سے محرومی کا اتنا خوف نہیں جتنا توبہ کی محرومی سے ڈرتا ہوں۔ (کیونکہ مغفرت تو توبہ کے لوازِمات اور اس کے پیچھے آنے والی شے ہے)

(قوت القلوب، ۳۰۵/۱۔ احیاء العلوم، ۱۸/٤)

(10) بیس سال بعد توبہ

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے بیس سال تک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی پھر اتنا ہی عرصہ

نافرمانیوں میں مبتلا رہا۔ایک دن آئینے میں داڑھی کے سفید بال دیکھ کر اپنی نافرمانیوں پر نادم ہوا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوا:''**یا اَللہ** عَزَّوَجَلَّ میں نے 20 سال تک تیری عبادت کی پھر 20 سال تیری نافرمانی کی اگر میں تیری طرف رجوع کروں تَو تُو میری توبہ قُبول کرلے گا؟''تو اس نے یہ غیبی آواز سنی:''تُو نے ہم سے دوستی کی تو ہم نے بھی تجھ سے مَحَبَّت کی،تو نے ہمیں چھوڑا تَو ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا،تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے تجھے مہلت دی اب اگر تو ہماری طرف رُجوع کرے گا تو ہم تجھے قُبول کریں گے۔''

(العقد الفرید لابن عبد ربہ الأندلسی، کتاب الزمردة فی المواعظ والزھد، ۳/۱۳۰۔ احیاء العلوم، ۴/۱۹)

''چل مدینہ''کے 7حروف کی نسبت سے صالحین سے مَحَبَّت کی فضیلت پر مشتمل 7روایات

(1)حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی کہ ایک شخص نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکرعرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !قیامت کب آئے گی؟فرمایا:تونے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟عرض کی:میرے پاس (نفلی) نماز وروزہ وصدقات کی کثرت تو نہیں مگر میں **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:**تو اس کے ساتھ ہے،جس کو تو محبوب رکھتا ہے۔**(بخاری، کتاب الادب،باب علامة حب اللہ ، ۴/۱۴۷، حدیث:۶۱۷۱)

(2)حضرتِ سَیِّدُناصَفْوَان بن قُدَامَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم،رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:**اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ** یعنی بندہ جس سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔(ترمذی،کتاب الزھد، باب ماجاء ان المرء مع من احب، ۴/۱۷۲، حدیث:۲۳۹۳)

(3)اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا مولائے کائنات،**عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی** شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:جوحَسَن وحُسَین اوران کے والد ووالدہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی

عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے مَحَبَّت کرے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی رضی اللہ عنہ، ۵/۴۱۰، حدیث:۳۷۵۴)

(4) ایک شخص بارگاہِ رِسالت مآب میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! آپ میرے نزدیک اہل و مال سے زیادہ پیارے ہیں اور میں آپ کو دل میں یاد رکھتا ہوں، جب تک میں اپنی آنکھوں سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت نہیں کرلیتا مجھے صبر وقرار نہیں آتا اور جب میں اپنی موت اور آپ کی جدائی کو یاد کرتا ہوں، تو میں سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں نبیوں کے ساتھ بلند و بالا مقام پر ہوں گے اگر میں جنت میں داخل ہوا تو آپ کی زیارت نہ کرسکوں گا۔ (پھر سکون کیسے ملے گا؟) اس موقع پر یہ آیتِ طیّبہ نازل ہوئی:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًا ﴿۶۹﴾ (پ ۵، النسآء: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس پیارے صحابی کو بُلایا اور اسے یہ آیتِ مبارکہ پڑھ کر سنائی۔

(شعب الإیمان، باب فی حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۲/۱۳۱، حدیث: ۱۳۸۰)

(5) دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور نظر بچا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھنے لگا اور کسی طرف متوجہ نہ ہوا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا حال ہے؟ عرض کی: میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نظر کرنے سے مجھے دِلی سکون ملتا ہے۔ بروزِ قیامت جب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا (تو اس وقت میرا کیا حال ہوگا میں تو آپ کی زیارت سے محروم ہوجاؤں گا؟) اس پر مذکورہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ۲/۲۰)

(6) حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **رَسُوْلُ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: اگر تم اس کی قدرت رکھو کہ تمہاری صبح وشام اس حال میں ہو کہ تمہارا دل ہر ایک کی کَدُورت سے پاک وصاف ہو تو ایسا کرو۔ اس کے بعد فرمایا: اے فرزند! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ رکھا اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، ۳۰۹/٤، حدیث:۲٦۸۷)

(7) حضرتِ سَیِّدُنا ابوذر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: **یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک آدمی کسی قوم سے مَحَبَّت کرتا ہے لیکن ان جیسے کام نہیں کرسکتا۔ فرمایا: ''اے ابوذر! تم اُس کے ساتھ ہو جس سے مَحَبَّت کرتے ہو۔'' حضرتِ سَیِّدُنا ابوذر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی کہ: میں تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کرتا ہوں۔ فرمایا: ''تم اس کے ساتھ ہو جس سے مَحَبَّت کرتے ہو۔''

(ابو داود، کتاب الادب، باب إخبار الرجل الرجل بمحبته إیاه، ٤۲۹/٤، حدیث:۵۱۲٦)

مدنی گلدستہ
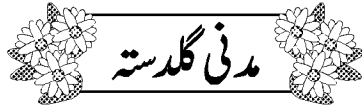
''عِلْمِ دِین'' کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) علمِ دین کے حصول کے لئے دُور دَراز کا سفر کرنا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔

(2) نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بلند آواز سے عام لوگوں کی طرح پکارنا اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔

(3) غیر شرعی کام کو دیکھ کر اس کو اپنی حیثیت کے مطابق ختم کرنا ضروری ہے۔

(4) موزوں پر مَسْح کی مدت سفر میں تین دن تین راتیں اور حضر (اِقامت) میں ایک دن اور ایک رات ہے۔

(5) لوگوں کے ساتھ اُن کی عقل کے مطابق کلام کرنا سُنّتِ رسول ہے۔

(6) جو جس قوم سے مَحَبَّت کرے گا بروزِ قیامت اسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بُرے کاموں اور بُرے لوگوں کی صحبت سے بچنے اور نیک لوگوں کی صحبت اِختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور جب ہم سے بتقاضائے بشریت کوئی گناہ سَرزَد ہو جائے تو فوراً توبہ کی توفیق عطا فرمائے، اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوب خوب تعظیم و توقیر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور ہر نیک بندے کی بے اَدَبی سے ہم سب کو محفوظ رکھے!

محفوظ سدا رکھنا شہا بے اَدبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

400 رکعت نفل

منقول ہے کہ حضرتِ سَیِّدُ نا فتح موصلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی دردِ سر میں مبتلا ہوئے تو خوش ہو کر ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس مرض میں مبتلا کیا جس میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو مبتلا کیا، اب اس کا شکرانہ یہ ہے کہ میں 400 رکعت نفل پڑھوں۔''

(152 رحمت بھری حکایات، ص ۱۷۱)

حدیث نمبر:20

سو قتل کرنے والے کی توبہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّ تِسْعِیْنَ نَفْسًا، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَھْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰی رَاھِبٍ، فَاَتَاہُ فَقَالَ: اِنَّہٗ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّ تِسْعِیْنَ نَفْسًا، فَھَلْ لَہٗ مِنْ تَوْبَۃٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَہٗ فَکَمَّلَ بِہٖ مِائَۃً، ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَھْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ: اِنَّہٗ قَتَلَ مِائَۃَ نَفْسٍ فَھَلْ لَہٗ مِنْ تَوْبَۃٍ؟فَقَالَ: نَعَمْ،وَمَنْ یَّحُوْلُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ التَّوْبَۃِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا وَ کَذَا، فَاِنَّ بِھَا اُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰہَ مَعَھُمْ، وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِکَ فَاِنَّھَا اَرْضُ سُوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا نَصَفَ الطَّرِیْقَ اَتَاہُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِیْہِ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ. فَقَالَتْ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ: جَاءَ تَائِبًا، مُقْبِلًا بِقَلْبِہٖ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی، وَقَالَتْ مَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ: اِنَّہٗ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ، فَاَتَاھُمْ مَلَکٌ فِیْ صُوْرَۃِ اٰدَمِیٍّ فَجَعَلُوْہُ بَیْنَھُمْ، اَیْ حَکَمًا، فَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَ الْاَرْضَیْنِ فَاِلٰی اَیَّتِھِمَا کَانَ اَدْنٰی فَھُوَ لَہٗ. فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْہُ اَدْنٰی اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ، فَقَبَضَتْہُ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِی الصَّحِیْحِ: فَکَانَ اِلَی الْقَرْیَۃِ الصَّالِحَۃِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَھْلِھَا. وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِی الصَّحِیْحِ: فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ، وَاِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ، وَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَھُمَا، فَوَجَدُوْہُ اِلٰی ھٰذِہٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَہٗ: وَفِیْ رِوَایَۃٍ :فَنَاءَ بِصَدْرِہٖ نَحْوَھَا. (ملتقطا بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ۲/۴۶۶، حدیث: ۳۴۷۰/مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل ......الخ، ص۱۴۷۹، حدیث:۲۷۶۶)

ترجمہ: حضرت سَیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ”تم سے پہلے زمانہ میں ایک شخص نے ننانوے (99) قتل کئے پھر اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک راہب (عابد) کے متعلق بتایا گیا۔ یہ اس کے پاس پہنچا اور کہا: میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میری توبہ

قُبول ہوگی؟اس نے کہا:''نہیں۔'' قاتل نے اسے بھی قتل کر کے سو (100) کی تعداد پوری کر دی۔پھر روئے زمین کے سب سے بڑے عالِم کے متعلق پوچھا،تو اسے ایک عالِم کا پتہ بتایا گیا،یہ اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں نے سو(100) قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قُبول ہوسکتی ہے؟عالِم نے کہا:ہاں!تمہارے اور توبہ کے درمیان کون رُکاوٹ بن سکتا ہے!جاؤ،فلاں،فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کررہے ہیں،تم اُن کے ساتھ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اپنے علاقے کی طرف نہ جانا کیونکہ وہ بُری جگہ ہے۔چنانچہ،وہ قاتل،عالِم کے بتائے ہوئے علاقے کی جانب روانہ ہوگیا۔جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اسے موت نے آلیا،اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اِختلاف ہوگیا،رحمت کے فرشتوں نے کہا،یہ شخص توبہ کرتا ہوا،دل سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا:اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا،پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا،اُنہوں نے اس کو اپنے درمیان فیصلہ کرنے والا بنالیا،تو اس نے کہا:''دونوں زمینوں کی پیمائش کرو،یہ شخص (یعنی قاتل) جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا،جب فرشتوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا۔چنانچہ،رَحمت کے فرشتوں نے اُسے لے لیا۔مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ وہ شخص ایک بالشت نیک لوگوں کی بستی کے قریب تھا۔تو اُسے انہیں میں کر دیا گیا۔اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس زمین کی طرف وحی فرمائی کہ دور ہو جا!اور اِس زمین سے فرمایا کہ قریب ہوجا!پھر اس فرشتے نے کہا:دونوں زمینوں کی پیمائش کرو!(جب پیمائش کی گئی) تو وہ نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب پایا گیا تو اُسے بخش دیا گیا۔ایک روایت میں ہے کہ اُس نے اپنا سینہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف کر دیا تھا۔

قاتل کی توبہ بھی قبول ہے

علامہ بَدرُ الدِّین عَینِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:''حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا مشروع ہے حتی کہ کسی کو قتل کر دیا تو اس سے بھی توبہ کرنا ضروری ہے،قاضی نے فرمایا کہ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جس طرح توبہ تمام گناہوں کو مٹادیتی ہے اسی طرح قتل کو بھی مٹادیتی ہے اور جو بعض روایات توبہ نہ قبول ہونے کے بارے میں مروی ہیں وہ اس لئے ہیں تاکہ لوگ قتلِ ناحق پر جرأت نہ کریں۔اَللّٰہ

عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ مغفرت نشان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان : بے شک اَللّٰه اسے نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

پس شرک کے علاوہ بقیہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اور

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (پ۵، النساء:۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان : اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اس کی سزا تو یہی ہے کہ اسے جہنم میں ڈالا جائے لیکن کبھی اسے معاف کر دیا جاتا ہے اور جو مسلمان کے قتلِ ناحق کو حلال جانے اور اس کے پاس کوئی تاویل بھی نہ ہو تو پھر وہ کافر ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس حدیثِ پاک سے پتہ چلا کہ عالم عابد سے افضل ہے کیونکہ پہلے شخص (راہب) نے اسے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی، اس راہب پر عبادت غالب تھی اس لئے اس نے اتنے سارے لوگوں کے قتل پر جرأت کرنے کو ناقابلِ معافی گناہ گمان کیا، جب کہ دوسرے شخص (عالم) پر علم کا غَلَبہ تھا اس نے صحیح مسئلہ بتایا اور اسے نجات کا راستہ دکھایا۔ (عمدة القاری، کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار، ۲۲۵/۱۱، تحت الحدیث: ۳۴۷۰)

ربّ راضی تو سب راضی

عَلَّامَه مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی **مرقاة شرحِ مِشْکٰوة** میں فرماتے ہیں: **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے اس زمین کو حکم دیا جس کی طرف قاتل نے جانے کا ارادہ کیا تھا کہ اس کے قریب ہو جا اور جس زمین سے اس نے ہجرت کی تھی اسے حکم دیا کہ اس سے دور ہو جا، پھر **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اب زمین کی پیمائش کرو اور یہ میت جن لوگوں کی زمین کے قریب ہو اِسے انہیں میں شمار کیا جائے گا، پس جب پیمائش کی گئی تو میت نیک لوگوں کی بستی سے ایک بالشت قریب تھی پس اس کی مغفرت کر دی گئی، یہ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا فضل ہے۔ اس حدیث پاک میں اس

بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے والے کے لئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت بہت وسیع ہے۔علامہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''جب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو اس سے سب کو راضی کر دیتا ہے، اس حدیث میں توبہ کی ترغیب اور ناامیدی سے ممانعت ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الدعوات باب الاستغفار، ۱۶۰/۵، تحت الحدیث۲۳۲۷)

صالحین کی صحبت سے توبہ پختہ ہوتی ہے

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ برائی پر ابھارنے والے دوستوں کے سُدھرنے تک ان سے قطع تعلق رکھے، گناہوں کی جگہ کو چھوڑ دے اور علما و صالحین اور دینی پیشواؤں کی صحبت بابرکت اختیار کر کے اپنی توبہ کو پختہ کرے۔(شرح مسلم للنووی، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل وان کثر، ۸۳/۹، الجزء السابع عشر)

رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نے اس حدیثِ پاک کی جو شرح بیان کی اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے: ''اس شخص نے ظلماً، ڈکیتی سے یا کسی اور طرح سے ناحق سو(100) قتل کئے، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی، اپنے کئے پر پشیمان ہوا، اپنے گناہوں والے علاقے سے نکل کر توبہ کی قُبولیت سے متعلق مسئلہ پوچھنے ایک راہب کے پاس گیا، راہب نے مسئلہ غلط بتاتے ہوئے کہہ دیا کہ تمہاری توبہ قُبول نہیں ہوسکتی، وہ راہب یا تو توبہ کے مسئلے سے جاہل تھا یا اس کا مطلب یہ تھا کہ قتل حقُّ العباد ہے، مقتول کے وُرَثاء سے اس میں معافی مانگنا ضروری ہے، اتنے سارے مَقتُولوں کے وارثوں کے پاس یہ کیسے پہنچے گا اور انہیں کیسے راضی کرے گا، لہٰذا اس کی توبہ قُبول نہیں ہوسکتی۔ راہب کا جواب سن کر بخشش سے مایوسی کی وجہ سے وہ گناہ پر دلیر ہوگیا، اور اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ مایُوس بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے، اِسی لئے اِسلام نے بڑے سے بڑے مجرم کو

بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے مجرم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی (یعنی قیدِ تنہائی) میں رکھا جاتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر دو چار اور کو قتل کر دے۔ بہر حال پھر وہ ایک عالم کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ تمہاری توبہ کیوں قُبول نہ ہوگی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہر تائب کی توبہ قُبول فرماتا ہے۔ فلاں بستی میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بہت سے نیک بندے رہتے ہیں تُو وہاں جا کر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو جا! چنانچہ، وہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بستی کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کی موت واقع ہوئی مرنے سے پہلے اس نے اپنا چہرہ اور سینہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بستی کی طرف اور پیٹھ اُس گناہوں کی بستی کی طرف کر لی جہاں سے آ رہا تھا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو اُس کی یہ ادا پسند آ گئی۔ اس کی روح لینے رَحْمت اور عذاب کے فرشتے بھی آ گئے، عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، بڑے گناہ کر کے آیا تھا۔ رَحْمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے توبہ کرنے جا رہا تھا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ پیمائش کر لو جس سے یہ قریب ہوگا اسی میں شمار ہوگا۔ اس کی موت اگرچہ دونوں بستیوں کے بالکل درمیان میں واقع ہوئی تھی، لیکن ربّ تعالیٰ نے ارادۂ توبہ کی وجہ سے اُس کا اتنا اِحترام فرمایا کہ اُس کی لاش کو اُس بستی کی طرف نہ سرکایا بلکہ دونوں بستیوں کو حرکت دی کہ اِس کو پیچھے ہٹایا اُس کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بستی کا فاصلہ کم ہو گیا تھا اور اس کی روح کو رَحْمت کے فرشتے لے گئے۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۶-۳۵۸)

اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بستی

حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ بن عَمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اس کا نام **نَصْرَہ** تھا اور جہاں سے چلا تھا اس کا نام **کُفْرَہ** تھا۔ (معجم کبیر، ۱۳/ ۲۴، حدیث ۷۶) **اِمام ابُواللَّیث سَمَرقَندِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے "**تَنْبِیْهُ الْغَافِلِیْن**" میں بھی ان بستیوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین، باب ما یرجی من رحمۃ اللہ تعالی، ص ٤٤، حدیث: ٨١)

حدیثِ مذکور سے متعلق سوال، جواب

سوال: قتلِ ناحق میں وُرَثاء کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور حُقوق العباد کی معافی کے لئے بندوں سے معافی ضروری ہے، مذکورہ شخص مقتولین کے ورثاء سے اپنے حُقوق معاف کرائے بغیر ہی فوت ہوگیا تھا پھر اس کی بخشش کیسے ہوگئی؟

جواب: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے سے راضی ہوجائے تو اپنے حقوق بھی معاف فرما دیتا اور بندوں کے حُقوق حق والوں سے معاف کرا دیتا ہے۔ اِس موقعہ پر بھی ربّ تعالیٰ اُس سے راضی ہوگیا اب مَقْتُولِین اور اُن کے وُرَثاء کو ربّ کریم اپنی بے شمار نعمتیں عطا فرما کر اُن سے اُن کے حُقوق معاف کروالے گا۔ (مراۃ المناجیح،۳/۳۵۶۔۳۵۸)

اس ضِمْن میں ایک رَحْمت بھری روایت ملاحظہ فرمایئے:

اَللہ عَزَّوَجَلَّ صلح کروائے گا

حضرت سَیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک روز سرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تَبَسُّم فرمایا تو امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کس لئے تَبَسُّم فرمایا: ارشاد ہوا: میرے دو اُمَّتی اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دوزانو گر پڑیں گے، ایک عرض کرے گا: یا اَللہ عَزَّوَجَلَّ! اِس سے میرا انصاف دِلا کہ اِس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ اَللہ عَزَّوَجَلَّ مُدَّعی (یعنی دعویٰ کرنے والے) سے فرمائے گا: اب یہ بےچارہ (یعنی جس پر دعویٰ کیا گیا ہے وہ) کیا کرے اِس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں۔ مظلوم (یعنی مُدَّعی) عرض کرے گا: میرے گناہ اس کے ذِمّے ڈال دے۔ اتنا ارشاد فرما کر سرورِ کائنات، شاہِ موجُودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رو دیئے اور فرمایا: وہ دن بہُت عظیم دن ہوگا کیونکہ اُس وقت (یعنی بروزِ قیامت) ہر ایک اس بات کا ضَرورت مند ہوگا کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو۔ اَللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم (یعنی مُدَّعی) سے فرمائے گا

: دیکھ تیرے سامنے کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے سامنے سونے کے بڑے شہر اور بڑے بڑے مَحلّات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے آراستہ ہیں یہ شہر اور عُمدہ مَحلّات کس پیغمبر یا صِدّیق یا شہید کے لئے ہیں؟ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: یہ اُس کے لئے ہیں جو اِن کی قیمت ادا کرے۔ بندہ عرض کرے گا: اِن کی قیمت کون ادا کرسکتا ہے؟ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تُو ادا کرسکتا ہے۔ وہ عرض کرے گا: کس طرح؟ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: اِس طرح کہ تُو اپنے بھائی کے حُقُوق مُعاف کردے۔ بندہ عرض کرے گا: یا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے سب حُقُوق مُعاف کئے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور دونوں اِکٹھے جنّت میں چلے جاؤ۔ پھر سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور مخلوق میں صُلْح کرواؤ کیونکہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بھی بروزِ قیامت مسلمانوں میں صُلْح کروائے گا۔ (مستدرك حاكم، كتاب الاهوال باب اذا لم يبق من الحسنات......٥/٧٩٥، حديث:٨٧٥٨)

سوال: قرآن کریم میں ہے: **وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ** (پ١٦، مريم:٦٤) (ترجمۂ کنزالایمان: ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے ربّ کے حکم سے) معلوم ہوا کہ فرشتے تو خدا کے حکم سے آتے ہیں یہاں عذاب و رحمت کے فرشتے کیسے آئے؟

جواب: فرشتوں کے لئے ربّ تعالیٰ کی طرف سے قانون مقرر کردیا گیا ہے، کہ کس میت کو عذاب کے فرشتے لیں اور کس کو رَحْمت کے۔ وہ اِسی قانون کے تحت ہر میت تک پہنچ جاتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ وہ سو (100) قَتْل کرکے آیا تھا اس لئے عذاب کے فرشتے آئے۔ لیکن وہ تائب ہوگیا تھا اس لئے رَحْمت کے فرشتے آئے۔ دونوں قسم کے فرشتے مقررہ قانون کے مطابق ہی آئے تھے، لہٰذا یہ حدیث آیتِ مذکورہ کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت بہت بڑی ہے، وہ کریم پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ بڑے بڑے گناہوں کو لمحہ بھر میں معاف فرمادیتا ہے۔ جو اپنے گناہوں پر نادِم ہوکر سچّی توبہ کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی توبہ قُبول نہ ہو۔ انسان کے گناہ چاہے

کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں لیکن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت سے بڑے نہیں، ایک ناحق قتل پوری انسانیت کے قتل کی طرح ہے تو اندازہ لگائیے کہ 100 بندوں کے قتل کا گناہ کتنا سنگین ہوگا۔لیکن جب ایسا قاتل بھی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو رَحْمتِ خداوندی اُسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔اس کی رَحْمت کا دریا ہردم موجزن ہے، دریائے رَحْمتِ الٰہی کے ایک قطرے سے ہم جیسے گناہ گاروں کا کام بن جائے گا۔**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ہر آن اپنی رَحْمت میں رکھے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا　　جے اک قطرہ بخشے مینوں کم بن جاوے میرا

”رَحْمت“ کے 4 حروف کی نسبت سے رَحْمتِ الٰہی پر مشتمل 4 ایمان افروز واقعات

(1) قصَّاب کی توبہ

حضرتِ سَیِّدُنا بکر بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک قصَّاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشِق ہوگیا۔ایک دن لونڈی اپنے مالک کے کسی کام سے دوسرے گاؤں جارہی تھی، قصَّاب نے اس کا پیچھا کیا اور جنگل میں ایک جگہ روک کر گناہ پر آمادہ کرنے لگا۔یہ دیکھ کر سمجھدار وباحیا لونڈی نے کہا: اے نوجوان تُو اس گناہ میں نہ پڑ، جتنی تُو مجھ سے مَحبَّت کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ میں تیری مَحبَّت میں گرفتار ہوں لیکن مجھے اپنے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا خوف اس گناہ کے اِرتکاب سے روک رہا ہے۔اُس نیک سیرت اور خوفِ خدا رکھنے والی لونڈی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاثیر کا تیر بن کر قصَّاب کے دل میں پیوَسْت ہوگئے اور اُس نے کہا: جب تجھے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا اتنا خوف ہے تو میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے کیوں نہ ڈروں، میں بھی تو اُسی مالک عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہوں، جا! تو بے خوف ہوکر چلی جا۔چنانچہ، وہ لونڈی چلی گئی۔قصاب نے اپنے گناہوں سے سچّی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔راستے میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن اس ویران جنگل میں کہیں پانی کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہ تھا قریب تھا کہ گرمی اور پیاس کی شِدَّت سے اس کا دَم نکل جاتا، اتنے میں اس زمانے کے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا

ایک قاصِد وہاں سے گزرا اس نے قصاب کو دیکھ کر کہا: تم کیوں پریشان ہو؟ اس نے کہا: مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ قاصِد نے کہا: آؤ! ہم **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں کہ وہ اپنی رَحْمت کے بادل بھیجے اور ہمیں سیراب کرے یہاں تک کہ ہم اپنی بستی میں داخل ہو جائیں۔ قصّاب نے کہا: میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں، آپ نیک بندے ہیں آپ ہی دعا فرمائیں۔ قاصِد نے کہا: مَیں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہنا، پھر قاصِد نے دعا شروع کی اور قصّاب آمین کہتا رہا، یکا یک بادل کے ایک ٹکڑے نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا اور انکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ جب وہ دونوں جدا ہوئے تو بادل قصّاب کے ساتھ ساتھ رہا، قاصِد نے قصّاب سے کہا: تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ بادل تمہارے سر پر سایہ فگن ہے، بتاؤ! کس عظیم نیکی سے تم پر یہ خاص کرم ہوا ہے؟ قصّاب نے اپنا واقعہ بتایا تو قاصِد نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ دوسرے لوگوں کا نہیں۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ بعد المائۃ، ص۱۲۲)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی

(2) فاحشہ کی توبہ

حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک فاحِشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دنیا کا تہائی حُسن دیا گیا ہے۔ اُس کی بدکاری بھی اِنتہا کو پہنچ چکی تھی، جب تک سو (100) دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو نہ آنے دیتی۔ لوگ اُس کے حُسن کی وجہ سے اِتنی بھاری رقم ادا کر کے بھی اس کے پاس جاتے۔ ایک مرتبہ ایک عابد کی اچانک اس پر نظر پڑی تو وہ بھی اس کے فتنے میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ، دن رات مزدوری کر کے 100 دینار جمع کئے اور اس فاحشہ کے پاس پہنچ کر کہا: میں پہلی ہی نظر میں تیرا دیوانہ ہو گیا تھا، تیرا قُرب پانے کے لئے میں نے مزدوری کی اور اب 100 دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔ وہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا: میرے

قریب آؤ اور اپنی دیرینہ خواہش پوری کرلو، مَیں حاضر ہوں۔ عابد اس کے قریب تخت پر جا بیٹھا۔ جب دونوں بدکاری کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو عابِد کی عبادت کام آ گئی، اسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری کا دن یاد آ گیا۔ اُس کی شہوت خَتم ہوگئی، جسم پر کپکپی طاری ہوگئی، وہ اپنے اِس فعلِ بد کے اِرادے پر بہت شرمِندہ ہوا اور اس عورت سے کہا: میں اس گناہ سے باز آیا، یہ سَو دینار بھی تم لے لو لیکن مجھے یہاں سے جانے دو۔

عورت نے حیران ہوکر پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ تم تو میرے لئے بہت بے چین تھے؟ عابِد نے کہا: اگر میں نے یہ گناہ کرلیا تو بروزِ قیامت اپنے ربّ کی ناراضی لے کر اس کے سامنے کیسے حاضر ہوں گا؟ خوفِ الٰہی نے میرا دل تجھ سے اُچاٹ کر دیا ہے میں یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا، تم مجھے جانے دو۔

یہ سن کر عورت بہت حیران ہوئی اور کہا: اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو مَیں بھی پُختہ ارادہ کرتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور میرا شوہر ہرگز نہیں بن سکتا، مَیں تم ہی سے شادی کروں گی۔ عابِد نے کہا: جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں اس وقت تک میں شادی کے لئے تیار نہیں۔ عورت نے کہا: ٹھیک ہے ابھی تم چلے جاؤ لیکن میں تمہارے پاس آؤں گی اور تم ہی سے شادی کروں گی۔ چنانچہ، وہ عابِد سر پر کپڑا ڈالے منہ چھپائے بہت شرمندہ ہوکر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ عابد کی باتیں عورت کے دل پر اثر کر چکی تھیں۔ چنانچہ، وہ اپنے تمام سابِقہ گناہوں سے توبہ کر کے عابد کے گھر پہنچی۔ عابد نے اسے دیکھتے ہی ایک زوردار، درد بھری چیخ ماری اور اس کی روح عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ عورت کو اس کی موت کا بہت غم ہوا۔ پھر اس نے عابد کی مَحَبَّت میں اس کے ایک غریب و نادار بھائی سے شادی کر لی۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں سات بیٹے عطا فرمائے جو سب کے سب ولی بنے۔

(عیون الحکایات، الحکایۃ الاربعون بعد المائۃ، ص١٥٩)

بخش ہماری ساری خطائیں کھول دے ہم پر اپنی عطائیں
برسا دے رحمت کی برکھا یا **اللّٰہ**! میری جھولی بھر دے

(3) ماں سے بھی زیادہ مہربان

''تفسیر نعیمی'' میں ہے کہ'' دو بھائی تھے، ایک پرہیز گار دوسرا بدکار۔ جب بدکار مرنے لگا تو پرہیز گار بھائی نے کہا، دیکھا تجھے میں نے بہت سمجھایا مگر تُو اپنے گناہوں سے باز نہ آیا، اب بول تیرا کیا حال ہوگا؟ اُس نے جواب دیا کہ اگر قیامت کے روز میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ میرا فیصلہ **میری ماں** کے سپُرد کر دے تو بتاؤ کہ ماں مجھے کہاں بھیجے گی دوزخ میں یا جنّت میں؟ پرہیز گار بھائی نے کہا کہ ماں تو واقعی جنّت میں ہی بھیجے گی۔ گنہگار نے جواب دیا: ''**میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ میری ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔**'' یہ کہا اور انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی نے خواب میں اُسے نہایت خوشحال دیکھ کر مغفرت کی وجہ پوچھی، تو اس نے کہا: مرتے وَقت کی اُسی بات نے میرے تمام گناہ بخشوا دیئے۔

(تفسیرِ نَعیمی پ ۱، ۱/ ۳۳، تحت آیت التسمیة)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

ہم گنہگاروں پہ تیری مہربانی چاہئے
سب گناہ دُھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہئے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4) جا ہم نے تجھے بخش دیا

قِیامت کے روز عذاب کے فِرِشتے ایک بندے کو پکڑلیں گے، حُکم ہو گا کہ اِس کے اَعضاء کو دیکھ لو اِس میں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ چُنانچہ، فِرِشتے تمام اَعضاء کو دیکھ ڈالیں گے، کوئی نیکی نہیں ملے گی۔ پھر فِرِشتے اُس سے کہیں گے۔ ''اب ذرا اَپنی **زَبان** باہَر نکالو کہ اُس میں دیکھ لیں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟'' جب وہ زَبان نِکالے گا تو اُس پر سَفید خط میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھا ہوا پائیں گے۔ اُسی وَقت حُکم ہوگا: ''جا! ہم نے تجھے بَخش دیا۔''

(نُزہَةُالمجالس، فصل فی فضائل بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، ۱/۳۸)

گنہگارو نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ

نظرِ رحمت پہ رکھو جنّتُ الفردوس میں جاؤ

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم کی بات ہے کہ جس کو چاہے بَخْش دے۔ یقیناً اُس شخص نے اِخلاص کے ساتھ **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم** پڑھی تھی جو کام آ گئی کہ **اِخلاص** کے ساتھ کیا جانے والا بظاہر چھوٹا عمل بھی بہُت بڑا دَرَجہ رکھتا ہے۔ چُنانچِہ **امامُ الْمُخْلِصِین، سیِّدُ الْمُرسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ قَبولیّت نشان ہے: **اَخْلِصْ دِیْنَکَ یَکْفِکَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ**. ترجمہ: اپنے دین میں مخلص ہوجاؤ تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔

(مستدرك حاكم، كتاب الرقاق، ٥/٤٣٥، حديث:٧٩١٤)

جو کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر اتنا کرم کرتا ہے اس کی نافرمانی بندوں کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ربِّ کریم کی ناراضی والے ہر کام سے بچیں اور اُسے راضی کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ وہ بہت کریم ہے اپنے بندوں کے چھوٹے چھوٹے اَعمال سے خوش ہوکر انہیں دائمی سعادتوں سے نواز دیتا ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اُس کی راہ میں سفر کرکے دینِ اسلام کے اَحکامات کو عام کرنا بھی ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسی عظیم مقصد کے حصول کے لئے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ **''دعوتِ اسلامی''** کے زیرِ اہتمام عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلے پوری دنیا میں دینِ اسلام کا عظیم پیغام پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔ آپ بھی **دعوتِ اسلامی** کے ان مدَنی قافلوں میں سفر کرکے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کوشش فرمائیں۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالامال فرمائے اور ہمیشہ اپنی ناراضی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے! **اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ

”عَفْو وکَرَم“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) پچھلی اُمتوں کے واقعات بیان کرکے مُتَّبِعین کی اصلاح کرنا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتِ مبارکہ ہے۔

(2) رَہبانیت حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مُتَّبِعِین سے شروع ہوئی۔ راہب وہ پادری، جوگی کہلاتے تھے، جو خوفِ خدا میں تارِکُ الدُّنیا (دنیا سے بے رغبت) ہوجاتے تھے، ایک گوشہ میں بیٹھ کر **اَللّٰہ اَللّٰہ** ہی کرتے تھے ان میں سے اکثر عالم بھی ہوتے تھے یہود و نصاریٰ کے ہاں ترکِ دنیا بہترین عبادت تھی۔

(مراٰۃ المناجیح،۳/۳۵۶)

(3) دینی مسائل ہمیشہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ہی سے معلوم کرنے چاہئیں، مسئلہ پوچھنے کے لئے عالموں کے پاس جانا عبادت ہے نیز عالم کے شہر کی تعظیم اور اس طرف منہ کرکے سونا یا مرنا بھی ربّ تعالیٰ کو پسند ہے۔ سنت یہ ہے کہ مومن کعبہ کو منہ اور سینہ کرکے سوئے، میت کو بھی کعبہ کے رُخ دَفْن کیا جاتا ہے، بعض عُشّاق، مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا یا بغداد شریف کی طرف منہ کرکے دعائیں مانگتے ہیں، نمازِ غوثیہ میں بعدِ نماز گیارہ قدم ”بغداد شریف“ کی طرف منہ کرکے چلتے ہیں اور اُدھر ہی منہ کرکے دعا مانگتے ہیں، اُن سب کی اصل مذکورہ حدیث ہے۔ دیکھو! اس شہر میں کَعْبَۂ مُعَظَّمَہ یا بَیْتُ الْمُقَدَّس نہ تھا۔ صرف نیک لوگوں کی بستی تھی جس کے ادب کی برکت سے مذکورہ شخص (یعنی 100 لوگوں کا قاتل) بخشا گیا۔

(4) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مایوسی مزید گناہوں پر اُبھارتی ہے۔ سچّی توبہ سے بڑے سے بڑے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہے۔

(5)اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی زیارت وملاقات کے لئے جانا نیکی وبھلائی کا باعث ہے اگر کسی وجہ سے زیارت وملاقات نہ ہو سکے تب بھی اچھی نیت کی بَرَکت سے کثیر اَجر وثواب ملتا ہے۔

(6)توبہ کرنے والے کے لئے مُستَحَب ہے کہ وہ گناہ والی جگہ کو چھوڑ دے۔

(7)**اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب اور مُقَرَّب بندوں سے **عَقِیدَت و مَحَبَّت** باعثِ مغفرت ہے اور اُن کے قُرب میں توبہ بہت جلد قُبول ہوتی ہے۔

اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہمیں اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی سچّی **مَحَبَّت** عطا فرمائے، اپنے گناہوں پر ندامت و سچّی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہر وقت اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔

اٰمِین بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خسارے کا سودا

جس شخص کے پاس ایک نفیس شے ہو جسے بیچ کر وہ لاکھوں دینار وصول کر سکتا ہو پھر وہ ایک پیسے کے عوض فروخت کر دے تو کیا یہ عظیم خسارہ نہیں کہلائے گا؟ اور یہ انتہائی درجہ کا نقصان نہیں؟ بِعَیْنِهٖ یہی حالت اس بندے کی ہے جو اپنے عمل سے خدا تعالیٰ کی رضا، اس کی بارگاہ میں اپنے عمل کی قبولیت، مدح وستائش اور ثواب کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف سے تعریف وتوصیف اور ذلیل دنیا کا طلب گار رہو۔

(جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ، ص۴۰۲)

حدیث نمبر:21 حضرت کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ وَکَانَ قَائِدَ کَعْبٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ بَنِیْہِ حِیْنَ عَمِيَ،قَالَ:سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ یُحَدِّثُ بِحَدِیْثِہٖ حِیْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ.قَالَ کَعْبٌ:لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَۃٍ غَزَاھَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ، غَیْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَۃِ بَدْرٍ،وَلَمْ یُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْہُ،اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ یُرِیْدُوْنَ عِیْرَقُرَیْشٍ حَتّٰی جَمَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَھُمْ وبَیْنَ عَدُوِّھِمْ عَلٰی غَیْرِ مِیْعَادٍ وَلَقَدْ شَھِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْعَقَبَۃِ حِیْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَی الْاِسْلَامِ،وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِھَا مَشْھَدَ بَدْرٍ،وَاِنْ کَانَتْ بَدْرٌ اَذْکَرَ فِي النَّاسِ مِنْھَا.وَکَانَ مِنْ خَبَرِيْ حِیْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَنِّيْ لَمْ اَکُنْ قَطُّ اَقْوٰی وَلَا اَیْسَرَ مِنِّيْ حِیْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْہُ فِيْ تِلْکَ الْغَزْوَۃِ،وَاللّٰہِ!مَا جَمَعْتُ قَبْلَھَا رَاحِلَتَیْنِ قَطُّ حَتّٰی جَمَعْتُھُمَا فِيْ تِلْکَ الْغَزْوَۃِ وَلَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ غَزْوَۃً اِلَّا وَرّٰی بِغَیْرِھَاحَتّٰی کَانَتْ تِلْکَ الْغَزْوَۃُ،فَغَزَاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِیْدٍ،وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِیْدًا وَمَفَازًا،وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا کَثِیْرًا،فَجَلّٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ اَمْرَھُمْ لِیَتَاَھَّبُوْا اُھْبَۃَ غَزْوِھِمْ فَاَخْبَرَھُمْ بِوَجْھِھِمُ الَّذِيْ یُرِیْدُ،وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرٌ وَلَا یَجْمَعُھُمْ کِتَابٌ حَافِظٌ(یُرِیْدُ بِذٰلِکَ الدِّیْوَانَ)قَالَ کَعْبٌ:فَقَلَّ رَجُلٌ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَغَیَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّ ذٰلِکَ سَیَخْفٰی لَہٗ مَا لَمْ یَنْزِلْ فِیْہِ وَحْيٌ مِنَ اللّٰہِ،وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ الْغَزْوَۃَحِیْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ، فَاَنَا اِلَیْھَا اَصْعَرُ، فَتَجَھَّزَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَہٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِکَيْ اَتَجَھَّزَ مَعَہٗ، فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَیْئًا،وَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ:اَنَا قَادِرٌ عَلٰی ذٰلِکَ اِذَا اَرَدْتُّ، فَلَمْ یَزَلْ یَتَمَادٰی بِيْ حَتّٰی اِسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَادِیًا وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَہٗ،وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جِھَازِيْ شَیْئًا،ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ

شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ، فَيَالَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِيْ، فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً، اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ: مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِيْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِئْسَ مَا قُلْتَ: وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُوْلُ بِهِ السَّرَابُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ) فَاِذَا هُوَ اَبُوْ خَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوْكَ حَضَرَنِيْ بَثِّيْ، فَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ بِمَ اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا؟ وَاَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِنْ اَهْلِيْ، فَلَمَّا قِيْلَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا، زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّيْ لَمْ اَنْجُ مِنْهُ بِشَيْءٍ اَبَدًا، فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ، وَكَانُوْا بِضْعًا وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ "تَعَالَ" فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِيْ، مَا خَلَّفَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟ قَالَ قُلْتُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنِّيْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، لَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا، وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ يُسْخِطُكَ عَلَيَّ، وَاِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ

عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّي لَاَرْجُوْ فِيْهِ عُقْبَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ،وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ،وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ قَالَ:فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ،فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِي فَقَالُوْا لِيْ: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِيْ اَنْ لَا تَكُوْنَ اِعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ،فَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اِسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ.قَالَ:فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُّ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ،ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ:هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ مِنْ اَحَدٍ؟قَالُوْا:نَعَمْ،لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ،وَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ،قَالَ:قُلْتُ،مَنْ هُمَا؟قَالُوْا:مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ،وهِلَالُ ابْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ.قَالَ،فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ، قَالَ: فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ.وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ،فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ اَوْ قَالَ:تَغَيَّرُوْا لَنَاحَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ، فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ،فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً.فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ.وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ،وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ،وَاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ:هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا؟ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ،فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ وَاِذَاالْتَفَتُّ نَحْوَهُ اَعْرَضَ عَنِّيْ،حَتّٰى اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ،فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ،فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا قَتَادَةَ! اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟فَسَكَتَ،فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ،فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ،فَقَالَ:اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ.فَفَاضَتْ عَيْنَايَ،وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ،فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ

فِيْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ،مَنْ يَّدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ اِلَيَّ حَتّٰى جَاءَ نِيْ فَدَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ،وَكُنْتُ كَاتِبًا،فَقَرَاْتُهُ فَاِذَا فِيْهِ:اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ،فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ،فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا:وَهٰذِهٖ اَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ،فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا،حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ،فَقَالَ:اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ،فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟ فَقَالَ:لَا،بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا،وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.فَقُلْتُ لِاِمْرَاَتِيْ:اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ.فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ،فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهُ؟قَالَ:لَا،وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ:اِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ مِنْ حَرَكَةٍ اِلٰى شَيْءٍ،وَ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا.فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ:لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَاَتِكَ فَقَدْ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهُ؟فَقُلْتُ،لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَاذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ فِيْهَا،وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ!فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ،فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا.ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا،فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا،قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ،سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ:يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا،وَعَرَفْتُ اَنَّهُ قَدْجَاءَ فَرَجٌ.فَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا ، فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ اَسْلَمَ قِبَلِيْ،وَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ،فَكَانَ الصَّوْتُ

اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ،فَلَمَّا جَاءَ نِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبُشْرَاهُ،وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ،وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اَتَاَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنَنِي بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِيْ:لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ.حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ،فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ،وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ،فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ،قَالَ كَعْبٌ،فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ"اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ"فَقُلْتُ:اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟قَالَ:"لَا،بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ"وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ،فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ،يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ.فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ"فَقُلْتُ اِنِّي اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ.وَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا اَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ،وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ،فَوَاللّٰهِ!مَا عَلِمْتُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى،وَاللّٰهِ!مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا،وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا بَقِيَ،قَالَ:فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ حتّٰی بَلَغ ﴿اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْاؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ حتّٰی بَلَغَ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾﴾(پ۱۱،التوبة،۱۱۷،۱۱۸،۱۱۹)

قَالَ كَعْبٌ،وَاللّٰهِ! مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ

نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذَبْتُهُ،فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا،اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ،فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ ﴾ (پ١١،التوبة:٩٥،٩٦)

قَالَ كَعْبٌ،كُنَّا خُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،حِيْنَ حَلَفُوْا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ،وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ بِذٰلِكَ،قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى(وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا) وَلَيْسَ الَّذِيْ ذُكِرَ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ،وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهُ اِيَّانَا وَاِرْجَاؤُهُ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (مسلم،كتاب التوبه،باب حديث توبة كعب ابن مالك، ص١٤٨٢، حديث:٢٧٦٩)

وَفِيْ رِوَايَةٍ:اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ (بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب من اراد غزوة فوری بغيرها ومن احب الخروج يوم الخميس، ٢٩٦/٢، حديث:٢٩٥)

وَفِيْ رِوَايَةٍ:وَكَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى،فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ.(مسلم،كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب الركعتين فی المسجد الخ، ص٣٦١، حديث:٧١٦)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ بن کَعْب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جو اپنے والد کے نابینا ہونے پر ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں چلایا کرتے تھے ان سے مروی ہے کہ میں نے حضرتِ سَیِّدُنا کَعْب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سُنا، وہ غزوۂ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں کسی غزوہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوۂ تبوک کے، ہاں غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا مگر غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر عتاب نہیں کیا گیا۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمان، قریش کے قافلہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ یہاں تک کہ اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو بغیر کسی میعاد کے اکٹھا کر دیا، میں عقبہ کی رات میں بھی بارگاہِ نبوی میں حاضر تھا، جب ہم نے اسلام کی اِعانت پر عہد و مِیثاق کیا تھا، میں اس کے مقابلہ میں بدر کی شرکت کو زیادہ پسند نہ کرتا تھا، حالانکہ لوگوں میں بدر کا زیادہ چرچا تھا۔ غزوۂ تبوک سے میرے پیچھے رہنے والوں کا واقعہ یوں ہے، کہ میں دوسرے غزوات کی بہ نسبت ان دنوں زیادہ طاقت وَر اور بہت مالدار تھا۔ اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو سواریاں اکٹھی نہیں ہوئیں، جب کہ اس موقع پر مجھے دو سواریاں مُیَسَّر تھیں، اور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معمول تھا کہ جب کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اصل معاملہ لوگوں سے مخفی رکھتے۔ اس غزوے کے وقت گرمی شدید، سفر دراز، راستے میں غیر آباد جنگل اور قدم قدم پر دشمن موجود تھے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کے سامنے تمام معاملہ واضح کر دیا تا کہ اس کے مطابق زادِراہ تیار کر لیں، انہیں یہ بھی بتا دیا کہ کس طرف جانا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ مسلمانوں کی کثیر تعداد تھی، کسی رجسٹر وغیرہ میں ان کے نام محفوظ نہیں کئے گئے تھے، حضرت سیدنا کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جو شخص غائب ہونا چاہتا اس کا خیال ہوتا کہ اس کی غیر حاضری پوشیدہ رہے گی جب تک کہ اس کے بارے میں وحی نازل نہ ہو۔ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس غزوہ کے لیے اس وقت تشریف لے گئے جب پھل اور سائے مرغوب تھے، مجھے بھی ان چیزوں کی طرف رغبت تھی۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمان جہاد کی تیاری کر چکے تھے، میں صبح کے وقت تیاری شروع کرنے کا ارادہ کرتا لیکن پھر کچھ نہ کرتا اور اپنے دل میں یہی کہتا کہ میں اس پر قادر ہوں کہ جب چاہوں گا سامان تیار کر لوں گا۔ اسی طرح دیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ لوگوں کی کوششیں تیز ہو گئیں اور ایک صبح مسلمان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ روانہ ہو گئے اور میں نے ابھی تک کوئی تیاری نہیں کی، میرا یہی حال رہا اور مسلمان تیز رفتاری سے چلتے ہوئے بہت دور نکل گئے، میں نے چاہا کہ میں جا کر ان سے مل جاؤں اور کاش کہ میں نے ایسا کر لیا ہوتا مگر میری تقدیر میں ایسا نہیں تھا۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر لوگوں کی طرف نکلتا تو مجھے یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا کہ منافقین اور کمزور و معذور افراد کے سوا اپنے جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آتا۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبوک پہنچنے تک میرا ذکر نہ کیا، تبوک میں آپ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے پوچھا: کَعْب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کیا بنا؟ بَنُو سَلِمَہ کے ایک آدمی نے کہا، یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اُسے دو چادروں اور دونوں پہلوؤں کے نظارے نے روک لیا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے فرمایا: تم نے بری بات کہی ہے، یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم ان کے متعلق بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے (ان کا پیچھے رہنا کسی مجبوری کی وجہ سے ہوگا)۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش ہوگئے، اِسی دوران آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک شخص کو سفید لباس میں ریگستان سے آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ''**ابوخثیمہ ہو جا!**'' جب وہ آئے تو واقعی ابوخثیمہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے ایک صاع کھجور صدقہ کی تھیں تو منافقین نے (اس کم مقدار پر) انہیں طعنہ دیا تھا۔ حضرتِ کَعْب فرماتے ہیں جب مجھے پتا چلا کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع لشکر تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں، تو میرا غم تازہ ہوگیا اور جھوٹے خیالات دل میں آنے لگے اور میں سوچنے لگا کہ کل کس بات کے ذریعے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی سے بچ سکوں گا۔ اس سلسلے میں، میں نے اپنے گھر کے تمام سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کیا۔ جب یہ مشہور ہوگیا کہ عنقریب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لانے ہی والے ہیں، تو میرے ذہن سے تمام جھوٹے بہانے نکل گئے اور میں نے جان لیا کہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب سے کسی جھوٹ کے باعث ہرگز نہ بچ سکوں گا۔ لہٰذا اب میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صبح کے وقت تشریف لائے آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعت نماز ادا فرما کر لوگوں کے درمیان بیٹھ جاتے۔

حسبِ **معمول** آپ نے ایسا ہی کیا، پھر غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے لوگ قسمیں کھا کھا کر عذر پیش کرنے لگے، ان کی تعداد اَسّی (80) سے کچھ زائد تھی، آپ نے ظاہر کو قبول کرتے ہوئے ان کی **بَیْعَت** کی تجدید کی، ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کا باطن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کردیا۔ پھر میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غضب آمیز تَبَسُّم فرمایا اور کہا: ''آگے آؤ'' چنانچہ، میں آپ کے سامنے جا بیٹھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تجھے کس چیز نے غزوے سے

پیچھے رکھا، کیا تو نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر آپ کے علاوہ کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً کسی بہانے اس کی ناراضی سے بچ جاتا، مجھے قوتِ کلام عطا کی گئی ہے، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آج میں جھوٹ بول کر آپ کو راضی کر لوں تو عنقریب اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر آپ سے سچ سچ کہہ دوں گا تو اگرچہ ابھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ پر ناراضگی کا اظہار فرمائیں گے۔ لیکن مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اچھے انجام کی اُمید ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے کوئی مجبوری نہ تھی، وَاللہ! میں کبھی اس سے زیادہ قُوّت وفَراخی والا نہ تھا، جب میں آپ سے پیچھے رہا۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس شخص نے سچ کہا۔ (پھر فرمایا:) اُٹھ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے بارے میں کچھ فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ، میں اُٹھ گیا اور بنوسلمہ کے کچھ لوگ بھی میرے پیچھے چل پڑے، کہنے لگے، خدا کی قسم! ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، دوسرے لوگوں کی طرح تم سے کوئی عذر کیوں نہ بن سکا، تمہارے گناہ کی معافی کے لیے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بخشش کی دعا مانگنا ہی کافی تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ مسلسل مجھے مَلامَت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے اِرادہ کیا کہ واپس جا کر اپنے آپ کو جھٹلاؤں، پھر میں نے پوچھا کیا اس معاملہ میں میرے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں دو آدمی اور بھی ہیں، انہوں نے بھی وہی بات کہی جو تم نے کہی انہیں بھی تمہاری طرح کا جواب دیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ کہا: ''مُرَارَہ بِن رَبِیْع عَمْرِی اور ہِلَال بن اُمَیَّہ وَاقِفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا'' یہ دونوں بہت نیک تھے، غزوۂ بدر میں شریک ہو چکے تھے اور میرے لئے بہترین نمونہ تھے، جب مجھے ان کا معلوم ہوا تو میں اپنی سچائی پر قائم رہا، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں سے قطع کلامی کا حکم فرمایا۔ چنانچہ، لوگ ہم سے دور رہنے لگے، یہاں تک کہ میرے لئے زمین بھی بدل چکی تھی گویا کہ یہ وہ زمین نہ تھی جس کو میں اس سے پہلے پہچانتا تھا۔ پچاس (50) دن تک ہماری یہی حالت رہی، میرے دونوں ساتھی عاجز ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھے رونے لگے۔

چونکہ میں ان سے جوان اور طاقت وَر تھا، اس لیے باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا

پھرتا ،لیکن کوئی آدمی مجھ سے بات نہ کرتا، میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتا، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے میں سلام عرض کرتا اور دل میں کہتا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سلام کا جواب دینے کے لیے لب مبارک ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور نظر چرا کر دیکھتا جب میں نماز میں مشغول ہوتا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف دیکھتا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوسری طرف توجہ فرما لیتے ، جب لوگوں کے مجھ سے قطع تعلق کو ایک طویل عرصہ گزر گیا تو میں ایک دن اپنے چچا زاد بھائی حضرت ابوقتادہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے باغ کی دیوار پھلانگ کر ان کے پاس گیا وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ میں نے سلام کیا لیکن انہوں نے جواب نہ دیا، میں نے کہا: اے ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ ان کو قسم دی وہ پھر خاموش رہے، میں نے تیسری بار قسم دی تو کہنے لگے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ (یہ سُن کر) میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ، میں واپس لوٹا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا، حضرت کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں ایک دن مدینے کے بازار میں تھا کہ ملکِ شام کا ایک کسان جو غلہ بیچنے مدینہ منورہ آیا تھا اس نے کہا کہ مجھے کعب بن مالک کا پتہ کون بتائے گا؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو اس نے مجھے شاہِ غَسّان کا ایک خط دیا، جس میں لکھا تھا:

''اَمَّا بَعد! مجھے پتا چلا ہے کہ تمہارے ساتھی (یعنی رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تم پر ظلم کیا۔ حالانکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں ذِلت ورسوائی کا گھر نہیں دیا ہے، ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہاری خاطر کریں گے۔''

حضرتِ کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ، خط پڑھ کر میں نے کہا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے، پس میں نے وہ خط جلتے تنور میں ڈال دیا، جب پچاس (50) راتوں میں سے چالیس (40) راتیں گزر گئیں اور وحی میں بھی تاخیر ہوئی تو ایک دن رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد نے آ کر کہا کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ کر دو۔ میں نے کہا: کیا اسے طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بلکہ اسے علیحدہ کر دو اور اس سے قربت نہ کرنا۔ میرے دوسرے ساتھیوں کو

بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہی پیغام بھجوایا، میں نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم اپنے ماں باپ کے ہاں چلی جاؤ اور جب تک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ نہ فرمائے وہیں رہو۔ہلال بن اُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہلال بن اُمَیَّہ بہت بوڑھے ہیں اُن کے پاس کوئی خادِم بھی نہیں، اگر میں اُن کی خدمت کرتی رہوں تو کیا آپ اِس کو ناگوار سمجھیں گے؟ فرمایا: نہیں۔لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئے۔انہوں نے عرض کی: ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ تو اب ایسی باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور جب سے یہ واقعہ پیش آیا وہ اب تک مسلسل رو رہے ہیں۔'' (حضرتِ سیدنا کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) میرے گھر والوں میں سے کسی نے مجھ سے کہا تم بھی رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی زوجہ کے بارے میں اجازت لے لیتے۔ہلال بن اُمَیَّہ کی زوجہ کو رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی خدمت کی اجازت دے دی ہے میں نے کہا بخدا: میں ایک جوان آدمی ہوں میں اس بارے میں رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت نہیں لوں گا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ مجھے کیا جواب ارشاد فرمائیں گے۔اِسی حالت میں دس (10) راتیں اور گزر گئیں۔جب پچاس (50) راتیں پوری ہوگئیں، تو پچاسویں رات کی صبح کو میں نے گھر کی چھت پر صبح کی نماز پڑھی اور میری بالکل وہی حالت تھی جس کا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ذکر فرمایا۔میں اپنی جان سے بیزار ہو چکا تھا: اور زمین کشادگی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی، اچانک میں نے ''سَلْع'' پہاڑی پر ایک مُنَادِی کی آواز سنی جو باآواز بلند کہہ رہا تھا ''اے **کَعْب بن مالک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! تمہیں خوشخبری ہو۔'' یہ سن کر میں سجدے میں گر پڑا مجھے معلوم ہوگیا کہ فراخی کا وقت آچکا ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ فجر کے بعد لوگوں میں اِعلان فرمادیا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہماری توبہ قبول فرمالی ہے۔چنانچہ، لوگ مجھے خوش خبری دینے لگے، میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے جانے لگے۔ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا میری طرف آیا، اسلم قبیلہ سے ایک آدمی دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔اس کی آواز گُھڑ سوار کی رفتار سے تیز تھی۔(لہٰذا پہلے مجھ تک پہنچی) جب خوشخبری سنانے والا میرے پاس آیا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر اُسے دے دیئے، یہ خوشخبری سنانے کا صِلہ تھا۔**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت صرف اُن دو کپڑوں کا مالک تھا، پھر میں نے دو کپڑے ادھار لے کر پہنے اور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضری کے لئے چل دیا، لوگوں کی فوج در فوج نے مجھ سے ملاقات کی اور قبولیتِ توبہ کی مبارکباد دینے لگے۔ وہ کہہ رہے تھے مبارک ہو! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی ہے، جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہیں اور لوگ آپ کے اردگرد بیٹھے ہیں۔ طلحہ بن عبید **اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مجھے دیکھ کر جلدی سے میری طرف لپکے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مہاجرین میں سے اُن کے سوا کوئی نہیں اُٹھا (راوی کہتے ہیں) حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرتِ طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اس عنایت کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ حضرت سیدنا کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا چہرۂ انور خوشی سے دمک رہا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: **''تمہیں اس دن کی خوشخبری ہو کہ جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا، آج کا دن سب سے بہتر دن ہے۔''** میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی طرف سے ہے یا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے؟ فرمایا: ''نہیں بلکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے۔'' اور رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم خوش ہوتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا چہرہ خوشی سے چاند کی طرح چمکنے لگتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ اس سے ہمیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خوشی کا اندازہ ہو جاتا، جب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کی: یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں اپنا مال **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نام پر صدقہ کردوں۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا، کچھ مال اپنے پاس رکھو، تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کی: میں اپنا خَیْبَر والا حصہ رکھ لیتا ہوں اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے سچ بولنے کے سبب نجات عطا فرمائی ہے، لہٰذا میری تکمیلِ توبہ سے یہ بھی ہے کہ میں آئندہ بھی ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ پس **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے یہ بات کہی اس وقت سے میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے سچ بولنے کی وجہ سے مجھ سے زیادہ انعام عطا فرمایا ہو اور رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے عرض کرنے کے بعد سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ بھی نہیں کیا اور

امید ہے کہ اَللہ عَزَّوَجَلَّ آیندہ بھی مجھے جھوٹ بولنے سے محفوظ رکھے گا۔ اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے (ہمارے بارے میں) یہ آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (پ:۱۱، التوبۃ:۱۱۹۔۱۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبر بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا، بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے، اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

حضرتِ کَعْب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے مجھے اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِسلام کی دولت عطا فرمائی، مجھ پر اس سے بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا کہ میں نے رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سچ بولا اور جھوٹ نہ بولا، ورنہ میں بھی جھوٹ بولنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاتا، کیونکہ اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے جھوٹ بولنے والوں کو جس قدر بُرا قرار دیا شاید ہی دوسروں کو اس قدر قابلِ مَذَمَّت قرار دیا ہو۔ اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

ترجمۂ کنزالایمان: اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں

رِجْسٌ٘ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ (پ:١١،التوبۃ:٩٥،٩٦)

نہ پڑو، تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو، وہ تو نرے پلید ہیں، اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ، تو بے شک اللّٰہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا۔

حضرتِ کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں سے الگ ہے جن کے قسم کھانے پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کا عذر قبول فرمالیا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمارا معاملہ مؤخّر کر دیا یہاں تک کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمارا فیصلہ یوں فرمایا: ''**وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا**.. الخ'' اس آیت سے غزوہ سے پیچھے رہ جانا مراد نہیں بلکہ اس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہمارے معاملہ کو اُن لوگوں کے معاملہ سے مؤخر کر دینا مراد ہے، جنہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قسمیں کھائیں اور عذر خواہی کی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کا عذر قبول فرمالیا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن تشریف لے گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفر سے چاشت کے وقت واپس تشریف لاتے، پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر تشریف فرما ہوتے۔

کسی کی مصیبت دور ہونے پر اسے خوشخبری دینا

علامہ **بَدْرُ الدِّین عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی **عمدۃ القاری شرح بخاری** میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے پچاس سے زائد فوائد حاصل ہوتے ہیں (جن میں سے چند یہ ہیں) اس امت کے لئے مالِ غنیمت حلال ہے، سفر سے لوٹنے والے کے لئے گھر جانے سے پہلے مسجد میں جا کر نمازِ (نفل) ادا کرنا مستحب ہے، دوست کے باغ میں بغیر

اجازت داخل ہونا جائز ہے، جب کسی کو کوئی نعمت ملے یا کوئی بڑی مصیبت دور ہو تو اسے خوشخبری دینا مستحب ہے، غم یا مصیبت کے ٹل جانے پر صدقہ کرنا مستحب ہے۔ (عمدة القاری، کتاب المغازی، باب فی حدیث کعب بن مالك، ۱۲ /۳۷۹، تحت الحدیث:۴۴۱۸)

صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا جذبۂ ایمانی

اس حدیثِ پاک کے تحت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **"نزهة القاری"** میں فرماتے ہیں: **غزوۂ تبوک** میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت "رُوم" سے مقابلہ تھا اس لیے **نَفِیرِ عام** (ہر خاص وعام کو جہاد) کا حکم ارشاد فرمایا تھا کہ جو بھی جہاد کی **اِسْتِطَاعَت** رکھتا ہے وہ ضرور ساتھ ہو لے اور زمانہ سخت **عُسْرَت** (تنگی) کا تھا اور کھجوریں پک چکی تھیں حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اخراجاتِ جنگ کے لئے چندہ فرمایا اسی موقع پر اَمِیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا کُل مال اور اَمِیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آدھا مال نذر کیا تھا، لیکن اس غزوے کی **تَجْھِیز** (تیاری) کا سہرا اَمِیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر رہا۔ اسی وجہ سے جو لوگ **اِسْتِطَاعَت** کے باوجود اس غزوے میں شریک نہ ہوئے ان پر سخت عتاب ہوا، اَنصار میں سے اَسّی **(80)** سے کچھ زائد افراد غزوے میں شریک نہ ہوئے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب اس غزوے سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے، تو تین کے علاوہ بقیہ تمام پیچھے رہ جانے والوں نے عذر بیان کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی جن سے کوئی **مُوَاخَذَہ** نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ لوگ مومن مُخلِص نہ تھے، منافق تھے۔ البتہ تین حضرات مؤمنین مُخلِصین میں سے تھے، انہوں نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا، جس کی وجہ سے اُن پر (وقتی طور پر) عتاب ہوا، (لیکن پھر عظیم الشان انعام سے نوازے گئے) جسکی پوری تفصیل اور ایمان افروز احوال حدیثِ مذکور میں بیان ہوئے۔

(نزهة القاری، ۴/۸۷۸)

سیدنا کَعب بِن مَالِک رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ انصاری خزرجی ہیں۔عقبۂ ثانیہ میں شریک ہوئے۔بدر کی حاضری میں اختلاف ہے، سوائے تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاص شاعروں میں سے ہیں۔آپ کے متعلق سورۂ توبہ میں قبولِ توبہ کی آیت نازل ہوئی۔آپ نے ایک جماعت سے روایت کی 77 سال عمر پائی 50ھ میں وفات پائی آخری عمر میں آپ نابینا ہوگئے تھے۔ (مرأۃ المناجیح،ترجمہ اکمال (حالات صحابہ وتابعین)۸/۷۵)

سیدنا مُرَارَہ بِن رَبِیع عَامِری رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ

آپ عامری انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے آپ ان تین افراد میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی۔(الاصابة فی تمییز الصحابة، ٦/ ٥٢)

سیدنا ہِلَال بِن اُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ

آپ انصاری صحابی ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے آپ سے حضرتِ جابر اور حضرتِ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمْ نے روایت کی آپ قدیم الاسلام ہیں۔بنو واقف کے بتوں کو بھی آپ ہی نے توڑا تھا۔(اسد الغابة ، ٥/٤٢٢)

سچائی میں نجات ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سچ ہمیشہ نجات دِلاتا ہے جبکہ جھوٹ ہلاکت وبربادی کی طرف لے جاتا ہے۔حضرتِ سَیِّدُنا کَعْب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ اور انکے دونوں ساتھیوں نے سچ بولا تو انہیں وقتی طور پر اگرچہ آزمائش میں مبتلا کیا گیا لیکن پھر انھیں جو عزت ومقام ملا وہ کسی اور کو نہ ملا جبکہ جھوٹ بولنے والوں سے اگرچہ وقتی طور پر کچھ مُواخذہ نہ ہوا لیکن اُن کا اَنجام بہت بُرا ہوا۔سچ بولنے والوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرانِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ (پ ٧، المائدة: ١١٩)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی۔

سچائی کی اچھائی اور جھوٹ کی مَذَمَّت بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بیشک! سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بیشک بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں صِدّیق (بہت سچ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے جبکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کذّاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب قول اللّٰہ تعالی، ٤/ ١٢٥، حدیث: ٦٠٩٤)

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ غزوہ بدر کی فضیلت **مُسلَّم** ہے اور وہ بہت مشہور غزوہ ہے پھر حضرت سیدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ کیوں فرمایا کہ مجھے غزوہ بدر میں شرکت سے زیادہ بیعت عقبہ میں شرکت پسند ہے؟ اس بارے میں **عَلَّامَہ اِبنِ حَجَر عَسقَلَانِی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتح الباری** میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ غزوہ بدر میں شریک ہوئے وہ اگرچہ فضیلت رکھتے ہیں اس حیثیت سے کہ غزوہ بدر پہلا غزوہ ہے جس میں اسلام کی مدد کی گئی، لیکن بیعتِ عقبہ اسلام کے پھیلنے کا سبب بنی اور اسی کی وجہ سے غزوہ بدر وجود میں آیا۔ (فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمکۃ وبیعۃ العقبۃ، ٨/١٨٨، تحت الحدیث: ٣٨٨٩)

حدیثِ مذکور میں ذکر ہوا کہ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سَیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں اِستِفسار فرمایا تو ایک شخص نے کہا کہ انہیں دو چادروں کے نظارے نے روک لیا۔

حضرتِ سَیِّدُنا عَلَّامَہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس کے تحت فرماتے ہیں: چونکہ یہ قول غیبت پر مبنی تھا اس

لئے حضرتِ سَیِّدُ نا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے غیبت سے روکتے ہوئے فرمایا: ''بِئْسَ مَا قُلْتَ'' یعنی تم نے بُری بات کہی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان کی غیبت کا رد کیا جائے گا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب التوبۃ، باب حدیث توبۃ کعب بن مالک و صاحبیہ، ۹/۸۹، الجزء السابع عشر)

جنتی عمل

حضرتِ سَیِّدُ نا عبد اللہ بِنْ عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آقائے دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جنتی عمل کون سا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سچ بولنا، بندہ جب سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے محفوظ ہوجاتا ہے اور جب محفوظ ہوجاتا ہے تو جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جہنم میں لے جانے والا عمل کونسا ہے؟ فرمایا: جھوٹ بولنا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو ناشکری کرتا ہے اور جب ناشکری کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔ (مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ۲/۵۸۹، حدیث:۶۶۵۲)

لمحۂ فکریہ

عمدۃ القاری میں ہے: حضرتِ سَیِّدُ نا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ان تینوں حضرات نے نہ تو مالِ حرام کھایا، نہ کسی کا ناحق خون بہایا، نہ زمین میں فساد پھیلایا لیکن پھر بھی ان پر بہت سخت آزمائش آئی، زمین اپنی تمام تر وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی، تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو فواحش و کبیرہ گناہوں میں پڑا ہوا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب فی حدیث کعب بن مالک، ۱۲/۳۷۹، تحت الحدیث:۴۴۱۸)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ   اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
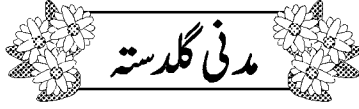
”سچائی“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) ہمیشہ سچ بولنا چاہیے چاہے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑے کیونکہ سچ میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا و خوشنودی ہے۔

(2) مصیبت کے دنوں میں صبر کرنا چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے کہ ایک نہ ایک دن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمام مصیبتوں کو دور فرما دے گا۔

(3) مصیبت کے وقت شیطان مختلف وار کر کے ایمان چھیننے کی کوشش کرتا ہے، ایسے وقت میں نہایت صبر و اِسْتِقَامَت سے کام لینا چاہئے۔ ایمان کی سلامتی کے لئے بڑی سے بڑی مشکل و مصیبت کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایمان کی برکت سے جنت اور اس کی ایسی لازوال نعمتیں نصیب ہوں گی کہ دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت بھی لمحہ بھر میں بھول جائے گی۔

(4) ہمارے اسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کسی بھی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہ کرتے انہیں دنیا کا ہر دکھ درد سہنا منظور تھا لیکن کسی بھی صورت دامنِ مصطفٰے سے جدائی برداشت نہ تھی۔ وہ اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں میں رہنے کی خاطر دنیا کی بڑی سے بڑی دولت و راحت کو ٹھکرا دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شاہِ غَسّان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

(5) جمعرات کے دن سفر پر جانا، سفر سے چاشت کے وقت واپس آنا اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے وہ کبھی بھی ہمارے نیک اعمال سے خوش

نہیں ہوتا، لمبی لمبی اُمیدیں دِلا کر نیکیوں سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور انسان اس کے بہکاوے میں آکر نہ صرف نیک اعمال سے دور ہو جاتا ہے بلکہ اپنے گناہوں پر معافی مانگنے میں بھی سستی وغفلت سے کام لیتا ہے اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں اتر جاتا ہے پھر سوائے حسرت وافسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ لہٰذا سمجھ دار وہی ہے جو جلد از جلد اعمالِ صالحہ و توبہ و اِستِغفار کے ذریعے اپنے کریم پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرلے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے کا ایک بہترین ذریعہ اس کی راہ میں سفر کرنا بھی ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** کے زیرِ اہتمام عاشقانِ رسول راہِ خدا میں سفر کر کے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مصروفِ عمل ہیں، آپ بھی **"دعوتِ اسلامی"** کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب ہونگی۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں سے بچنے اور نیک کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں   اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:22 اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر جان کی قربانی

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنٰى ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ ، فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم وَلِيَّهَا ،فَقَالَ: أَحْسِنْ إِلَيْهَا ، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِيْ فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ،ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَافَقَالَ لَهُ عُمَرُ : تُصَلِّي عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟قَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ،وَهَلْ وَجَدْتَّ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟رَوَاهُ مُسْلِم

(مسلم ،کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، ص۹۳۳، حدیث:۱۶۹۶)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُ ناعِمْرَان بِنْ حُصَیْن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جُھَیْنَہ قبیلے کی ایک عورت جوزِنا سے حاملہ تھی بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حد (گناہ کی سزا) کی مُستحق ہوں،اُس (حد) کو مجھ پر قائم فرمادیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے وَلی (سرپرست) کو بُلایا اور اُس سے فرمایا کہ اسے اپنے ہاں اچھے طریقے سے رکھو! جب بچہ پیدا ہوجائے تو اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ،اس نے اسی طرح کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس عورت کے متعلق حکم فرمایا کہ اس کے کپڑوں کو اس کے جسم پر باندھ دو اور اس کو رَجم کردو۔ چنانچہ، وہ رَجْم کردی گئی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ حضرتِ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خدمتِ اَقدس میں عرض کی: اس نے زِنا کیا ہے،آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پھر بھی اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مَدِینۂ مُنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے ستّر (70) آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو اُن کی بخشش کے لئے کفایت کرے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر اس نے اپنی جان قربان کردی۔

جو توبہ کرلے اُسے مَلامت نہیں کرنی چاہئے

حضرت سَیِّدُنا اِمام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شَرحِ مسلم** میں فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اس عورت کے ولی کو یہ کہنا کہ تم اسے اچھی طرح رکھو اور جب بچے کی ولادت ہوجائے تو اسے میرے پاس لے آنا، یہ نرمی دو سبب سے تھی (1) تاکہ اس کے عزیز واقربا غیرت وعار کی بِنا پر اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائیں (2) چونکہ لوگ ایسی عورتوں سے نفرت کرتے اور انہیں بُرا بھلا کہتے ہیں، لیکن اس عورت نے سچی توبہ کرلی تھی اس لئے اس کے ساتھ نرمی کا حکم دیا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب حد الزنا، باب قبول توبة القاتل وان کثر، ۶/۲۰۵، الجزء الحادی عشر)

خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں اپنے گناہوں پر سچی ندامت نصیب ہوجاتی ہے اور یہی ندامت ان کی معافی کا باعث بن جاتی ہے۔ جو جتنا نیک ہوگا اُسے اپنے گناہ پر اتنی ہی زیادہ ندامت ہوگی۔ بتقاضائے بشریت جب اُس عورت سے گناہ سرزد ہوا تو اسے اپنے اس فعل پر ایسی ندامت ہوئی کہ اپنے آپ کو رَجْم کے لئے پیش کردیا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بچے کی پیدائش کے بعد آنے کا حکم فرمایا کیونکہ حاملہ کو رجم کرنے کی صورت میں ایک جان بلاکسی وجہ کے ضائع ہوتی۔ بچے کی ولادت کے بعد جب وہ دوبارہ حاضرِ خدمت ہوئی تو اسے رَجْم کیا گیا اور میرے آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی توبہ کے بارے میں فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ منورہ کے ستر 70 آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو اُن کی بخشش کے لئے کفایت کرے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر اس نے اپنی جان قربان کردی۔ مُفَسِّر شہیر **حَکِیْمُ الْاُمَّت** مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: یہاں توبہ کو مادی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس کے لیے تقسیم کا ذکر فرمایا اور ہوسکتا ہے کہ تقسیمِ توبہ سے مراد اس کے ثواب کی تقسیم ہے۔ اس دوسری توجیہ کو مرقات نے ترجیح دی۔ (مراۃ المناجیح، ۵/۲۸۵)

گناہوں پر دُنیوی سزائیں کیوں رکھی گئیں؟

دینِ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے دنیا وآخرت کے ہر میدان

میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ جہاں اس دینِ برحق نے نیک اعمال پر اجرِ عظیم کی خوشخبری سنائی وہیں گناہوں کے ارتکاب پر دُنیوی و اُخروی سزائیں بھی مقرر فرمائیں تاکہ برائی کا تَدارُک (روک تھام) ہو سکے۔ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں کوئی صرف رضائے الٰہی پانے کے لئے برائی سے بچتا ہے تو کوئی غضبِ الٰہی اور آخرت کے خوف سے گناہوں سے مُجْتَنِبْ (بچا) رہتا ہے۔لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو آخرت کی وَعیدوں کو دُور جاننے کی وجہ سے غفلت کے عَمِیق (گہرے) گڑھے میں پڑے رہتے ہیں۔ چونکہ دُنیوی سزائیں فوری ملتی ہیں اس لئے وہ اِن سزاؤں کے خوف سے برائیوں سے بچتے ہیں اوراس طرح معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ لہٰذا اِسلام نے مختلف گناہوں کی جو دُنیوی سزائیں مقرر کیں ہیں وہ مَعَاذَ اللّٰہ ظلم نہیں بلکہ ظلم وستم کا قلع قمع کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جب کسی ایک کو سزا ملے گی تو اسے دیکھنے والے سب عبرت حاصل کریں گے۔ زنا ایسا جرم ہے کہ جس کی وجہ سے انسانی نسب خراب ہوتا ہے، شریعتِ مُطَہَّرہ نے حفظِ نسب کو بڑی اہمیت دی ہے، لہٰذا جو اِس میں خرابی کا باعث بنے گا۔ اسے قہرِ خداوندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ زنا کی حرمت کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (پ ۱۵، بنی اسرائیل الاسراء: ۳۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۹-۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اَللّٰہ کے ساتھ کسی معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اَللّٰہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن، اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

قرانِ کریم میں زِنا کی سزا بیان کرتے ہوئے خدائے بزرگ وبرتر نے ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِۚ وَ لْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۲ (پ ۱۸، النور:۲)

ترجمۂ کنز الایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد، تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

صَدْرُالافاضِل حضرتِ علاّمہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: یہ خِطاب حُکّام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زِنا سرزد ہو اس کی حد (شرعی سزا) یہ ہے کہ اسے سو(100) کوڑے لگاؤ، یہ حد حُرِّغیرِ مُحْصِن (یعنی آزاد، کنوارے) کی ہے کیونکہ حُرِّمُحْصِن (یعنی آزاد، شادی شدہ) کا حکم یہ ہے کہ اس کو رَجْم کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرتِ ماعِز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بحکمِ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رجم کیا گیا اور **مُحْصِن "وہ آزاد مسلمان ہے جو مُکلَّف ہو اور نکاحِ صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو خواہ ایک ہی مرتبہ"** ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً حُر نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی زوجہ کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ کی ہو اس کے ساتھ نکاحِ فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر مُحصَن میں داخل ہیں اور ان سب کا حکم کوڑے مارنا ہے۔ مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوا تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر، چہرے اور شرم گاہ کے، کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اَلَم گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا مُتَوَسِّط درجہ کا ہو اور عورت کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا نہ کیا جائے نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں۔ البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اتار دیئے جائیں، یہ حکم حُر اور حُرَّہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا اور باندی، غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس 50

کوڑے ہیں۔ثبوتِ زنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زِنا کرنے والے کے چار 4 مرتبہ اقرار کر لینے سے پھر بھی امام بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زِنا سے کیا مراد ہے کہاں کیا، کس سے کیا، کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحتاً اپنا معائنہ بیان کرنا ہوگا بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔ لَواطت، زِنا میں داخل نہیں، لہٰذا اس فعل سے حد واجب نہیں ہوتی لیکن تعزیر واجب ہوتی ہے اور اس تعزیر میں صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کے چند اقوال مروی ہیں: (۱) آگ میں جلا دینا (۲) غرق کر دینا (۳) بلندی سے گرانا اور اوپر سے پتھر برسانا، فاعل ومفعول دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (خزائن العرفان پ۱۸، سورۃ النور:۲)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے مقبول بندے بھی ہیں جو گناہوں سے کوسوں دور بھاگتے ہیں اور اگر ان سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو جائے جو کسی گناہ کی طرف لے جانے والا ہو تو وہ اپنے آپ کو ایسی سزا دیتے ہیں کہ ہم اس کے بارے میں سوچ کر بھی کانپ جاتے ہیں۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

انوکھی سزا

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شہر سے باہر تشریف لائے تا کہ لوگوں کے لئے بارش طلب کریں لیکن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: اے عیسیٰ! بارش کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ تمہارے ساتھ خطا کار ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے انہیں اس بات کی خبر دی اور اِعلان فرمایا کہ ہمارے ساتھ جو بھی گنہگار ہے وہ جدا ہو جائے۔ یہ سن کر صرف ایک آدمی بچا جس کی ایک آنکھ تھی باقی سب چلے گئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تم کیوں نہیں گئے؟ اس نے عرض کی: اے رُوحُ اللّٰه (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! میں نے ایک لمحہ بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کی، ہاں! **ایک دن بِلا اِرادہ ایک عورت کے پاؤں پر نظر پڑی تھی تو میں نے اپنی ایک آنکھ نکال دی،** اگر دوسری آنکھ بھی پڑتی تو اُسے بھی نکال پھینکتا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام رونے لگ گئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے رِیش (داڑھی) مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: ہمارے لئے دعا کر، تو ساری زندگی گناہوں سے بچتا رہا ہے۔ چنانچہ وہ بارگاہِ

خداوندی میں عرض گزار ہوا: ''اے ہمارے پَروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے۔ ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔'' ابھی وہ شخص دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ایسی بارش آئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہو۔

(ملخصاً عیون الحکایات، الحکایة الخامسة والاربعون، ص٦٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شرابی نوجوان کی توبہ

شہرِ بصرہ میں رضوان نامی ایک آوارہ وسرکش، شرابی نوجوان رہتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شراب کے نشے میں مَد ہوش تھا، کہ ایک دَرویش کچھ عربی اشعار پڑھتا ہوا وہاں سے گزرا اشعار کا مفہوم کچھ اس طرح ہے: جب تو کسی دن لوگوں سے الگ کسی جگہ تنہا ہو تو یہ نہ کہہ کہ میں تنہا ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو لمحہ بھر کے لئے بھی ہرگز غافل نہ جاننا اور نہ یہ گمان کرنا کہ اس سے کوئی چھپی ہوئی بات پوشیدہ ہے۔

یہ نصیحت آموز اشعار سن کر نوجوان زار وقطار رونے لگا اور دَرویش کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر دوبارہ وہی اشعار پڑھنے کو کہا۔ اس نے وہی اشعار دوبارہ پڑھے تو نوجوان نے کہا: یاسَیِّدی! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کی زِیارت ہمارے لئے باعثِ سعادت ہے، اپنی درد بھری آواز میں مزید نصیحت آموز اشعار سنا کر ہماری زندگی کو پاکیزہ وستھرا کر دیجئے۔ چنانچہ، درویش نے مزید کچھ اشعار سنائے جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا رِزْق کھا کر بھی تُو اُس کی نافرمانی کرتا ہے، جب تو اُس کی مخلوق سے چُھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے، اے انسان! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچ، تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے۔

یہ سن کر نوجوان پھر رونے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اُسے ہوش آیا تو اُس نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور عرض کی: یاسَیِّدی! کیا میری توبہ قُبول ہو جائے گی؟ دَرویش نے کہا: یہ رب عَزَّوَجَلَّ سے **صُلح کی گھڑی** ہے،

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے نیکی کے دروازے پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، آج تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں تو تیرے لئے کتنی بڑی سعادت ہے! (لہٰذا تو بارگاہِ الٰہی میں سچی توبہ کرلے)۔ نوجوان نے پھر چیخ ماری اور غش کھا کر زمین پر گر گیا۔ جب اِفاقہ ہوا تو عرض کرنے لگا: یاسَیِّدی! کیا مجھ سے گزشتہ گناہوں کا مُواخذہ ہوگا؟ کہا: نہیں، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! خالِص مَحَبَّت کتنی عمدہ ہے! مُحِبِّین کے لئے دُوری کے بعد لذّتِ قُرب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد ہِجر و فِراق کی گھڑی کتنی شدید ہے! اے (اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے) عہدِ مَحَبَّت کو بھولنے والے! تو نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے مُعامَلہ کیا پھر غفلت کی میٹھی نیند سو گیا، تُو کس فُضول کام میں مشغول ہے؟ تُو نے تو اپنا مقصود ضائع کر دیا۔ آج ہی نیکیوں پر کمربستہ ہو جا اور گزشتہ گناہوں کو ترک کر دے اور دَرویشی اِختیار کر لے۔ تیرے سابِقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اِس پر نوجوان کے آنسو بہہ نکلے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر اُنہوں نے توبہ کی اور لباسِ زیب و زینت اُتار پھینکا۔ نوجوان نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حضور سچی توبہ کی اور اپنے پچھلے بُرے اَفعال پر بے حد شرمسار ہوا۔ اس نے ساری رات آہ و بُکا، گِریہ وزاری اور حَسرت و نَدامت سے پچھاڑیں کھاتے ہوئے دَرویش فقیر کے پاس گزاری۔ جب سَحَری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آ گئیں۔ چنانچہ، اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فقیر نے اُسے حرکت دے کر دیکھا تو وہ دنیائے فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔ (الروض الفائق، المجلس الحادی والاربعون فصل فی جملة نصائح، ص۲۲۹)

مدنی گلدستہ

بقیع کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) جو بندہ جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے اسے اپنے گناہوں پر اتنی ہی زیادہ ندامت ہوتی ہے۔

(2) دینِ اسلام نے جَرائم کی جو سزائیں مقرر کی ہیں اگر وہ نافِذ ہو جائیں تو مُعاشَرہ اَمن کا گہوارہ بن جائے۔

(3) زانی عورت اگر حاملہ ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو حد قائم نہ کریں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر رجم کرنا ہے تو فوراً کردیں۔(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب الزنیٰ شرعاً...الخ، ٦/ ٢٤)

(4) مرجوم (یعنی جو رجم کیا گیا اس) کو غسل وکفن دینا اور اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ (تنویر الابصار، کتاب الحدود، ٦/ ٢٠)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر آن اپنی رحمت کی نظر میں رکھے اور اپنے عَفْو وکرم سے ہمارے تمام گناہ معاف فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ابوہُریرہ کا توشہ دان

حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک غزوہ میں لشکرِ اسلام کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی، توشہ دان میں تھوڑی سی کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ۔ میں نے حاضر کردیں جو کُل 21 تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان پر دستِ مبارک رکھ کر دُعا مانگی پھر فرمایا: دس افراد کو بلاؤ! میں نے بُلایا، وہ آئے اور سیر ہوکر کھایا اور چلے گئے۔ پھر دس افراد کو بلانے کا حکم دیا، وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ اسی طرح دس دس آدمی آتے اور سیر ہوکر کھاتے اور تشریف لے جاتے، یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھائیں اور جو باقی رَہ گئیں ان کے بارے میں فرمایا: اے ابوہُریرہ! ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور جب چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے نِکال لیا کرو لیکن توشہ دان نہ اُنڈیلنا! حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں اور حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق اور حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم اور حضرتِ سیِّدُنا عثمان غنی عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے عَہدِ خلافت تک ان ہی کھجوروں سے کھاتا رہا۔ اور خَرچ کرتا رہا تخمیناً (یعنی اندازاً) 50 وَسْق تو فی سبیلِ اللہ دیں اور 200 وَسْق سے زِیادہ میں نے کھائیں۔ جب حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہوگئے تو وہ توشہ دان میرے گھر سے چوری ہوگیا۔ (الخصائص الکُبری ج۲ /۸۵)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے   دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

حدیث نمبر:23

حرصِ مال کی مذمت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِياً مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال ......الخ، ۴ / ۲۲۹، حدیث: ۶۴۳۹-۶۴۳۷)(مسلم، کتاب الزكاة، باب لو ان لابن ادم، ص۵۲۲، حدیث:۱۰۴۹)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اگرابنِ آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہوتو چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کرے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

انسان کی حرص ختم نہیں ہوتی

عَلّامہ ابنِ بَطّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: اس حدیث میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انسان کی مالی حرص کو بیان فرمایا کہ اس کی کوئی انتہا نہیں جس پر وہ قناعت کرے یا اس کی حرص ختم ہو جائے۔ پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید فرمایا کہ ابنِ آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے یعنی جب وہ مرکر اپنی قبر میں جائے گا تو قبر کی مٹی ہی اس کے پیٹ کو بھرے گی۔ (آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے) اس قول میں دنیوی مال پر حرص کی مذمت کی طرف اشارہ ہے، اسی لئے بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن اس فانی دنیا سے کنارہ کشی کرتے اور بقدرِ ضرورت ہی اس میں سے کچھ لیتے۔

(شرح لابن بطال، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال ......الخ، ۱۰/۱۶۰)

حِرص کسے کہتے ہیں؟

کسی چیز سے سیر نہ ہونا اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو **حرص** اور حرص رکھنے والے کو ''**حَرِیص**'' کہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۸۶)

حرص کسی بھی چیز کی ہوسکتی ہے

عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صرف **''مال ودولت''** کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حرص تو کسی شے کی مزید خواہش کرنے کا نام ہے اور وہ چیز کچھ بھی ہوسکتی ہے، چاہے مال ہو یا کچھ اور! چنانچہ، مزید مال کی خواہش رکھنے والے کو **''مال کا حریص''** کہیں گے تو مزید کھانے کی خواہش رکھنے والے کو **''کھانے کا حریص''** کہا جائے گا اور نیکیوں میں اضافے کے تمنائی کو **''نیکیوں کا حریص''** جبکہ گناہوں کا بوجھ بڑھانے والے کو **''گناہوں کا حریص''** کہیں گے۔ حضرتِ علامہ عبد المصطفٰے اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت الغرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ (جنتی زیور، ص ۱۱۱ ملخصًا)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

مال کے حریص کی توبہ بھی قبول ہے

اِبنِ حَجر عَسْقَلَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: جس طرح **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ دوسرے گناہ گاروں کی توبہ قبول فرماتا ہے اسی طرح دنیوی مال کے حریص کی توبہ بھی قبول فرمالیتا ہے۔ اس حدیث پاک میں مال جمع کرنے، مال کی تمنا کرنے اور مال کی لالچ کی مذمت کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ **طِیْبِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ اس حدیث پاک کا یہ مطلب ہو کہ انسان فطری طور پر مال کی کثرت کو پسند کرتا ہے اور اس کی ہَوَس کا پیٹ کبھی بھی نہیں بھرتا سوائے اُن لوگوں کے جنہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بچائے اور جن کی فطرت سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مال کی ہَوَس زائل فرمادے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنۃ المال ......الخ، ۱۲/۲۱۶، تحت الحدیث: ۶۴۳۹)

انسان فطرتاً حریص ہے

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی اَلْقَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ایک ایسا بخل ہوتا ہے جو اسے حَرِیْص (لالچی) بناتا ہے جیسا کہ اس کی خبر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے قران

میں بھی دی۔ چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۠ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

پس یہ آیت ابن آدم کے انتہائی حَرِیص (لالچی) اور بخیل ہونے پر دلیل ہے، ابن آدم اس پرندے سے بھی زیادہ بخیل ہے جو ساحلِ سمندر پر اس خوف سے پیاسا مر جاتا ہے کہ کہیں پانی پینے سے پانی ختم نہ ہو جائے اور اس کیڑے سے بھی زیادہ بخیل ہے جس کی خوراک مٹی ہے لیکن وہ اس خوف سے بھوکا مر جاتا ہے کہ کہیں کھانے سے مٹی ختم نہ ہو جائے۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب الرقاق، الفصل الاول، ۹/۱۲٤، تحت الحديث: ۵۲۷۳)

علامہ اَبُو زَكَرِيَّا يَحْيٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انسان دنیا پر حَرِیص (لالچی) ہی رہے گا حتی کہ اس کی موت آجائے اور اس کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی، غالباً یہ حدیث انسان کے دنیا پر حَرِیص ہونے کے حکم کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور اس کی تائید حدیث شریف کے اس حصے سے بھی ہوتی ہے کہ **"اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرتا ہے"** یعنی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے لالچی انسان کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے جس طرح دیگر گناہ گاروں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(شرح مسلم للنووی، كتاب الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ٤/۱۳۹، الجزء السابع)

حدیثِ مذکور میں انسان کے انتہائی حریص ہونے کا بیان ہے کہ اُسے چاہے کتنا ہی مال دے دیا جائے لیکن وہ قناعت نہیں کرے گا۔ اس کی حرص کو صرف موت ہی ختم کر سکتی ہے کیونکہ مرنے کے بعد اس پر مال و دنیا کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ سمجھدار انسان کبھی بھی دنیا کے چکر میں پھنس کر اپنے خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا بلکہ غفلت میں ڈالنے والی ہر شے سے وہ کوسوں دور بھاگتا ہے۔ شریعتِ مُطَھَّرَہ نے دنیا کی بہت مذمت بیان

فرمائی تاکہ انسان اس سے دھوکا نہ کھائے۔فرمانِ خداوندی ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ(۱۸۵) (پ ٤، اٰلِ عمران: ١٨٥)

ترجمۂ کنز الایمان : ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے ، جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

گناہوں کی حرص سے بچنے کا نسخہ

گناہوں کی حرص سے بچنا بے حد ضروری ہے،اس کے لئے سب سے پہلے **گناہوں کی پہچان** حاصل کیجئے، پھر ان کے **نقصانات** پر غور کیجئے کیونکہ ہمارا نَفْس فائدے کی طرف لپکتا اور نقصان سے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقی معنوں میں احساس ہوجائے کہ ہمیں گناہوں کی کیسی ہولناک سزا ملے گی تو ہم گناہ کے خیال سے بھی بھاگیں۔حصولِ عبرت کے لئے مختلف گناہوں میں مُلَوَّث ہونے والوں کے لرزہ خیز اَنجام کی **حکایات** پڑھنا بھی بے حد مفید ہے۔

حرصِ مال بھی ایک باطنی بیماری ہے

مال کی مذموم حرص بھی یقیناً ایک باطنی بیماری ہے جو محتاجِ علاج ہے-سرکارِ مدینہ،صاحبِ معطر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **عنقریب میری اُمت کو پچھلی اُمتوں کی بدترین بیماری پہنچے گی جو کہ تکبر، کثرتِ مال کی حرص، دنیوی معاملات میں کینہ رکھنا، باہم ایک دوسرے سے بُغض رکھنا اور حسد (کرنے پر مشتمل) ہے، یہاں تک کہ وہ سَرکشی اختیار کرلے گی۔** (مستدرك حاكم، كتاب البر والصلة ، باب داء الامم ......الخ، ٥/٢٣٤، حديث:٧٣٩١)

حرصِ مال کا علاج کیسے کیا جائے؟

مال کی مذموم حرص کے علاج کے لئے ان باتوں پر عمل کرنا بے حد مفید ہے

۞ بارگاہِ الٰہی میں حرص سے بچنے کی دعا کرنا ۞ خواہشات کو کنٹرول کرنا ۞ اخراجات میں میانہ روی

اختیار کرنا ۞ اپنے ربّ کریم پر حقیقی توکل کرنا ۞ لمبی لمبی امیدیں نہ لگانا ۞ موت کو یاد رکھنا ۞ میدانِ محشر میں مالداروں سے حساب کا تصور کرنا ۞ سخاوت اپنانا ۞ صبر وقناعت سے کام لینا ۞ حرصِ مال کے نقصانات پر غور کرنا ۞ مال کے حریصوں کے عبرتناک انجام اپنے پیشِ نظر رکھنا۔ وغیرہ

جسے دنیا کی حقیقت معلوم ہوگی وہ اس کے مذموم مال کی کبھی بھی حرص نہیں کرے گا آیئے! دنیا کی مذمت سے متعلق چند عبرت آموز روایات ملاحظہ کرتے ہیں:

''قَنَاعَت'' کے 5 حُروف کی نسبت سے دنیا کی مَذَمَّت پر مشتمل 5 روایات

(1) مچھر سے بھی زیادہ حقیر

حضرتِ سَیِّدُنا سَھْل بِنْ سَعْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔'' (ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللّٰہ، ٤/١٤٣، حدیث:٢٣٢٧)

(2) صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گریہ وزاری

حضرتِ سَیِّدُنا زَیْد بَنْ اَرْقَم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا اَبُوبَکْر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اَمیرُ الْمُؤمِنِین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پانی منگوایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی اور شہد تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُسے اپنے منہ کے قریب کیا پھر ہٹا لیا اور رونے لگے حتی کہ تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان رونے لگے، پھر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان چُپ ہوگئے اور آپ روتے رہے پھر اپنی چادر سے اپنے چہرے کو صاف کیا اور پھر روئے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کلام بھی نہیں کیا جا رہا تھا پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی آنکھوں کو صاف کیا تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے

عرض کی: اے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ! آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ فرمایا: ایک دن میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دَستِ مبارَک سے کسی چیز کو ہٹا رہے ہیں لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟ مجھے تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ فرمایا: یہ دنیا ہے جو میرے پاس آنا چاہتی ہے میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور ہو جا، تو اُس نے مجھ سے کہا: اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے تو کیا ہوا، آپ کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ مجھ کو نہیں چھوڑیں گے۔ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمانے لگے: مجھے خوف ہے کہ کہیں میں اس کے ہاتھ نہ پڑ جاؤں۔

(شعب الإيمان، باب في الزهد وقصر الامل فصل فيما بلغنا عن الصحابة، ٧/٣٦٥، حديث: ١٠٥٩٦)

(3) دنیا کی حقیقت

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک روز حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں دنیا اور جو اُس میں ہے اسکی حقیقت نہ بتاؤں؟ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ لے گئے، وہاں لوگوں کے سر، غلاظت، پھٹے پرانے کپڑے اور بہت سی ہڈیاں پڑی تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یہ سر جو تم دیکھ رہے ہو یہ بھی تم لوگوں کی طرح حرص کرتے اور لمبی لمبی امیدیں باندھتے تھے لیکن آج ان کی صرف ہڈیاں باقی ہیں اور یہ ہڈیاں بھی عنقریب گل کر مٹی ہو جائیں گی اور یہ غلاظت وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جو بڑی تگ ودو سے حاصل کئے گئے تھے لیکن اب لوگ ان سے کراہت کرتے ہیں۔ اور یہ پھٹے پرانے کپڑے لوگوں کے شاندار لباس تھے لیکن اب انہیں ہوائیں ادھر ادھر پھینک رہی ہیں اور یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہیں جن پر سوار ہو کر یہ لوگ دُنیا کی سیر کرتے تھے۔ بس یہی دنیا کی حقیقت ہے۔ جو دنیا پر رونا چاہے اسے چاہئے کہ وہ روئے۔ یہ سن کر ہم زار وقطار رونے لگے۔ (احياء العلوم، ٣/٢٥١)

(4) دنیا سے بے رغبتی کا صِلہ

حضرت سَیِّدُ نا حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کاشانۂ نَبوَّت سے باہر تشریف لائے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بغیر کسی کے سکھائے علم اور بغیر کسی رَہبر کے ہدایت عطا فرمائے، کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کا اندھا پن دور فرما کر اُسے بینا کر دے؟ جان لو کہ جو کوئی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور لمبی امیدیں نہ باندھے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بغیر سیکھے علم عطا فرمائے گا۔

(شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/۳۶۰، حدیث:۱۰۵۸۲)

(5) مال کی زیادتی دشمنی کا باعث ہے

رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک موقعہ پر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! مجھے تمہارے مُفلِس ہو جانے کا ڈر نہیں، مجھے تو ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر کشادہ نہ ہو جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی پھر تم اِس میں رغبت کرنے لگو جیسے اگلے لوگ کرنے لگے تھے اور یہ تمہیں ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کیا۔ (بخاری، کتاب الجزیۃ، باب الجزیۃ والموادعۃ مع اھل الحرب، ۲/۳۶۳، حدیث:۳۱۵۸)

مذکورہ روایات سے **معلوم ہوا** کہ ہمارے پیارے، آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان دنیا سے کس قدر بیزار تھے۔ انہوں نے اِس دنیائے فانی کو اچھا نہیں سمجھا وہ اس کی حقیقت کو جانتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اِن کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس بے وفا دنیا کی مَحبَّت سے اپنے دلوں کو خالی کر کے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد سے معمور رکھیں۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا کی مَحبَّت سے بچا کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحبَّت عطا فرمائے۔ اٰمِین

بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارا ربّ عَزَّوَجَلَّ بہت کریم ہے وہ اپنے بندوں کے گناہ معاف فرمانے والا ہے۔اس کی بارگاہِ عالی میں جو بھی سچے دل سے توبہ کرتا ہے اس کی توبہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔اگر سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد شیطان ونفس کے بہکاوے میں آکر دوبارہ گناہ ہوجائے تو یہ سوچ کر ہرگز ہرگز توبہ سے دور نہیں رہنا چاہیے کہ نہ جانے توبہ قُبول ہوگی یا نہیں۔یاد رکھئے! چاہے کتنی ہی مرتبہ توبہ کرنی پڑے فوراً توبہ کرلینی چاہیے۔کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والوں سے ناراض نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوکران کی توبہ قُبول فرماتا ہے۔

فرمانِ باری تعالٰی ہے:

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ (پ ۱۵ بنی اسرائیل: ۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا سَعِید بِن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''یہ فرمان اُس شخص کے بارے میں ہے جس سے گناہ سرزد ہوتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔'' (احیاء العلوم، ٤/ ۱۸)

عَارِف بِا للّٰہ کی پہچان

کسی دانا کا قول ہے کہ **عَارِف بِاللّٰہ** کی چھ حالتیں ہوتی ہیں: (1) جب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہو تو مچل جائے (2) جب اس کا اپنا ذکر ہو تو خود کو حقیر سمجھے (3) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی آیات سے عبرت حاصل کرے (4) گناہ یا شَہْوَت کا کام کرنے لگے تو ڈر جائے (5) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی شانِ غفّاری کا تذکرہ ہو تو خوش ہوجائے (6) جب اپنے گناہ یاد آئیں تو توبہ واِستِغفار کرے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ٥٥)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت بہت بڑی ہے وہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے کبھی مایوس نہیں کرتا، بڑے سے بڑا گناہ بھی اس کی رحمت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔جب اس کی رحمت جوش میں آتی ہے تو وہ بڑے بڑے مجرموں کو بھی توبہ کی توفیق عطا فرما کر ان پر نظرِ کرم فرماتا ہے۔**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں سچی توبہ اور اُس پر اِستِقامت کی توفیق

عطا فرمائے ! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ

"قناعت" کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث پاک اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) مال کی حرص ایک مذموم شے ہے اور یہ موت ہی سے ختم ہوتی ہے۔

(2) موت تمام خواہشات اور اُمیدوں کو ختم کر دیگی اس لئے خواہشات اور لمبی لمبی امیدوں سے بہتر ہے کہ انسان اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے نیک اعمال کرے۔

(3) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو دنیا بالکل بھی پسند نہیں، اس کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، دنیا کی مَحبَّت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(4) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سچی توبہ کرنے والے ہر شخص کی توبہ قُبول فرماتا ہے۔

(5) بڑے سے بڑا گناہ گار بھی اگر سچے دل سے توبہ کرے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

دنیا کی مَحبَّت تمام گناہوں کی جڑ ہے، یقیناً دنیا کی زندگی تو بہت تھوڑی ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ دنیا میں جتنا رہنا ہے اتنی دنیا کے لئے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لئے تیاری کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** کے مدنی ماحول میں خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفٰے کے جام بھر بھر کے پلائے جاتے ہیں، آپ سے مدنی التجا ہے کہ **"دعوتِ اسلامی"** کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیئے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے دلوں سے دنیا کی مَحبَّت نکال کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحبَّت ڈال دے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:24

قاتل جنت میں کیسے گیا؟

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ! یَضْحَکُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی إِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلاَ نِ الْجَنَّةَ ، یُقَاتِلُ هٰذَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلُ، ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْهَدُ(مُتَّفَقٌ عَلَیْه)

(بخاری، کتاب الجهادوالسیر، باب الکافر یقتل المسلم...... الخ ، ۲/۲۶۲، حدیث: ۲۸۲۶)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے دو آدمیوں کو دیکھ کر ضِحک فرمائے گا جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا (پھر بھی) وہ دونوں جنت میں داخل ہونگے۔ اُن میں سے ایک تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں لڑکر شہید ہوا تھا پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کے قاتل کو توبہ کی توفیق بخشی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔

شہید جنتی ہے

علامہ **بَدْرُ الدِّین عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عُمدۃُ القَارِیْ شرحِ بخاری** میں فرماتے ہیں: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو بھی راہِ خدا میں شہید کیا جائے وہ جنتی ہے۔ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس حدیث کا ایک معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے وہ قاتل کافر تھا پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو وہ مسلمان ہوا اور پھر شہید ہو گیا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کردے پھر توبہ کرے اور راہِ خدا میں شہید کردیا جائے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجهاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد او یقتل، ۱۰/۱۳۹، تحت الحدیث: ۲۸۲۶)

ضِحک سے کیا مراد ہے؟

اِمام یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرحِ مسلم** میں فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور میں

''ضِحْکٌ'' کا لفظ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بطورِ اِسْتِعارَہ استعمال ہوا ہے، کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ کا اطلاق ناجائز ہے، کیونکہ ایسے الفاظ کا اطلاق اَجسام پر ہوتا ہے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے۔ چنانچہ، یہاں ''ضِحْکٌ'' سے مراد ان دونوں سے راضی ہونا، اجر وثواب دینا اور ان کی تعریف کرنا ہے۔ کیونکہ ہم اسی وقت ہنستے ہیں جب کوئی کام ہماری مرضی کے مطابق ہوا ہو یا کسی سے ملاقات کے وقت خوشی اور بھلائی پہنچی ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں ہنسنے سے مراد ان ملائکہ کا ہنسنا ہے جو ان کی روح قبض کرتے ہیں اور انہیں جنت میں لے کر جاتے ہیں۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب بیان الرجلین یقتل احدھما الاخر...... الخ، ۳۶/۷، الجزء الثالث عشر)

عَلَّامَہ اِبْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار **شرحِ بخاری** میں فرماتے ہیں: اور یہاں ''ضِحْکٌ'' سے مراد یہ ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رضا مندی اور رحمت کے ساتھ ان سے ملاقات فرمائے گا۔ اس حدیث سے **معلوم ہوا** کہ توبہ، قتل اور اس کے علاوہ پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (شرح بخاری لابن بطال، کتاب الجھاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد او یقتل، ۳۸/۵)

مُفَسِّرِ شَہِیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''**ضِحْکٌ**'' کے معنی ہیں ''ہنسنا'' ربّ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ کے لئے یہ ناممکن ہے۔ اس لئے بعض شارِحین نے اس کے معنی کئے ہیں، خوش ہونا، راضی ہونا، پسند فرمانا، صاحبِ **اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات** نے فرمایا کہ ''**ضِحْکٌ**'' کا معنی ہے، پانی بہانا، لہٰذا اس کے معنٰی ہوئے، رحمتیں بہانا، یہ معنی نہایت لذیذ و نفیس ہیں۔ مزید فرماتے ہیں قاتل ومقتول دونوں ایک ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جنت میں جائیں گے کہ پہلا بھی شہید وسعید فوت ہوا اور دوسرا بھی شہید وسعید، دیکھو **حضرتِ** سَیِّدُنا امیر حَمْزَہ کو جناب وَحْشی نے شہید کیا اور پھر بعد میں خود بھی سعید ومومن ہو کر فوت ہوئے، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما۔ خیال رہے کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کی ذاتی عَداوتیں آخرت میں ختم ہو جائیں گی، یوں ہی دنیا کی جسمانی محبتیں بھی وہاں فنا ہو جائیں گی، ایمانی عداوت ورحمت باقی رہے گی، مسلمان باپ کافر بیٹے کو عذاب میں دیکھ کر خوش

ہوگا، اور اجنبی مسلمان دوسرے مسلمان کو عذاب میں دیکھ کر مَلُول (غمگین) ہوگا، اس کی سفارش وشفاعت کرکے اسے بخشوائے گا، یونہی وہ دو مسلمان جو دنیوی معاملات میں ایک دوسرے کے دشمن تھے وہاں دوست ہوجائیں گے۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (پ ۱۴، الحجر: ۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔

اور فرماتا ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (پ ۲۵، الزخرف: ۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

(مراۃ المناجیح، ۵/ ۴۲۳)

حضرت سَیِّدُنا ابنِ سعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ابنِ قَوقَل (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) میرے ہاتھوں قتل ہوا، جبکہ میں کافر تھا۔ میرے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا مرتبہ عطا کیا اگر وہ اس وقت مجھے قتل کر دیتا تو میں (مَعَاذَ اللّٰہ) کفر کی حالت میں مرتا اور اس کے ہاتھوں سے ذلیل و رُسوا ہوتا، میری عاقبت تباہ ہوجاتی اور میں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا۔ (تفہیم البخاری، ۴/ ۳۹۱)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق عطا فرما کر اُس کی بخشش فرما دیتا ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بہت غفور رحیم ہے اس کے عَفْو و کرم کی اِنتہا نہیں، یہ اُس کا کرم ہی تو ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ ایک مُحافِظ (فرشتہ) ہے جو شیطان اور اُس کے چیلوں سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ،

ہر انسان کے ساتھ ایک محافظ ہوتا ہے

مروی ہے کہ **حضرت** سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر ابلیس کو مُسلَّط کر دیا، میں تیری مدد کے بغیر اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں تیری اولاد کے ہر ہر فرد کے ساتھ ایک محافظ پیدا کروں گا جو اسے شیطان اور دیگر برے ساتھیوں سے بچائے گا۔ عرض کی: الٰہی عَزَّوَجَلَّ! کچھ مزید عطا فرما! ارشاد فرمایا: ایک نیکی کا اجر دس گنا ہوگا اور نیکی میں اضافہ کروں گا اور برائی کا گناہ برائی جتنا ہی ہوگا اور برائی کو مٹاؤں گا۔ عرض کی: الٰہی عَزَّوَجَلَّ! مزید عطا فرما! ارشاد فرمایا: جب تک روح کا جسم کے ساتھ رشتہ برقرار رہے گا میں انسان کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔ عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ اور عطا فرما! ارشاد فرمایا: میرے جو بندے گناہوں کے سبب اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں ان سے کہہ دو کہ وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں، بے شک میں تمام گناہ بخش دوں گا، بے شک میں بہت مغفرت فرمانے والا ہوں (روح البیان، پ ۱۱، ھود، تحت الآیۃ: ۳، ۹۳/۴)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو کبھی بھی اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا۔ حضرتِ سَیِّدُنا وَحْشِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ایمان لانے کا واقعہ بھی نہایت ایمان افروز ہے اس واقعے سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اپنے بندوں پر رحمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ،

حضرتِ سَیِّدُنا وَحْشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قبولِ اسلام

منقول ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرتِ سَیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قاتل وحشی نے مَکَّۂ مُکَرَّمَہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں خط بھیجا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں لیکن اس آیت کی وجہ سے نہیں ہو پاتا:

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ (پ۱۹، الفرقان: ۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اَللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے، اور اس جان کو جس کی اَللّٰہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا

اس آیت میں جن تین گناہوں کا ذکر ہوا میں ان تینوں کا مرتکِب ہو چکا ہوں کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا ﴿۶۰﴾ (پ۱۶، مریم: ۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔

وحشی کو یہ آیتِ مبارکہ لکھ کر بھیجی گئی تو انہوں نے جواباً لکھ کر بھیجا کہ اس آیت میں عملِ صالح کی شرط ہے، کیا خبر میں عملِ صالح کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا ﴿۴۸﴾ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اَللّٰہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اُس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا۔

یہ آیت مبارکہ سن کر وہ بولے کہ اس میں مشیتِ الٰہی کی شرط ہے، پتا نہیں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری مغفرت چاہے گا بھی یا نہیں؟ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾

(پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اَللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اَللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں چونکہ کسی شرط کا ذکر نہیں لہٰذا اِسے پڑھتے ہی وہ مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی جانب روانہ ہوئے اور بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے اور دامنِ اسلام سے وابستہ ہوکر صَحَابِیَّت کے مرتبے پر فائز ہوگئے۔ (روح البیان، پ ۲٤، النساء، تحت الآیة:۵۳، ۲۱۹/۲)

اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اَللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو توبہ کے لئے بڑی مہلت دیتا ہے۔ وہ کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کی توبہ پر خوش ہوتا ہے، بندہ جتنی بار بھی توبہ کرتا ہے اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُس پر رحمت نازل ہوتی ہے اور توبہ کرنے والا بالآخر کامیاب ہوجاتا ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں "توبہ" کے چار حروف کی نسبت سے "4" روایات ملاحظہ ہوں

(1) تائبین کے لئے خوشخبری

مُحَمَّد بِن مُطَرِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے منقول ہے کہ **اَللہ** عَزَّوَجَل ارشاد فرماتا ہے: اولادِ آدم کا یہ عمل حیران کُن ہے کہ وہ گناہ کرتے ہیں پھر مجھ سے مغفرت مانگتے ہیں، میں بخش دیتا ہوں، وہ پھر گناہ کرکے مغفرت مانگتے ہیں تو میں پھر بخش دیتا ہوں، کمال ہے نہ وہ گناہ چھوڑتے ہیں اور نہ ہی میری رحمت سے مایوس ہوتے ہے، اس لئے اے میرے فرشتو! گواہ رہنا میں نے انہیں بخش دیا۔ (تنبیہ الغافلین، باب التوبة، ص۵۳)

گناہگارو! نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نظر رحمت پہ رکھو جنتُ الفِردوس میں جاؤ

(2) آخری دم تک توبہ قبول ہے

حضرتِ سَیِّدُنا عبدالرحمٰن بن بیلمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا: **جس نے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرلی، اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔** یہ سن کر ایک اور صحابی نے کہا: تم نے یہ بات حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس پر دوسرے صحابی نے کہا: میں نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا کہ **جس نے مرنے سے ایک ماہ پہلے توبہ کرلی اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔** ایک اور صحابی نے کہا: کیا تم نے یہ بات سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ کہا: ہاں! تو اس نے کہا: میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا کہ **جو مرنے سے ایک دن پہلے بھی توبہ کرلے اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔** پھر ایک اور صحابی نے کہا: کیا تم نے یہ بات حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ کہا: ہاں! تو اس نے کہا: میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا کہ **جو مرنے سے ایک گھڑی پہلے توبہ کرلے تو اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ایک اور صحابی نے کہا: کیا تم نے یہ بات حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: میں نے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **جو شخص موت کے غَرغَرہ** (یعنی آخری ہچکی) **سے پہلے بھی توبہ کرلے، تو اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اُس کی توبہ بھی قبول فرمالے گا۔** (مستدرك حاكم، كتاب التوبة والانابة، باب من تاب الى الله قبل الغرغرة، ۵/۳۶۶، حديث: ۷۷۳۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہرگز ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیے اس کی رحمت بہت بڑی ہے، وہ تو بہانہ تلاش کرتی ہے کہ بندہ مغفرت طلب کرے اور اُسے بخش دیا جائے۔ چنانچہ،

(3) صرف تین کلمات کی وجہ سے مغفرت ہوگئی

حضرتِ سَیِّدُنا مُعَتِّب بن سُمَی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص بہت گناہ کیا

کرتا تھا، ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ گزشتہ زندگی پر نگاہ دوڑائی تو شرمندگی سے سر جھک گیا تڑپ کر بارگاہ الٰہی میں تین مرتبہ یوں عرض کی: ''اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَکَ ''(یاالٰہی میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔ پھر فوراً اسے موت آ گئی، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے بخش دیا۔ (تنبیہ الغافلین ، باب التوبة ،ص ۵۳)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں سے بہت مَحَبَّت فرماتا ہے وہ ستر 70 ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ورحیم ہے۔ اگر اس کے مقبول بندے کسی گناہ گار کے لئے بددعا کرتے ہیں تو بسا اوقات انہیں بددُعا سے منع کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ،

(4) گناہ گاروں کی تین حالتیں

حضرتِ سَیِّدُ نامَکْحُول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ جب حضرتِ سَیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو انہوں نے دنیا میں ایک شخص کو بدکاری میں مُلَوَّث دیکھ کر اس کے لئے بددعا کی تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر ایک آدمی کو چوری کرتے دیکھا تو اس کے لئے بھی بددعا کی، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔ پھر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے میرے خلیل! میرے بندوں کو رہنے دو، میرے بندوں کی تین حالتیں ہوں گی: (۱) یہ توبہ کریں گے تو میں انہیں بخش دوں گا (۲) یا ان کی اولاد نیک ہوگی جو میری عبادت کرے گی (جس سے انکے والدین کی مغفرت ہوجائے گی) (۳) یا پھر بدبختی ان پر غالب آ جائے گی تو یہ جہنم کے مستحق ٹھہریں گے۔ (تنبیہ الغافلین ، باب التوبة ،ص ۵۳)

حضرتِ سَیِّدُ نافَقِیہ اَبُو اللَّیث سَمَرْقَنْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الوَلی فرماتے ہیں کہ بندہ جب بھی توبہ کرے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اس لیے انسان کو رحمتِ خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ(۸۷) (پ۱۳یوسف:۸۷)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک **اللہ** کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ(۲۵) (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

عقل مند کو چاہیے کہ ہر وقت توبہ کرتا رہے، گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ گناہ گار خواہ ستر **70** مرتبہ گناہ کرے اور ہر مرتبہ گناہ کے بعد توبہ کرلے تو اسے گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں کہیں گے جیسا کہ **امیرُ الْمُؤمِنِین** حضرتِ سَیِّدُ نا صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو گناہوں کی معافی مانگتا رہے وہ مُصِر (بار بار گناہ کرنے والا) نہیں، خواہ ایک دن میں **70** مرتبہ ہی معافی کیوں نہ مانگے۔ (ترمذی، کتاب احادیث شتی، باب من ابواب الدعوات، ۳۲۷/۵، حدیث: ۳۵۷۰)

دو رکعت نماز، سارے گناہ معاف

اَمِیرُ الْمُؤمِنِین مولائے کائنات، **علیُّ الْمُرتَضٰی** شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ جب میں سرکارِ دوعالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی بات سنتا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی مَشِیَّت (حکمت) کے مطابق مجھے اس سے نفع عطا فرماتا اور اگر کوئی اور شخص مجھے حدیث بیان کرتا تو میں اُس سے حَلَف (قسم) لیتا۔ جب وہ حَلَف اٹھالیتا تو میں اُس کی تَصدِیق کرتا۔ مجھے یارِ غار و مزار اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیان کیا اور انہوں نے سچ فرمایا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سَیِّدُ الْمُرسَلِین، خَاتَمُ النَّبِیِّین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب کسی آدمی سے گناہ سرزد ہوجائے تو وہ اچھی طرح وضو

کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اِستِغْفار کرے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور بخش دے گا۔ پھر یہ آیتِ مقدسہ تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ (پ ٤، اٰل عمران، ۱۳۵، ۱۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اَللّٰہ کو یاد کر کے اپنی گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اَللّٰہ کے، اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں، ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا اچھا نیگ ہے۔

(ترمذی، کتاب الصلوة، باب ماجاء فی الصلوٰة عند التوبة، ۱/۴۱۴، حدیث: ۴۰۶)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ کبھی نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کی مغفرت ہو بلکہ وہ تو انہیں جہنم کا حقدار بنانا چاہتا ہے لیکن جو بندہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتا رہتا ہے وہ فضلِ الٰہی سے ضرور شیطان کے شر سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ،

شیطان مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتا

حضرتِ سَیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حُضور پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اِبلیس نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے کہا کہ، مجھے تیری عزت وعظمت کی قسم! میں اولادِ آدم کے ساتھ مرتے دم تک چمٹا رہوں گا۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وعظمت کی قسم! میں اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے۔

(مسند امام احمد، مسند ابی سعید خدری، ۴/۵۹، حدیث: ۱۱۲۴۴)

نیکیاں فوراً نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دائیں کندھے والا فرشتہ بائیں کندھے والے فرشتے پر نگران ہے، جب بندہ کوئی اچھا کام کرتا ہے تو وہ فوراً 10 نیکیاں لکھ دیتا ہے، لیکن جب بندہ برائی کرتا ہے اور بائیں کندھے والا گناہ لکھنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے: ابھی نہ لکھو! ٹھہر جاؤ! اس طرح اسے 6، 7 گھڑیاں روکے رکھتا ہے اگر بندہ توبہ کرلے تو کچھ نہیں لکھا جاتا ورنہ ایک گناہ لکھا جاتا۔

(شعب الإيمان، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، ٥/ ٣٩٠، حديث: ٧٠٤٩)

ایک روایت میں یوں ہے کہ بندے کا گناہ اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک دوسرا گناہ نہ کرلے، اسی طرح اگلا گناہ اس سے اگلے گناہ تک نہیں لکھا جاتا، پھر جب پانچ گناہ ہوجائیں اور وہ کوئی نیکی کرلے تو 5 نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور ان 5 نیکیوں کے عوض پہلے 5 گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اس وقت شیطان چیختا چلاتا ہے کہ اے انسان! میں تجھ پر کیسے غلبہ پاؤں، میری ساری کوشش تیری ایک نیکی سے رائیگاں چلی گئی۔ (تنبيه الغافلين ، باب التوبة، ص ٥٤)

مدنی گلدستہ
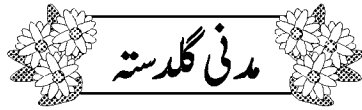
"توبہ" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔

(2) جو کوئی گناہ سے توبہ کرلے تو اسے اسی گناہ پر شرمندہ اور زَجْرو تَوبِیخ (ڈانٹ ڈپٹ) کرنا دُرُست نہیں کیونکہ توبہ سے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(3) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہرگز ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیے بندہ جس وقت بھی اس سے توبہ کرے اور معافی مانگے وہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(4) شیطان کے مکر وفریب اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کا ایک بہترین ذریعہ توبہ واِسْتِغْفار ہے۔

یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر کرم بالائے کرم ہے کہ اُس نے نہ صرف ہمیں توبہ جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی بلکہ توبہ کے دروازے بھی ہمارے لئے موت کی آخری ہچکی تک کھول دیئے اور فرمادیا کہ میرا بندہ جب تک مجھ سے توبہ کرتا رہے گا میں قبول کرتا رہوں گا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں بلا حساب **جَنَّتُ الْفِرْدَوْس** میں مالکِ جنت، قاسمِ نعمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پڑوس میں جگہ عطا فرمائے!

ہو بہر ضیاء نظرِ کرم سُوئے گناہ گار　　　جنت میں پڑوسی مِرے آقا کا بنا دے

اور

ہر وقت جہاں سے کہ انہیں دیکھ سکوں میں　　　جنت میں مجھے ایسی جگہ پیارے خدا دے

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

باب نمبر:3
صبر کا بیان

باب نمبر:3

صبر کا بیان

خدائے بُزُرگ و بَرتَر جس طرح اپنے بندوں پر بے شمار نعمتیں نچھاور فرما کر احسانِ عظیم فرماتا ہے اسی طرح کبھی انہیں مصائب و آلام کے امتحان میں ڈال کر کامیابی کی صورت میں بلندیٔ درجات کے علاوہ بے شمار دنیوی واُخروی انعامات بھی عطا فرماتا ہے اور ایسے خوش نصیبوں کو جو سب سے بڑا انعام ملتا ہے اس کے بارے میں قرانِ کریم اس طرح مژدۂ جاں فزا سنا رہا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۳) ترجمۂ کنز الایمان: بیشک **اَللّٰہ** صابروں کے ساتھ ہے

ذاتِ باری تعالی کا قُرب وہ عظیم نعمت ہے کہ جس کے حصول کے لئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام و اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ایسی ایسی تکالیف پر صبر کیا کہ جن کے تصور ہی سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے اور جو مصائب ہمارے مقدر میں ہیں ان پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ **رِیَاضُ الصَّالِحِیْن** کا یہ باب "**صَبْر**" کے بارے میں ہے۔ **حضرتِ سَیِّدُنا اِمَام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی دِمَشْقِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس باب میں 6 آیاتِ مقدسہ اور 29 احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم اس باب میں **صبر کی تعریف**، اسکی فضیلت و اہمیت، حصولِ صبر اور اس پر اِسْتِقَامَت کے ذرائع، بے صبری کے نقصانات اور اس کے علاوہ صابرین کے ایمان افروز حالات و واقعات بیان کرینگے۔ سب سے پہلے قرانِ مجید فرقانِ حمید کی آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ صبر اور صابرین کے متعلق کیا ارشاد فرما رہا ہے۔

اے ایمان والو! صبر کرو!

پارہ 4 سورۂ اٰل عمران آیت 200 فرمانِ خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا (پ ٤، اٰلِ عمران: ٢٠٠)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔

حضرتِ سَیِّدُنا امام ابوجعفر محمد بن جریر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ''تفسیر طَبَری'' میں اس آیتِ مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی اے ایمان والو! اپنے دین اور اس وعدے پر صبر کرو جو میں نے تم سے کیا ہے اور دشمن کے مقابلے میں صبر کرنے میں ان سے بڑھ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنے باطل دین کو چھوڑ کر دامنِ اسلام سے وابستہ ہوجائیں۔'' (تفسیر طبری، پ ٤، اٰلِ عمران، تحت الاية: ٢٠٠، ٣/٥٦٢)

مومنوں کی آزمائش

پارہ 2 سورۂ بقرہ آیت 155 میں جان و مال کی کمی اور بھوک وخوف پر صبر کرنے والوں کو یوں خوشخبری سنائی جارہی ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَۙ(۱۵۵) (پ ٢، البقرة: ١٥٥)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔

حضرتِ سَیِّدُنا امام ابوجعفر محمد بن جَرِیر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ''تفسیر طَبَری'' میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی ہم تمہیں دشمن کے خوف، قحط سالی، شدید بھوک وفقر وفاقہ، فصلوں کی کمی، مقاصد کے حصول میں مشکلات، کفار سے جنگ کے دوران اَفرادی قوت میں کمی اور اہل وعیال کی موت وغیرہ کے ذریعے آزمائیں گے اور یہ سب چیزیں ہماری جانب سے بطورِ امتحان ہونگیں تاکہ تمہارے سچے جھوٹوں سے اور اہل بصیرت منافقوں سے جدا ہوجائیں۔'' (تفسیر طبری، پ ٢، البقرة، تحت الاية: ١٥٥، ٢/٤٤)

صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی خزائن العرفان میں

اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا اور پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لئے کہ اولاد دِل کا پھل ہوتی ہے۔ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے کہ ''جب کسی کا بچہ مرتا ہے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ملائکہ (فرشتوں) سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں! یارب (عَزَّوَجَلَّ)! پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں: ہاں! پھر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن'' پڑھا۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اس کے لئے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام ''بَیْتُ الْحَمْد'' رکھو۔ مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو مصیبت کے وقت صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے، ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بَلا و مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور اِستقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو، ایک یہ کہ آنے والی مصیبت سے قبل اطلاع دے دینا غیبی خبر اور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ ہے ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلا کی خبر سے اُکھڑ جائیں اور مومن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔

(خزائن العرفان پ۲، البقرہ:۱۵۵)

صابرین کے لئے بے حساب اجر و ثواب

پارہ 23 سورۂ زُمر آیت 10 میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾

(پ ۲۳، الزمر: ۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

علامہ مولانا **مُحَمَّد اِسْمَاعِیل بِنْ مُصْطَفٰی حَقِّی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی تفسیر ''**روح البیان**'' میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: **بے شک!** وہ لوگ جواُمورِ دینیہ کی تکمیل اوران کی حدود کی محافظت میں آنے والی ہرطرح کی تکالیف مثلاً اہل وعیال اوروطن سے دوری کی تکلیف پر صبر کرتے ہیں اور کسی بھی صورت استقامت کا دامن نہیں چھوڑتے (تو ایسوں کو بے حساب بھرپور ثواب دیا جائے گا) (روح البیان، پ۲۳، الزمر، تحت الآیۃ:۱۰، ۸/۸۵)

صبر کرنا باہمت لوگوں کا کام ہے

پارہ 25 سورۂ شوریٰ آیت 43 میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۠﴿۴۳﴾ (پ۲۵، الشوری:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

حضرت علامہ **شَیْخ مُحَمَّد اِسْمَاعِیل حَقِّی حَنَفِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی مایہ ناز تفسیر ''**روح البیان**'' میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: درحقیقت صبر جواں مَردوں کا کام ہے کہ وہ ہر وقت ظلم و جفا پر صبر کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ حضرتِ **اَبُو سَعِیْد قَرَشِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: تکالیف ومصائب اورناگواراُمور پر صبر کرنا اِنتباہ کی علامت ہے، یعنی جو ناگوارامر پر صبر کرتا ہےاور جَزَع و فَزَع (رونا پیٹنا) نہیں کرتا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رضا عطا فرماتا ہےاورصوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک رضائے الٰہی کا حصول بہت بڑے امور میں سے ہےاور جو شخص صبر نہیں کرتا بلکہ جزع وفزع کرتا ہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے نفس کے سپرد کردیتا ہے پھر اسے شکوہ وشکایت سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ **بعض مشائخِ** کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا کہ جو شخص تکالیف پر ایسا صبر کرے کہ کسی کے سامنے شکایت نہ کرے بلکہ اپنے مخالف کو معاف کردے اور اپنے نفس کے لئے اپنے مخالف پر دنیا وآخرت میں کوئی دعویٰ باقی نہ رکھے تو یہ ''اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ'' پر عمل کرنا ہے۔

(روح البیان، پ۲۵، الشوری، تحت الآیۃ:۴۳، ۸/ ۳۳۶-۳۳۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ صبر کرنے والوں کے ساتھ

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اَللّٰہ صابروں کے ساتھ ہے۔

تفسیر ''رُوحُ البیان'' میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی غم لاحق ہوتا تو آپ نماز پڑھتے اور مذکورہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے۔(آیت طیبہ میں)صبر و نماز کی تخصیص اس لئے ہے کہ صبر باطنی عبادات میں بدن کے لیے بہت دشوار ہے جیسے ظاہری طور پر نماز بدن پر زیادہ سخت ہے کیونکہ نماز کئی قسم کی طاعات مثلاً ارکان وسنن ومستحبات اور خشوع وخضوع اور توجہ وسکون ودیگر جملہ اُن عباداتِ شاقّہ (سخت عبادات) کا مجموعہ ہے کہ جن کی ادائیگی توفیق الٰہی کے بغیر ناممکن ہے۔ (روح البیان، پ۲، البقرۃ، تحت الایۃ:۱۵۳، ۱/۲۵۷)

صابرین اور مجاہدین کا امتحان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ (پ ۲۶، محمد: ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو۔

حضرت سَیِّدُنا امام ابوجعفر محمد بن جَرِیر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ''تفسیر طَبَری'' میں فرماتے ہیں: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ ایمان سے فرمایا: اے مومنو! ہم تمہیں قتل اور اپنے دشمنوں سے جہاد کے ذریعے آزمائیں گے تاکہ مجاہدین میں سے ہمارا لشکر اور ہمارے اولیا پہچانے جائیں اور ہمارے دشمنوں سے جہاد پر صبر کرنے والے پہچانے جائیں دین میں بصیرت رکھنے والے اور شک کرنے والے، اسی طرح مومنین ومنافقین پہچانے جائیں اور ہم تم میں سے سچوں اور جھوٹوں کو جانچ لیں۔ (تفسیر طبری، پ۲۶، محمد، تحت الایۃ: ۳۱، ۱۱/۳۲۵)

حدیث نمبر:25

نیک اعمال کے فضائل

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ "اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، والصَّلاۃُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ، وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ، کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَہُ فَمُعْتِقُھَااَوْ مُوْبِقُھَا.

(مسلم ، کتاب الطهارة، باب فضل الطهور، ص ١٤٠ ، حديث: ٢٢٣)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا حَارِث بِن عَاصِمْ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول کا فرمانِ عظمت نشان ہے: پاکیزگی نصف ایمان ہے۔"اَلْحَمْدُلِلّٰہ"میزان کو بھر دیتا ہے۔"سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُلِلّٰہ "زمین وآسمان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں۔نماز نور ہے،صَدَقہ دلیل ہے،اورصبر روشنی ہے۔اورقران تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے، ہر انسان اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اپنے نفس کو بیچنے والا ہوتا ہے پھر یا تو (نیک اعمال کے ذریعے) اسے آزاد کرتا ہے یا (بُرے اعمال کے سبب) تباہ کرنے والا ہے۔

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"**طہارت نصف ایمان ہے**" کا ایک معنی یہ ہے کہ طہارت کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے۔دوسرا معنی یہ ہے کہ جس طرح ایمان لانے سے سابقہ تمام گناہ مٹ جاتے ہیں، اِسی طرح وضو سے بھی مسلمان کے سابقہ گناہ مِٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا: "**طہارت نصف ایمان ہے**"

"**اَلْحَمْدُلِلّٰہِ میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں**" قران وسنت سے ثابت ہے کہ اعمال کا وزن کیا جاتا ہے اور اعمال کم اور زیادہ ہوتے ہیں۔اس حدیث کا معنی یہ

ہے کہ اگر **سُبْحَانَ اللہِ** اور **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** کے ثواب کو مُجَسَّم کیا جائے تو ان کی جسامت آسمان اور زمین کو بھر دے گی، اور انکے ثواب کے زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ **سُبْحَانَ اللہِ** کا کلمہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مُنَزَّہ (پاک ہونے) اور ہر نقص اور عیب سے بَری ہونے کے معنی پر مشتمل ہے اور **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** کا کلمہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف مُفْتَقِرْ (محتاج) ہونے اس کی حمد وثنا اور اس کا شکر بجالانے پر مشتمل ہے۔

''نماز نور ہے'' اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جس طرح نور اندھیروں کو دور کر کے روشنی پھیلا دیتا ہے اسی طرح نماز گناہوں، بے حیائی اور بُرے کاموں کو دور کر کے اعمال صالحہ کی ہدایت دیتی ہے۔ **دوسرا معنی** یہ ہے بروزِ قیامت نمازی کا چہرہ نماز کی وجہ سے روشن ومنوّر ہوگا اور دنیا میں بھی نمازی کا چہرہ تروتازہ رہتا ہے۔

''صدقہ دلیل ہے'' اس کا ایک معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جب انسان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ مال کہاں خرچ کیا؟ تو اس کے صَدَقات اس سوال کے جواب پر براہین (دلیل) بن جائیں گے۔ **دوسرا معنی** یہ ہے کہ مال انسان کو طبعاً عزیز ہوتا ہے اور جب وہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صَدَقہ دیتا ہے تو یہ صدقہ کرنا اس کے دعویٰ ایمان کی صداقت پر دلیل بن جاتا ہے۔

''صبر ضِیاء (روشنی) ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ صبر ایک پسندیدہ عمل ہے اور صبر کرنے والا ہمیشہ تروتازہ اور ہدایت پر مستقیم رہتا ہے، حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم خواص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب نے فرمایا: کتاب اور سنت پر ثابت قدم رہنا صبر ہے، حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: حوصلہ اور برداشت کے ساتھ مصائب کا سامنا کرنا صبر ہے، استاذ **اَبُو عَلِی دَقَّاق** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق نے فرمایا کہ **صبر کی حقیقت** یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نہ کرے، البتہ مصائب کا اظہار کرنا صبر کے مُنافی نہیں، بشرطیکہ یہ اظہار بطورِ شکایت نہ ہو۔

''قران تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے'' یعنی اگر تم قران مجید کی تلاوت کروگے اور اس کے احکامات پر عمل کروگے تو یہ تمہارے حق میں دلیل ہوگا ورنہ یہ تمہارے خلاف دلیل ہوگا۔

نیز اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ''ہر شخص جب صبح کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے، پھر یا تو اپنے جسم کو جہنم سے آزاد کرالیتا ہے یا اسے عذاب میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان عمل کرتا ہے، بعض انسان اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام مان کر اپنے نفس کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کر دیتے ہیں اور اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرالیتے ہیں اور بعض انسان شیطان اور خواہش کی اتباع کرتے ہیں اور اپنے نفس کو شیطان کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں اور شیطان انہیں جہنم میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، ۲/۱۰۰، الجزء الثالث)

قبر کا اُجالا

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقَاۃ شرح مِشکٰوۃ** میں فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق نفس کو اس کی خواہشوں سے روکنا، گراں گزرنے والی عبادات کی طرف اسے مائل کر کے اس راہ میں آنے والی تکالیف کو برداشت کرنا صبر کہلاتا ہے۔ جب بندہ اپنے صبر کے عہد کو پورا کرے تو یہ اس کے لئے ضیاء (روشنی) ہے کیونکہ اگر صبر کو ترک کیا تو گناہوں کے اندھیرے میں جا گرے گا۔ ضیاء سے مراد قبر کا اُجالا ہے، کیونکہ جب مومن دنیا کی زندگی میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور بلاؤں پر اور گناہوں سے بچنے پر صبر کرتا ہے، تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی تنگ و تاریک قبر کو کشادہ و منور فرما دیتا ہے۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطھارت، الفصل الاول، ۲/۸)

صبر بہت ہی اچھا عمل ہے لیکن ہر صبر اچھا ہو یہ ضروری نہیں۔ کبھی کبھی صبر کرنا مکروہ و حرام ہوتا ہے اور کبھی فرض و واجب یا نفل۔ چنانچہ،

حکم کے اعتبار سے صبر کی اقسام

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''حکم کے اعتبار سے صبر کی چار قسمیں ہیں (۱) فرض (۲) نفل (۳) مکروہ اور (۴) حرام۔

ممنوعہ کاموں سے صبر کرنا **''فرض''** ہے (جیسا کہ گناہوں سے صبر کرنا)۔ ناپسندیدہ اُمور پر صبر کرنا **''نفل''** ہے (یعنی نفس کی ناپسندیدہ باتوں مثلاً نفلی عبادات صدقہ وخیرات وغیرہ پر صبر کرنا کیونکہ اعمالِ صالحہ نفس پر بہت گراں گزرتے ہیں)۔ شرعی طور پر ممنوع اذیت پر صبر کرنا **ممنوع** ہے جیسے بلاوجہ کسی شخص یا اس کے بیٹے کا ہاتھ کاٹا جائے اور وہ اس پر صبر کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی شہوت کے ساتھ اس کی بیوی کا قصد کرے تو اس سے اس کی غیرت جاگ اٹھے لیکن غیرت کے اظہار سے صبر کرے اور اس کی بیوی سے جو سلوک کیا جائے اس پر خاموشی اختیار کرے تو یہ صبر '' حرام'' ہے۔ اور جو صبر ایسی اذیت پر ہو جو شرعی طور پر مکروہ طریقے سے پہنچے اس پر صبر کرنا مکروہ ہے۔ گویا صبر کی کسوٹی **معیارِ شریعت** ہے، لہٰذا صبر کے **''نصفِ ایمان''** ہونے سے یہ مراد نہیں لینی چاہیے کہ ہر قسم کا صبر محمود (قابل تعریف) ہے بلکہ اس سے صبر کی مخصوص انواع مراد ہیں۔ (احیاء العلوم، ۴/۸۵)

صبر کے مختلف نام

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن محمد **غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی **اِحیاء العلوم** میں فرماتے ہیں: ''صبر کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ہے، **بدنی صبر** جیسے بدنی مشقتیں برداشت کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا وہ یا تو فعل کے ذریعے ہوتا ہے جیسے سخت اعمال برداشت کرنا یا عبادات وغیرہ کے ذریعے، یا اس کا تعلق برداشت سے ہوتا ہے مثلاً سخت مار، بہت بڑی بیماری اور تکلیف دِہ زخموں کو برداشت کرنا یہ صبر اگر شریعت کے موافق ہو تو قابل تعریف ہے۔ لیکن مکمل طور پر تعریف کے قابل **دوسری قسم** ہے اور وہ **''طبعی خواہشات''** اور خواہش کے تقاضوں سے **نفس کا صبر** کرنا ہے اب اگر اس قسم میں پیٹ اور شرمگاہ کی خواہش سے صبر ہو تو اسے ''عِـفَّـت'' کہتے ہیں۔ چونکہ وہ مکروہ اُمور جن پر صبر غالب آتا ہے لوگوں کے نزدیک مختلف ہیں اس لیے ان کے نام بھی مختلف ہیں اگر وہ مصیبت میں ہو تو اسے ''صبر'' ہی کہا جاتا ہے اور اس کے خلاف حالت کو ''جَزَع و فَزَع (رونا دھونا)'' کہتے ہیں یعنی خواہش کے تقاضوں کو کھلی چھٹی دی جائے کہ وہ خوب آواز بلند کرے، رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے، نیز اس قسم کی دوسری حرکات کرے اور اگر مالداری

کی برداشت میں صبر کرے تو اسے ''ضبطِ نفس'' کہتے ہیں اور اس کے خلاف حالت کو'' بَطَر '' (اکڑ) کہتے ہیں اگر یہ لڑائی اور جنگ میں ہو تو اسے ''بہادری'' کہا جاتا ہے جس کا مُقَابِل بُزْدِلی ہے، اگر غصہ پی جانے کے سلسلے میں صبر ہو تو اسے '' بُرْدباری'' کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں غضبنا کی ہے اور اگر زمانے کی کسی آفت پر صبر ہو تو اسے ''دل کی کشادگی'' کہتے ہیں اور اس کی ضد کم حوصلگی، دل کی تنگی اور زِچ (تنگ، مجبور) ہونا ہے اگر کلام کو چھپانے کے سلسلے میں صبر ہو تو اسے '' کِتْمَانِ سِرّ'' (راز چھپانا) کہا جاتا ہے، اور ایسے شخص کو کَتُوْم (چھپانے والا) کہا جاتا ہے اگر ضروریات زندگی سے زائد اشیاء سے صبر کیا جائے تو اسے ''زُہْد'' کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں حرص ہے، اگر تھوڑے حصے پر صبر کیا جائے تو اسے '' قَنَاعَت'' کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں حرص ہے۔ الغرض ایمان کے اکثر اَخلاق صبر میں داخل ہیں اسی لیے جب نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: **ایمان صبر ہے۔** (احیاء العلوم، ۸۲/۴)

صبر بہت ہی افضل چیز ہے یہاں تک کہ اگر انسان کا نفلی روزہ اور رات کی ساری نفلی عبادت چھوٹ جائے تو صبر و یقین کی برکت سے اسے ان اعمال کا ثواب مل سکتا ہے۔

''صَبْر'' کے 3 حروف کی نسبت سے صبر کے متعلق 3 روایات ملاحظہ فرمائیے:

(1) صبر اور دیگر نفلی عبادات

نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو چیزیں تمہیں دی گئی ہیں ان میں سب سے کم چیز یقین اور صبر کی عزیمت ہے اور جسے ان دونوں باتوں سے حصہ مل گیا اس کا قیامِ لیل (رات کی نفلی عبادت) اور دن کا (نفلی) روزہ فوت بھی ہو جائے تو کوئی پروا نہیں اور تم جس حالت پر ہو اس پر تمہارا صبر کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی شخص تم سب کے عمل کے برابر عمل میرے پاس لائے، لیکن مجھے خوف ہے کہ تم پر دنیا کھول دی جائے تو تم ایک دوسرے سے اجنبی ہو جاؤ گے، اس وقت آسمان والے بھی تمہیں نہیں پہچانیں گے۔ جس نے صبر کیا اور

ثواب کا ارادہ کیا وہ پورے ثواب کے ساتھ کامیاب ہوا۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ **اَللّٰـہ** عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور وہ صبر کرنے والوں کو ضرور ان کا اجر عطا فرمائے گا۔ (احیاء العلوم، ۷۶/۴)

(2) جنت الفردوس میں ٹھکانا

شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص دنیا میں ہی اپنی ہر خواہش کی تکمیل کرلے تو یہ چیز آخرت میں اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان آڑ اور پردہ بن جائے گی اور جو مالداروں کی زینت کی طرف اپنی نگاہیں دراز کرے تو وہ آسمان والوں کے سامنے بے عزت ہو جاتا ہے اور جو شدید بھوک پر صبر کرے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو جنّتُ الفردوس میں جہاں چاہے گا ٹھکانا عطا فرمائے گا۔

(شعب الایمان ، باب فی الصبرعلی المصائب ، ۱۲۵/۷، حدیث۹۷۲۲)

(3) مومن کی پہچان

مکّی مَدَنی سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انصار کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: کیا تم مومن ہو؟ وہ خاموش رہے، اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ہاں! یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! فرمایا: ''تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''ہم فراخی کی حالت میں شکر کرتے ہیں، آزمائش کے وقت صبر کرتے ہیں، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے پر راضی رہتے ہیں۔'' نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! تم مومن ہو۔'' (احیاء العلوم، ۷۶/۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
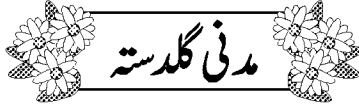
”صابر“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی طہارت کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

(2) سارے اعمال وہاں (بروزِ قیامت) شکلوں میں نمودار ہونگے۔ جیسے آج دنیا میں ہم واقعات کو خواب میں مختلف شکلوں میں دیکھ لیتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ۱۳۹/۳)

(3) **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی منع کردہ چیزوں سے صبر کرنا سب سے افضل صبر ہے۔

(4) شرعی تقاضوں کے مطابق صبر کرنا نصف ایمان ہے۔

اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہمیں مصائب وآلام پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں دین و دنیا میں عافیت عطا فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:26 سوال کرنے سے، صبر کرنا بہتر ہے

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَہُ، فَقَالَ لَھُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْءٍ بِیَدِہٖ "مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَہُ عَنْکُمْ وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا أُعْطِیَ أَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ". مُتَّفَقٌ عَلَیْہ

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسئلہ، ۱/۴۹۶، حدیث:۱۴۶۹)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابو سَعِید خُدرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں عطا فرما دیا انہوں نے پھر مانگا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر عطا فرما دیا یہاں تک کہ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس مال تھا وہ ختم ہوگیا۔ پس جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سب چیزیں اپنے ہاتھ سے خرچ کر دیں تو ارشاد فرمایا: جو کچھ میرے پاس ہوگا وہ تم سے بچا نہ رکھوں گا جو سوال سے بچنا چاہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بچائے گا اور جو غنا چاہے گا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے غنی کر دے گا اور جو صَبْر چاہے گا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے صَبْر دے گا اور کسی کو صَبْر سے بہتر اور وسیع کوئی چیز نہ ملی۔

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ المفاتیح** میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "انصار کی ایک جماعت نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر کچھ مانگا تو نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا سوال پورا کر دیا، انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سائلین کو عطا فرمایا یہاں تک کہ اس وقت جو کچھ موجود تھا وہ ختم ہوگیا تو ارشاد فرمایا: "جو کچھ میرے پاس تھا میں نے تمہیں دے دیا، نہ میں تم سے اپنی عطا روکتا ہوں نہ کوئی مال تم سے چھپا کر ذخیرہ کرتا ہوں۔ جو شخص مانگنے سے بچنا چاہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بچاتا ہے یعنی جو اپنے آپ کو سوال سے روکے یا سوال نہ کرنے کی توفیق **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے طلب کرے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے

سوال اور دیگر بُری باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے، جو کوئی تھوڑی غذا پر صبر کرلے اور لوگوں سے سوال نہ کرے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے قناعت کی دولت سے نوازتا ہے اور قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، جو کوئی بے نیازی اختیار کرنا چاہے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، یعنی جو لوگوں کے مال سے بے نیاز ہو کر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرے اور سوال کرنے سے بچے یہاں تک کہ لوگ اسے غنی سمجھنے لگیں تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایسے شخص کو دل کا غنی بنا دیتا ہے اور یہی حقیقی غنا ہے کیونکہ کثرتِ مال سے کوئی شخص غنی نہیں ہوتا بلکہ غنی تو وہ ہے جو دل کا غنی ہو اور جو صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے صبر کی دولت عطا فرما دیتا ہے۔ یعنی جو شخص حقیقی صبر کے حصول کے لئے تکلیف دہ امور پر بتکلّف صبر کرتا ہے، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے صبر کی توفیق مانگتا ہے یا اپنے آپ کو لوگوں کے مال کی طرف نظر کرنے سے روکتا اور سوال سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے صبر کرنا آسان فرما دیتا ہے۔ حدیث پاک میں صبر کو انسان کے لئے سب سے اچھا اور وسیع عطیہ بتایا گیا، کیونکہ صبر ہر اعلیٰ مقام کے حصول کے لئے لازم ہے اور صبر خود سب سے اعلیٰ مقام ہے کیونکہ صبر تمام اچھی صفات و کمالات کا جامع ہے۔ قران کریم میں بھی صبر کو نماز سے پہلے بیان کیا گیا فرمانِ خداوندی ہے اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔" (ترجمہ کنز الایمان: صبر اور نماز سے مدد چاہو)

(مرقاة المفاتيح، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسئلة ومن تحل له، ٤/٣٥٢ تا٣٥٣، تحت الحديث:١٨٤٤)

مُفَسِّرشہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "ظاہر یہ ہے کہ یہ مانگنا بلاضرورت تھا جیسا کہ اگلے فرمان سے معلوم ہو رہا ہے۔ ضرورۃً مانگنے والوں کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود بھی دیتے تھے اور دوسروں سے بھی دلواتے تھے یعنی وہ حضرات مانگتے رہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیتے رہے انہیں سب کچھ دے کر پھر مسئلہ بتایا۔ اس میں تبلیغ بھی ہے اور سَخاوَتِ مُطْلَقَہ کا اظہار بھی۔ خیال رہے کہ جس کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ خوش ہو کر دیا ہے وہ بہت عرصہ تک ختم نہ ہوا۔ چنانچہ، حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا اور حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تھوڑے تھوڑے جَو عطا فرمائے تھے جو

اُن بزرگوں نے سالہا سال کھائے اور کھلائے، پھر جب تولے تو اتنے ہی تھے مگر تولنے سے خَتْم ہوگئے۔ حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں ساڑھے چار سیر جَو کی روٹی پر سینکڑوں آدمیوں کی دعوت فرمادی۔ (مراۃ المناجیح،۳/۵۹)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

بلاضرورت سوال کرنا منع ہے

حدیثِ مذکور میں بلاوجہ شرعی سوال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو سوال سے بچنا چاہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے بچائے گا اور جو غنا چاہے گا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے غنا دے گا۔ **مُفَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت** مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: یہاں مانگنے سے مراد ذِلّت وخواری کا مانگنا ہے یعنی بھیک مانگنا، لہٰذا باپ کا اولاد سے یا آقا کا غلام سے یا اس کے برعکس یا اُن سے کچھ مانگنا جن سے مانگنے میں عار نہ ہو، مطلقاً جائز ہے، حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شفاعت اور انعامِ الٰہیہ اور اُخروی نعمتوں کی بھیک مانگنا بادشاہوں کے لئے فخر وعزت ہے۔ اس پر علما کا اتفاق ہے کہ بلاضرورت مانگنا ممنوع ہے۔ (مراۃ المناجیح،۳/۵۳)

بلاوجہ شرعی سوال کرنے کی مَذَمَّت میں بھی بہت سی احادیث آئی ہیں۔ چنانچہ،

بلاضرورت مانگنے والے کے چہرے پہ گوشت نہ ہوگا

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ’’ **مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ** ترجمہ: آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔‘‘ (بخاری، کتاب الزکاۃ، باب من سئل الناس تکثرا، ۱/۴۹۷، حدیث:۱۴۷۴)

مُفَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ’’یعنی پیشہ ور بھکاری اور بلاضرورت لوگوں سے مانگنے کا عادی قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں صرف ہڈی اور کھال ہوگی گوشت کا نام نہ ہوگا۔ جس سے محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ بھکاری تھا، یا یہ مطلب ہے کہ اس کے

چہرے پر ذِلَّت وخواری کے آثار ہوں گے، جیسے دنیا میں بھی بھکاری کا منہ چھپا نہیں رہتا، لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ سائل ہے۔ (مراۃ المناجیح،۳/۵۶)

بھیک مانگنے والا انگارہ مانگتا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ۔(مشكوة المصابيح، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، ۱/ ۵۱۰، حديث:۱۸۳۸)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی بِلاسخت ضرورت بھیک مانگے بقدرِ حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لیے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اِسی لیے اسے انگارہ فرمایا، اس حدیث سے آج کل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت لینی چاہیے، افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں بھیک مانگنے کا مرض بہت زیادہ ہے، اس گناہ میں وہ بھی شریک ہیں جو اُن موٹے مسٹنڈے پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دیتے ہیں۔(مراۃ المناجیح،۳/۵۵)

سائل کو دیکر اُسے سوال سے روکنا

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں لوگ مانگنے کو عیب نہ سمجھتے تھے بلاضرورت بھی دستِ سوال دراز کر دیتے تھے۔نومسلم حضرات اسی عادت کے مطابق اوّلاً مانگتے تھے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر انہیں دے کر سوال سے منع فرماتے تھے۔(مراۃ المناجیح،۳/۵۷)

حدیث مذکور میں فرمایا گیا کہ "میں مال جمع نہیں کرتا" اس فرمانِ عالیشان سے پتہ چلتا ہے کہ مال کی محبت اچھی شے نہیں، مگر افسوس! آج جسے دیکھو اُسی پر دھن کی دُھن سوار ہے، مال کمانے کے لئے ہر جائز و ناجائز راستہ اختیار کیا جاتا ہے اور مال و دولت کی محبت میں انسان جہنم کے عمیق گڑھے میں گرتا چلا جاتا ہے۔قران وحدیث میں

متعدد مقامات پر جمعِ مال کی مَذَمَّت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ، چند آیاتِ مبارکہ اور روایات ملاحظہ فرمائیے:

اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے قرانِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴿۹﴾ (پ ۲۸، المنافقون: ۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں **اللّٰه** کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴿۱۵﴾ (پ ۲۸، التغابن: ۱۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں، اور **اللّٰه** کے پاس بڑا ثواب ہے۔

زیادہ مال والوں کے لئے مقامِ غور

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ھَلَکَ الْمُکْثِرُوْنَ، یعنی زیادہ مال والے ہلاک ہوئے مگر وہ کہ جس نے اپنا مال **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح خرچ کیا، (نیک کاموں میں خرچ کیا) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

(مسند امام احمد، ۳/۱۸۰، حدیث: ۸۰۹۱)

انسان کے تین دوست

نبیِّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں (۱) اس کے گھر والے (۲) اس کا مال اور (۳) اس کا عمل۔ پھر دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں جبکہ ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ گھر والے اور مال لوٹ آتے ہیں جبکہ اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، ۴/۲۵۰، حدیث: ۶۵۱۴)

پُل صِراط پر مالداروں کی حالت

حضرتِ سَیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضرتِ سَیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے لکھا: ’’اے میرے بھائی! دنیا سے اتنا مال جمع نہ کرنا کہ اس کا شکر ادا نہ کرسکو۔ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ’’قیامت کے دن ایک ایسے دُنیادار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں مال کے بارے میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم مانا ہوگا، اس کا مال اس کے سامنے ہوگا جب پل صراط پر اس کے قدم لڑکھڑائیں گے تو اس کا مال کہے گا کہ چلو چلو تم نے مجھ سے متعلق اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر ایک ایسے دُنیادار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کیا ہوگا تو اس کا مال اس کے کاندھوں کے درمیان ہوگا اور اسے پل صراط سے پھسلائے گا اور کہے گا تجھے خرابی ہو تو نے اپنے مال میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کیوں نہیں کیا وہ شخص اسی حالت پر رہے گا اور کہے گا (ہائے میری) ہلاکت (ہائے میری) بربادی۔‘‘ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع لمعمر بن راشد، باب اصحاب الاموال، ۱۰/۱۳۵، حدیث: ۲۰۱۹۸)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

شیطان کا غلام

حضرتِ سَیِّدُنا حسن بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جو شخص دِرہم کی عزت کرتا ہے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل کرتا ہے۔ سب سے پہلے دِرہم و دِینار تیار ہوئے تو شیطان نے اُن کو اُٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو بوسہ دیا اور کہا: جس نے تم دونوں سے محبت کی حقیقت میں وہی میرا غلام ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۸۸)

ہر مال بُرا نہیں ہوتا

مذکورہ بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مال میں کوئی خیر نہیں اور ہر مال باعثِ ہلاکت ہے۔ بلکہ یہاں کلام اُس مال کے بارے میں ہے جسے حرام ذریعے سے کمایا گیا ہو یا جس سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو اور جو مال اَللّٰہ

عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل کردے وہ مال بُرا ہے۔ جبکہ وہ مال جو حلال ذریعے سے کمایا گیا ہو، جس کے ذریعے صدقہ و خیرات کی گئی ہو، اس کی زکوٰۃ ادا کی گئی ہو اور دیگر اُمورِ خیر میں خرچ کیا گیا ہو وہ ہرگز برا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ، ترجمہ: کیا ہی اچھا مال نیک مرد کے لئے ہے۔'' (شعب الایمان ، باب التوکل باللّٰہ والتسلیم لامرہ، ۹۱/۲، حدیث:۱۲۴۸)

فرمانِ مشکل کُشا

اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا مولائے کائنات، عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ صبر وہ سواری ہے جس سے گرنے کا ڈر نہیں ہوتا۔ (رسالۃ قشیریۃ، باب الصبر، ص ۲۲۰)

صبر سے متعلق حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی کا فرمانِ عالیشان

حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے دنیا سے آخرت کو جانا آسان ہے لیکن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر مخلوق کو چھوڑ دینا مشکل ہوتا ہے پھر خواہشات چھوڑ کر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف توجہ اس سے بھی مشکل ہے اور ہر وقت **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر نظر رکھ کر صبر تو اور بھی مشکل ہے۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے صبر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: بُرا جانے بغیر کڑوی چیزوں کا گھونٹ پی جانا صبر کہلاتا ہے۔ (رسالۃ قشیریۃ، باب الصبر، ص ۲۱۹)

بچھو کے کاٹنے پر صبر

حضرتِ سَیِّدُنا سَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے صبر سے متعلق بیان شروع کردیا، اسی دوران ایک بچھو آپ کی ٹانگ پر مسلسل ڈنک مارتا رہا لیکن آپ پُرسکون رہے، آپ سے پوچھا گیا کہ اس موذی کو ہٹایا کیوں نہیں؟ فرمایا: ''مجھے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا آرہی تھی کہ میں صبر کا بیان کروں لیکن خود صبر نہ کروں۔''

(رسالۃ قشیریۃ، باب الصبر، ص۲۲۳)

مدنی گلدستہ

"سوال سے بچ" کے 8 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) بلاضرورت سوال کرنے والے کو اگر ممکن ہو تو حکمت عملی کے ساتھ سوال سے روک دینا چاہیے۔

(2) جو ضرورۃً مانگے اُسے دے دینا چاہیے اور ہو سکے تو دوسروں سے بھی دلوانا چاہیے۔

(3) جو سوال سے بچنا چاہتا ہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو بچالیتا ہے، لیکن جو لوگوں کے سامنے بلا وجہِ شرعی دستِ سوال دراز کرتا ہے تو اس کا فقر مزید بڑھ جاتا ہے۔

(4) صبر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ صبر سے بہتر اور وسیع چیز کوئی نہیں۔

(5) لوگوں کے سامنے اپنی مصیبت بیان کرنے سے بہتر ہے کہ صبر کیا جائے اور بندوں کے بجائے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھی جائے۔

(6) مال کی محبت دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔

(7) جمعِ مال بری چیز ہے لیکن اگر اسی مال کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صدقہ وخیرات کیا جائے تو یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کا باعث بن سکتا ہے۔

(8) مال بڑھانے کے لئے بھیک مانگنا اپنے لئے انگارہ جمع کرنا ہے۔

یا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ہر آن اپنی رحمت کی نظر میں رکھ، دوسروں کی محتاجی سے بچا کر صرف اور صرف اپنا محتاج رکھ، دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی محبت عطا فرما! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:27 مومن کو اچھا ثابت کرنے والا عمل

عَنْ أَبِیْ یَحْیٰی عَنْ صُهَیْبِ بْنِ سِنَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَهُ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَهُ. (مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن امره کله خیر، ص ۱۵۹۸، حدیث: ۲۹۹۹)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا صُھَیْب بِنْ سِنَان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مومن کا معاملہ کس قدر اچھا ہے کہ اس کا ہر معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ بات صرف مومن ہی کے لئے ہے۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ یا تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔

عَلَّامہ مُحَمَّد عَبْدُ الرَّءُوْف مُنَاوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''مومن کا ہر معاملہ تعجب انگیز ہے اس لئے کہ اس کے تمام کاموں میں بھلائی ہی بھلائی ہے جبکہ کفار و منافقین کو اصلاً (بالکل بھی) یہ فضیلت حاصل نہیں، اگر مومن کو صحت وسلامتی پہنچتی ہے تو اس پر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہے، یہ اس کے لئے بہتر ہے کیونکہ اسے شاکرین میں لکھ دیا جاتا ہے اور جب کوئی تکلیف دِہ بات پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور صابرین میں لکھ دیا جاتا ہے جن کی تعریف قران کریم میں بیان کی گئی ہے، پھر جب تک وہ تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اس پر رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں، تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا ہر مومن کو چاہیے کہ نعمت ملنے پر **مُنْعِم** یعنی نعمت دینے والے کا شکر بجالائے اور مصیبت پہنچنے پر صبر کرے اور جن چیزوں کا اسے حکم ہے انہیں بجالائے جن سے منع کیا گیا ہے ان سے **اِجْتِنَاب** (پرہیز) کرے۔'' (ملخصاًفیض القدیر، حرف العین، ۴/ ۳۹۹، تحت الحدیث:۵۳۸۲)

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیْح** میں فرماتے ہیں: مومن کے تمام اُمورِ خیر

وبرکت والے ہیں اگرچہ بعض اُمور ظاہری طور پر شر محسوس ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ خیر پر مبنی ہوتے ہیں اگر مومن کو تنگدستی وفاقہ پہنچتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ حدیثِ قدسی ہے: ''میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ ان کو فقر (تنگی) دُرُست رکھتا ہے اگر ان کو میں غنی (مالدار) کردوں تو وہ اپنے حال کو بگاڑ دیں اور کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کو غنا ہی دُرُست رکھتا ہے اگر میں ان کو فقیر کردوں تو اپنی حالت کو بگاڑ ڈالیں۔'' حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مومن کے لئے خیر ہی کا فیصلہ فرماتا ہے۔'' حضرتِ سَیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ مسلمان کے لئے تعجب ہے کہ اگر اس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرتا ہے اور جب خیر کی بات پہنچتی ہے تو حمد وشکر بجالاتا ہے، بے شک! مسلمان کو ہر کام کا اَجر دیا جائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ وہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے (اس کا بھی ثواب پائے گا)۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، ۱۵۲/۹، ۱۵۳، تحت الحدیث: ۵۲۹۷)

قرانِ پاک سے صبر کی اقسام

حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بن عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ قرانِ کریم میں تین قسم کا صبر بیان ہوا ہے:

(1) وہ صبر جو طاعت میں ہو، اس کے ثواب کے تین سو درجے ہیں۔

(2) وہ صبر جو حرام چیزوں سے بچنے پر کیا جائے، اس کے ثواب کے چھ سو درجے ہیں۔

(3) وہ صبر جو مصیبت کی ابتدا میں کیا جائے، اس کے ثواب کے نو سو درجے ہیں۔

بَلا پر صبر کرنا ''صدیقوں'' کا درجہ ہے اس لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یوں مناجات فرمایا کرتے تھے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم کو اتنا یقین عطا فرما کہ دنیا کی مصیبتوں کا برداشت کرنا ہمارے لئے آسان ہو جائے۔'' (احیاء العلوم، ۸۹/۴)

رحمتِ کاملہ کے سائے میں

اللہ عزوجل فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کو بیماری میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے، کسی سے شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو اچھے گوشت سے اور اس کے خون کو اچھے خون سے بدل دیتا ہوں۔ پھر اگر میں اسے شفا دوں تو ایسی شفا دیتا ہوں کہ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اسے دنیا سے اٹھالوں تو اسے اپنی رحمتِ کاملہ کے سائے میں لے جاتا ہوں۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ والرقاق والخطب والحکم، قسم الاقوال، ۳۴۳/۸، حدیث: ۴۳۲۲۰، الجزء الخامس عشر)

ایمان کی خِلْعَت

حضرت سَیِّدُ نا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: یا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! جو بندہ تیری رضا کے لئے مصائب وآلام پر صبر کرے تو تیرے ہاں اس کی کیا جزا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''میں اسے ایمان کی خِلْعَت (یعنی عزت والا لباس) عطا فرماؤں گا اور اس لباس کو اس کے اور جہنم کے درمیان آڑ بنا دوں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔'' (شعب الایمان، الرابع والستون، باب فی الصلاۃ علی من مات ما اھل القبلۃ، ۱۲/۷، حدیث: ۹۲۸۰)

میزانِ عمل سے نجات کا نسخہ

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کے بدن یا اس کے مال یا اس کی اولاد کی طرف کوئی سختی بھیجوں پھر وہ صبرِ جمیل کے ساتھ اس کا استقبال کرے تو قیامت کے دن مجھے اس سے حیا آئے گی کہ میں اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کا نامۂ اعمال کھولوں۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۱۱۵/۲، حدیث: ۶۵۵۸، الجزء الثالث)

دِیدارِ الٰہی

تمام نبیوں کے سردار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: '' **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جبریل عَلَیْہِ

السَّلَام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیل! جب میں اپنے کسی بندے کی بینائی لے لوں تو اس کا اجر یہ ہے کہ میں اسے اپنے دیدار سے مشرف فرماؤں گا۔(معجم الاوسط، من اسمه مقدام، ۳۰٤/٦، حدیث:۸۸۵۵)

حضرت سَیِّدُ نا ابوالقاسم عبدالکریم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے منقول ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ طوافِ کعبہ کے بعد جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر پڑھتا اور چلا جاتا۔ کئی دن تک میں اسے اسی حالت میں دیکھتا رہا پھر ایک دن اس کا انتقال ہوگیا تو میں نے اس کی جیب سے کاغذ نکال کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (پ ۲۷، الطور:٤۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو۔

(رساله قشیریة، باب الصبر، ص۲۲۲)

مصیبت کے وقت آنسو بہانے اور غمگین ہونے سے صبر کی فضیلت میں کوئی فرق نہیں آتا، ہاں واویلا کرنے، کپڑے پھاڑنے اور شکایت کرنے سے اجر میں خلل واقع ہوتا ہے۔(کیمائے سعادت، ۷۸۳/۲)

صبرِ جمیل کیا ہے؟

صبرِ جمیل یہ ہے کہ دیکھنے والا مصیبت والے اور غیر مصیبت والے میں فرق محسوس نہ کر سکے۔ مصیبت میں کپڑے پھاڑنا، سر اور منہ پر ہاتھ مارنا، سینہ پیٹنا، چیخنا چلّانا یہ تمام باتیں حرام ہیں۔

کسی مصیبت میں مبتلا ہونے پر اپنا حال بدل لینا، چادر سے منہ ڈھانپ کر پڑے رہنا، اپنی دستار چھوٹی کر لینا، درست نہیں ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندے کو بغیر بندے کی مرضی کے پیدا کیا اور پھر بغیر اس کی مرضی کے اُسے اٹھالیا۔(کیمائے سعادت، ۷۸۳/۲)

ناخن ٹوٹنے پر خوشی کا اظہار

حضرت سَیِّدُ نا فتح مَوْصِلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی زوجہ محترمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھَا کا پاؤں پھسلا اور ان کا

ناخن ٹوٹ گیا تو وہ مسکرانے لگیں۔ پوچھا گیا: کیا آپ کو درد نہیں ہورہا؟ فرمایا: اس درد پر صبر کرنے کے عوض ملنے والے ثواب نے میرے درد کی تلخی دور کردی ہے۔ (احیاء العلوم، ٤/ ٩٠)

مومن کا تقویٰ تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا داود عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرتِ سَیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: مومن کا تقویٰ تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے: (۱) جو کچھ نہیں ملا اس کے بارے میں کامل توکل کرنا (۲) جو کچھ پاس موجود ہو اس پر راضی رہنا (۳) جو لے لیا گیا اس پر خوب صبر کرنا۔ (احیاء العلوم، ٤/ ٩٠)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم اور اس کے حق کی معرفت

راحتِ قلبِ ناشاد، محبوبِ ربُّ الْعِباد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم اور اس کے حق کی معرفت کا تقاضا یہ ہے کہ نہ تو اپنے درد کی شکایت کرے نہ ہی دوسروں کے سامنے اپنی مصیبت کا تذکرہ کرے۔''

دورانِ جنگ حضرتِ سَیِّدُنا سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شدید زخمی تھے کسی نے انہیں پانی پلانا چاہا تو فرمایا: مجھے دشمن کے قریب کردو اور پانی میرے پاس رکھ دو اگر میں زندہ رہا تو اس پانی سے روزہ افطار کرلوں گا۔ (احیاء العلوم، ٤/ ٩٠)

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ایسے لوگ واقعی حقیقی صبر والے ہیں۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حضرتِ سیّدنا ایُّوب عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر

جب حضرتِ سَیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آزمائش کا وقت قریب آیا تو حضرتِ سَیِّدُنا جبرائیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حاضر ہوکر عرض کی: اے ایوب (عَلَیْہِ السَّلَام)! عنقریب آپ کا ربّ عَزَّوَجَلَّ آپ پر ایسی آزمائش اور ہولناک معاملہ نازل فرمائے گا کہ جسے پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ایوب عَلَیْہِ السَّلَام نے

فرمایا: اگر میں محبوب کے ساتھ تعلق میں ثابت قدم رہا تو ضرور صبر کروں گا یہاں تک میرے بارے میں یوں کہا جائے: یہ انتہائی تعجب خیز بندہ ہے۔ پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو یہ نِدا کی گئی: اے ایوب! آزمائش کے لئے تیار ہو جاؤ اور میرا حکم و فیصلہ نازل ہونے تک صبر کرتے رہو۔ آپ کی آزمائش کا سبب یہ تھا کہ ابلیسِ لعین نے حسد کی وجہ سے طرح طرح کے مکر و حیلے سے آپ پر غالب ہونا چاہا لیکن نہ ہو سکا تو کہنے لگا: **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ایوب شکر گزار بندہ ہے وہ اس لئے فرمانبردار ہے کہ تو نے اسے مال، رزق اور اولاد میں وسعت عطا فرمائی اور صحت بخشی ہے، اگر تو یہ سب کچھ واپس لے لے تو ایک لمحہ بھی تیری اطاعت نہ کرے گا۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنی حالت ہرگز تبدیل نہ کرے گا۔ چنانچہ، آزمائش شروع ہوئی اور آپ کی ساری اولاد لے لی گئی اس پر آپ عَلَیْہِ السَّلَام اور زیادہ عبادت کرنے لگے۔ دوسرے دن مال جلا دیا گیا تو فرمایا: تمام عطائیں اُسی کی ہیں، چاہے لے لے چاہے باقی رکھے۔ تیسرے دن آپ عَلَیْہِ السَّلَام صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ شیطانِ لعین نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے جسم پر پھونک ماری تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام جسمانی بیماری میں مبتلا ہو گئے، لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام ظاہر و باطن میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہے۔ مال و اولاد چلے جانے کے بعد جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام جسم کی آزمائش میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: تمام خوبیاں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنی عبادت کے لئے چُن لیا اور مجھ پر اپنا خاص فضل اور بھلائی فرمائی اور مجھے اپنے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ رکھا۔ حضرتِ سیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمیشہ ذکر کرتے رہے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور شکر بجا لاتے رہے۔

آزمائش انسان کے احوال کو ظاہر اور محبت کے دعوے دار کی حالت بہت جلد واضح کر دیتی ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے نبی حضرت ایُّوب عَلَیْہِ السَّلَام پر ستر ہزار قسم کی آزمائشیں نازل فرمائیں لیکن آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے صبر و شکر کیا اور شِکْوَہ نہ کیا۔ تو اے بھائیو! تم تو ایک کانٹا بھی برداشت نہیں کر سکتے جبکہ حضرتِ سیِّدُنا ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کو اولاد لے کر آزمایا گیا مگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے عبادت میں اضافہ کر دیا، مال لے لیا گیا مگر محبتِ الٰہی میں

ذرہ برابر کمی نہ آئی، تمام آزمائشوں پر راضی رہے اور ظاہری و باطنی طور پر بالکل کوئی شکوہ نہ کیا۔ چنانچہ، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو ندا دی گئی: ''اے ایوب! تو نے ہماری آزمائشوں پر صبر کیا تو ہم تجھے تیرا مال اور اولاد لوٹا دیں گے اور تیرے جسم کو آزمائش سے عافیت بخشیں گے اور تیرا نام اپنی آخری کتاب میں لکھ دیں گے اور تیرا ذکر محبوب بندوں کے رجسٹر میں پھیلا دیں گے۔'' (الروض الفائق، ص۸۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کم مال والا پہلے جنت میں چلا گیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ''اے مالک بن دینار! اے محمد بن واسع! (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) تم دونوں جنت میں جاؤ۔'' میں دیکھنے لگا کہ دونوں میں سے کون پہلے جاتا ہے تو حضرتِ سیِّدُنا محمد بن واسع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّافِع جنت میں پہلے داخل ہوئے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو بتایا گیا کہ دنیا میں محمد بن واسع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّافِع کے پاس ایک قمیص تھی جبکہ مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار دو قمیصوں کے مالک تھے (اس لئے پیچھے رہ گئے)۔'' حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: ''میزان میں فقر و غنا نہیں رکھا جائے گا بلکہ صبر و شکر رکھا جائے گا، لہٰذا آؤ! ہم سب صبر و شکر کرنے والے بن جائیں۔'' (الروض الفائق، ص۹۲)

مدنی گلدستہ
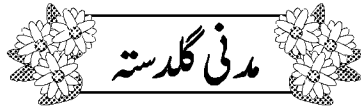
''صبر سے جنت'' کے 8 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) مومن کے لئے مصیبت و نعمت دونوں ہی میں خیر ہے۔

(2) جس کا رتبہ جتنا بلند ہوتا ہے اس پر اتنے ہی زیادہ مصائب آتے ہیں۔

(3) آزمائشوں کے باوجود **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہنا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(4) دنیاوی مال واسباب کی زیادتی جنت میں دیر سے جانے کا سبب بن سکتی ہے۔

(5) سچا مُحِبّ وہی ہے جو محبوب کی طرف سے آنے والی ہر آزمائش پر صبر کرے۔

(6) جب مصیبت پہنچے تو اس پر صبر کرنے کے **ثواب** کو یاد کر لینا چاہیے اس طرح صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

(7) کامل صبر کرنے والا وہ ہے جو اپنی حالت سے یہ محسوس نہ ہونے دے کہ وہ مصائب میں مبتلا ہے۔

(8) جو دنیا میں بینائی چھن جانے پر صبر کرے تو بروزِ قیامت **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے دیدار کی عظیم دولت سے نوازے گا۔

یا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ فرما کیونکہ ہم تیرے ناتواں اور کمزور بندے ہیں اور اگر کبھی ہم پر آزمائش آ جائے تو ہمیں اپنے پیارے نبی حضرتِ سیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صبر کے صَدْقے صبر کرنے کی توفیق عطا فرما!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:28

موت کے وقت صبر

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَا كَرْبَ أَبَتَاهُ فَقَالَ لَيْسَ عَلٰى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلٰى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ. (بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، ۳/۱۶۰، حدیث:۴۴۶۲)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مرض سے گرانی ہوئی، بے چینی نے غلبہ کیا تو حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بولیں: ہائے! اباجان کی بے چینی۔ سیِّد عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں، پھر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انتقال فرمایا تو حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بولیں: اے میرے اباجان! آپ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بلانے پر تشریف لے گئے۔ اے باپ میرے وہ کہ جنّتُ الفردوس جن کا ٹھکانا ہے، اے باپ میرے کہ جن کے انتقال کی مصیبت ہم جبریل سے بیان کرتے ہیں۔ پھر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرِ اطہر میں اُتار دیئے گئے۔ تو حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: اے انس! تمہارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ اَقدس کو خاک میں پنہاں کرو۔

عَلَّامَہ اِبنِ حَجَر عَسْقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتح الباری** میں فرماتے ہیں: حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جو کہا: ہائے! اباجان کی بے چینی، یہ آہستہ آواز میں کہا تھا اگر آپ بلند آواز سے کہتیں تو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو منع فرمادیتے۔ مزید فرماتے ہیں: ''اس حدیث پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس انداز میں حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اظہار کیا بس اس طرح ہی درد وغم کا اظہار کرنا کسی شخص کی موت کی شدت کے وقت جائز ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ نوحہ کے انداز میں درد وغم کا اظہار نہ ہو۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آدمی کے مرنے کے

بعد ایسے الفاظ کہنا جن سے وہ متصف ہو منع نہیں۔ اور ایسے اوصاف بیان کرنا جن سے آدمی متصف نہ ہو وہ منع ہیں۔

(فتح الباری، کتاب المغا زی، باب مرض النبی و وفاته، ۱۲۷/۹، تحت الحدیث:٤٤٦٢)

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسُنّت، ولیٔ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت، پروانۂ شَمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ''حضرت بتول زہرا نے یہ کلمات نہ صَیحہ وفریاد (بلند آواز) کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلطی یا بے تحقیق وصف بیان فرمایا نہ کوئی کلمہ شکایت ربِ العزۃ وناراضی قضائے الٰہی پر دال تھا، لہٰذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ زُرقانی میں ہے: فَقَالَ لَهَا لَا كَرْبٌ عَلٰى اَبِيْكَ بَعْدَ الْيَوْمِ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهَا لَمْ تَرْفَعْ صَوْتَهَا وَاِلَّا نَهَاهَا۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی بیٹی سے فرمایا: آج کے بعد تیرے والد گرامی کو گھبراہٹ اور کوئی بے چینی نہ ہوگی۔ یہ ارشاد اس پر دلالت کرتا ہے کہ سیدہ نے اپنی آواز (کلمات مذکورہ کہتے ہوئے) بلند نہ کی تھی ورنہ آپ منع فرمادیتے۔''

(فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۴۸۵)

فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدہ فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جن دردناک الفاظ میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **مُفارَقت** (جدائی) پر اپنے غم کا اظہار فرمایا یہ شدتِ غم میں، حالتِ اضطرار میں ان کے دَہَنِ پاک سے نکلا، یہ نِیاحتِ مَمْنُوعہ (ایسا رونا جو کہ شرعاً منع ہے) نہیں جو اپنے قَصْد و اختیار سے چیخ چیخ کر آواز بنا بنا کر کیا جاتا ہے جس میں جھوٹ بھی ہوتا ہے، کسی کے فوت ہونے پر حالتِ اضطرار میں آنسو نکل آئیں یا کچھ کلمات ایسے نکل آئیں جن سے اندرونی غم واندوہ کا اظہار ہو یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے، جیسا کہ (اپنے صاحبزادے) حضرت سَیِّدُنا ابراہیم عَلٰی اَبِیْہِ وَعَلَیْہِ السَّلَام کے وِصال پر خود حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہوگئے تھے اور یہ فرمایا تھا '' اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَ اَنَا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْم '' آنکھ سے آنسو جاری ہے مگر

ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے اور ہم تمہاری جدائی میں اے ابراہیم غمزدہ ہیں اسی قبیل (قسم) سے حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے یہ کلمات ہیں۔ (نزھۃ القاری،۴/۸۹۰)

حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا گریہ وزاری کرنا نوحہ و بے صبری نہیں

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ سیدہ کے یہ الفاظ نہ تو نوحہ ہیں نہ بے صبری بلکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فِراق (جدائی) پر بے چینی ہے جو بذاتِ خود عبادت ہے نوحہ یہ ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جاویں جو اس میں نہ ہوں اور پیٹا جاوے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی شکایت کی جاوے۔ جناب سَیِّدَہ ان دونوں سے محفوظ ہیں۔'' (مراۃ المناجیح،۸/۲۹۱)

کیا نزع کے وقت صرف گناہ گاروں کو تکلیف ہوتی ہے؟

نزع کے عالم میں محبوبانِ خدا کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں'' ایک حدیث جو کہ **اُمُّ الْمُؤمِنِیْن** حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: ''**نبیِّ کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سینے اور گلے کے درمیان وفات پائی، تو میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کے لیے موت کی سختی کو کبھی ناپسند نہیں کرتی۔'' اس حدیث کی شرح میں **عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقَاۃُ الْمِفَاتِیْح** میں فرماتے ہیں: ''یعنی میں یہ گمان کرتی تھی کہ نزع کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن جب میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شدت نزع دیکھی تو میں نے جان لیا کہ موت کی سختی گناہوں کی وجہ سے نہیں بلکہ درجات کی بلندی کے لئے بھی ہے۔ اور آسان موت نیکی و مقبولیت کی نشانی نہیں ورنہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے زیادہ حقدار تھے۔'' (مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض، ٤/٢١ تحت الحدیث: ١٥٤٠)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

نے بیماریوں اور وفات کی تکلیفوں کو حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اس لیے زیادہ کیا کہ قیامت تک آپ کے مصیبت زدہ امتی آپ کے ان حالات کو سن کر تسلی پائیں۔ مبارک ہیں وہ رسول جن کی بیماری بھی تبلیغ اور امت کے لیے ذریعہ رحمت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۴۱۱)

آپ ہم سے بڑھ کر ہم پر مہربان　　ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا　　یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

آخری وقت میں بھی صبر کی تلقین

امامُ الصَّابِرین، سَیِّدُ الشَّاکِرِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آخری وقت میں بھی حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو صبر کی تلقین فرمائی، جب حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا شدتِ غم کی وجہ سے اپنے دکھ کا اظہار فرما رہی تھیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **لَیْسَ عَلٰی أَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ** یعنی آج کے بعد تمہارے بابا کو کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ مُفَسِّرِ شہیر **حَکِیْمُ الْاُمَّت** مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اے بیٹی! تیرے باپ پر بس یہ آخری تکلیف ہے۔ اس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ کیونکہ اب میں دار التکلیف سے رخصت ہو رہا ہوں وہاں جا رہا ہوں جہاں راحت ہی راحت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/۲۹۰)

''**فَتْحُ الْبَارِی شرحِ بخاری**'' میں ہے کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی کیفیت خوب معلوم تھی اسی لئے کہا کہ اے انس! اتنی شدید محبت کے باوجود اپنے نبی کو قبر میں اتارنا تم نے کیسے گوارا کرلیا؟ حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سَیِّدہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی یہ بات سن کر ادباً خاموش رہے۔ لیکن زبانِ حال سے گویا یوں کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنی جانوں پر جبر کرکے یہ سب کچھ کیا ہے ہم بھی خوش نہیں ہیں۔ لیکن حکمِ نبی یہی تھا اس لئے مجبوراً اس پر عمل کرنا پڑا۔ (فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاته، ۹/۱۲۷، تحت الحدیث:٤٤٦٢)

مصائب پر صبر کیسے کریں؟

حضرتِ سَیِّدُ نا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی ایک سوال قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر صبر سے مراد یہ ہے کہ کسی مصیبت پر بندہ اپنے دل میں کراہت محسوس نہ کرے، یہ بات تو بندے کے اختیار میں نہیں پھر اسکا شمار صابرین میں کیسے ہوگا؟

جواب: بندہ صابرین کے مرتبہ (درجہ) سے اس وقت نکلتا ہے جب وہ بے جا روئے پیٹے، اپنا گریبان پھاڑے، چہرے پر تھپڑ مارے، بہت زیادہ شکوہ وشکایت کرکے لوگوں پر اپنی مصیبت کا اظہار کرے، معمول کا لباس وکھانا وغیرہ ترک کرکے ایسا انداز اختیار کرے کہ لوگ اسے مصیبت زدہ جانیں تو ایسا کرنے والا صابرین کے مقام سے خارج ہوجائے گا کیونکہ یہ اُمور بندے کے اختیار میں ہیں ان میں وہ مجبور نہیں ہے، لہٰذا ایسی باتوں سے بچے اور **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے پر رضا کا اظہار کرے، نیز اپنے معمول کے کام برقرار رکھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ چیز اس کے پاس امانت تھی، پس واپس لے لی گئی۔ (احیاء العلوم، ۴/ ۹۰)

صبر ہو تو ایسا ہو

حضرتِ سَیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک صاحبزادہ بیمار تھا۔ آپ گھر سے باہر تشریف لے گئے تو بچے کا انتقال ہوگیا، واپس آکر بچے کا حال پوچھا تو بچے کی والدہ حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا کہ پہلے سے زیادہ پُرسکون ہے، پھر ان کے سامنے کھانا رکھا، انہوں نے کھایا اور پھر بیوی سے ہمبستر ہوئے اس کے بعد اُمِّ سُلَیم نے کہا: بچے کو دفن کرو۔ پھر صبح کے وقت حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: کیا تم نے رات کو ہمبستری کی؟ عرض کی: ہاں! آپ نے دعا مانگی: اے **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ! ان دونوں کو برکت دے۔ چنانچہ، ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرتِ سَیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے

مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا کر رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے جاؤ ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی دیں۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: اس کے ساتھ کچھ ہے؟ عرض کی: جی ہاں! چند کھجوریں ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں چبایا اور پھر بچے کے منہ میں رکھ دیں اور یوں اس کی تَحْنِیْک فرمائی اور اس کا نام عَبْدُ اللّٰہ رکھا۔(بخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولد ......الخ، ۵۴۷/۳، حدیث: ۵۴۷۰)

حضرت سفیان بن عُیَیْنَہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نے کہا کہ میں نے عَبْدُ اللّٰہ کی اولاد سے نو لڑکے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔(بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم یظهر حزنه عند المصیبة، ۴۴۰/۱، حدیث: ۱۳۰۱)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رونا صبر کے خلاف نہیں

بعض بزرگ فرماتے ہیں: صبرِ جمیل یہ ہے کہ مصیبت زدہ شخص کسی سے پہچانا نہ جائے، اگر کوئی قریبی عزیز مر جائے تو اس کی وجہ سے بالکل ہی دل چھوڑ کر نہ بیٹھ جائے، ہاں شدتِ غم سے آنسو بہہ نکلیں اور بندہ اُداس ہو جائے تو یہ صبر کے خلاف نہیں کیونکہ یہ باتیں بشری تقاضوں میں سے ہیں جو موت تک انسان سے علیحدہ نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ کوئی شخص جب بخوشی اپنے زخم کا علاج کرائے تو اگرچہ اسے درد محسوس ہوتا ہے، کبھی شدت درد سے آنسو بھی نکل جاتے ہیں تو آنسو نکلنا اس کی طرف سے جَزَع و فَزَع (رونا پیٹنا) نہیں (بلکہ طبیعت کے تقاضے کی وجہ سے ہے)۔(احیاء العلوم، ۹۱/۴)

میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے

میت پر نوحہ کرنا یعنی چیخنا چلّانا کپڑے پھاڑنا بال نوچنا سینہ پیٹنا اور ناشکری کے کلمات زبان پر لانا ممنوع و ناجائز ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے تو یہ اس صورت میں عذاب ہوگا جبکہ

میت نے نوحہ کی رسم کو جاری کیا ہو یا نوحہ کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر صرف نوحہ کرنے والے گنہگار ہوں گے میت پر اس کا بوجھ نہ ہوگا۔ (فیوض الباری، ۹۲/۵)

مدنی گلدستہ
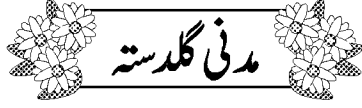
"صبرِ جمیل" کے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) کسی قریبی عزیز کے فوت ہونے پر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا یا زبان سے ایسے کلمات کا نکل جانا جن سے رَنج واَلَم کا اظہار ہو یہ منع نہیں۔

(2) کسی عزیز کے آخری وقت میں اس کی جدائی پر غم کا اظہار کرنا جائز ہے۔

(3) میت کے ان اوصاف کا ذکر کرنا جائز ہے جو اس میں موجود ہوں۔

(4) حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے وہ کلمات نوحہ نہیں تھے بلکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فِراق میں شدید غم کا اظہار تھا۔

(5) کسی کے مرنے پر اس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو اس میں نہیں تھے یا ایسے کلمات بولنا جو اللہ سے شکایت پر مبنی ہوں یہ ناجائز ہے۔

(6) نوحہ یعنی میت کے اوصاف مُبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں بِالْاِجماع حرام ہے۔ (بہارشریعت، ۸۵۴/۱، حصہ۴)

(7) اگر کسی شخص نے نوحہ کی رسم جاری کی تھی یا وہ نوحہ کی وصیت کر کے مرا تو نوحہ کرنے سے میت کو بھی عذاب ہوگا ورنہ صرف نوحہ کرنے والوں پر ہی عذاب ہوگا ان کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب نہیں ہوگا۔

یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے بڑی سے بڑی مصیبت پر بھی صبر کرنے کی توفیق عطا فرما اور اُس صبر پر اجرِ عظیم عطا فرما! **اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:29 اولاد کی موت پر صبر کرنے کا ثواب

عَنْ اَبِی زَیْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَحِبِّہٖ وَابْنِ حِبِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْھَدْنَا فَاَرْسَلَ یُقْرِیُٔ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ تُقْسِمُ عَلَیْہِ لَیَاْتِیَنَّھَا فَقَامَ وَمَعَہٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ فَاَقْعَدَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَنَفْسُہٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا فَقَالَ ھٰذِہٖ رَحْمَةٌ جَعَلَھَا اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ وَ فِیْ رِوَایَةٍ "فِیْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِہٖ" وَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی، یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ، ۴۳۴/۱، حدیث:۱۲۸۴)

ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آزاد کردہ غلام اور آپ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے حضرتِ سَیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ ''نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بچہ فوت ہورہا ہے آپ تشریف لے آئیں، آپ نے جواب میں سلام کے ساتھ کہلا بھیجا کہ جو چیز خدا تعالیٰ کی تھی وہ اُس نے لے لی اور اُسی کا ہے جو اُس نے دیا اور سب کے لئے ایک میعاد مقرر ہے، پس چاہیئے کہ وہ صبر کریں اور اسے ثواب سمجھے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی نے آپ کو قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوئے سَعْد بِنْ عُبَادَہ، مَعَاذ بِنْ جَبَل، اُبَی بِنْ کَعْب اور زَیْد بِن ثَابِت (عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان) اور کچھ دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے، وہ بچہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لایا گیا وہ دم توڑ رہا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم سے آنسو بہنے لگے، حضرتِ سَیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیا؟ ارشاد فرمایا: یہ جذبۂ تَرَحُّم (رحم دلی) ہے جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ ''اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہا ڈال دیا'' اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

عَلَّامَه اِبنِ حَجَر عَسقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتح الباری** میں فرماتے ہیں: ''حدیث شریف کے الفاظ ''**لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى**'' کا مطلب یہ ہے کہ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ جس چیز کو لینے کا ارادہ فرماتا ہے وہ وہی چیز ہے جو **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ہی نے بندے کو عطا فرمائی تھی اگر وہ بندے سے لے لے تو **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے وہی لیا جو اُس کا تھا، لہٰذا اس وقت بے صبری اور جَزَع و فَزَع کرنا مناسب نہیں کیونکہ اگر کسی کو کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے اور پھر اس سے واپس طلب کی جائے تو اسے جزع وفزع نہیں کرنا چاہیے۔(فتح الباری، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت، ٤/١٣٦، تحت الحدیث: ١٢٩٠)

حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان صاحبزادی کا نام حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا تھا اور ان کے فوت ہونے والے بچے کا نام علی بن ابو العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھا۔(فتح الباری، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت، ٤/١٣٥، تحت الحدیث: ١٢٩٠)

صبر کرو اَجر پاؤ

علامہ **بَدرُ الدِّین عَینی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آپ کی شہزادی حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا پیغام ملا تو آپ نے فرمایا: **فَلْتَصْبِرْ** یعنی انہیں چاہیے کہ صبر کریں اور اس صبر پر **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی نیت کریں، تاکہ ان کا یہ عمل ان کے نیک اعمال میں شمار کیا جائے۔''

(عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ٦/١٠١، تحت الحدیث: ١٢٨٤)

شفیق اور رحم دل آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(حضرتِ سَیِّدَہ زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے) بچے کا حال دیکھ کر رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَزراہِ شفقت ضبط نہ رہا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس پر حضرتِ سَیِّدُنا **سَعد بن عُبَادَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تعجب ہوا اس

لئے کہ وہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صبر وضبط کو بارہا ملاحظہ فرما چکے تھے غزوۂ اُحد کی اُس قیامت خیز گھڑی میں زخمی ہونے کے باوجود زبان سے اُف تک نہ کہا، غزوہ خندق کی اُس شدت میں جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ دل حلقوم تک آ گئے تھے، پہاڑ سے بھی زیادہ اِستِقامت تھی اور آج بچے کا یہ حال ملاحظہ فرما کر رو رہے ہیں یا تعجب اس پر ہوا کہ میت پر رونے سے منع فرمایا ہے پھر آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ تو جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ شفقت کا مقتضیٰ ہے جو اختیاری نہیں، فطری ہے اور یہ ممنوع نہیں بلکہ محمود ہے اس لئے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اُنہیں بندوں پر مہربانی فرماتا ہے جو دوسروں پر مہربان ہوتے ہیں۔ (نزھۃ القاری، ۲/۷۹۰)

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت نرم دل اور رحیم ہیں۔ رحم کرنا ایسی صفت ہے کہ جسکی وجہ سے رحمت الٰہی متوجہ ہوتی ہے۔ انسان تو انسان بسا اوقات بے زبان جانوروں پر رحم کرنے والوں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ،

فاحشہ عورت کی بخشش ہوگئی

منقول ہے کہ ایک فاحشہ عورت کو صرف اس لئے بخش دیا گیا کہ اس نے کنویں کے منڈیر پر پیاس سے تڑپتے ہوئے کتے کو پانی پلایا تھا۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم ......الخ، ۲/۴۰۹، حدیث: ۳۳۲۱)

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولادِ کرام

اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولادِ کرام کی تعداد چھ ہے۔ دو فرزند حضرتِ سَیِّدُنا قاسم وحضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم اور چار صاحبزادیاں حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب وحضرتِ سَیِّدَتُنا رقیہ وحضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ کلثوم وحضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ، لیکن بعض مؤرخین نے کہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایک صاحبزادے عبد اللہ بھی ہیں جن کا لقب طیب وطاہر ہے۔ اس قول کی بنا پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مقدس اولاد کی تعداد سات ہے۔ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں رِضْوَانُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ۔ حضرتِ

سَیِّدُنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اسی قول کو زیادہ صحیح بتایا ہے۔(شرح المواهب، ٤ / ٣١٣) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان ساتوں مقدس اولاد میں سے حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت **ماریہ قِبْطِیَّہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے شکم اطہر سے **تَوَلُّد** (تَ۔وَلْ۔لُدْ۔ پیدا) ہوئے باقی تمام اولادِ کرام **اُمُّ الْمُؤمِنِین** حضرتِ سَیِّدَتُنا **خَدِیجَۃُ الْکُبْرٰی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بطنِ اطہر سے پیدا ہوئیں۔(شرح المواهب، ٤/ ٣١٦)

بچوں کے انتقال پر صبر کا ثواب

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر صرف اتنی دیر کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم پوری ہو جائے۔'' (مسلم، كتاب البر والصله والاداب، باب فضل من يموت له ولد، ص ١٤١٥، حديث: ٢٦٣٢)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: **''وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا''** **ترجمۂ کنز الایمان:** اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔(پ ١٦، مريم: ٧١)

لہٰذا حدیث مبارکہ کا معنی یہ ہوا کہ آگ اسے بالکل معمولی چھوئے گی تاکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم پوری ہو جائے لیکن اس سے انسان کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہو گی۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ**۔(شرح مسلم للنووى، كتاب البر والصلة والاداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ٨/ ١٨٠، الجزء السادس عشر)

آگ سے بچانے والی مضبوط دیوار

ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے لئے دعا کیجئے کیونکہ میں اپنے تین بچوں کو دفنا چکی ہوں۔'' نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کیا تُو تین بچوں کو دفنا چکی ہے؟'' عرض کی: جی ہاں! فرمایا: بے شک! تو نے

آگ سے حفاظت کیلئے ایک مضبوط دیوار تیار کرلی ہے۔

(مسلم ، کتاب البر والصله والاداب، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه، ص۱٤۱٦، حدیث: ۲٦۳٦)

ایک بچے کے انتقال پر صبر کا انعام

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس مسلمان جوڑے کے تین بچے انتقال کرجائیں **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ان بچوں پر فضل ورحمت کرتے ہوئے ان دونوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اور دو بچے؟ فرمایا: اور دو بچے بھی۔ پھر عرض کی: اور ایک؟ فرمایا: ایک بھی۔ پھر فرمایا: اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس عورت کا کچا بچہ فوت ہوجائے (یعنی حمل ضائع ہوجائے) اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ بچہ اپنی ماں کو اپنی ناف کے ذریعے کھینچتا ہوا جنت میں لے جائے گا۔ (مسند امام احمد، ۸/ ۲٥٤، حدیث: ۲۲۱٥۱)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس کے دو بچے پیشوائی کرنے والے ہونگے (یعنی فوت ہوچکے ہوں گے) **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ انکے سبب اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' اُمُّ المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا نے عرض کی: اور جس کا ایک بچہ پیشوائی کے لیے گیا ہو تو؟ فرمایا: وہ ایک بچہ بھی اس کی پیشوائی کرے گا۔'' عرض کی: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی امت میں جس کی پیشوائی کیلئے کوئی نہ ہو تو؟ فرمایا: ایسوں کی پیشوائی میں کروں گا اور وہ میرے جیسا پیشوا ہرگز نہ پاسکیں گے۔''

(ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الثناء الحسن علی المیت، ۲/۳۳۳، حدیث: ۱۰٦٤)

جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ

”بقیع“ کے 4حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4مدنی پھول

(1)نزع کے وقت بزرگوں کو دعا اور برکت کے لئے بلانا چاہیے۔

(2)اہلِ میت کو صبر و شکر کی تلقین کرنی چاہیے۔

(3)غم اور مصیبت کے وقت آنکھوں میں آنسو آ جانا ایک فطری عمل ہے شریعت میں اس کی ممانعت نہیں۔

(4)لوگوں پر رحم کرنے والوں پر **اَللّٰه** رَحِیم و کَرِیم عَزَّوَجَلَّ رحم فرماتا ہے۔

اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہم پر رحم و کرم فرمائے! آسانی و کرم والا معاملہ فرمائے، جب کبھی کوئی مصیبت آئے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صابرین کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:30

آگ کی خندق

حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ فَكَانَ فِي طَرِيْقِهٖ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ إِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ فَقُلْ حَبَسَنِيْ أَهْلِيْ وَإِذَا خَشِيْتَ أَهْلَكَ فَقُلْ حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ أَتٰى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّيْ قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرٰى وَإِنَّكَ سَتُبْتَلٰى فَإِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِيْ فَقَالَ إِنِّيْ لَا أَشْفِيْ أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِاللّٰهِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ فَآمَنَ بِاللّٰهِ فَشَفَاهُ اللّٰهُ فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ قَالَ: رَبِّيْ قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ فَجِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ فَقَالَ إِنِّيْ لَا أَشْفِيْ أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِيْءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيْلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهٖ فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهٖ فَشَقَّهُ بِهٖ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ

فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَدَفَعَهُ إِلٰى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اِذْهَبُوْا بِهِ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَإِلَّا فَاطْرَحُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهِ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ فَدَفَعَهُ إِلٰى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ فَتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَإِلَّا فَاقْذِفُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ فَقَالَ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اٰمُرُكَ بِهِ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ وَتَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِيْ ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِنِيْ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ وَصَلَبَهُ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْ صُدْغِهِ فِيْ مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهُ أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ قَدْ اٰمَنَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأُخْدُوْدِ فِيْ أَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأُضْرِمَ فِيْهَا النِّيْرَانُ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهِ فَأَقْحِمُوْهُ فِيْهَا أَوْ قِيْلَ لَهُ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيْهَا فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ يَا أُمَّهْ اِصْبِرِيْ فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ.

(مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب قصة اصحاب الاخدود، ص ۱۶۰۰، حدیث:۳۰۰۵)

ترجمہ: ''**حضرت سَیِّدُنا صُہَیب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم سے پہلے کے لوگوں میں ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں، لہٰذا میرے پاس کسی لڑکے کو بھجواؤ تاکہ میں اسے جادو سکھاؤں۔ چنانچہ، بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیج دیا تو وہ اسے سکھانے لگا، لڑکے کے راستے میں ایک راہب رہتا تھا۔ راہب کی باتیں اسے بہت اچھی لگتیں۔ چنانچہ، وہ اس کے پاس بیٹھتا

اور اس کی باتیں سنتا، جب وہ جادوگر کے پاس دیر سے پہنچتا تو وہ اسے مارتا، لڑکے نے راہب سے شکایت کی تو اس نے کہا: جب جادوگر سے ڈر محسوس کرو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے گھر والوں نے روک رکھا تھا اور جب گھر والوں کا خوف ہو تو کہہ دو کہ مجھے جادوگر نے روک رکھا تھا۔ (چنانچہ یونہی سلسلہ چلتا رہا) پھر ایک دن لڑکے نے راستے میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا جس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا تو اس نے دل میں کہا: آج معلوم کروں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب؟ چنانچہ، اس نے یہ دعا مانگی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر راہب کا معاملہ تیرے نزدیک جادوگر کے معاملے سے زیادہ پسندیدہ ہے تو اس جانور کو ہلاک کر دے تاکہ لوگ گزر سکیں۔ پھر اس نے ایک پتھر پھینکا اور اس جانور کو ہلاک کر دیا تو لوگ گزر گئے، اب اس نے راہب کے پاس آکر واقعہ سنایا تو راہب نے کہا: بیٹا! آج تم مجھ سے افضل ہو گئے ہو، تمہارا معاملہ وہاں تک پہنچ گیا جس کو میں دیکھ رہا ہوں اور عنقریب تمہاری آزمائش ہوگی جب تمہیں آزمایا جائے تو میرے بارے میں نہ بتانا۔ اب لڑکے کی یہ کیفیت ہوگئی کہ (**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے) وہ پیدائشی اندھوں اور برص والوں کو شفا دینے لگا اور لوگوں کا ہر قسم کا علاج کرنے لگا، بادشاہ کا ایک ہم مجلس نابینا تھا جب اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو بہت سے تحائف لے کر اس کے پاس آیا اور کہا: اگر تو مجھے شِفا دیدے تو یہ سب کچھ تجھے دیدیا جائے گا۔ اُسنے کہا: میں کسی کو شِفا نہیں دیتا، شِفا تو **اَللّٰہ تَعَالٰی** کے دستِ قدرت میں ہے، اگر تو اس پر ایمان لے آئے تو میں دعا کروں گا اور وہ تجھے شِفا دے گا۔ چنانچہ، وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لایا اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے شِفا عطا فرما دی، پھر وہ حسبِ معمول بادشاہ کے پاس آکر بیٹھا تو بادشاہ نے پوچھا: تیری بینائی کس نے لوٹا دی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے اسے پکڑا اور اس وقت تک سزا دیتا رہا جب تک کہ اس نے لڑکے کے بارے میں نہ بتا دیا۔ پھر اس لڑکے کو لایا گیا تو بادشاہ نے کہا: اے لڑکے تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تو مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کر دیتا ہے، اور اب تو خوب ماہر ہو گیا۔ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شِفا نہیں دیتا، بلکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ شِفا دیتا ہے۔ (یہ سن کر) بادشاہ نے اسے پکڑا اور مسلسل سزا دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے راہب کا پتا بتا دیا۔ راہب کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اپنا دین چھوڑ دے تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ نے آرا اس کے سر کے درمیان رکھا اور سر کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر اپنے مُصاحِب سے کہا کہ وہ اپنا دین چھوڑ دے تو اس نے بھی انکار کر دیا بادشاہ

نے اس کے سر پر بھی آرا رکھا اور اس کے دوٹکڑے کر دیئے، پھر لڑکے کو لایا گیا اور اُس سے بھی دین چھوڑنے کا مطالبہ کیا گیا، اُس نے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ، اُسے چند آدمیوں کے حوالے کیا گیا کہ اگر یہ اپنے نئے دین سے پلٹ جائے تو ٹھیک ورنہ اسے فلاں پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دینا۔ چنانچہ، لوگ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو اس نے دعا کی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے کفایت کر۔ چنانچہ، پہاڑ لرزنے لگا اور وہ گر پڑے، لڑکا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھ جانے والوں نے کیا کیا؟ کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ان سے بچالیا۔ بادشاہ نے اسے کچھ اور آدمیوں کے حوالے کیا اور کہا: اسے کشتی میں سوار کر کے دریا کے وَسْط میں لے جاؤ اگر اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ہے ورنہ اسے (دریا میں) پھینک دینا۔ چنانچہ، وہ اُسے لے گئے، تو اُس نے دعا کی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے محفوظ رکھ۔ چنانچہ، کشتی اُلٹ گئی اور وہ غرق ہو گئے، لڑکا پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھ جانے والے کہاں ہیں؟ اُس نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ان سے بچالیا اور تو اُس وقت تک مجھے قتل نہیں کرسکتا، جب تک میری بات پوری نہ کرے، بادشاہ نے کہا: بتا کیا بات ہے؟ اُس نے کہا: لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے مجھے ایک لکڑی پر سولی چڑھا دے پھر میرے تَرکَش سے ایک تیر لے کر یہ الفاظ کہتے ہوئے مجھے تیر مار دے، ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔'' تو جب ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔

چنانچہ، بادشاہ نے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے لڑکے کو سولی پر لٹکا کر اس کے تَرکَش سے ایک تیر لیا اور کمان میں رکھ کر ''بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَام'' کہا: اور تیر پھینک دیا جو لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور اس دارِ فانی سے آخرت کی طرف کوچ کر گیا۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود لوگوں نے کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ جب لوگوں کی یہ حالت بادشاہ کو بتا کر کہا گیا کہ تجھے جس بات کا خطرہ تھا **اَللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) نے وہ سب کچھ تیرے ساتھ کر دیا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے گلیوں کے دَہانے پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ، خندقیں کھود کر ان میں آگ جلادی گئی اور بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے دین سے باز نہ آئے اُسے آگ میں ڈال دیا جائے یا اس سے کہا جائے آگ میں داخل ہو جا! چنانچہ، لوگوں نے ایسے ہی کیا یہاں تک کہ ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ آئی۔ وہ آگ میں داخل ہونے سے کچھ ہچکچانے لگی تو بچے نے کہا: ماں صبر کر، تو حق پر ہے۔

بادشاہ کا نام کیا تھا؟

حدیث میں جس بادشاہ کا ذکر ہے اس کا نام **زُرْعَہ بِنْ حَسَّان** تھا حُمَیر اور گرد و نواح کا بادشاہ تھا اسے یوسف بھی کہا کرتے تھے۔(تفسیر روح البیان،پ۳۰،البروج، تحت الآیۃ:۴، ۱۰/۳۸۶) **تفسیرِ بَغَوی** میں ہے کہ یہ نَجران میں حُمَیر کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت سے ۷۰ سال پہلے زمانۂ فطرت میں تھا۔(تفسیربغوی،پ۳۰،البروج، تحت الآیۃ:۴، ۴/۴۳۸)

لڑکا کون تھا؟

حدیث میں جس لڑکے کا ذکر ہوا **"دَلِیْلُ الْفَالِحِیْن"** میں اس کا نام **عَبْدُ اللّٰہ بن تَامِر** بیان کیا گیا ہے۔

(دلیل الفالحین، باب فی الصبر، ۱/۱۶۲)

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مصیبت پر صبر

قاضِی اَبُوالْفَضْل عِیَاض بِنْ مُوْسٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ **"اِکْمَالُ الْمُعْلِم"** میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''معلوم ہوا کہ نیکی کی دعوت دیتے وقت نیک بندوں کو مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور وہ ان مصائب پر صبر کرتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ چاہے کتنے ہی شدید مصائب کا سامنا ہو اظہارِ حق سے نہیں ڈرنا چاہیے بلکہ ہر مشکل گھڑی میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع اور اس سے دعا کرنی چاہیے۔'' (اکمال المعلم،کتاب الزھد والرقائق،باب قصۃ اصحاب الاخدود...الخ، ۸/۵۵۷، تحت الحدیث:۳۰۰۵)

کراماتِ اَوْلیا

اِمام یَحْیٰی بِن شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک میں اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی کرامات کا ثبوت ہے۔(شرح مسلم للنووی، کتاب الزھد، باب قصۃ اصحاب الاخدود...الخ، ۹/۱۳۰، الجزء الثامن عشر)

اپنے قتل پر مُعاوَنت کیوں کی؟

سوال: اس لڑکے نے اپنے قتل پر معاونت کیوں کی حالانکہ یہ جائز نہیں ہے؟

جواب: قَاضِی اَبُو الْفَضْل عِیَاض بِنْ مُوْسٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "اِکْمَالُ الْمُعْلِم" میں فرماتے ہیں: ''لڑکے نے ایسا اس لئے کیا تا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے کی حقّانیت ظاہر ہو جائے اور لوگ ایمان لے آئیں اور واقعی ایسا ہی ہوا۔'' علامہ خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی نے فرمایا: چونکہ اس لڑکے کو معلوم تھا کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اس لئے ایسا کیا۔ (اکمال المعلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب قصۃ اصحاب الاخدود...الخ، ۸/ ۵۵۷، تحت الحدیث:۳۰۰۵)

کتنے بچوں نے بہت چھوٹی عمر میں کلام کیا؟

حدیث پاک میں چھوٹے بچے کے کلام کرنے کا بیان ہے، یہ ان بچوں میں سے ایک ہے جنہوں نے گود میں کلام کیا۔ عُمْدَۃُ الْقَارِی میں ہے: چھ بچوں نے بہت چھوٹی عمر میں کلام کیا: (1,2) حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ و یحییٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام (3) صاحبِ جُرَیج (4) حضرتِ سَیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گواہی دینے والا بچہ (5) فرعون کو کنگھی کرنے والی کا بیٹا (6) **صاحبِ اُخْدُود**۔ (عمدۃ القاری، کتاب المظالم و الغضب، باب اذا ھدم حائطا فلیبن مثلہ، ۹/ ۲۵۶، تحت الحدیث:۲۴۸۲)

راہب نے جھوٹ بولنے کا مشورہ کیوں دیا؟

سوال: راہب نے لڑکے کو جھوٹ بولنے کا مشورہ کیوں دیا تھا؟

جواب: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ ''ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے، خصوصاً اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے۔'' (اکمال المعلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب قصۃ اصحاب الاخدود، ۸/۵۵۵، تحت الحدیث:۳۰۰۵)

سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اَہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: ''اپنا حقِ مردہ (جس کے ملنے کی امید نہ ہو) زندہ کرنے کے لئے پہلودار بات کہنا کہ جس کا ظاہر دروغ (جھوٹ) ہو اور واقعی میں اس کے سچے معنے مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بِلا شُبہہ باتفاقِ علمائے دین جائز

اور احادیثِ صحیحہ سے اس کا جواز (جائز ہونا) ثابت ہے جبکہ وہ حق بے (بغیر) اس طریقے کے ملنا مُیَسَّر (ممکن) نہ ہو، ورنہ یہ بھی جائز نہیں''۔ مزید فرمایا: اپنا حق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بولنا مباح ہے۔ جان لیجئے کہ جھوٹ **کبھی مباح اور کبھی واجب** ہوتا ہے اس میں ضابطہ (قاعدہ) یہ ہے کہ ہر اچھا مطلوب (مقصد) کہ جس تک صِدْق و کِذْب (سچ اور جھوٹ) دونوں سے رَسائی ہو سکے تو اِس صورت میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور ہر اچھا مطلوب جس تک رَسائی صرف کِذْب سے ہو سکے تو جھوٹ بولنا مباح ہے جبکہ اس مطلوب کو حاصل کرنا مباح ہو اور **اگر مطلوب حاصل کرنا واجب ہو تو پھر جھوٹ بولنا واجب** ہے جیسا کہ بے گناہ کو دیکھے جو کسی ایسے ظالم سے روپوش ہو رہا ہے جو اسے مار ڈالنے یا اِیذا پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں (اس مظلوم کو بچانے کے لئے) جھوٹ بولنا اور یہ کہنا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا یا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، **واجب** ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ۲۴/۳۵۲، ۳۵۵)

مدنی گلدستہ
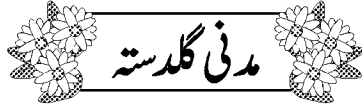
"صبر کرو" کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے لوگوں کی مدد کرتے اور ان کی دکھ بیماریاں دور کرتے ہیں۔

(2) چاہے کیسے ہی بڑے ظالم کا سامنا ہو حق بات کے اظہار سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

(3) نیک بندے راہ خدا میں آنے والی ہر مصیبت برداشت کر کے اپنے رب کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں۔

(4) ہر مشکل گھڑی میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف رجوع لانا چاہیے اور اسی سے دعا کرنی چاہیے۔

(5) حدیثِ مذکور اس بات کا ثبوت ہے کہ اولیائے کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی کرامات حق ہیں۔

(6) اگر کوئی عذرِ شرعی موجود ہو تو تَورِیہ (یعنی پہلودار بات کرنا) جائز ہے۔

یا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے صدقے مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما! **اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:31

مصیبت کے وقت صبر

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلَى. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: تَبْكِيْ عَلٰى صَبِيٍّ لَّهَا.

(بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ١/ ٤٣٣، حدیث: ١٢٨٣)

ترجمہ: ”حضرتِ سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک عورت کے پاس سے گزرے، وہ ایک قبر کے قریب رو رہی تھی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”خدا سے ڈر اور صبر کر۔“ وہ آپ کو نہ پہچان سکی اس لئے کہا: آپ مجھ سے دور ہو جایئے، کیونکہ آپ کو میری طرح مصیبت نہیں پہنچی۔ پھر جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ تو وہ درِ اقدس پر حاضر ہوئی، تو وہاں کوئی دربان نہ پایا اُس نے عرض کی: میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”صبر تو پہلے صَدْمہ کے وقت ہوتا ہے۔“ مسلم شریف میں ہے کہ ”وہ اپنے بچے پر رو رہی تھی۔“

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری** میں فرماتے ہیں: علامہ قرطبی نے فرمایا کہ شاید وہ عورت نوحہ زن تھی اور بہت زیادہ جَزَع و فَزَع (رونا پیٹنا) کر رہی تھی اس لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس عورت سے فرمایا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر۔ علامہ طِیبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ”اِتَّقِی اللّٰہَ“ (**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر) اس لئے فرمایا تا کہ اس کے لئے صبر کرنا آسان ہو جائے، گویا فرمایا کہ تو نے اگر صبر نہ کیا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے ڈر، اور آہ وبُکا نہ کر، تا کہ تجھے اس پر ثواب ملے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ٦/ ٩٣، تحت الحدیث: ١٢٨٣)

بڑی مصیبت کے وقت صبر کرنا ہی اصل صبر ہے اور اسی پر اجرِ عظیم ہے، بیٹے کی موت ماں کے لئے بہت بڑا

صَدْمہ ہے۔ وہ عورت بھی اپنے بیٹے کی موت کا صَدْمہ برداشت نہ کرسکی اور اس کی قبر پر آکر رونے لگی، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے دیکھا تو صبر کی تلقین فرمائی۔ اس پر غم کا غلبہ تھا وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ پہچان سکی اور بولی کہ آپ مجھے چھوڑ دیں، جیساغم مجھے پہنچا ہے آپ کو ایسا غم نہیں پہنچا۔ پھر جب اسے نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق بتایا گیا تو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس نے اپنے اندازِ گفتگو پر معافی مانگ لی۔

صَدْمہ کسے کہتے ہیں؟

علامہ عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃُ القاری** میں فرماتے ہیں: صَدْمہ کے معنی کسی چیز سے ٹکر لگنے کے ہیں چونکہ مصیبت سے بھی دل کو ایک دھچکا لگتا ہے اس لئے مصیبت کے اثر کو صَدْمہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں صبر سے مراد **صبرِ کامل** ہے جس پر ثواب مُرَتَّب ہوتا ہے ورنہ مصیبت خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو رفتہ رفتہ صبر آ ہی جاتا ہے کسی مصیبت پر اَجْر صبرِ جمیل اور حسنِ نِیَّت ہی سے ہے۔ (عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ۶/۹۴، تحت الحديث: ۱۲۸۳)

مدہوشی کا کفر معتبر نہیں

اس عورت پر غم کا شدید غلبہ تھا اس لئے نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ پہچان سکی اور اس انداز میں جواب دیا۔ **مراٰۃ المناجیح** میں ہے: "یہ نہ پہچاننا بھی شدتِ غم سے ہوگا ورنہ نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تو اجنبی بھی پہچان لیتے تھے، گلی سے گزرتے تو گھر والے خوشبو کی مہک سے پہچان جاتے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تو کنکر، پتھر، جِنّ واِنس، چاند، تارے، سورج سب پہچانتے ہیں۔ اس عورت نے جو کہا تھا وہ کفر تھا کیونکہ اس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین تھی مگر چونکہ اس نے غم کی مدہوشی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہچانے بغیر یہ الفاظ کہے تھے اس لئے وہ اِسلام سے خارج نہ ہوئی۔ فُقَہاء فرماتے ہیں کہ اگر جاں کنی کی شدت میں مرنے والے سے کوئی کفر کی بات سنی جائے تو اسے کافر نہ کہا جائے گا اس کی نماز جنازہ اور دفن ہوگا کیونکہ مدہوشی کا کفر معتبر نہیں۔" (ملخصاً مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۵۰۳)

والیٔ دو جہاں کا دربارِ عالی

دَلِیْلُ الْفَالِحِیْن میں ہے عَلّامَہ طیبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: ”جب اس عورت کو بتایا گیا کہ تجھے نیکی کی دعوت دینے والے والیٔ دو جہاں، سرورِ ذیشاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے تو اس نے دل میں خوف محسوس کیا، آپ کے دربارِ عالی کی ہیبت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ اس نے سوچا کہ جس طرح دنیوی بادشاہوں کے دربان و پہریدار ہوتے ہیں لوگوں کو بادشاہ کے پاس جانے سے روکتے ہیں، شاید یہاں بھی ہے ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ لیکن جب وہ شہنشاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربارِ عالی میں پہنچی تو معاملہ بالکل برعکس پایا۔ (دلیل الفالحین، باب الصبر ۱۷۲/۱) یعنی وہاں نہ کوئی دربان تھا نہ پہرے دار۔ کیونکہ وہ کسی دنیوی بادشاہ کا دربار نہ تھا بلکہ وہ تو نبیوں کے سالار، احمدِ مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ دربار تھا جہاں ہر بے کس و ناچار کو حاضرِ خدمت ہونے کی اجازت عام تھی۔ یہ وہی مقدس بارگاہ تھی جہاں حاضر ہونے والوں کے بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں، بڑے بڑے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ قرانِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (پ ۵، النساء: ٦٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللّٰہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللّٰہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاءُوْكَ ہے گواہ
پھر رَد ہو کب یہ شان کریموں کے دَر کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اِمام شَرفُ الدِّین حُسَین بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طیبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''جب اس عورت نے آ کر معافی مانگی اور عذر پیش کیا کہ میں آپ کو پہچان نہ پائی تھی اس لئے نازیبا کلمات منہ سے نکل گئے تو شفیعِ مذنباں، سرورِ ذیشاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ حکمت بھرا جواب ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰی، یعنی صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے، گویا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے یوں فرمایا: تو میرے سامنے معذرت نہ کر (اور خوف محسوس نہ کر) کیونکہ ہمارا غصہ صرف اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہی کے لئے ہوتا ہے (اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتا) تو اپنے نفس کی طرف دیکھ کہ اچانک آنے والی مصیبت پر صبر کے بجائے جَزَع و فَزَع (رونا پیٹنا) کر کے تیرے نفس نے تجھے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والی فضیلت و کرامت سے محروم کر دیا ہے۔'' (شرح الطیبی علی المشکوٰۃ، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، ۴۱۵/۳، تحت الحدیث:۱۷۲۸)

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حُسنِ اخلاق

اس حدیث پاک سے ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسنِ اخلاق اور عفو و درگزر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب اس عورت کو نصیحت کی تو اس نے بہت ہی دل آزاری والی بات کہی لیکن قربان جائیں اس پیکرِ عظمت و شرافت پر کہ ہر طرح کے اختیارات کے باوجود کسی طرح کی کوئی جوابی کارروائی نہ فرمائی۔ جب وہ معافی طلب کرنے آئی تب بھی اسے شرمندہ کرنے کے بجائے علم و حکمت کے گوہر عطا فرمائے۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صبر و تحمل اور عفو و درگزر کے تو کیا کہنے۔

وہ پتھر مارنے والوں کو دیتے ہیں دعا اکثر   کوئی لاؤ مثال ایسی شرافت ہو تو ایسی ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حسنِ اخلاق کے جس عظیم مرتبے پر فائز ہیں اس کا ذکر قرانِ مجید میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس طرح فرمایا ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾
(پ۲۹، القلم:۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خو بڑی شان کی ہے۔

حدیثِ مذکور میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسنِ اَخلاق کا بہترین نمونہ موجود ہے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سمجھانے پر اس عورت نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بے ادبانہ الفاظ کہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ تو اُسے ڈانٹا نہ مارا نہ ہی اپنے نفس کی خاطر کوئی انتقامی کاروائی کی۔ پھر جب وہ عورت نادِم ہوکر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تب بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے اس کی غلطی کا احساس نہیں دلایا نہ اُسے اس کی خطا پر زَدوکوب کیا بلکہ احسن انداز میں اُسے نیکی کی دعوت دی، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانتے تھے کہ وہ اس وقت سخت صدمے سے دوچار ہے۔

نیکی کی دعوت

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی کوئی قابلِ اصلاح کام دیکھتے تو نیکی کی دعوت دیتے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب دیکھا کہ وہ عورت قبر کے پاس بیٹھی رورہی ہے اور اس طرح آہ وبُکا کرنا صبر اور تقویٰ کے خلاف ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے صبر وتقویٰ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: **اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِی** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور صبر کر۔

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عفوودرگزر فرماتے تھے

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ **اَبُو عَبْدُ اللہ جَدَلی** کہتے ہیں کہ میں نے اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ تو عادۃً بری باتیں کرتے تھے اور نہ تکلُّفاً، نہ بازاروں میں شور کرتے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ **معاف فرمادیتے اور درگزر سے کام لیتے۔** (ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ، باب ماجاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۳/۴۰۹، حدیث:۲۰۲۳)

نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عفوودرگزر کے کمال مرتبے پر فائز تھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے گناہ گاروں اور ایذا دینے والوں کو نہ صرف معاف فرماتے بلکہ اُنہیں اِنعامات سے بھی نوازتے۔ سیرت کی کتب میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عفو کا معاملہ اہل مکہ وطائف کے سرداروں سے مخفی نہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکۂ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عام معافی کا دامن مکے کے سرداروں اوران زعماء تک پھیل گیا جنہوں نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی زمین میں سرکشی کی اور آپ کو ایذا دینے میں کسی زیادتی سے دریغ نہ کیا۔ آپ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں نے ہتھیار پھینکنے سے انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے جس کے نتیجے میں اُنہیں شکست ہوئی اب وہ امن کے طالب ہوئے تو نہ صرف آپ نے انہیں امان دیکر معاف فرما دیا بلکہ ان کی تالیفِ قلب کے لئے انہیں بہت سا مال بھی عطا فرمایا۔

ایذا دینے والے پر انعام کی بارش

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُٹھ جاتے تو ہم بھی اُٹھ جاتے۔ ایک دن آپ اُٹھے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اُٹھے، جب آپ مسجد کے درمیان پہنچے تو ایک اَعرابی نے آپ کی چادر کو زور سے کھینچا آپ کی چادر کُھردری تھی جس سے آپ کی گردن مبارک پر اس کا نشان رہ گیا پھر اَعرابی نے کہا: اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! یہ مال جو تمہارے پاس ہے اس سے میرے یہ دو اُونٹ لاد دو کیوں کہ جو تم مجھے دوگے وہ نہ تمہارا مال ہے نہ تمہارے والد کا، یہ سن کر رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استغفار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: نہیں! میں تجھے نہیں دونگا جب تک تم میری چادر کھینچنے کا بدلہ نہ دو۔ اَعرابی نے کہا: **اَللّٰہ** کی قسم میں آپ کو بدلہ نہیں دونگا۔ سرکار نے تین مرتبہ یہی فرمایا اور ہر مرتبہ اَعرابی نے یہی کہا میں آپ کو بدلہ نہیں دونگا، جب ہم نے اَعرابی کا قول سنا تو ہم تیزی سے اس کی طرف دوڑے تو رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جس نے میری بات سنی میں اسے قسم دیتا ہوں کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے جب تک کہ میں اسے اجازت نہ دے دوں، پھر رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص سے کہا: اے فلاں اِسے ایک اونٹ گندم اور ایک اونٹ کھجور دے دو پھر رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **چلو**۔ (نسائی، کتاب القسامۃ والقود، باب اَلْقَوَدُ مِنَ الْجَبْذَۃ، ص۷۶۸، حدیث: ۴۷۸۵)

قبروں کی زیارت کرنا

علامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عُمْدَۃُ الْقَارِی میں فرماتے ہیں: زیارتِ قبور کے مسئلے میں علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے، حازمی کہتے ہیں کہ تمام اہلِ علم حضرات مَردوں کے لئے قبروں کی زیات کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ زیارتِ قبور کے جواز پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حضرتِ سَیِّدُ نا بُرَیْدَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث ہے جسے امام مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے روایت کیا ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

(عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ۹٤/٦، تحت الحدیث: ۱۲۸۳)

عورتوں کو قبروں پر جانا منع ہے

سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اَہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ''اَصَحّ (صحیح ترین بات) یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ۵۳۷/۹) مزید فرماتے ہیں: قبورِ اَقرباء پر خصوصاً بحالِ قُربِ عہدِ مَمات تجدیدِ حُزن لازِمِ نِساء ہے (یعنی قریبی رشتہ داروں کی قبور پر جانے سے عورتوں کا غم ضرور تازہ ہوتا ہے بالخصوص اس وقت کہ جب وفات کچھ عرصہ قبل ہی ہوئی ہو) اور مزاراتِ اولیا پر حاضری میں اِحْدَی الشَّنَاعَتَیْن (دو برائیوں میں سے ایک) کا اندیشہ یا ترکِ ادب (ادب چھوڑنا) یا اَدَب میں اِفراط ناجائز (حد سے زیادہ بڑھ جانا) تو سبیل اِطلاق منع ہے۔ ولہٰذا ''غُنْیَہ'' میں کراہت پر جزم فرمایا (یعنی مکروہ کہا) البتہ حاضری وخاکبوسی آستانِ عرشِ نشان سرکارِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضے پر حاضری) اَعظمُ الْمَندُوبات (مستحبات میں سب سے اہم) بلکہ قریبِ واجبات ہے۔ اس سے (عورتوں کو) نہ روکیں گے اور تعدیلِ ادب (ادب میں میانہ روی رکھنا) سکھائیں گے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(فتاوی رضویہ، ۵۳۸/۹)

مدنی گلدستہ
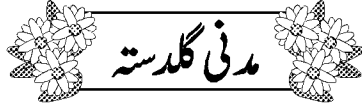
”یا ربِّ رحم کر“ کے 9 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 9 مدنی پھول

(1) اگر کسی کو خلافِ شرع کام کرتا دیکھیں اور اُسے منع کرنے پر قدرت بھی ہو تو فوراً اُسے منع کرنا چاہیے۔

(2) اوّل صدمے کے وقت بے صبری کے کلمات کہے بغیر صبر کرنا صبرِ جمیل ہے اور اسی پر اجرِ عظیم ہے۔

(3) کسی مصیبت پر ثواب، صبرِ جمیل اور اچھی نیت ہی کی وجہ سے ملتا ہے۔

(4) شِدّتِ غم کی وجہ سے بلا قصد بے دھیانی میں اگر کسی سے کوئی کلمۂ کفر صادر ہو جائے تو اُس پر حکمِ کفر نہیں۔

(5) غلطی کا احساس ہوتے ہی فوراً معافی مانگ لینی چاہیے۔

(6) اگر کوئی شخص بد اخلاقی سے پیش آئے تو اس کے ساتھ حسنِ سلوک ہی کرنا چاہیے۔

(7) ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم سے ہمارے والدین سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

(8) زیارتِ قبور کو جانا چاہیے کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ مگر عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔

(9) سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ مبارک کی حاضری قریب واجب ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر مصیبت پر صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مبارک کی باادب حاضری جلد از جلد نصیب فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:32 صابر کی جزا جنت ہے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةُ.

(بخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی به وجه الله، ٢٢٥/٤، حدیث:٦٤٢٤)

ترجمہ: **حضرت** سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے، جب میں اپنے مومن بندے سے اس کی کوئی دنیوی محبوب چیز لے لوں، پھر وہ صبر کرے تو میرے پاس اس کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔''

محبوب شے کے بدلے جنت

حَافِظ اِبنِ حَجر عَسْقَلَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتح الباری** میں فرماتے ہیں: ''**صَفِیُّه**'' سے مراد صرف بیٹا نہیں بلکہ یہ عام ہے اس میں بھائی باپ ہر وہ انسان یا چیز شامل ہے جس سے انسان محبت کرتا ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے **مُفْرَد** (واحد) ذکر کیا ہے یعنی کسی کا ایک بچہ فوت ہو اس کے لئے بھی جنت ہے۔

اِحْتَسَبَہٗ سے مراد یہ ہے کہ محبوب چیز کے فوت ہو جانے پر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی امید کرتے ہوئے اس پر صبر کرے۔

امام احمد ونسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں اس سے محبت ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! پھر اس کا بیٹا فوت ہو گیا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے دریافت کیا کہ اس آدمی کا کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے کسی دروازے سے آؤ

اور وہ (فوت شدہ بچہ) پہلے سے تمہارے انتظار میں وہاں کھڑا ہو؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا یہ خوشخبری صرف اس شخص کے لئے ہے یا ہمارے لئے بھی ہے؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم سب کے لئے بھی ہے۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللّٰہ فیہ سعد، ۱۲/۲۰۵، تحت الحدیث: ٦٤٢٤)

پسندیدہ چیز کے چلے جانے پر صبر کی فضیلت

مراۃ المناجیح میں ہے: یہ حدیثِ پاک ہر پیاری چیز کو عام ہے ماں باپ، بیوی، اولاد حتی کہ فوت شدہ تندرستی وغیرہ جس پر بھی صبر کرے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جنت پائے گا۔ لہٰذا یہ حدیث بڑی بشارت کی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۵۰۵)

شَرْحُ الطِّیْبِی میں مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طیبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حدیث پاک میں پیاری چیز کو دنیوی چیز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یعنی دنیوی چیز کے فوت ہونے پر صبر کیا تو اس کی جزا جنت ہے۔ یہ اس لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اگر کسی اُخروی چیز (یعنی جن چیزوں کی وجہ سے آخرت بہتر بنتی ہے جیسے دینی دوست، دینی استاذ، پیر و مرشد وغیرہ) کے فوت ہو جانے پر صبر کیا تو اس کی جزا جنت سے بھی زیادہ ہے یعنی ''اللّٰہ کی رضا'' اور یہ سب سے بڑی جزا ہے۔'' (شرح الطیبی، کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت، ۳/۴۱۷، تحت الحدیث: ۱۷۳۱)

سدا کیلئے ہوجا راضی خدایا ہمیشہ ہو لطف و کرم یاالٰہی

کائنات کی ہر ہر شے کا خالق و مالک خدائے بزرگ و برتر ہے۔ ہر جگہ اسی قَادِرِ مُطْلَق (ہر چیز پر قادر) کا حکم چلتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: ''اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ'' (پ۷، الانعام: ۵۷) ترجمۂ کنز الایمان: حکم نہیں مگر اللّٰہ کا۔ اِنسان اور اس کی تمام پسندیدہ اشیاء بھی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی مِلک ہیں۔ اگر وہ اپنی مِلک (مِلکیّت) میں سے کچھ لے لیتا ہے اور اُس پر بندہ صبر کرے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسکے صبر کے بدلے میں جنت کے انعام سے نوازتا ہے تو یہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے بندوں پر فضلِ عظیم ہے۔

بیٹے کی موت پر مسکراہٹ

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن صبر وشکر کے آئینہ دار تھے۔رَبّ کی رِضا پر راضی رہتے اور کبھی بھی حرفِ شکایت زباں پر نہ لاتے۔سِلْسِلَه عَالِیَه چِشْتِیَه کے عظیم پیشوا حضرتِ سَیِّدُ نا فُضَیْل بِن عِیَاض عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَهَّاب کو کبھی کسی نے مسکراتے نہ دیکھا تھا،لیکن جس دن آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے شہزادے ولیِ کامل حضرتِ سَیِّدُ نا علی بِن فُضَیْل رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا انتقال ہوا تو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ مسکرانے لگے،لوگوں نے عرض کی:یہ خوشی کا کونسا موقع ہے جو آپ مسکرا رہے ہیں؟فرمایا:میں اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پر راضی ہو کر مسکرا رہا ہوں کیونکہ اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی رِضا ہی کے سبب میرے بیٹے کو قضا آئی ہے۔رب عَزَّوَجَلَّ کی پسند اپنی پسند۔(مُلَخَّصًا تَذْکِرَۃُ الْاَوْلِیَاء،فارسی، ١/ ٨٦)

صبر کرنے والوں کا مرتبہ

حضرتِ سَیِّدُ نا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے سب سے پہلی چیز لوحِ محفوظ میں یہ لکھی کہ میں اَللّٰه (عَزَّوَجَلَّ) ہوں میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں! محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) میرے رسول ہیں۔جس نے میرے فیصلے کو تسلیم کر لیا اور میری نازل کی ہوئی مصیبت پر صبر کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا کیا تو میں نے اس کو صِدّیق لکھا ہے اور اس کو صِدّیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے میرے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور میری نازِل کی ہوئی مصیبت پر صَبْر نہیں کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا وہ میرے سوا جسے چاہے اپنا معبود بنا لے۔

(تفسیر قرطبی، پ ٣٠، البروج، تحت الایة:٢٢، ١٠/ ٢١٠)

صابرین کو عِلْم و حِلْم عطا کیا جاتا ہے

حضرتِ سَیِّدُ نا ابودرداء رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے نبیِّ کریم،رءوف رحیم آقا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:اے عیسیٰ!میں تمہارے بعد ایسی اُمت پیدا کرنے والا ہوں کہ اگر انہیں کوئی پسندیدہ چیز ملے گی تو اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی حمد کریں گے اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز ملے گی

تو ثواب طلب کرتے ہوئے صبر کریں گے۔ حالانکہ ان کے پاس نہ عِلْم ہوگا نہ حِلْم۔ عرض کی: الٰہی! انہیں یہ خوبی عِلْم وحِلْم کے بغیر کیونکر ملے گی؟ فرمایا: میں انہیں اپنے عِلْم وحِلْم سے دوں گا۔

(شعب الایمان ، السبعون من شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۷/۱۹۰ حدیث:۹۹۵۳)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
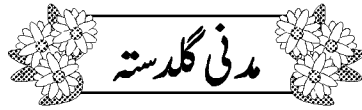
”یا غوث“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) اولاد یا اس جیسی محبوب شے کے فوت ہوجانے پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ثواب کی امید پر صبر کرنا چاہیے کہ اس صبر پر جنت کی بشارت ہے۔

(2) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندوں پر مصائب زیادہ آتے ہیں۔

(3) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا بہت بڑا کرم ہے کہ وہ اپنی دی ہوئی چیز لے لے اور بندہ اس مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کو جزا میں جنت عطا فرماتا ہے۔

(4) صبر کرنے والے کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عِلْم وحِلْم عطا فرماتا ہے۔

(5) جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے کو دل سے قبول کرے اور اس پر صبر کرے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے صِدِّیْقِیْن میں لکھ دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:33

طاعون پر صبر کرنے کا ثواب

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْد. (بخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون، ۳۰/۴، حدیث: ۵۷۳۴)

ترجمہ: اُمُّ الْمُؤْمِنِين حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو رسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس پر چاہتا اسے بھیجتا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مؤمنین کے لئے اسے رحمت بنادیا۔ تو جو شخص طاعون پھیلنے کے زمانے میں اپنے شہر میں صبر کے ساتھ طلبِ ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے تو اس کے لئے شہید کی مثل ثواب ہے۔

طاعون (Plague) کیا ہے؟

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شرحِ مسلم میں فرماتے ہیں: طاعون، یہ جسم میں نکلنے والی گلٹیاں ہیں، جو بغلوں، کہنیوں، ہاتھوں، انگلیوں اور سارے بدن میں سخت درد اور سوجن اور جلن کے ساتھ نکلتی ہیں اور مُتَأَثِّرَہ حصہ سیاہ، سرخ یا سبز ہوجاتا ہے ان کی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرہ والکہانہ، ۷/۲۰۴، الجزء الرابع عشر)

مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ کی مطبوعہ کتاب ''عَجَائِبُ الْقُرْاٰن مَعْ غَرَائِبُ الْقُرْاٰن'' میں ہے ''طاعون ایک مُہلِک (جان لیوا) وبائی بیماری ہے جس کو ڈاکٹر (پلیگ) Plague کہتے ہیں۔ اس بیماری میں گردن اور بغلوں اور کُنجِ ران (ران کے کنارے) میں آم کی گٹھلی کے برابر گلٹیاں نکل آتی ہیں۔ جن میں بے پناہ درد اور ناقابلِ برداشت

سوزش ہوتی ہے۔ شدید بخار چڑھ جاتا ہے، آنکھیں سرخ ہو کر دردناک جلن سے شعلہ کی طرح جلنے لگتی ہیں، مریض شدتِ درد اور شدید بے چینی و بے قراری میں تڑپ تڑپ کر بہت جلد مر جاتا ہے۔ (عجائب القران، ص۲۵۷)

شہید کے برابر ثواب

عَلَّامَه اِبنِ حَجر عَسقَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فَتحُ البَارِی** میں فرماتے ہیں کہ طاعون مومنوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہے اور یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ طاعون کا رحمت ہونا مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے اور جب طاعون کی بیماری کافروں پر مُسَلَّط ہو تو یہ آخرت سے پہلے دنیا میں انکے لئے عذاب ہے۔ جب کسی آبادی میں طاعون کی بیماری پھیلے اور بندۂ مومن وہاں صبر کرتے ہوئے، **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حکم مانتے ہوئے اور **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ٹھہرا رہے تو اسے شہید کی مثل ثواب ملے گا، یہ تینوں (صفتیں جو ابھی ذکر ہوئیں) طاعون کی بیماری میں مرنے والے کے لئے شہید کے برابر ثواب پانے کے لئے شرط ہیں۔

(فتح الباری، کتاب الطب، باب اجر الصابر علی الطاعون، ۱۱/۱۶۳، تحت الحدیث: ۵۷۳٤)

دو حدیثوں میں تطبیق

علامہ **بَدرُ الدِّین عَینی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی **عمدۃُ القاری** میں فرماتے ہیں: ''ایک حدیث میں ہے کہ جو طاعون میں مرا وہ شہید ہے جبکہ حدیثِ مذکور میں ہے کہ طاعون میں مبتلا ہونے والے کے لئے شہید کی مثل اجر ہے تو ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ جو طاعون کے مرض پر بغیر شکوہ و شکایت کے صبر کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہے اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو وہ شہید ہے اور جسے موت نہ آئے تو اس کے لئے شہید کی مثل ثواب ہے۔''

(عمدۃ القاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون، ۱٤/۷۱۳، تحت الحدیث:۵۷۳٤)

شہید کی مثل ثواب

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیمُ الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: طاعون کفار

پر عذاب ہے جو کافر اس میں مرے گا وہ عذاب کی موت مرے گا اور صبر کرنے والا مسلمان خواہ طاعون میں فوت ہو جائے یا بعد میں جب بھی مرے گا، درجۂ شہادت پائے گا۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح،۲/۴۱۴)

اُمّتِ محمدیہ پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم

حضرت علامہ غلام رسول رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی تفہیم البخاری میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس اُمَّتِ مُحَمَّدِیَہ پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت مہربانی ہے کیونکہ جو بیماری دوسری امتوں کے لئے عذاب مقرر کی گئی ہے وہ اس امت کے لئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہے۔ طاعون بنی اسرائیل کے لئے عذاب اور اِس امت کے لئے رحمت ہے۔'' (تفہیم البخاری،۵/۳۵۵) دوسرے مقام پر فرمایا: ''اس اُمّت کے مومنوں کے لئے طاعون کو رحمت کیا ہے اس کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ یہ شہید کے ثواب کو مُتَضَمِّن (شامل) ہے اگرچہ یہ صورت کے اعتبار سے سخت تکلیف دہ ہے، لیکن یہ کافروں کے لئے شدید عذاب ہے۔'' (تفہیم البخاری، ۸/۸۰۰)

طاعون والے علاقے میں صبر واستقلال سے ٹھہرنا

میرے آقا اعلیٰحضرت ،اِمامِ اَہلسُنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت،پروانۂ شَمعِ رِسالت ،مُجَدِّدِ دین ومِلَّت مولانا شاہ اِمام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: ''اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے: اول صبر واستقلال، دوم تَسلیم وتَفْوِیض ورِضَا بِالْقَضَاء پر طلبِ ثواب (یعنی ثواب کی نیت سے ربّ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اپنے آپ کو اس بستی میں روک رکھے)، سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیرِ الٰہی (اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کے بغیر) کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔'' (فتاوی رضویہ،۲۴/ ۳۰۲)

معلوم ہوا کہ انسان تقدیر سے نہیں بھاگ سکتا۔ جو نفع ونقصان اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا وہ اسے ضرور پہنچے گا۔ موت اپنے وقت پر ضرور آئے گی چاہے گھر میں ہوں یا مضبوط ومحفوظ قلعوں میں۔ ہاں جس کی زندگی باقی ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مار سکتی اور بسا اوقات تو قدرتِ الٰہی ایسے کرشمے دکھاتی ہے کہ عقلِ انسانی حیران رہ جاتی ہے۔

اسی مناسبت سے ایک ایمان افروز حکایت بیان کی جاتی ہے:

جانور نے انسانی بچہ کی پرورش کی

حضرتِ سَیِّدُ نامَعْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کا بیان ہے: اَبُو بُغَیْل نامی ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا: ایک مرتبہ طاعون کے مرض نے لاشوں کے انبار لگا دیئے، ہم مختلف قبیلوں میں جا کر مُردوں کو دفن کرتے۔ لیکن جب پورے پورے گاؤں ہلاک ہونے کی وجہ سے لاشوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور ہم انہیں دفنانے سے عاجز آ گئے تو ہم یوں کرتے کہ ایک گھر کے افراد کی لاشیں گھر کے ایک کمرے میں جمع کر کے دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ بند کر دیتے۔ پھر طاعون کا مرض ختم ہونے کے بعد جب ہم ایک گھر میں داخل ہوئے تو وہاں ایک صحت مند، خوبصورت بچہ موجود تھا۔ نہ جانے وہ بچہ کہاں سے آیا تھا؟ اور اب تک بغیر غذا کے کیسے زندہ تھا؟ ہم ابھی اسی شش و پنج میں تھے کہ اچانک ایک مادہ درندہ دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے سے اندر داخل ہوا اور بچے کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ بچہ اس کی طرف گیا اس کا دودھ پینے لگا۔ خالقِ کائنات ورَزّاقِ مخلوقات جَلَّ جَلالُہٗ کی اس شانِ رزّاقی کو دیکھ کر ہم بہت حیران ہوئے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کو رزق کے اسباب مہیّا کرتا ہے۔ اس نے ایک بچے کی خوراک کا انتظام کس طرح کیا۔ طاعون کی بیماری سے اس گھر کے تمام افراد عورتیں اور مرد موت کے گھاٹ اتر چکے تھے، انہیں افراد میں ایک حاملہ عورت بھی تھی جس کا انتقال ہو گیا پھر اس بچے کی ولادت ہوئی اور اس کے رزق کا انتظام ایک درندے کے ذریعے کیا گیا۔ حضرتِ سَیِّدُ نامَعْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کہتے ہیں کہ اس بچے کی خوب پرورش ہوئی اور وہ جوان ہو گیا پھر میں نے دیکھا کہ وہ بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی سنوار رہا تھا (یعنی وہ جوان ہو گیا تھا)۔ (عیون الحکایات، ص ٣٩٤)

طاعون والے علاقے میں نہ جاؤ!

حضرتِ سَیِّدُ ناعَبْدُ الرَّحْمٰن بِنْ عَوْف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون کی وَبا پھیلی ہے تو اس زمین میں نہ جاؤ اور اگر تمہاری زمین میں وَبا پھیلی

ہے تو اس زمین سے راہِ فرار اختیار نہ کرو۔(بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون،۴/۲۹، حدیث:۵۷۳۰) لہٰذا جب کسی زمین میں طاعون کی وَبا پھیلی ہو تو وہاں نہیں جا سکتے کیونکہ اس جگہ جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اگر ہمارے علاقے میں یہ وَبا پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ نہیں سکتے کیونکہ ہمارا بھاگنا ہمیں تقدیر کے لکھے سے بچا نہیں سکتا۔

عقل مند غلام

تفسیر روح البیان میں ہے: ''جب ملک شام میں طاعون کی وَبا پھیلی تو بَنُوْ اُمَیَّہ کا بادشاہ عَبْدُ الْمَلِک بِنْ مَرْوَان موت کے ڈر سے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے شہر سے بھاگ نکلا اور ساتھ میں اپنے خاص غلام اور کچھ فوج بھی لے لی وہ طاعون سے اس قدر خائف اور ہراساں تھا کہ زمین پر پاؤں نہیں رکھتا تھا بلکہ گھوڑے کی پشت پر ہی سوتا۔ دورانِ سفر ایک رات اُسے نیند نہ آئی تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم مجھے کوئی قصہ سناؤ۔ عقلمند غلام نے بادشاہ کو نصیحت کرنے کا موقع پا کر یہ قصہ سنایا کہ ایک لومڑی اپنی جان کی حفاظت کے لئے ایک شیر کی خدمت گزاری کیا کرتی تھی تو کوئی دَرِندہ شیر کی ہیبت کی وجہ سے لومڑی کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا۔ لومڑی نہایت ہی بے خوفی اور اطمینان سے شیر کے ساتھ زندگی بسر کر رہی تھی۔ اچانک ایک دن ایک عقاب لومڑی پر جھپٹا تو لومڑی بھاگ کر شیر کے پاس چلی گئی۔ شیر نے اسے اپنی پیٹھ پر بٹھالیا۔ عقاب دوبارہ جھپٹا اور لومڑی کو شیر کی پیٹھ پر سے اپنے پنجوں میں دبا کر اڑ گیا۔ لومڑی چلّا چلّا کر شیر سے فریاد کرنے لگی تو شیر نے کہا: میں زمین پر رہنے والے درندوں سے تو تیری حفاظت کر سکتا ہوں لیکن آسمان کی طرف سے حملہ کرنے والوں سے میں تجھے نہیں بچا سکتا۔ یہ قصہ سن کر عبد الملک بادشاہ کو بڑی عبرت حاصل ہوئی اور اس کی سمجھ میں آ گیا کہ میری فوج ان دشمنوں سے تو میری حفاظت کر سکتی ہے جو زمین پر رہتے ہیں مگر جو بلائیں اور وبائیں آسمان سے مجھ پر حملہ آور ہوں، ان سے مجھ کو نہ میری بادشاہی بچا سکتی ہے نہ میرا خزانہ اور نہ میرا لشکر میری حفاظت کر سکتا ہے۔ آسمانی بلاؤں سے بچانے والا تو بجز خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچ کر عَبْدُ الْمَلِک بادشاہ کے دل سے طاعون کا خوف جاتا رہا اور وہ رضائے الٰہی پر راضی رہ کر سکون و اطمینان کے ساتھ اپنے شاہی محل

میں رہنے لگا۔ (روح البیان، پ٢، البقرة، تحت الآیة:٢٤٤، ١/٣٧٨)

طاعون سے بھاگنے والی جماعت کا انجام

بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے طاعون کے خوف سے اپنے گھروں کو چھوڑا تو وہ سب کے سب مر گئے۔ قرانِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا۫ ثُمَّ اَحْیَاهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ(۲۴۳) (پ٢، البقرہ:٢٤٣)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو **اللّٰہ** نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرمادیا بیشک **اللّٰہ** لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

تفسیرِ نعیمی میں اس آیت کے تحت جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: ایک شہر کے لوگ طاعون کے ڈر سے کسی پہاڑی علاقے میں چلے گئے۔ وہاں ایک فرشتے نے بحکمِ الٰہی چیخ کر کہا "سب مرجاؤ" چنانچہ سب ہلاک ہوگئے۔ اُن کی لاشیں ایسے ہی پڑی رہیں یہاں تک کہ گل سڑ گئیں۔ اتفاقاً حضرتِ سیِّدُنا حِزْقِیل عَلَیْہِ السَّلَام وہاں سے گزرے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: الٰہی! انہیں زندہ فرمادے! ارشاد ہوا: آپ انہیں پکاریئے! چنانچہ، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: اے ہڈیو! اللہ کے حکم سے جمع ہوجاؤ! تمام ہڈیاں جمع ہوگئیں، پھر فرمایا: اے گلے ہوئے جسمو! میرے پروردگار کے حکم سے کھڑے ہوجاؤ! تو وہ سارے یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوگئے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ پھر یہ لوگ کئی سال زندہ رہے۔ مگر ان کے چہرے مُردوں کے سے تھے۔ ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ اس آیت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے۔ (تفسیرِ نعیمی پ٢، البقرہ، تحت الآیۃ: ٢٤٣، ٢/٤٨٢، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

شانِ انبیاء

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ **پہلا فائدہ:** حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنورِ

نُبُوَّت عالَم کے سارے اگلے پچھلے واقعات ملاحظہ فرمائے کیونکہ اتنے پرانے واقعہ کو "اَلَمْ تَرَ" اِسْتِفْهَامِ اِنکاری سے بیان فرمایا گیا کہ کیا آپ نے نہ دیکھا تھا یعنی ضرور دیکھا تھا۔ اِلٰی سے معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت بمعنی نظر چشم ہے۔ ایسے ہی حضور نے آئندہ واقعات کو دیکھ کر خبر دی جن کے بارے میں بکثرت روایات موجود ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ سے اشارۃً دو باتیں معلوم ہوئیں (1) طاعون کے زمانہ میں گھر چھوڑ دینا منع ہے خواہ شہر بھی چھوڑ دیا جائے یا صرف محلّہ تبدیل کیا جائے جب کہ وَبا سے بھاگنا مقصود ہو۔ (2) حضور کی نظر اس عالَم میں رہ کر ہر چیز کو دیکھتی بھی تھی اور پہچانتی بھی تھی ہماری آنکھیں بیک وقت بڑے مجمع کو دیکھ کر ہر ایک کو پہچان نہیں سکتیں ہماری ناک بہت سی خوشبوئیں صحیح محسوس نہیں کر سکتی، ہمارے کان بیک وقت بہت سی آوازیں سن نہیں سکتے مگر حضور کے حواس ان کمزوریوں سے محفوظ۔ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم آج لاکھوں کا سلام بیک وقت سن کر سب کو علیحدہ جواب دیتے ہیں قیامت میں بیک وقت ساری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لیں گے پھر ہر امتی کے ہر حال کو جانیں گے ورنہ شفاعت ناممکن ہے۔ حضور نعمتِ الٰہیہ کے قاسم ہیں اور قاسم ہر حصہ اور ہر حصہ دار کو پہچانتا ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام نے فرمایا تھا:

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ (پ۳، اٰل عمران: ٤٩)

ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

معلوم ہوا کہ آپ عَلَیْهِ السَّلَام ہر دانہ اور اس کے کھانے والے سے خبر دار ہیں۔ جب حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اتنا علم ہے تو پھر نبیوں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب کا عالَم کیا ہوگا؟

دوسرا فائدہ: انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی بارگاہِ الٰہی میں وہ عزت ہے کہ اگر وہ کسی بات پر بطریقہ ناز ضد کر جائیں یا قسم کھالیں تو ربّ کریم عَزَّوَجَلَّ پوری فرما دیتا ہے۔ دیکھو حضرت حِزْقِیل عَلَیْهِ السَّلَام کی عَرْض معروض پر ان سب کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔

تیسرا فائدہ: **اَللّٰہ** والوں کی پھونک یا آواز صورِ اسرافیل کا اثر رکھتی ہے کہ حضرت حِزْقِیل عَلَیْہِ السَّلَام کی پکار سے **نَفْخِ صُوْر** (صورِ اسرافیل) کی طرح اتنی بڑی جماعت زندہ ہوگئی۔

چوتھا فائدہ: کوئی بھی تدبیر سے تقدیر نہیں بدل سکتا اور نہ آنے والی موت کو ٹال سکتا ہے۔ لہٰذا اے مسلمانو! جہاد نہ چھوڑو جب اپنے وقت پر موت آئے گی تو بہتر ہے کہ راہِ خدا میں آئے۔

پانچواں فائدہ: طاعون سے بھاگنا منع ہے، دیکھو یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل) طاعون سے بھاگے تھے عتابِ الٰہی میں گرفتار ہوئے۔'' (تفسیرِ نعیمی پ٢، البقرہ، تحت الایۃ: ٢٤٣، ٢/ ٤٨٣، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

انسان کو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی، بُرے لوگوں کی **صُحبت**، بُرے مشوروں اور تمام گناہوں سے بچنا چاہیے۔ بسا اوقات دنیا میں بھی گناہوں کی سزا ملتی ہے، جس میں لوگوں کے لئے عبرت کا سامان ہوتا ہے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص بدکاری کا مرتکب ہوا تو پوری جماعت کو طاعون میں مبتلا کر کے ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ،

گناہوں کی وجہ سے طاعون

منقول ہے کہ **بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء** اپنے دور کا بہت بڑا عالم، عابد و زاہد اور اسمِ اعظم جاننے والا تھا۔ اس کی روحانیت کا یہ عالَم تھا کہ زمین سے عرشِ اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ بہت ہی **مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات** تھا (یعنی اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں) اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، اس کی درسگاہ میں طالب علموں کی دواتیں بارہ ہزار تھیں۔ جب حضرتِ سَیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام **''قَوْمِ جَبَّارِیْن''** سے جہاد کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو **بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء** کی قوم اس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا: موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) بہت ہی بڑا اور نہایت ہی طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ وہ ہماری زمینیں اپنی قوم بنی اسرائیل کو دینا چاہتے ہیں۔ تم اُن کے لئے ایسی بددعا کرو کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں، تم چونکہ **مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات** ہو (تمہاری ہر دعا مقبول ہے) اس لئے یہ دعا بھی ضرور قبول ہوگی۔ یہ سن کر **بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء** کانپ اٹھا۔ اور کہنے لگا:

تمہارا بُرا ہو، خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے میں ان پر کیسے بددعا کر سکتا ہوں؟ لیکن اس کی قوم رَو رَو کر اسی طرح اصرار کرتی رہی۔ چنانچہ، اس نے کہا کہ اِستِخارہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بددعا کر دوں گا۔ جب اِستِخارہ کیا تو اسے بدُعا کی اجازت نہ ملی۔ چنانچہ، اس نے صاف اِنکار کرتے ہوئے کہا: اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ یہ سن کر اس کی قوم نے بہت سے گراں قدر (مہنگے) ہدایا اور تحائف اسے دیئے یہاں تک کہ بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء پر حِرْص اور لالچ کا بھوت سوار ہو گیا، وہ مال کے جال میں پھنس کر اپنی گدھی پر سوار ہوا اور بددعا کے لئے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر واپس بھاگتی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی۔ تو وہ بول پڑی: ''تجھ پر افسوس! اے بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء! تو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بَلْعَم! تیرا بُرا ہو، کیا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی اور مؤمنین کی جماعت پر بددعا کرے گا؟ گدھی کی یہ گفتگو سن کر بھی بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء واپس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ''حُسْبَان'' نامی پہاڑ پر چڑھ کر حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لشکروں کو بغور دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بددعا شروع کر دی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے بددعا کرتا تھا مگر اس کی زبان پر اس کی قوم کے لئے بددعا جاری ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بَلْعَم! تجھے کیا ہوا کہ اُلٹی بددعا کر رہا ہے؟ اس نے کہا: اے میری قوم! میں کیا کروں؟ میں بولتا کچھ ہوں اور میری زبان سے کچھ اور ہی نکلتا ہے۔ پھر اچانک اس پر یہ عذابِ الٰہی نازل ہوا کہ اس کی زبان لٹک کر سینے پر آ گئی۔ اس وقت بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء نے اپنی قوم سے کہا: افسوس میری دنیا و آخرت برباد و غارت ہو گئیں۔ میرا ایمان جاتا رہا اور میں قَہْرِ قَہَّار و غَضَبِ جَبَّار عَزَّوَجَلَّ میں گرفتار ہو گیا۔ اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہو سکتی مگر میں تم لوگوں کو ایک چال بتاتا ہوں تم لوگ ایسا کرو گے تو شاید حضرت موسیٰ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے لشکروں کو

شکست ہو جائے گی۔ تم لوگ ہزاروں خوبصورت لڑکیوں کو بہترین لباس وزیورات پہنا کر بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیج دو۔ اگر ان کا ایک آدمی بھی بدکاری میں مبتلا ہو گیا تو پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی۔ چنانچہ، بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء کی قوم نے اس کے بتائے ہوئے مکر کا جال بچھایا، بہت سی خوبصورت دوشیزاؤں کو بناؤ سنگھار کے ساتھ بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دیا۔ بنی اسرائیل کا ایک رئیس ایک لڑکی کے فتنے میں مبتلا ہو گیا اس نے لڑکی کو اپنے ساتھ لیا اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آ کر پوچھا: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی! کیا یہ لڑکی میرے لئے حلال ہے؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: خبردار! یہ تیرے لئے حرام ہے۔ فوراً اس کو اپنے سے الگ کر دے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے ڈر۔ مگر اس رئیس پر شہوت کا غلبہ تھا اس نے اپنے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی بات نہ مانی اور اس لڑکی سے بدکاری میں مبتلا ہو گیا۔ اس گناہ کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اچانک طاعون کی وَبا پھیل گئی اور گھنٹے بھر میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔ سارا لشکر منتشر ہو کر ناکام واپس چلا آیا۔ بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء بارگاہِ الٰہی سے دُھتکار دیا گیا۔ آخری دم تک اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکتی رہی اور وہ بے ایمان ہو کر مرا۔ (صاوی، پ۹، الاعراف، تحت الآیۃ:۱۷۵، ۲/۷۲۷)

دین کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے

دینِ اسلام ایسا پاکیزہ وستھرا دین ہے کہ اس کا ہر ہر حکم حکمت بھرا ہے، اسلام کے احکامات کو ماننے والا ہمیشہ فائدے میں رہتا ہے۔ اگرچہ بسا اوقات بعض احکام بظاہر بہت گراں محسوس ہوتے ہیں لیکن ان میں دین ودنیا کی بے شمار بھلائیاں پنہاں ہوتی ہیں۔ اسی حکم کو لے لیجئے کہ طاعون زَدہ علاقے سے بھاگنا ناجائز وگناہ ہے، بظاہر یہ حکم نَفس پر بہت گراں ہے لیکن اس میں بے شمار دِینی ودُنیوی فوائد وحکمتیں ہیں۔ چنانچہ، اس حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے سرکارِ اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ اِمام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ”جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم، رءوف رحیم عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم نے طاعون سے فرار (بھاگنا) حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیماردار ہوگا

نہ خبر گیراں، پھر جو مریں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں، اگر شرعِ مُطہّر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو مَعَاذَ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں مَیّتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔ اِرْشَادُ السَّارِی شرح صحیح البخاری میں ہے (لَا تُخْرِجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ) فَاِنَّهٗ فِرَارٌ مِّنَ الْقَدْرِ وَلِئَلَّا تَضِيْعُ الْمَرْضٰى لِعَدَمِ مَنْ يَّتَعَهَّدُهُمْ وَالْمَوْتٰى مِمَّنْ يُّجَهِّزُهُمْ. ترجمہ (مقام طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ کیونکہ یہ تقدیرِ الٰہی سے بھاگنے کے مُترادِف ہے اور تا کہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا)۔ (فتاوی رضویہ، ۲۴/ ۳۰۳-۳۰۴)

مدنی گلدستہ
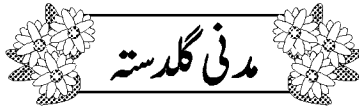
”شہید“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) طاعون ایک عذاب تھا لیکن اِس اُمت کے لئے اِسے رحمت بنا دیا گیا۔

(2) جسے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بچانا چاہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تقدیر سے کوئی نہیں بھاگ سکتا جو انسان کے مُقَدَّر میں لکھ دیا گیا وہ اسے ضرور پہنچے گا۔

(3) انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کا گستاخ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

(4) جہاں طاعون پھیل جائے وہاں سے بھاگنا حرام اور اس علاقے میں جانا بھی منع ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرمائے، جو مصائب ہمارے مُقَدَّر میں ہیں ان پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:34

بینائی ختم ہونے پر صبر

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ

(بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذھب بصرہ، ۶/۴ حدیث: ۵۶۵۳)

ترجمہ: ''**حضرت** سَیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کروں پھر وہ صبر کرے تو میں اس کے عوض اسے جنت دونگا۔ دو محبوب چیزوں سے مراد اس کی دونوں آنکھیں ہیں۔

حدیث میں فرمایا ''حَبِیْبَتَیْہِ''، یعنی دو محبوب چیزیں دوسری حدیث میں اس کی وضاحت بھی فرمائی یعنی دونوں آنکھیں، اس لئے کہ انسان کے بدن میں سب سے اہم اور محبوب عضو آنکھیں ہیں اور یہ بات کسی پر مَخْفِی (ڈھکی چھپی) نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب اس کی آنکھیں چلی جائیں پھر وہ صبر کرے۔ ترمذی میں یہ الفاظ زائد ہیں ''وَاحْتَسَبَ'' مطلب یہ ہے کہ جس کی آنکھوں کی روشنی چلی جائے اور وہ صبر کرے اُس ثواب کی نیت کرتے ہوئے جس کا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے صابرین سے وعدہ فرمایا ہے تو اس کو ان (آنکھوں) کے عوض جنت ملے گی، لیکن اس کا صبر کرنا اس نیت سے خالی نہ ہو کیونکہ اَعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور ظاہری طور پر صبر سے مراد یہ ہے کہ نہ وہ شکایت کرے، نہ پریشان ہو اور نہ ہی ناراضی کا اظہار کرے۔ (عمدۃ القاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذھب بصرہ، ۶۴۸/۱۴، تحت الحدیث: ۵۶۵۳)

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ المفاتیح** میں اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یعنی جو نابینا ہو جائے (تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جنت عطا فرمائے گا)۔ بعض روایات میں ایک آنکھ کی بینائی ختم ہونے پر بھی یہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ آنکھوں کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کہ انسان کو اپنے حواس میں

سے ان دونوں سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ اگرچہ اَصَحّ (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ قوتِ سماعت، قوتِ بصارت سے افضل ہے کیونکہ اُخرَوی اِعتبار سے قوت سماعت کے فوائد قوت بصارت پر غالب ہیں وہ اس لئے کہ کان ہی قران و سنت ودیگر علوم کے اِدْرَاک (حاصل کرنے) کا محل ہیں۔ ہاں دنیوی اعتبار سے آنکھوں کے فوائد غالب ہیں۔ بعض روایات میں ایک آنکھ کے ضائع ہونے پر بھی جنت کی بشارت ہے اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ تو جو شخص اس آزمائش میں مبتلا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ان اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام واَوْلیائے عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حالات میں غور و فکر کرے کہ جب اُن پر یہ آزمائش آئی تو وہ حضراتِ قدسیہ صبر و رضا کے پیکر بنے رہے بلکہ وہ تو ایسی مصیبتوں کو نعمت شمار کیا کرتے تھے۔ حِبْرُ الْاُمَّة، (اُمّت کے عالم) ترجمانِ قران، حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب نابینا ہو گئے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

اِنْ یُّذْهِبِ اللّٰهُ مِنْ عَيْنِيْ نُوْرَ هُمَا

فَفِيْ لِسَانِيْ وَقَلْبِي لِلْهُدٰى نُوْرٌ

ترجمہ: اگر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری آنکھوں کا نور لے گیا تو کیا ہوا؟ میری زبان اور دل میں تو ہدایت کا نور ہے۔

(مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، ٤/٢٨، تحت الحديث: ١٥٤٩)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

حضرتِ سیدنا اَبُو الْحَسَن علی بن خَلَف اِبْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلیل ہے کہ مصیبت پر صبر کرنے کا ثواب جنت ہے، دنیا میں کسی مسلمان کا نابینا ہو جانا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اس پر ناراضی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ یا تو اُس سے کسی ایسی بُری چیز کو دور کر دیتا ہے جس کا سبب اس کی آنکھیں بنتیں اور آخرت میں ایسا عذاب ملتا کہ اس پر صبر نہ ہو سکتا یا اس کے ایسے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے کہ جسم کے کسی بہت ہی اہم حصے کا تلف ہی دنیا

میں اس کا عوض ہوسکتا ہے تاکہ بروزِ قیامت وہ گناہوں سے پاک ہوکر اپنے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کرے، یا پھر اس مصیبت کے ذریعے وہ اُجر کے اس درجے تک پہنچ جاتا ہے کہ جس تک وہ اپنے اَعمال کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ دیگر تمام مصیبتوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر سب سے زیادہ مصیبتیں آتی ہیں پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اسکی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجه، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ٤/٣٦٩، حدیث: ٤٠٢٣) ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ دنیا میں عافیت سے رہنے والے لوگ جب مصیبت زدوں کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دیا جانے والا ثواب دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! دنیا میں انکے جسم قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے۔ (معجم کبیر، ١٢/ ١٤١، حدیث: ١٢٨٢٩) پس جو آنکھیں چلی جانے یا کسی اور عضو کے ضائع ہوجانے کی مصیبت میں مبتلا کیا گیا تو اسے چاہیے کہ اس مصیبت کو صبر و شکر اور ثواب کی امید کے ساتھ قبول کرے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے لئے جانے والے امتحان پر راضی رہے کیونکہ اس مصیبت کے بدلے اسے بہت اچھا اور بہت عظیم بدلہ ملے گا اور وہ جنت ہے۔ (بخاری لابن بطال، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ٩/٣٧٧)

رضائے الٰہی کے طلب گار بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ وہ مصائب و آلام پر یوں خوش ہوتے ہیں جیسے عام لوگ نعمتیں ملنے پر خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ،

عجیب و غریب مریض

منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا یونُس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرتِ سیِّدُنا جبریلِ اَمین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا: میں رُوئے زمین کے سب سے بڑے **عابِد** (یعنی عبادت گزار) کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضرتِ سیِّدُنا جبریلِ امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جُذام کی وجہ سے گل سڑ کر جُدا ہوچکے تھے اور وہ زبان سے کہہ رہا تھا: ''**یااللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تُو نے جب تک چاہا

ان اَعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور میری اُمّید صِرف اپنی ذات میں باقی رکھی ، اے میرے پیدا کرنے والے! میرا تو مقصود بس تُو ہی تُو ہے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا یُونُس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: اے جبرئیل ! میں نے آپ کو نمازی روزہ دار شخص دکھانے کا کہا تھا۔ حضرتِ سیِّدُ نا جبرئیلِ امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جواب دیا، اِس مصیبت میں مُبتَلا ہونے سے قَبل یہ اَیسا ہی تھا، اب مجھے یہ حُکم ملا ہے کہ اس کی **آنکھیں** بھی لے لوں۔ چُنانچِہ، حضرتِ سیِّدُ نا جبرئیلِ امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اشارہ کیا اور اُس کی **آنکھیں** نکل پڑیں! مگر عابِد نے زَبان سے وُہی بات کہی: ''یا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ! جب تک تُو نے چاہا اِن آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا انھیں واپَس لے لیا۔ اے خالِق عَزَّوَجَلَّ ! میری اُمّید گاہ صِرف اپنی ذات کو رکھا، میرا تو مقصود بس تُو ہی تُو ہے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا جبرئیلِ امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے **عابِد** سے فرمایا: آؤ ہم تم باہَم ملکر دُعا کریں کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تم کو آنکھیں اور ہاتھ پاؤں پھر لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔ عابِد نے کہا: ہرگز نہیں۔ حضرتِ سیِّدُ نا جبرئیلِ امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: آخر کیوں نہیں؟ عابِد نے جواب دیا: ''جب میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا اِسی میں ہے تو مجھے صِحّت نہیں چاہیے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا یُونُس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا، واقِعی میں نے کسی اور کو اِس سے بڑھ کر عابِد نہیں دیکھا۔ حضرتِ سیِّدُ نا جبرئیلِ امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کہا، یہ وہ راستہ ہے کہ رِضائے الٰہی تک رسائی کیلئے اِس سے بہتر کوئی راہ نہیں۔ (رَوْضُ الرَّیاحین، الحکایۃ السادسۃ والثلاثون بعد الثلاثمائۃ، ص ۲۸۱)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ ! صابِر ہو تو اَیسا! آخر کون سی مصیبت ایسی تھی جو اُن بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے وُجُود میں نہ تھی حتّٰی کہ آنکھوں کے چَراغ بھی بجھا دیئے گئے مگر اُن کے صبر و اِستِقلال میں ذرّہ برابر فرق نہ آیا، وہ ''راضی بَرِضائے الٰہی کی اُس عظیم منزل پر فائز تھے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے شفا طَلَب کرنے کے لئے بھی تیّار نہیں تھے کہ جب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بیمار کرنا منظور فرمایا ہے تو تندرُستی نہیں چاہیے۔'' سُبْحٰنَ اللّٰہ ! یہ انھیں کا حِصّہ تھا۔ ایسے ہی اَھْلُ اللّٰہ کا مَقُولہ ہے، نَحْنُ

نَفۡرَحُ بِالۡبَلَاءِ بِالۡبَلَا کَمَا یَفۡرَحُ اَھۡلُ الدُّنیا بِالنِّعَمِ۔ یعنی ”ہم بلاؤں اور مصیبتوں کے ملنے پر ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے اہلِ دنیا دُنیوی نعمتیں ہاتھ آنے پر خوش ہوتے ہیں۔“ یاد رہے! مصیبت بسا اوقات مومن کے حق میں رَحمت ہوا کرتی ہے اور صَبر کرکے عظیم اَجر کمانے اور بے حساب جنّت میں جانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”**جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اُس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔**“ (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب فیمن صبر علی العیش الشدید...الخ، ۱۰/ ۴۵۰، حدیث: ۱۷۸۷۲) **ایک روایت** میں ہے کہ ”مسلمان کو مرض، پریشانی، رنج، اذیّت اور غم میں سے جو بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چُبھتا ہے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اس کے گناہوں کا کفّارہ بنا دیتا ہے۔“ (بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، ۴/ ۳، حدیث: ۵۶۴۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے اپنے ایک بچے کے مرجانے پر صبر کیا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کیلئے اس کے نامۂ اعمال میں اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر اَجر لکھ دیتا ہے اور جس نے دو بچوں کے مرجانے پر صبر کیا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ (قیامت میں) اسے ایسا نور عطا فرمائے گا جو اُس کے آگے آگے ہوگا اور محشر کی ظلمت و تاریکی میں اس کے لئے روشنی کریگا اور جس نے اپنے تین بچوں کے مرجانے پر صبر کیا تو جہنم کو عبور کرتے وقت اِس کے لئے جہنم کے دروازے بند کردیئے جائیں گے اور جس نے اپنی ایک آنکھ ضائع ہونے پر صبر کیا تو وہ شخص **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا دیدار سب سے پہلے کریگا اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نابیناؤں کو خلعتِ خاص سے نوازے گا اور تمام مصیبت زدوں سے پہلے ان کے لئے جھنڈے لہرائے جائیں گے اور جس نے اپنی دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے پر صبر کیا ہوگا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے عرش کے نیچے گھر بنائے گا اور اس کے لئے ایسی بادشاہت ہوگی جس کی کوئی

تعریف نہیں کرسکتا۔'' (قرۃالعیون لابی اللیث سمرقندی، الباب السادس فی عقوب النائحۃ ملحق بروض الفائق، ص۳۹۵)

صبر نہ کرنا بھی مصیبت ہے

حضرتِ سَیِّدُ ناعَبْدُ اللّٰہ بِنْ مُبَارَک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ''مصیبت ایک ہوتی ہے لیکن جب وہ کسی پر پہنچے اور وہ صبر نہ کرے تو دو مصیبتیں بن جاتی ہیں، ایک تو وہی مصیبت اور دوسری مصیبت صبر کے اجر کا ضائع ہونا اور یہ مصیبت پہلی سے بڑھ کر ہے۔(درۃ الناصحین، المجلس الخمسون فی بیان صبر ایوب علیہ السلام، ص۱۹۳)

نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''صبر تین ہیں (1) مصیبت پر صبر (2) طاعت (نیکیوں) پر صبر (3) گناہوں سے صبر۔ تو جس شخص نے مصیبت پر صبر کیا اس کے لئے تین سو درجات ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ جس نے طاعت پر صبر کیا اس کے لئے چھ سو دَرَجات لکھے جاتے ہیں، ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک زمین سے دوسری زمین تک کا فاصلہ ہے۔ اور جس نے گناہوں سے صبر کیا اس کے لئے نوسو درجات ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اس سے دوگنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے لیکر عرش تک کا فاصلہ ہے۔''

(کنز العمال، الصبر علی البلایا والامراض والمصائب والشدائد، ۲/۱۱۱، حدیث: ۶۵۱۲)

نابینا بزرگ کی نظرِ وِلایت

حضرتِ سَیِّدُ نا یحییٰ بن مَعاذ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک ویران جنگل میں بانس کی جھونپڑی کے قریب ایک ایسے نابینا بوڑھے شخص کو دیکھا جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا، کیڑے اس کے جسم کو کھا رہے تھے۔ مجھے اس پر بہت ترس آیا میں نے کہا: اے بزرگ! اگر آپ چاہیں تو میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے آپ کی صحت یابی کی دعا کروں؟ اس نے کہا: اے یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ! میں اس حال میں بھی اپنے ربِّ کریم سے راضی ہوں اور سن! کبھی بھی اَوْلیائے عِظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے ٹکر نہ لینا، اور اگر تجھے اپنی دعا کی قبولیت پر اتنا ہی ناز ہے

تو پہلے اپنے لئے دعا کر کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے دل سے اناروں کی محبت نکال دے یہ سن کر میں بہت حیران ہوا کیونکہ اس نے میرے اس عہد کو جان لیا تھا جو میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ اور میرے درمیان تھا کہ **میرا نفس جس چیز کی خواہش کرے گا میں اسے ترک کردوں گا**، لیکن انار مجھے بہت پسند تھے، باوجود کوشش میں انہیں ترک نہ کرسکا تھا۔ (اس نابینا بزرگ نے نظرِ ولایت سے ان کے دل کا حال جان لیا تھا)۔ (عیون الحکایات، الحکایة الثالثة عشرة بعد المائة، ص ۱۳۱)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو　　　یدِ بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

آنکھوں سے پیاری رضائے الٰہی

اپنے زمانے کے مشہور ولی **حضرت** سیِّدُ نا یونس بن یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا عالَمِ شباب تھا، اکثر وقت مسجد میں ہی گزراتے تھے ایک مرتبہ مسجد سے گھر آتے ہوئے اچانک ایک عورت پر نظر پڑی اور دل اس طرف مائل ہوا لیکن پھر فوراً ہی شرمندہ ہوکر تائب ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آنکھیں اگرچہ بہت بڑی نعمت ہیں لیکن اب مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے کہ کہیں یہ میری ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں اور میں ان کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہ ہوجاؤں، میرے مالک! تو میری بینائی سلب کرلے۔'' چنانچہ، ان کی دعا قبول ہوئی **اور وہ نابینا ہوگئے**۔ (عیون الحکایات، الحکایة السابعة والاربعون بعد المائة، ص ۱۶۵)

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے اسلاف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کیسے عظیم تھے کہ گناہوں سے حفاظت کے لئے نابینا ہونا بھی منظور کرلیتے۔ اے ہمارے پیارے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ان بزرگوں کے صَدْقے ہمیں بھی نعمتوں کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرما، بُرے اَعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری عطا فرما، بدنگاہی جیسی **مُہلِک** (ہلاک کرنے والی) بیماری سے ہماری حفاظت فرما۔ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیچی نیچی نظروں کے صَدْقے ہماری بے باکیوں اور غفلتوں سے درگزر فرما اور ہماری دائمی مغفرت فرما۔

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں　　　اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

نابیناؤں پر خصوصی کرم

نابینا ہو جانا اگرچہ بہت بڑی آزمائش ہے لیکن اس پر ملنے والے انعامات ایسے عظیم ہیں کہ ان پر نظر رکھنے والے کو صبر کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے، آنکھوں کا نفع دنیا تک محدود ہے، مرتے ہی یہ نفع ختم ہو جاتا ہے لیکن آنکھوں کے بدلے ملنے والی جنت اور اس کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہونگیں اس لئے جو نابینا ہو جائے وہ نقصان میں نہیں بلکہ بہت فائدے میں رہتا ہے۔ دوسروں کی نسبت نابینا کے حواس اور قوت مدرکہ بہت تیز ہوتی ہے یہ دنیا میں اس کے لئے پہلا انعام ہے۔

مدنی گلدستہ
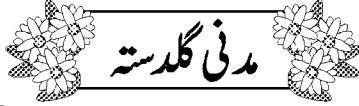
"صابرین" کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) جو اپنی بینائی چلی جانے پر صبر کرے تو اس صبر کے عوض اسکی جزا جنت ہے۔

(2) جو ایک آنکھ ضائع ہو جانے پر صبر کرے تو اس کے لئے بھی جنت کی بشارت ہے۔

(3) مصیبت پر صبر نہ کرنا بھی ایک بڑی مصیبت ہے۔

(4) ہر وہ مصیبت جس پر صبر کیا جائے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

(5) نیک بندے مصائب پر خوش ہوتے اور انہیں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نعمت شمار کرتے ہیں۔

(6) مسلمان پر مصائب کا آنا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کی علامت نہیں بلکہ رحمتِ خداوندی کے اس کی طرف متوجہ ہونے کی علامت ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر دم صابر و شاکر رکھے، اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے!

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:35

جنتی عورت

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ،قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْتُ بَلٰى! قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ، وَ إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِي قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ،وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يُعَافِيَكِ، فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ ، فَدَعَا لَهَا .

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح ، ٤/٦، حدیث:٥٦٥٢)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا عَطَاء بِنْ اَبو رَبَاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: مجھے حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے فرمایا: کیا تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔فرمایا: یہ سیاہ فام عورت نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: مجھے مِرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے میں بے پَردہ ہوجاتی ہوں، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے میرے لیے دعا کیجئے،نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر صبر کرسکو تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں تمہاری صحت کے لیے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کروں،اس نے کہا: میں صبر کروں گی، پھر عرض کی: میں بے پردہ ہوجاتی ہوں، دعا کیجئے میں بے پردہ نہ ہوا کروں، چنانچہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے لیے دعا فرمادی۔

علامہ عَینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃُ القاری** میں فرماتے ہیں:''حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس عورت کو دو باتوں کا اختیار دیا، یا تو اس بیماری پر صبر کر اور جنت کو پالے یا پھر میں تیرے لئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کروں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے،اس عورت نے صبر اختیار کیا اور عرض کی: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ دورانِ مِرگی میں بے پردہ نہ ہوا کروں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اس کے بعد وہ بے پردہ نہیں ہوتی تھی۔ (عمدة القاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، ٦٤٧/١٤، تحت الحدیث: ٥٦٥٢)

اُس نیک عورت کا نام **سُعَیْرہ یا سُقَیْرہ** تھا۔ بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی کنگھی چوٹی کی خدمت انجام

دیتی تھیں۔(مرقاة المفاتيح ، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، ٤/ ٥٠، تحت الحديث: ١٥٧٧)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ مذکور کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (اس عورت نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میں مرگی کے دورے کی وجہ سے گر جاتی ہوں) مجھے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا، دوپٹہ وغیرہ اتر جاتا ہے، خوف کرتی ہوں کہ کبھی بے ہوشی میں ستر نہ کھل جائے (فرمایا: اگر صبر کرے گی تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو میں تیری صحت یابی کی دعا کروں) اگرچہ آرام ہونے پر بھی تُو جَنّتی تو ہوگی، کیونکہ تو مومنہ اور صحابیہ ہے مگر صبر پر جنت کے اعلیٰ مقام کی مُسْتَحِق ہوگی۔ (عرض کی: میں صبر کرتی ہوں، دعا کیجئے میں بے پردہ نہ ہوا کروں)۔ چنانچہ، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمادی پھر وہ مرگی میں کبھی بھی بے ستر نہ ہوئیں، ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ نے اُن کی حفاظت کے لئے کوئی فرشتہ مقرر فرمادیا ہوگا۔ حدیث پاک سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کبھی بیماری کی دوا اور مصائب میں دعا نہ کرنا ثواب اور صبر میں شامل ہے اس کا نام خود کشی نہیں، خصوصاً جب پتا لگ جائے کہ یہ مصیبت رَبّ کی طرف سے امتحان ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت اور حضرتِ سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے میدان کربلا میں دفعیہ کی دعا نہ کی، ورنہ عام حالات میں دوا بھی سنت ہے اور دعا بھی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اکثر دعا کی ہے اور صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مرضِ وفات میں دوا بھی۔ (ملخصاً مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۴۲۷)

دُعاؤں سے علاج

عَلَّامَہ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فتحُ الباری میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث پاک میں خاص طور پر مرگی زَدہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دُنیوی مصیبتوں پر صبر کرنا جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔ یہ بھی بیان ہوا کہ رخصت کی نسبت سختی کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ مصیبت کی سختی لمبی ہونے کی صورت میں صبر کر سکے گا اور اس کے التزام سے کمزور نہ ہوگا۔ بیماری میں دوا کا استعمال نہ کرنا بھی جائز ہے اور تمام امراض کا علاج صرف دعا ہی کے ذریعے کرانا (اور دوا استعمال نہ کرنا) یہ بھی جائز ہے اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں

التجا کے ذریعے علاج کروانا دواؤں وغیرہ کے علاج سے بہتر وفائدہ مند ہے کیونکہ دعاؤں کی تاثیر دواؤں کی تاثیر سے افضل واعلیٰ ہے۔'' (فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من ذھب بصرہ، ۹۹/۱۱، تحت الحدیث:۵۶۵۳)

مِرگی (Epilepsy) کیا ہے؟

مِرگی (Epilepsy) کو عربی میں ''صَرْع'' کہتے ہیں اس کا معنی ہے: ''بے ہوش ہوکر گر پڑنا'' یہ مرض کبھی اَخلاط کے فساد کے سبب ہوتا ہے اور کبھی جن یا خبیث ہمزاد کے اَثر سے ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (پ۳، البقرۃ:۲۷۵) **ترجمۂ کنز الایمان**: جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

(نزہۃ القاری، ۴۸۹/۵)

عَلَّامہ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتح الباری** میں فرماتے ہیں ہے: ''مِرگی وہ بیماری ہے جو اعضائے رئیسہ (یعنی قلب، جگر، دماغ، پھیپھڑے، گردے وغیرہ) کو اُن کے افعال سے جزوی طور پر روک دیتی ہے۔ اس بیماری کے واقع ہوتے ہی مریض کے اعضاء مڑنے لگتے ہیں وہ کھڑا نہیں رہ سکتا گر پڑتا ہے اور منہ سے جھاگ نکلنے لگتے ہیں۔'' (فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، ۹۸/۱۱، تحت الحدیث: ۵۶۵۲)

سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے جب مرگی کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: ''یہ بہت خبیث بَلا ہے اور اسی کو اُمُّ الصِّبْیَان کہتے ہیں اگر بچوں کو ہو۔ ورنہ صَرْع (یعنی مرگی)۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر پچیس بَرَس کے اندر اندر ہوگی تو اُمید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس بَرَس کے بعد یا پچیس بَرَس والے کو ہوئی تو اَب نہ جائے گی۔ ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو یہ اَمرِ آخر (یعنی دوسری بات) ہے۔ یہ فِی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے۔'' (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۴۱۷)

مِرگی کے اسباب

اس بیماری کے دو سبب ہیں (1) آلودہ ہوا کا دماغ کے راستوں میں رُک جانا یا پرانے بخار کا اعضاء سے

دماغ کی طرف پہنچنا (2) خبیث جنات کی شرارت، یہ جنات کبھی تو انسان کی خوبصورتی کی وجہ سے اور کبھی فقط اَذِیت پہنچانے کے لئے انسان پر مُسَلَّط ہوجاتے ہیں۔(فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، ۹۸/۱۱، تحت الحدیث: ۶۵۵۲)

مِرگی کا علاج

مِرگی کی پہلی قسم کے بارے میں اَطِبّا کا موقف ہے کہ اس کا علاج دواؤں کے ذریعے ممکن ہے (لہٰذا کسی ماہر تجربہ کار طبیب، ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا جائے) جبکہ دوسری قسم کی مرگی جو جنات کے اثر سے ہوتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ نیک و پاکیزہ ارواح کو ان کے مقابل لایا جائے تاکہ شریر وخبیث روحوں کے اثرات زائل اور افعال باطل ہوجائیں۔
(فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، ۹۸/۱۱، تحت الحدیث: ۶۵۵۲)

سُوْرَۃُ الشَّمْس (پ: ۳۰) پڑھ کر مرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے۔(جنتی زیور ص ۶۰۲)

اذان کے ذریعے مرگی کا علاج

بچّے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدّت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفن میت اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اَذان مستحب ہے۔ وَبا (بیماری) کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔
(بہار شریعت، ۴۶۶/۱، حصہ ۳)

بچوں کو مرگی کے مرض سے بچانے کا نُسخہ

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اَذان میں دیر کی جاتی ہے، اس سے اکثر (یہ مرگی کا) مرض ہوجاتا ہے اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان واقامت بچے کے کان میں کہہ دی جائے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عمر بھر محفوظی رہے گی۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ۴۱۷، بحوالہ، شعب الایمان باب فی حقوق الاود، ۳۹۰/۶، حدیث: ۸۶۱۹)

طَبیبوں کے طبیب نے مِرگی زدہ کا علاج فرمایا

حضرتِ سَیِّدُنا یَعلٰی بِنْ مُرّہ ثَقَفِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ: ایک سفر میں مجھے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمراہی کا شرف ملا ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو ایک عورت اپنا بچہ لے کر حاضرِ خدمت ہوئی جسے مرگی کا مرض تھا۔ طبیبوں کے طبیب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی ناک کا بانسہ پکڑ کر فرمایا: ''نکل! میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہوں۔'' سفر سے واپسی پر جب اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا تو عرض گزار ہوئی: اُس ذاتِ پاک کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبیِّ برحق بنا کر بھیجا! آپ کے بعد ہم نے اس میں کوئی تشویش والی بات نہ پائی (یعنی ذرہ برابر بھی مرگی کا اثر نہ پایا)۔

(مسند امام احمد، حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی، ۶/۱۷۸، حدیث:۱۷۵۷۶)

یہ مریض مر رہا ہے ترے ہاتھ میں شفا ہے
اے طبیب جلد آنا مدنی مدینے والے

مِرگی کی بیماری بغداد سے بھاگ گئی

ایک شخص حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''میں اَصْبَہَان کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ رہتا ہے اور اس پر کسی تعویذ کا اثر نہیں ہوتا۔'' حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبدالقادر جیلانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا کہ ''یہ ایک جن ہے جو وَادیِ سَرَانْدِیپ کا رہنے والا ہے، اُس کا نام خَانس ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہنا کہ اے خانس! تمہارے لئے شیخ عبدالقادر (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) جو کہ بغداد میں رہتے ہیں ان کا فرمان ہے کہ ''آج کے بعد پھر نہ آنا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔'' تو وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا: ''میں نے شیخ کے حکم کے مطابق کیا پھر اب تک اس پر مرگی کا اثر نہیں ہوا۔'' حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبدالقادر

جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی زندگی مبارک میں چالیس برس تک بغداد میں کسی پر مرگی کا اثر نہیں ہوا، جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے وصال فرمایا تو وہاں مرگی کا اثر ہوا۔(بهجة الاسرار، باب ذكر فصول من كلامه، ص ١٤٠)

فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ سے ہوا ظاہر — تصرُّف اِنس وجن سب پر ہے آقا غوثِ اعظم کا

ہوئی اک دیو سے لڑکی رِہا اس نام لیوا کی — پڑھا جنگل میں جب اس نے وظیفہ غوثِ اعظم کا

معلوم ہوا کہ نیک بندوں کی برکت سے مصائب وآلام دور ہوتے اور بلائیں ٹلتی ہیں۔لہٰذا بھلائی کے طلبگار کو نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

مدنی گلدستہ
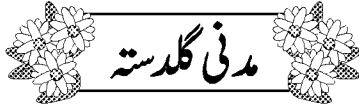
"مدنی آقا" کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) دُنیوی مصائب پر صبر کرنا دخولِ جنت کا باعث ہے۔

(2) مرگی زدہ کے کان میں اذان دینے سے مرگی کے مرض میں افاقہ ہوتا ہے۔

(3) ہمارے اسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام آخرت کی بہتری کے لئے دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت بھی قربان کر دیا کرتے تھے۔

(4) مرگی زدہ شخص کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے۔

(5) کسی مرض کی دوا نہ لینا اور صرف دعا کے ذریعے مرض کا علاج کرنا جائز ہے بلکہ دعا کا اثر دوا سے زیادہ ہوتا ہے۔

(6) بچے کو پیدائش کے فوراً بعد نہلا کر اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے تو وہ تمام عمر مرگی کے مرض سے محفوظ رہتا ہے۔

(7) جسے جنات کی وجہ سے مرگی کا مرض ہوا ہو تو نیک لوگوں سے تعویذ یا دم وغیرہ کے ذریعے اس کا علاج کروایا جائے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل ہمیں دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے! اپنے نیک بندوں کے صدقے ہمیں مصائب وآلام سے محفوظ رکھے۔اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:36

پتھر مارنے والوں کو دعائیں

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: ''كَأَنِّیْ اَنْظُرُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَحْكِیْ نَبِیًّا مِّنَ الْأَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ، ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَأَدْمَوْہُ، وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ، یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَإِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ.'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ۲/۴٦۸ حدیث:۳٤۷۷)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُاللہ بِنْ مَسْعُوْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں بیان فرما رہے تھے کہ اُن کی قوم نے اُنہیں اس قدر مارا کہ لہولہان کر دیا اور وہ اپنے چہرۂ انور سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے: **یَا اَللّٰہ**! میری قوم کو بخش دے یہ (مجھے) جانتے نہیں۔

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ وہ نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) حلم وصبر والے، عفوو درگزر کرنے والے اور اپنی قوم پر بہت شفیق تھے، اپنی قوم کے لئے ہدایت کی دعا کرتے تھے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوۃ احد، ٦/۱٥۰، الجزء الثانی عشر)

عَلَّامَہ اِبنِ حَجر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتحُ الْبَارِی** میں فرماتے ہیں: ''شاید وہ نبی حضرتِ سَیِّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے۔ قوم نے آپ پر تشدد کیا اور آپ کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے جب اِفاقہ ہوا تو دعا کی: **اے اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔'' (فتح الباری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ۷/٤۳٤، تحت الحدیث:۳٤۷۷)

مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیح** میں فرماتے ہیں: ''اُس نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی قوم کیلئے دعا کی: **اے اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! **میری قوم کو بخش دے**'' اس کا معنی یہ ہے کہ تو انہیں دنیا میں عذاب نہ دے اور نہ ہی ان کی نسلوں کو ختم کر! ورنہ یہ بات تو معلوم ہے کہ کفار کے لئے مغفرت طلب کرنا کہ ان کے شرک اور کفر کو معاف کر دیا

جائے یہ بالا جماع جائز نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مغفرت، ایسی توبہ سے کِنایہ ہو جو مغفرت کو واجب کرنے والی ہو۔ یہ اس نبی عَلَیْہِ السَّلَام کا کمال حِلم اور حسن اخلاق تھا کہ گناہ ان کی قوم نے کیا اور آپ نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اُن کا عُذر پیش کیا کہ انہوں نے یہ جرم اس وجہ سے کیا ہے کہ یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کو نہیں جانتے۔''

(مرقاة المفاتيح، كتاب الرقاق، باب التوكل والصبر، ٩/ ١٧٤، تحت الحديث: ٥٣١٣)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ پاک کے اِن الفاظ (کَاَنِّی اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ گویا میں اب بھی رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں) کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ ہے تصورِ رسول، حضرات صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان ہر وقت اپنے محبوب نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اداؤں کے تصور میں رہتے تھے:

تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا

نبی سے مراد یا تو نوح عَلَیْہِ السَّلَام ہیں جو اپنی قوم سے بڑی تکلیف اُٹھاتے تھے حتیٰ کہ کئی کئی دن بے ہوش رہتے تھے، ہوش آنے پر پھر جاتے تبلیغ فرماتے یا خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات پاک مراد ہے۔ یہ واقعہ طائف کی تبلیغ اور اُحد شریف کے جہاد کا ہے کہ حضورِ اَنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان ظالم کفار کو دعائیں دیتے جاتے تھے چہرۂ پاک سے خون صاف کرتے جاتے تھے۔ تاکہ خون آنکھوں یا منہ میں نہ پڑے یا زمین پر نہ گرے زمین پر گرنے سے عذابِ الٰہی آجانے کا اندیشہ تھا۔ ''(میری قوم کو) بخش دے'' (اس کے) معنی یہ ہیں کہ تو انہیں ایمان کی توفیق دے عذاب نہ دے ورنہ کفار کے لئے بخشش کی دعا بحکمِ قرآن ممنوع ہے، نہ جاننے کے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں اگر پہچانتے ہوتے تو یہ حرکت نہ کرتے۔

(مراۃ المناجیح، ۷/۱۲۶)

طائف کا سفر

چلا اک روز مکے سے نکل کر جانبِ طائف وہ ہادی جو نہ ہوسکتا غَیْرُ اللّٰہ سے خائف

دکھائی جنسِ روحانی کمینوں کو خسیسوں کو دیا پیغام حق طائف میں طائف کے مکینوں کو

نبیِّ کریم ، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعوتِ اسلام کے لئے جب طائف گئے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام حضرتِ سَیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے۔ طائف میں بڑے بڑے اُمرا اور مالدار رہتے تھے۔ ان میں "عَمرو" کا خاندان تمام قبائل کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ یہ تین بھائی تھے عَبدِ یالِیل ، مَسعُود ، حَبِیب۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اِسلام کی دعوت دی۔ ان تینوں نے اِسلام قبول نہیں کیا بلکہ انتہائی بیہودہ اور گستاخانہ جواب دیا۔ ان بدنصیبوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھارا کہ یہ لوگ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ برا سلوک کریں۔ چنانچہ ، شریروں کا یہ گروہ ہر طرف سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ٹوٹ پڑا اور یہ شرارتوں کے مجسمے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پتھر برسانے لگے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدس پاؤں زخموں سے لہولہان ہو گئے اور آپ کے موزے اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زخموں سے بے تاب ہو کر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ کا بازو پکڑ کر اُٹھاتے اور جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلنے لگتے تو پھر پتھروں کی بارش کرتے۔ طعنہ زنی کرتے ، گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے ہوئے ہنستے۔

بڑھے اَنبوہ در اَنبوہ پتھرلے کے بیگانے
لگے مینہ پتھروں کا رحمتِ عالَم پہ برسانے

وہ اَبرِ لطف جنکے سائے کو گلشن ترستے تھے
یہاں طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے

وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے رہتے تھے
پیاپے آنے والے پتھروں کی چوٹ سہتے تھے

وہ سینہ جس کے اندر نورِحق مستور رہتا تھا
وہی اب شق ہوا جاتا تھا اس سے خون بہتا تھا

جگہ دیتے تھے جن کو حاملانِ عرش آنکھوں پر
وہ نعلین مبارک ہائے خوں سے بھر گئیں یکسر

حضور اس جَور سے جب چُور ہو کر بیٹھ جاتے تھے
شقی آتے تھے بازو تھام کر اوپر اٹھاتے تھے

حضرتِ سیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ دوڑ دوڑ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بچاتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے۔

(شرح المواھب، ۲/ ۵۰، ۵۱)

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زخموں سے نڈھال ہو کر انگور کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ یہ باغ مکۂ مکرمہ کے ایک مشہور کافر عُتْبَہ بِنْ رَبِیْعَہ کا تھا۔ جب عُتْبَہ بِنْ رَبِیْعَہ اور اس کے بھائی شَیْبَہ بِنْ رَبِیْعَہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ حالت دیکھی تو کافر ہونے کے باوجود انہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے باغ میں ٹھہرالیا اور اپنے نصرانی غلام عَدَّاس کے ہاتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ بھیجا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر خوشہ کو ہاتھ لگایا تو عَدَّاس تعجب سے کہنے لگا: یہاں کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولا کرتے! یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: تمہارا وطن کہاں ہے؟ کہا: میں ''شہر نِیْنَوٰی'' کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا: وہ حضرتِ یُوْنُس بِنْ مَتّٰی عَلَیْہِ السَّلَام کا شہر ہے۔ وہ بھی میری طرح خدا عَزَّوَجَلَّ کے رسول تھے۔ یہ سن کر عَدَّاس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (شرح المواھب، ۲/ ۵۴، ۵۶)

اس سفر کے مدتوں بعد ایک مرتبہ اُمُّ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا جنگ اُحُد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گزرا ہے؟ فرمایا: ہاں! اے عائشہ! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) وہ دن میرے لئے جنگ اُحُد کے دن سے بھی زیادہ سخت تھا جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار ''عَبْد یَالِیْل'' کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے دعوت اسلام کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور اہل طائف نے مجھ پر پتھر برسائے۔ میں اس رنج و غم میں سر جھکائے چلتا رہا یہاں تک کہ مقام ''قَرْنُ الثَّعَالِب'' میں پہنچ کر مجھے کچھ آرام ملا وہاں جب میں نے سر اٹھایا تو

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اس بادل میں سے جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) نے مجھ سے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی قوم کی باتوں سے باخبر ہے اور اب آپ کی خدمت میں **مَلَکُ الْجِبَال** (پہاڑوں پر مؤکل فرشتہ) حاضر ہے۔ وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ چنانچہ، **مَلَکُ الْجِبَال** نے سلام کیا اور عرض کی: اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لیں ہیں اب مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے آپ جو چاہیں حکم فرمائیں میں آپ کا حکم بجالاؤں گا، اگر آپ حکم دیں تو میں ان دو پہاڑوں کو ان پر اُلٹ دوں تاکہ کچل جائیں اور ہلاک و برباد ہوجائیں؟ رحمت عالَم، شافِعِ اُمَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ہی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔ (شرح المواھب، ۲/ ۵۱)

اگر یہ لوگ آج اسلام پر ایمان نہیں لاتے   خدائے پاک کے دامان وحدت میں نہیں آتے

مگر نسلیں ضرور ان کی اسے پہچان جائیں گی   درِ توحید پر اک روز آکر سر جھکائیں گے

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوجہاں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ کفارِ ناہنجار آپ کو بہت ستاتے کبھی سَرِ اَقدس پر کُوڑا کرکٹ ڈال دیا جاتا، راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، سجدے کی حالت میں پُشتِ مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی جاتی علاوہ اَزیں کفارِ بداَطْوار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ عظمت نشان میں گستاخانہ جملے بکتے پھبتیاں کَستے **مَعَاذَ اللّٰہ** آپ کو کاہن و جادوگر کہتے۔ مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صبر سے کام لیتے کوئی جوابی کاروائی نہ کرتے وَرْنہ اگر چاہتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں کا نام و نشان تک مٹ جاتا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں دعائیں دیں۔

پیمبر دعوتِ اسلام دینے کو نکلتا تھا   نویدِ راحت وآرام دینے کو نکلتا تھا

نکلتے تھے قریش اس راہ میں کانٹے بچھانے کو   وجودِ پاک پر سو سو طرح کے ظلم ڈھانے کو

خدا کی بات سن کر مُضحکے میں ٹال دیتے تھے ‏ نبی کے جسمِ اَقدس پر نجاست ڈال دیتے تھے

تَمَسخُر کرتا تھا کوئی، کوئی پتھر اُٹھاتا تھا ‏ کوئی توحید پر ہنستا تھا کوئی منہ چڑاتا تھا

قریشی مرد اُٹھ کر راہ میں آواز کستے تھے ‏ یہ ناپاکی کے پھرّے چار جانب سے برستے تھے

کلامِ حق کو سن کر کوئی کہتا تھا شاعر ہے ‏ کوئی کہتا تھا کاہن ہے کوئی کہتا تھا ساحر ہے

مگر وہ مَنْبَعِ حِلْم وحیا خاموش رہتا تھا ‏ دعائے خیر کرتا تھا جفا و ظلم سہتا تھا

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے دینِ اسلام کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
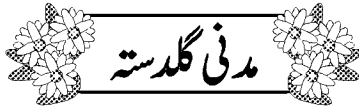
”رحمتِ عالَم“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) انسانوں میں سب سے زیادہ قوت برداشت انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام میں ہوتی ہے، انہیں سب سے زیادہ ستایا جاتا ہے اور یہ سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہوتے ہیں۔

(2) انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو جتنا زیادہ ستایا جائے ان کا حِلْم اتنا ہی زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔

(3) کفار کے لئے دعائے مغفرت ناجائز، ہاں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنا جائز ہے۔

(4) صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایسا عشق تھا کہ وہ اپنے محبوب نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَداؤں کے تصور میں گُم رہا کرتے تھے۔

ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں ‏ ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

(5) جاہل کا گناہ عالم کے گناہ سے ہلکا ہوتا ہے۔

(6) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو طائف میں کفار کی طرف سے پہنچائی گئی تکلیف غزوۂ احد کی تکالیف سے زیادہ تھی۔

(7) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسی شان عطا فرمائی کہ تمام فرشتے بلکہ فرشتوں کے سردار حضرت سَیِّدُنا جبریل اَمین عَلَیْہِ السَّلَام بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے غلام ہیں۔

(8) ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعوتِ اسلام عام کرنے کے لئے مختلف علاقوں کی طرف سفر فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دینِ اسلام کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے **"دعوتِ اسلامی"** کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

عطّارؔ سے محبوب کی سنت کی لے خدمت

ڈنکا یہ تیرے دین کا دنیا میں بجا دے

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:37

گناہوں کا کفارہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ: مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ، حَتَّی الشَّوْكَةِ یُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. (بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض، ٤/٣، حدیث:٥٦٤١) وَالْوَصَبُ اَلْمَرَضُ

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوسعید خدری اور حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ ''مسلمان کو تھکاوٹ، بیماری، غم، تکلیف وغیرہ حتی کہ کانٹا بھی چُبھ جائے تو اَللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے بدلے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے''۔ ''وَصَب'' بیماری کو کہتے ہیں۔

علامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃُ القاری میں فرماتے ہیں: انسان کو اس کے ارادے کے مطابق آیندہ آنے والے خطرات سے جو تکلیف پہنچتی ہے اسے ھَمّ کہتے ہیں۔ ماضی میں جو تکلیف پہنچی ہو اُسے حُزْن کہتے ہیں، ھَمّ اور حُزْن یہ دونوں باطنی تکلیفیں ہیں۔ غیر کی زیادتی سے جو تکلیف پہنچے اسے اَذٰی (اذیت) کہتے ہیں۔ ایسی چیز جس سے دل تنگ ہو جائے اسے غَم کہتے ہیں۔

(عمدة القاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارةالمرض، ١٤/٦٣٩، تحت الحدیث:٥٦٤١)

فَتْحُ الْبارِی شرح بخاری میں ہے: اِمَام قَرَافِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''یقیناً مصائب و آلام گناہوں کا کفارہ ہیں، چاہے ان کے ساتھ بندے کی رضا ملی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ ہاں مصائب پر راضی رہنے کی صورت میں یہ مصائب بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں جبکہ بغیر رضا کے کم گناہوں کا کفارہ۔ تحقیق یہ ہے کہ مصیبت جتنی بڑی ہوگی اتنے ہی بڑے گناہوں کا کفارہ ہوگی اگر بندہ مصیبت پر راضی رہے تو اس پر بھی اُسے (الگ) اجر دیا جائے گا۔ اگر مصیبت زدہ پر کوئی گناہ نہ ہو تو اسے اس کے بدلے اتنا ثواب دے دیا جائے گا۔ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض، ١١/٩٠، تحت الحدیث:٥٦٤١)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''خلاصہ

حدیث یہ ہے کہ صابر مسلمان کی تھوڑی تکلیف بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، صوفیائے کرام (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو عبادتوں میں لذت نہ آئے، اُس پر اُسے غم ہو یہ بھی گناہوں کی معافی کا باعث ہے، عبادات کی لذت پانے والا لذت کے لئے بھی عبادت کرتا ہے مگر اس سے محروم (شخص) خالص اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے (عبادت کرتا ہے)۔'' (مراۃ المناجیح، ۲/۴۱۰)

مومن کے لئے خیر ہی خیر ہے

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو مصائب میں مبتلا کر کے ان مصائب کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے، دنیا میں کسی بھی انسان کی ہمیشہ ایک جیسی حالت نہیں رہتی۔ کبھی خوشی ہوتی ہے تو کبھی غمی، کوئی دن اس کے لئے نویدِ مسرت لے کر آتا ہے تو کوئی پیغامِ غم۔ کبھی اس کی ذات پر مصیبت آتی ہے تو کبھی اس کے کاروبار پر، کبھی بدن پر تو کبھی گھر بار پر، اس طرح انسان پر بے شمار مصیبتیں آتی ہیں، لیکن مسلمان کے لئے ان تمام معاملات میں خیر ہی خیر ہے اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ صبر کرے تو یہ اس کے لئے بھلائی ہے اور خوشی ملنے پر ربّ تعالیٰ کا شکر کرے تو یہ بھی بھلائی ہے۔ الغرض صابر و شاکر مسلمان ہر حال میں کامیاب ہے۔

مدنی گلدستہ

''احمد'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) مسلمان پر آنے والی ہر مصیبت اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

(2) مصیبت جتنی بڑی ہو اتنے ہی بڑے گناہ کا کفارہ بنتی ہے۔

(3) جس مصیبت پر رضا کے ساتھ صبر کیا جائے اس کا ثواب اس مصیبت سے زیادہ ہے جو بغیر رضا کے ہو۔

(4) نیک اعمال چھوٹ جانے پر جو غم ہوتا ہے وہ غم بھی گناہوں کے لئے کفارہ ہوتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:38 بخار سے گناہ جھڑتے ہیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُوْعَکُ فَقُلْتُ:یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّکَ تُوْعَکُ وَعْکًا شَدِیْدًا؟ قَالَ:أَجَلْ إِنِّیْ أُوْعَکُ کَمَا یُوْعَکُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ، قُلْتُ:ذٰلِکَ أَنَّ لَکَ أَجْرَیْنِ ؟ قَالَ:أَجَلْ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُہُ أَذًی،شَوْکَۃٌ فَمَا فَوْقَھَا إِلَّا کَفَّرَاللّٰہُ بِھَا سَیِّئَاتِہِ، وَحُطَّتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہُ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَھَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ”وَالْوَعْکُ“ مَغْثُ الْحُمّٰی ، وَقِیْلَ :اَلْحُمّٰی

(بخاری، کتاب المرضی، باب اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاول، ٤/٥، حدیث:٥٦٤٨)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُ ناعَبْدُ اللہ بِنْ مَسْعُوْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بخار میں مبتلا تھے، میں نے عرض کی:”یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! آپ کو تو شدید بخار ہے۔“ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:”ہاں! مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے۔“میں نے عرض کی یہ اس لئے کہ آپ کو دوگنا ثواب ملے؟ فرمایا:”ہاں یہی بات ہے اور اسی طرح جب کسی مسلمان کو کانٹا چبھے یا اس سے زائد کسی مصیبت سے تکلیف اٹھانی پڑے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے بدلے اُس کی برائیاں مٹادیتا ہے اور اس کے گناہ اِس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت اپنے پتوں کو گرادیتا ہے۔“”اَلْوَعْکُ“ بخار چڑھنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف بخار کو بھی کہتے ہیں۔

اس حدیث کے تحت مُفَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ غلام آقا کی مزاج پُرسی بھی کرے اور اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگائے، خیال رہے کہ بخار مرضِ انبیا ہے، ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات بخار ہی سے ہوئی۔

(کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کا یہ بخار آپ کے اجر میں اضافے کے لئے ہے؟) اس کے تحت مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: یہ ہے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا ادب و احترام یعنی یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ! یہ تو وہم بھی نہیں کیا

جاسکتا کہ آپ کی بیماری خطاؤں کی معافی کے لیے ہو آپ کو گناہ وخطا سے نسبت ہی کیا، آپ کی بیماری صرف بلندیٔ درجات کے لیے ہوسکتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں سے ہم گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے نیک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں۔ (حدیثِ مذکور میں) مسلمان سے مراد گنہگار مسلمان ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲ / ۴۱۰)

بخار ایک رحمت بھری بیماری ہے۔ چنانچہ، اس ضمن میں بخار کی فضیلت پر مشتمل 4 روایات ملاحظہ فرمایئے!

(1) بخار گناہوں کو دور کر دیتا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمّ سائب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس تشریف لائے تو اُن سے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا؟ کیوں کانپ رہی ہو؟'' عرض کی: مجھے بخار ہے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس میں برکت نہ دے! حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ آدمی کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹّی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔''

(مسلم، کتاب البروالصلة، باب ثواب المومن، ص ۱۳۹۲، حدیث: ۲۵۷۵)

(2) صرف اچھائی باقی رہ جاتی ہے

خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بندۂ مومن کو جب لُو لگتی ہے یا بخار ہوتا ہے تو اس کی مثال اس لوہے کی طرح ہوتی ہے جسے آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے اس کا زنگ دور کر دیا اور اچھائی باقی رکھی۔'' (مستدرك، كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب عبدالرحمن، ۵۳۶/٤، حديث: ۵۸۸۰)

(3) ہر وقت نیکیاں ہی نیکیاں

حضرتِ سَیِّدُنا اُبَی بِنْ کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بخار کا ثواب کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: جب تک بخار میں مبتلا شخص کے قدم میں درد رہتا ہے اور اس کی رگ پھڑکتی رہتی ہے اسے اسکے عوض نیکیاں ملتی رہتی ہیں۔ یہ سن کر حضرتِ سَیِّدُنا اُبَی بِنْ

کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دعا کی: یااَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! میں تجھ سے ایسے بخار کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے، تیرے گھر اور تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد شریف کی طرف جانے سے نہ روکے۔ اس کے بعد حضرتِ سَیِّدُنا اُبَی بِنْ کَعْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو روزانہ شام کے وقت بخار ہو جایا کرتا تھا۔ (الترغیب والترهیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر......الخ، ۱۵۳/٤، حدیث:۸۲)

(4) پہاڑ کے برابر گناہ معاف

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''جب کوئی مرد یا عورت مسلسل بخار یا سر درد میں مبتلا ہو اور اس پر اُحد پہاڑ کی مثل گناہ ہوں تو جب وہ بیماری اُس سے جدا ہوتی ہے تو اس کے سر پر رائی کے برابر بھی گناہ نہیں ہوتے۔'' (الترغیب والترهیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر......الخ، ۱۵۱/٤، حدیث:٦٧)

مدنی گلدستہ

''صالحین'' کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اُس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) مومن کو پہنچنے والی چھوٹی سے چھوٹی مصیبت یا تکلیف بھی اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہے۔

(2) تکلیف یا مرض کی وجہ سے مومن کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔

(3) بارگاہِ خداوندی میں جو جتنا زیادہ مُقَرَّب ہوتا ہے اس پر اتنے ہی زیادہ مصائب وآلام آتے ہیں۔ سب سے زیادہ مصائب انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر اور پھر اُن کے بعد درجہ بدرجہ اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام پر آتے ہیں۔

(4) مصیبت پر صبر کرنے سے گناہوں میں کمی اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(5) بخار باعثِ رحمت ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بھی بخار ہوا کرتا تھا۔

(6) بخار کو بُرا کہنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس کے ذریعے گناہ جھڑتے اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:39

مصیبت بھلائی کی علامت ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُصِبْ مِنْہُ . رَوَاہُ الْبُخَارِی . وَضَبَطُوْا یُصِبْ بِفَتْحِ الصَّادِ وَکَسْرِھَا

(بخاری ، کتاب المرضی ، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، ٤/٤، حدیث:٥٦٤٥)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو مصائب میں مبتلا فرماتا ہے۔''یُصَبْ''صاد کے زبر اور زیر دونوں کے ساتھ آتا ہے۔

گناہوں کا کفارہ

عَلَّامَہ اَبُو الْحَسَن اِبْنِ بَطَّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ''حدیث کا معنی یہ ہے کہ مومن کو دنیا میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔'' (شرح بخاری لابن بطال ، کتاب المرضی ،باب ماجاء فی کفارۃ المرضی، ۳۷۱/۹)

عَلَّامَہ حَافِظ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فَتْحُ الْبَارِی شرحِ بخاری میں فرماتے ہیں: اَبُو عُبَیْد ھَرَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مسلمان کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اس پر اسے ثواب دے۔ حضرتِ سَیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل سے مروی ہے کہ ''جب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں مصائب میں مبتلا فرماتا ہے تو جس نے صبر کیا اس کے لئے صبر ہے اور جس نے جزع (بے صبری) کی اس کے لئے جزع ہے۔'' (مسند امام احمد ، باقی مسند الانصار، ١٦٠/٩، حدیث:٢٣٦٩٥)

ان احادیثِ مبارکہ میں بندۂ مومن کے لئے بڑی بشارتیں ہیں کیونکہ انسان کو کبھی نہ کبھی مرض یا غم کی وجہ سے تکلیف ضرور پہنچتی ہے اور مرض، دکھ، درد، تکلیف بدنی یا قلبی تمام کی تمام مصیبتیں مومن کے گناہوں کو مٹاتی ہیں۔

(فتح الباری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، ٩٣/١١، تحت الحدیث:٥٦٤٥)

مُفَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: انسان صبر سے وہاں پہنچتا ہے جہاں دیگر عبادات سے نہیں پہنچ سکتا۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۴۱۰)

حدیثِ مذکور میں مصیبت پر صبر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، مصیبت کا آنا خیر کی علامت ہے، اس لئے جب کوئی مصیبت آن پڑے تو صبر سے کام لیا جائے، شکوہ وشکایت کے الفاظ اپنی زبان پر نہ لائے جائیں اور نہ ہی لوگوں کے سامنے پریشانی کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ مصیبت پر صبر کرنا گناہوں کے مٹنے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

مدنی گلدستہ
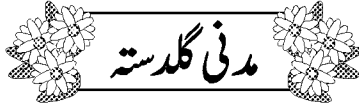
پَنْجتَن پاک کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) مصیبتوں کا آنا انسان کے حق میں بہتری کی علامت ہے۔

(2) صبر وہ عظیم نیکی ہے جس کے ذریعے انسان وہ مقام ومرتبہ پالیتا ہے کہ دوسری نیکیوں کے ذریعے اسے حاصل نہیں کرسکتا۔

(3) مصائب میں وہی مسلمان مبتلا ہوتا ہے جس سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ محبت فرماتا ہے۔

(4) مصائب وآلام سے گھبرا کر بے صبری نہیں کرنی چاہیے بلکہ صبر کرکے عظیم اجر حاصل کرنا چاہیے۔

(5) بے صبری سے مصیبتیں دور نہیں ہوتی بلکہ صبر پر ملنے والا اجر ضرور ضائع ہوجاتا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی محبت سے مالا مال فرمائے، اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، سَیِّدُ الصَّابِرِیْن رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے ہمارا حشر صابرین کے ساتھ فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:40

موت کی تمنا نہ کرو!

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ. (بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۱۳/۴، حدیث: ۵۶۷۱)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی تکلیف کے آنے پر تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اگر ضروری ہو تو یہ کلمات کہے: ''**یا اللہ!** مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہے اور جب میرا مرنا بہتر ہو مجھے موت دے دے۔''

علامہ اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ کسی مرض، فَقر و فاقہ، دشمن کے خوف یا اس جیسی دوسری دُنیوی مَشَقَّتوں کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! جب دینی نقصان یا کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں موت کی تمنا ممنوع نہیں اور ہمارے بہت سے اَسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فتنے یا دینی نقصان کے خوف سے موت کی تمنا کی، اگر کسی کو ایسا خوف ہو تو وہ ارشادِ نبوی کے مطابق یوں دعا کرے: ''**یا اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! جب تک میرے حق میں زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو مجھے موت دیدے۔'' اور افضل یہی ہے کہ وہ صبر کرے اور تقدیر پر راضی رہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ ......الخ، باب کراھۃ تمنی الموت لضر نزل بہ، ۷/۹، الجزء السابع عشر)

لمبی عمر مومن کے لئے بہتر ہے

حضرتِ سَیِّدُنا **عَلَّامَہ اَبُوالْحَسَن اِبْنِ بَطَّال** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ **شرحِ بخاری** میں فرماتے ہیں: ''مذکورہ حدیث میں حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنے سے اپنی امت کو منع فرمایا اور اُس وقت موت کی دعا مانگنے کی اجازت عطا فرمائی جب موت ان کے لئے بہتر ہو۔

حضرتِ سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ ہی اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا مانگے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کا عمل مُنْقَطِع (ختم) ہوجاتا ہے اور مومن کی عمر جتنی زیادہ ہو اتنی بہتر ہے۔''

سوال: اگر کوئی کہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اپنے وِصال کے وقت یہ فرمانا: ''اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی'' (اے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے رفیق اعلیٰ سے ملادے) یہ بھی تو موت کی تمنا ہی ہے، اسی طرح اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن خطاب اور اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا علیُّ الْمُرتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے موت کی تمنا فرمائی (تو اس میں کیا حکمت تھی) حالانکہ حدیث پاک میں موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے؟

جواب: ان احادیث مبارکہ میں کوئی تَعَارُض (ٹکراؤ) نہیں ہے کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانا: ''اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی'' موت کی تمنا نہیں کیونکہ وہ ملائکہ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رب سے ملاقات کی خوشخبری دے رہے تھے آپ نے انہیں دیکھ کر جان لیا تھا کہ اب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہونے والا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ ''تمہارے والد کو آج کے بعد کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔'' اُمُّ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ اسے اِختیار نہ دیا جائے، پھر جب میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا (اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی) تو میں سمجھ گئی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وِصال ہونے والا ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا میں رہنا اختیار نہیں فرمایا اور آخرت کی زندگی کو پسند فرمایا اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی۔

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۹/۳۸۷)

اسی طرح حضرتِ سَیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جب یہ خوف لاحق ہوا کہ بڑھاپے اور جسمانی

کمزوری کی وجہ سے شاید رعایا سے متعلق احکامِ خداوندی صحیح طور سے بجا نہ لاسکیں یا کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو دنیا یا آخرت میں باعث ملامت ہو تو انہوں نے دعا کی کہ اے میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس سے پہلے کہ میں عاجز ہو جاؤں یا مجھ پر ملامت کی جائے تو میری روح قبض فرما۔

اسی طرح جب اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو رعایا سے اُکتاہٹ یا رعایا کی ان سے اُکتاہٹ اور اس کے نتیجے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی یا دور نہ ہونے والے باہمی اختلاف کا خوف ہوا تو انہوں نے موت کی تمنا کی۔ (شرح بخاری لابن بطال، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۹/۳۸۹)

تفہیم البخاری شرح بخاری میں ہے: اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت موت کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ بعض نے کہا یہ "نہی" (موت کی تمنا سے منع کرنا) آیتِ مقدسہ میں یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے قول

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ (پ۱۳، یوسف: ۱۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔

اور حضرتِ سَیِّدُ نا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے قول

وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ (پ۱۹، النمل: ۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں۔

اور اس حدیث "اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" سے منسوخ ہے۔ (تفہیم البخاری، ۸/۴۴۵)

افسوس! آج کل اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے بہت سے لوگ گھریلو ناچاقیوں، تنگیٔ معاش، کسی مُوذِی مرض یا اور طرح طرح کی پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی تمنا کرتے دکھائی دیتے ہیں، انہیں اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ بہت سی احادیث مبارکہ میں موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ، اس ضمن میں چار فرامین مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ فرمائیے!

(1) تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور وقت سے پہلے اس کی دعا نہ کرے کیونکہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال بھی مُنْقَطَع ہوجاتے ہیں اور مومن کے لئے زیادہ عمر میں بھلائی ہے۔(مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار، باب کراهة تمنی الموت لضر نزل به، ص۱۴۴۱، حدیث:۲۶۸۲)

(2) تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر نیک ہے تو اُمید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔(بخاری، کتاب التمنی، باب ما یکره من التمنی، ۴/۴۸۶، حدیث:۷۲۳۵)

(3) موت کی تمنا مت کرو کیونکہ نَزْع کی ہولناکی سخت ہے، انسان کی عمر کا زائد ہونا نیک بختی ہے ممکن ہے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، ۵/۸۷، حدیث:۱۴۵۷۰)

(4) حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم موت کی تمنا کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں تمنا کرتا۔(بخاری، کتاب التمنی، باب ما یکره من التمنی، ۴/ ۴۸۶، حدیث:۷۲۳۳)

مذکورہ احادیث مبارکہ میں موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس لئے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ درازیٔ عمر بالخیر اور درازیٔ عمر عَلَی الطَّاعَةِ (یعنی نیکیوں والی لمبی زندگی) کی دعا کرنی چاہیے، کیونکہ جس کی عمر زیادہ ہوگی اس کی نیکیاں بھی زیادہ ہونگی۔ بہت سی احادیث میں لمبی عمر کی فضیلت بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ، چار فرامین مصطفٰے بیان کئے جاتے ہیں:

(1) حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ”یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے بہتر کون ہے؟“ فرمایا: ”جس کی عمر طویل اور عمل اچھا ہو۔“ پوچھا: سب سے بُرا کون ہے؟ فرمایا: ”جس کی عمر لمبی اور عمل بُرا ہو۔“ (ترمذی، کتاب الزهد باب منه، ۴/۱۴۸، حدیث:۲۳۳۷)

(2) رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔(مسند امام احمد، مسند ابی هریرة، ۳/۲۰، حدیث:۷۲۱۶)

(3) نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ہاں! یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! فرمایا: اِسلام کی حالت میں جس کی عمر زائد ہو اور اچھے کام کرے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق قسم الاقوال، ۲/۲۱، حدیث:۵۳۸۲، الجزء الثالث)

(4) حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: قُضَاعَہ (قبیلہ) کے دو شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے، ان میں سے ایک تو شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال بعد تک زندہ رہ کر انتقال کر گیا، حضرتِ سَیِّدُنا طلحہ بن عُبَیْدُ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ بعد میں مرنے والا شخص شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ صبح میں نے یہ واقعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا اس نے شہید کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے تھے اور چھ ہزار رکعت نماز اور اتنی اتنی سنتیں نہیں پڑھی تھیں؟ (یعنی اس شخص نے ایک سال میں جو رمضان کے روزے اور نمازیں پڑھیں ان کے سبب اس کی نیکیاں شہید سے زیادہ ہوگئیں اس لئے جنت میں جلدی چلا گیا)۔ (مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، ۳/۲۲۹، حدیث:۸۴۰۷)

معلوم ہوا کہ اگر انسان طویل عمر پائے اور اس میں خوب نیک اَعمال کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے کیونکہ نیک اعمال جتنے زیادہ ہونگے اتنے ہی درجات بھی زیادہ ہونگے جیسا کہ حدیث مذکور میں بیان ہوا کہ ایک مسلمان ایک شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا کیونکہ اس نے شہید سے ایک سال زیادہ عمر پائی اور اس نے اس ایک سال میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اتنی عبادت کی کہ وہ نیک اعمال میں شہید سے بھی آگے نکل گیا۔

موت کی تمنا کرنے کی جائز صورتیں

رَنج و مصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا ممنوع ہے۔ ہاں شوقِ وصلِ الٰہی (اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ملنے کے شوق)، صالحین سے ملنے کے اِشْتِیَاق (شوق)، دینی نقصان یا فتنے میں پڑنے کے خوف سے موت کی تمنا کرنا جائز ہے، رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن حضرت علامہ مولانا نقی علی خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جب دین میں فتنہ دیکھے تو اپنے

مرنے کی دعا جائز ہے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منقول ہے: ''اِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ'' اے اَللہ عَزَّوَجَلَّ! جب تو کسی قوم کے ساتھ عذاب وگمراہی کا ارادہ فرمائے (ان کے اعمالِ بد کے سبب) تو مجھے بغیر فتنے کے اپنی طرف اٹھا۔ حدیث پاک میں ہے: تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے مگر جب کہ نیکی کرنے پر اعتماد نہ رکھتا ہو۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ دُنیوی مَضَرَّتوں (نقصانات) سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے اور دینی مَضَرَّت (دینی نقصان) کے خوف سے جائز۔ (فضائلِ دعا، ص۱۸۲)

اسی طرح بعض روایات میں بھی موت کی تمنا کرنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ قبر کے پاس گزرنے والا یہ نہ کہے گا: اے کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔ (بخاری، کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتی یغبط اهل القبور، ٤/٤٤٧، حدیث:٧١١٥)

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دعا کی: اے اَللہ عَزَّوَجَلَّ! میری عمر بڑھ گئی، قوت کم ہوئی اور میری رعایا پھیل گئی تو مجھے وفات دے تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔

(کنز العمال، کتاب الحدود، قسم الاقوال، ٣/١٧١، حدیث:١٣٥١٩، الجزء الخامس)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: بیماری و آفات سے گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے، کیونکہ اس خیر وشر میں دین ودنیا کی خیر وشر شامل ہے۔ گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے، خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے: خدایا مجھے شہادت کی موت دے، خدایا مجھے مدینے پاک میں موت نصیب کر! چنانچہ، عمر فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے دعا کی تھی کہ مولا! مجھے اپنے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے شہر میں شہادت نصیب کر! حضرت حفصہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) نے

عرض کی: یہ کیسے ہوسکے گا؟ تو آپ نے فرمایا: اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ایسے ہی ہوگا۔ چنانچہ، مسجدِ نبوی محرابُ النبی نماز کی حالت میں مصلائے مصطفٰے پر آپ کو کافر مجوسی اَبُو لُؤلُؤ نے شہید کر دیا، دعا کیا تھی کمان سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہوا، کیوں نہ ہو، یہ رب کی مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے۔ (مراۃ المناجیح،۴۳۶/۲)

زندگی میں بہت سی پریشانیاں اور مشکلات آتی ہیں، اگر بندہ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ثواب کی نیت سے مصائب پر صبر کرے تو اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ صبر کی برکت سے گناہ مٹتے، درجات بلند ہوتے اور ثواب کا عظیم خزانہ ملتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہوں کا مِٹنا نیکیوں کا بڑھنا انسان کے لئے بہت بڑی بھلائی ہے کیونکہ مصیبت وقتی ہوتی ہے دنوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا اثر اس کا درد زائل ہو جاتا ہے جبکہ آخرت کا عذاب باقی رہنے والا اور بہت دردناک ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ صبر کے ذریعے مصیبت کا مقابلہ کرے آخرت کے فائدے کی طرف نظر رکھے اور اس مصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے۔

صَدْرُ الشَّرِیْعَہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں:** مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے، جبکہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو، مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہوگئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں۔ (بہارِ شریعت ۶۵۸/۳ حصہ۱۶)

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بارگاہِ رسالت میں یوں استغاثہ کرتے ہیں:

مجھے ہریالے گنبد کے تلے قدموں میں موت آئے سلامت لے کے جاؤں دین و ایماں یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
میں ہوں سنی رہوں سنی مروں سنی مدینے میں بقیعِ پاک میں بن جائے تُربت یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
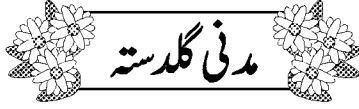
''سبز گنبد'' کے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) دنیوی مصائب سے تنگ آکر موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔

(2) خوش بخت ہے وہ مسلمان جس کی عمر طویل اور اعمالِ صالحہ کثیر ہوں۔

(3) دینی نقصان یا کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔

(4) **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔

(5) بُرا ہے وہ شخص جس کی عمر طویل اور اعمال برے ہوں۔

(6) اگر موت کی دعا کرنا ضروری ہو تو یوں دعا کی جائے: اے **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ جب تک میرے حق میں زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ جب موت بہتر ہو تو مجھے اس دنیا سے اٹھا لے۔

(7) اگرچہ بعض صورتوں میں موت کی تمنا جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ صبر کیا جائے اور اپنی تقدیر پر راضی رہا جائے۔

اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے، اگر ہمارے مقدر میں بدبختی لکھ دی گئی ہو تو اسے مٹا کر ہمیں نیک بخت لکھ دے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

يَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُ ۖۚ وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ ۞ (پ۱۳، الرعد: ۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: **اَللّٰه** جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے، اور اصل لکھا ہوا اُسی کے پاس ہے

تُوۡبُوۡا اِلَی اللّٰه اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:41

ظلم پر صبر

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَۃً لَہُ فِی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ،فَقُلْنَا:اَ لَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، اَلَا تَدْعُوْلَنَا؟ فَقَالَ:قَدْکَانَ مَنْ قَبْلَکُمْ یُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَیُحْفَرُ لَہُ فِی الْاَرْضِ فَیُجْعَلُ فِیْھَا،ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْمِنْشَارِ فَیُوْضَعُ عَلٰی رَأْسِہٖ فَیُجْعَلُ نِصْفَیْنِ،وَیُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِہٖ وَعَظْمِہٖ،مَایَصُدُّہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ،وَاللّٰہِ لَیُتِمَّنَّ اللّٰہُ ھٰذَا الْاَمْرَحَتّٰی یَسِیْرَالرَّاکِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَمَوْتَ لَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ ،وَلٰکِنَّکُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ"رواہ البخاری

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/ ۳ ۰ ۵، حدیث:۳۶۱۲)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُ ناخَبَّاب بِنْ اَرَت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے (کفار کی) شکایت کی آپ اپنی چادر مبارک کو تکیہ بنائے کعبۃ اللّٰہ شریف کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ہم نے عرض کی: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے لئے مدد نہیں مانگتے ؟ آپ ہمارے حق میں دعا نہیں فرماتے ؟ فرمایا:تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی کو پکڑا جاتا پھر ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں گاڑھا جاتا، پھر ایک آرالا کر اس کے سر پر چلایا جاتا اور اس کے دوٹکڑے کر دیئے جاتے،لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جو گوشت اور ہڈیوں تک پہنچ جاتیں لیکن اس کے باوجود وہ دین سے روگردانی نہ کرتا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! **اَللّٰہ** تعالیٰ دینِ اسلام کی تکمیل فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سوار مقام صَنْعَاء سے حَضْرَ مَوْت تک سفر کرے گا، اُسے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ ہی اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہوگا لیکن تم جلد بازی کرتے ہو۔

مصیبت پر صبر کرو

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن مَحْمُوْد بِنْ اَحْمَدعَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عُمْدَۃُ الْقَارِی** شرح بخاری میں فرماتے ہیں: "صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کرنا کہ آپ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ہمارے

لئے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے؟ تاکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کفار پر ہماری مدد فرمائے یا ان پر اپنا کوئی عذاب نازل فرمائے، یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دعا پر ابھارنے کے لئے تھا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو پچھلی امتوں کی مثال دینا اور فرمانا کہ تم جلدی کرتے ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جلدی نہ کرو اور صبر سے کام لو اور ہم نے تمہیں پچھلی امتوں کا جو حال سنایا اس پر خود کو رکھ کر صبر کرو۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اس طرح پچھلی امتوں کے واقعات سنانے کا مقصد یہ تھا کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا صبر مزید پختہ ہو جائے۔

(ملخصا عمدة القاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة، ۱۱/۳۴۶ تحت الحدیث:۳۶۱۲)

مومنوں پر ظلم

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ مذکور کے تحت فرماتے ہیں: ”پچھلی امتوں میں مومنوں پر ایسی سختی کی جاتی تھی کہ انہیں زندہ ہی آرے سے چیر دیا جاتا تھا۔ وہ چِر جاتے تھے مگر ایمان نہ چھوڑتے تھے نہ اُن مصیبتوں سے گھبراتے تھے۔ اور لوہے کی نوکیلی اور دھار دار کنگھیاں ان کی کھوپڑی میں ٹھونکی جاتی تھیں، جب وہ دماغ کی تہہ تک پہنچ جاتی تھیں تو انہیں پیچھے کی طرف زور سے کھینچا جاتا تھا جس سے ان کا بھیجہ تک کھنچ کر باہر نکل پڑتا تھا، مگر وہ لوگ اس کے باوجود نہ گھبراتے تھے، نہ ایمان چھوڑتے تھے۔ تم تو خَیْرُ الْاُمَم (بہترین اُمت) ہو تمہاری اِسْتِقَامَت ان سے زیادہ چاہیے۔ دُنیاوی تکالیف سے مت گھبراؤ یہ عارضی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصے سنا کر تسلی دینا سنتِ رسول ہے بلکہ قرآن کریم نے بھی اس قسم کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ اور یہاں دین پورا ہونے سے مراد ہے اِسلام کا پھیلنا، مسلمانوں کا غالب آ جانا، کفار کا مغلوب ہو جانا، مسلمانوں کی سلطنت میں اَمن و امان قائم ہو جانا۔ اس ایک کلمہ میں بہت سی بشارتیں ہیں، ربّ کریم فرماتا ہے:

وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ (پ۱۰، التوبہ:۳۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا

اور فرماتا ہے:

لِیُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّیۡنِ كُلِّهٖ (پ۱۰، التوبہ:۳۳) ترجمۂ کنز الایمان: کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے۔

(مراۃ المناجیح،۸/۱۲۱)

بارگاہِ رسالت میں دعا کی درخواست

شارح بخاری فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی **نُزھۃ القاری شرحِ بخاری میں فرماتے ہیں:** (حضرتِ سَیِّدُنا خبَّاب بِنْ اَرَت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو) مشرکین سے سخت تکلیفیں پہنچی تھیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ غلام تھے اُن کا مکۂ مکرمہ میں کوئی حامی ویاور (مددگار) نہ تھا اس لئے اُن پر ستم گر ایسے ایسے مظالم ڈھاتے تھے جسے سن کر روح لرز جاتی ہے۔ انہیں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر چڑھ جاتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک اَنگارے بجھ نہ جاتے۔ ایک دفعہ توان کے ظالم آقا نے لوہا تپا کر اُن کے سر کو داغ دیا۔ ان جان لیوا مصائب سے تنگ آکر انہوں نے (بارگاہ رسالت میں) یہ درخواست پیش کی تھی۔

صَنۡعَاء۔ یمن کا دار السلطنت تھا اور وہاں کا سب سے بڑا شہر۔

حَضۡرَ مَوۡت۔ صَنۡعَاء سے چار دن سے زیادہ کی مَسافت پر ایک شہر ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ صَنۡعَاء سے مراد شام کا صَنۡعَاء ہو جو شام میں دِمَشۡق کے بَابُ الۡفَرَادِیۡس کے اطراف میں ایک بستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آج انسان کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانا خطرے سے خالی نہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ پورے عرب میں اِسلام پھیل جائے گا اور ایسا امن قائم ہوگا کہ کسی سفر میں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوگا اگرچہ وہ لمبا سفر ہو۔ (نزھۃ القاری،۴/۵۳۵)

جسم کی کھال اُتار دی گئی

حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بَصۡرِی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی سے منقول ہے کہ ''سابقہ اُمتوں میں ''عُقَیۡب'' نامی ایک عابد ایک پہاڑی پر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اسے خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم وجابر بادشاہ لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے، بلا وجہ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک، کان کاٹ ڈالتا ہے۔ چنانچہ، وہ عابد اس ظالم حکمران کے پاس گیا

اور بڑے ہی جرأت مندانہ انداز میں کہا: اے بادشاہ! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر! یہ سن کر بدبخت وظالم بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور بڑے گستاخانہ انداز میں بولا: اے کتے! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہ دی گئی ہوگی۔ پھر اس ظالم بادشاہ نے حکم دیا کہ قدموں سے سر تک اس کی کھال اتار لو تاکہ یہ تڑپ تڑپ کر مرے! حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے عابد کو زمین پر لٹایا اور قدموں سے کھال اتارنا شروع کر دی۔ وہ صبر وشکر کا پیکر بنا رہا، زبان سے اُف تک نہ کہا۔ جب پیٹ تک کھال اُتار لی گئی تو درد کی شدت سے اس کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔ فوراً حکم الٰہی پہنچا: اے عُقَیب! صبر سے کام لے، ہم تجھے غَم و حُزْن (دکھ درد) کے گھر (دُنیا) سے نکال کر راحت وآرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اور اس تنگ وتاریک دنیا سے نکال کر وسیع وعریض جنت میں داخل کریں گے، حکم الٰہی پا کر وہ عظیم ولی بالکل خاموش ہو گیا۔

جب ظالموں نے چہرے تک کھال اتار لی تو شدتِ درد سے دوبارہ بے اختیار درد بھری آہ نکلی، پھر حکم الٰہی ہوا، اے عُقَیب! تیری اس مصیبت پر دنیا اور آسمان کی مخلوق رو رہی ہے، فرشتے تیری طرف متوجہ ہو گئے ہیں، اگر تو نے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُر درد آہ بھری تو میں اس ظالم قوم کو شدید عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔ اب وہ عابد بالکل خاموش ہو گیا کہ کہیں میری آہ وزاری سے میری قوم کو عذاب میں مبتلا نہ کر دیا جائے، بالآخر اس صبر وشکر کے پیکر کی تمام کھال اتار لی گئی اور اس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ (عیون الحکایات، ص ۱۰۱)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تِری سنتوں پہ چل کر مری روح جب نکل کر — چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے
تِرے نام پہ ہو قرباں میری جان، جانِ جاناں — ہو نصیب سر کٹانا مدنی مدینے والے

مصائب پر صبر کا صِلہ

حضرتِ سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کا ایک شخص کہیں سفر پر گیا تو پیچھے سے اس کی ماں نے اس کی بیوی کے دل میں شوہر کی نفرت ڈال دی اور اپنے بیٹے کی طرف سے اسے جھوٹا طلاق نامہ دے دیا۔ چنانچہ وہ عورت اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنے والدین کے ہاں چلی گئی۔ وہاں کے ظالم بادشاہ نے مسکینوں کو کھانا کھلانے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ ایک دن عورت روٹی پکا رہی تھی کہ کسی مسکین نے کھانا مانگا، اس نے کہا: ''کیا تجھے معلوم نہیں یہاں کے ظالم بادشاہ نے مسکینوں کو کھانا کھلانے سے منع کیا ہوا ہے؟ کہا: مجھے معلوم ہے لیکن اگر مجھے کھانا نہ ملا تو میں بھوک سے مر جاؤں گا۔'' عورت کو ترس آ گیا اور اسے دو روٹیاں دیں اور یہ بات کسی کو بتانے سے منع کر دیا۔ مسکین روٹیاں لے کر وہاں سے چلا گیا۔ راستے میں سپاہیوں نے روٹیاں دیکھ کر پوچھا: یہ کہاں سے لائے ہو؟'' کہا: ''فلاں عورت نے دی ہیں۔'' چنانچہ، سپاہی اس عورت کے پاس گئے اور اس سے حقیقت پوچھی تو اس نے اقرار کر لیا۔ سپاہی اسے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ ظالم بادشاہ نے اس کے دونوں ہاتھ کٹوا کر دربار سے نکال دیا۔ راستے میں اس کا ایک بیٹا نہر سے پانی بھرتے ہوئے نہر میں ڈوب گیا۔ دوسرا بیٹا اسے بچانے کے لئے گیا تو وہ بھی ڈوب گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا رہ گئی۔ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے کیا ہوا؟ میں تیری حالت بہت بُری دیکھ رہا ہوں؟ کہا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، مجھ پر گزرے ہوئے واقعات نے مجھے بے حال کر دیا ہے۔ جب اس نَو وَارِد نے اصرار کیا تو عورت نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اس نے کہا: تو اپنے ہاتھوں اور بچوں میں سے کس کی واپسی چاہتی ہے؟ کہا: مجھے میرے بچے چاہئیں۔ چنانچہ، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے وہ دونوں بچوں کو بھی نہر سے صحیح سالم نکال لایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ بھی درست کر دیئے اور کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھ پر رحم فرمایا اور مجھے تیری مدد کے لئے بھیجا۔ **مسکین کو دی ہوئی دو روٹیوں** کے بدلے تیرے دونوں ہاتھ تجھے لوٹا دیئے گئے اور **مسکین پر ترس کھانے اور مصیبت**

پر صبر کرنے کی وجہ سے تیرے دونوں بیٹے تجھے لوٹا دیئے گئے ہیں اور تیرے شوہر نے تجھے طلاق نہیں دی تھی، لہٰذا اب تو اس کے پاس چلی جا، وہ گھر آ چکا ہے اور اس کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔ جب وہ عورت اپنے گھر گئی تو تمام معاملہ ویسا ہی پایا جیسا اسے بتایا گیا تھا۔'' (الروض الفائق، ص ۱۲۲)

جان دے دی مگر ایمان نہ دیا

جب **حضرت** سَیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعون کو پیغامِ حق پہنچایا تو بجائے قبول کرنے کے وہ بدبخت اپنے ملک کے بڑے بڑے جادوگروں کو آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے مقابلے میں لے آیا پھر اس مقابلے کا انجام کیا ہوا آیئے تفسیر نعیمی کی روشنی میں جانتے ہیں: چنانچہ، ''**تفسیرِ نعیمی** میں ہے کہ جب جادوگروں نے اپنا پورا زَوْر صَرْف کر دیا اور اپنی رسیاں پھینک کر میدان مقابلہ کو مصنوعی سانپوں، اژدھوں سے بھر دیا لوگوں کو ڈرا دیا تو حضرتِ سَیِّدُ نا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس وحی آئی کہ اب موقع ہے آپ اپنا عصا ڈالیں۔ چنانچہ، آپ نے عصا ڈالا۔ عصا ڈالنا تھا کہ وہ ایک بہت بڑا اَژْدَھا بن گیا اور اس میدان کے سارے مصنوعی سانپوں، اژدھوں کو ایک ایک کر کے نگل گیا، دیکھتے ہی دیکھتے میدان بالکل خالی ہوگیا، پھر اس نے تماشائیوں کی طرف رخ کیا۔ سارے فرعونیوں میں بھگدڑ مچ گئی، بہت سے لوگ کچل کر مر گئے، آپ نے اس کی گردن پکڑ کر اٹھایا تو پھر وہی ہلکی پھلکی لاٹھی تھی، حق یعنی توحید، نُبُوَّتِ مُوسَوِی، عصا کا معجزہ ہونا، دِیْنِ مُوْسَوِی کا درست ہونا، ثابت بلکہ ظاہر ہوگیا اور آج تک جو کچھ جادوگر کرتے رہے تھے اس کا باطل ہونا سب کو معلوم ہوگیا۔

جادوگروں نے سوچا کہ اگر عصا مُوْسَوِی بھی ہمارے سانپوں کی طرح ایک شُعْبَدَہ (جادو) یا نظر بندی ہے تو ہمارے رَسّے، بانس، بَلّے جو سینکڑوں مَن تھے کہاں گئے اور اِس قدر وَزْنی چیز نگل جانے کے بعد اس کا وزن ایک ماشہ بھی نہ بڑھا۔ یقیناً وہ معجزہ ہے اور موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سچے نبی ہیں۔ چنانچہ، وہ خود نہیں گرے بلکہ رب کی طرف سے سجدے میں گرا دیئے گئے، انہوں نے شکریہ یا اظہارِ وفاداری یا اپنے ایمان کے لیے سجدہ کیا اور سجدہ میں گر کر بلند آواز سے

بولے کہ ہم اُس پر ایمان لائے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے یعنی وہ جسے حضرت مُوسٰی وھارُون عَلَیْہِمَا السَّلَام رَبُّ الْعَالَمِیْن بتاتے ہیں جو اُن دونوں کا رب ہے، اس پر ہم ایمان لائے، فرعون اوراس کی رَبُوْبِیَّت (خدا ہونے) کے عقیدے سے ہم پھر گئے، توبہ کرتے ہیں۔

فرعون جب اس میدان سے سخت شکست کھا کر بدحواسی میں بھاگا، گھر پہنچ کر ہوش ٹھکانے آئے اور اسے پتہ لگا کہ جادوگر تو سجدے میں گر کر موسی عَلَیْہِ السَّلَام اور اسکے رَب پر ایمان لے آئے تو اسے اپنی قوم کے سامنے سخت شرمندگی ہوئی تب اس نے اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے جادوگروں کو پھر جمع کیا مگر اس دفعہ موسی عَلَیْہِ السَّلَام اس مجمع میں نہ تھے۔ ان سے بولا کہ تم لوگ میری رعایا ہو، تم نے میری اجازت کے بغیر دل میں حضرت موسی عَلَیْہِ السَّلَام کی مَحَبَّت کیوں قائم کی، دماغ میں انکی عظمت کیوں سوچی، سر سجدہ میں کیوں رکھا، زبان سے وہ کلمات کیوں کہے، تمہارے یہ اعضا یعنی دل، دماغ، سر، زبان میری ملکیت ہیں، تم نے انہیں میری اجازت کے بغیر کیوں استعمال کیا؟ تم میری اجازت کے بغیر ایمان لائے ہو یہ تمہارا ایک قصور ہے۔ اور تمہارا دوسرا قصور یہ ہے کہ تمہیں شکست اور موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے فتح نہیں پائی ہے۔ بلکہ تم نے اس مقابلہ سے پہلے مصر میں یا مقابلہ کے وقت ''اِسْکَنْدَرِیَہ'' میں ایک سازش کرلی تھی۔ موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) تم سب کے استاد ہیں تم سب ان کے شاگرد تم نے دیدہ دانستہ یہ کھیل رچایا ہے، تاکہ تمہاری ظاہری شکست دیکھ کر میں اپنی سلطنت سے دستبردار ہو جاؤں اور میری قوم کو اس علاقے سے نکال کر خود رَاج کرو، سن لو! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ میں تم کو تمہارے کئے کی سزا دوں گا تم اپنی سزا عنقریب جان لوگے، **میں پہلے تو تمہارے دوطرفہ ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا، یعنی ایک طرف کا ہاتھ، دوسری طرف کا پاؤں پھر تم کو درخت میں سولی دوں گا۔ تم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔**

جادوگر جو کہ اب پکّے مومن بن چکے تھے فرعون کی یہ دھمکی سن کر بولے کہ ہم کو تیری دھمکیوں کی پرواہ نہیں کیونکہ اس صورت میں ہماری موت شہادت کی ہوگی اور ہم دَارُ الْفَرَار (دنیا) سے نکل کر دَارُ الْقَرَار (آخرت) کی

طرف، دَارُ الْمِحَن (امتحان کے گھر) سے نکل کر دارُ الاَمن (اَمن کے گھر) کی طرف، تیرے پاس سے چھوٹ کر اپنے رب کی رحمت کی طرف جائیں گے۔ ایسی کامیاب موت پر ہزاروں زندگیاں قربان ہوں اتنا سن لے کہ ہم نے کوئی قصور نہیں کیا ہے جس سے ہم سزائے موت کے مستحق ہوں۔ ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات پر یا آیات کے ذریعہ پر ایمان لائے، یہ ایمان کمال ہے عیب نہیں، یہ کہہ کر وہ اسی جگہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ مولیٰ اب تُو ہم پر صبر بہادے، جس سے ہم نہا کر پاک وصاف ہوجاویں اور ہم کو ایمان، اپنی اطاعت پر موت نصیب فرما! امین۔ (ملخصاً تفسیر نعیمی ۹/ ۸۴۔۹۲۔۹۸)

سب سے پہلے سولی کس نے دی؟

حضرتِ سَیِّدُ نا عَبْدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ فرعون نے سب سے پہلے سولی دی اور اِسی نے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں سب سے پہلے کاٹے تھے۔" (تفسیر الطَّبَری، پ۹، الاعراف، تحت الایة: ۱۲۴، ۶/ ۲۴)

حضرتِ سَیِّدَتُنا آسِیہ بِنتِ مُزاحِم

حضرتِ سَیِّدَتُنا آسِیہ بِنتِ مُزَاحِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرعون کی بیوی تھیں۔ حضرت آسیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے دیکھ لیا تو فوراً اُن کے دل میں ایمان کا نور چمک اُٹھا اور وہ ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو خبر ہوئی تو اس ظالم نے ان پر بڑے بڑے عذاب کئے، بہت زیادہ زدوکوب کے بعد چومیخا کر دیا یعنی چار کھونٹیاں گاڑ کر حضرت آسیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے چاروں ہاتھوں پیروں میں لوہے کی میخیں ٹھونک کر چاروں کھونٹوں میں اس طرح جکڑ دیا کہ وہ ہل بھی نہیں سکتی تھیں اور دھوپ کی تپش میں ڈال دیا اور بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھنے کا حکم دیا جب پتھر لایا گیا تو حضرت آسیہ نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یارب عَزَّوَجَلَّ! میرے لئے جنت میں ایک گھر بنادے، انہیں جنت میں سفید موتیوں سے بنا ہوا ان کا گھر دکھا دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی پس جب ان کے جسم پر پتھر رکھا گیا تو ان کے جسم میں روح نہیں تھی تو انہیں کچھ

بھی درد محسوس نہ ہوا۔ ابن کیسان علیہ رحمۃ المنّان کا قول ہے کہ وہ زندہ ہی اُٹھا کر جنت میں پہنچا دی گئیں، پس وہ جنت میں کھاتی اور پیتی ہیں۔ (عمدة القاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وضرب الله مثل للذین آمنوا...... الخ، ۱۱/۱۴۴)

جس طرح سابقہ امتوں کے مومنین پر طرح طرح کے ناقابل برداشت ظلم کئے گئے حتی کہ انہیں انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا لیکن وہ دینِ برحق پر قائم رہے۔ اسی طرح **سَیِّدُ الصَّابِرِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تربیت یافتہ مؤمنین نے بھی دینِ اسلام کی خاطر ایسی ایسی قربانیاں دیں کہ جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، دہکتے ہوئے انگاروں اور صحرائے عرب کی بھڑکتی ہوئی ریت پر برہنہ جسم لیٹ جانا، گھوڑوں کے ساتھ بندھ کر جسم کو درمیان سے چِروالینا، جلتے ہوئے تیل میں بخوشی کود جانا، اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بخوشی میدانِ جہاد میں بھیج کر انکی شہادت پر شکر الٰہی بجالانا، گھر بار، مال واسباب، خاندان واہل عیال اور اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر ہجرت کر جانا، دشتِ کربلا میں خاندانِ نبوت کے لاڈلوں کا بھوک پیاس کی حالت میں ایک ایک کر کے شہید ہو جانا، اپنے دودھ پیتے بچوں کو اپنے سامنے تیروں سے چھلنی ہوتا دیکھنا، الغرض سابقہ امت کے مومنین نے جتنی قربانیاں دیں، اس سے کہیں زیادہ قربانیاں نبیِ آخر الزماں، شہنشاہِ کون ومکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلاموں نے دیں یہ سب بارگاہِ رسالت کا فیض تھا کہ ایسے ایسے مصائب پر صبر کیا جن کو سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا صبر

حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہ صحابیِ رسول ہیں جو بالکل آغازِ اسلام میں مشرف بہ اِسلام ہوئے۔ ایسے خوفناک ماحول میں جب اِسلام لانے کی پاداش میں سخت ترین مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑتا تھا، حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کفارِ مکہ سخت سے سخت اذیتیں دیتے تھے۔ ان کا آقا اُمَیہ بن خلف تپتی ہوئی دھوپ میں ان کو مکہ کے صحرا میں پیٹھ کے بَل لٹاتا اور ایک بڑا پتھر ان کے سینۂ اَقدس پر رکھواتا اور حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کہتا میں تمہیں ایسے ہی سزا دیتا رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤ گے یا پھر تم اپنے نبی محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا انکار کر دو

اور لات و عُزّٰی کی عبادت کرو لیکن اس قدر تکلیف جھیلنے کے بعد بھی حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زبان پر اَحَد اَحَد ہی جاری رہتا۔ (السيرة النبوية لابن هشام، ذكرعدوان المشركين على المستضعفين، ١/٢٩٧)

حضرتِ سَیِّدُنا خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مبارک ومُقَدَّس پیٹھ

حضرتِ سَیِّدُنا خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پوری پیٹھ پر زخموں کے سفید نشانات تھے۔ اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا: اے خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! یہ زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ عرض کی: اے اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! جب میرے دل میں محبتِ رسول کی شمع روشن ہوئی اور میں دامنِ اسلام سے وابستہ ہوا تو کفارِ مکہ نے مجھے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا اور میری پیٹھ کی چربی سے انگارے بجھائے گئے میں کئی گھنٹے بے ہوش رہا رَبِّ کعبہ کی قسم! جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے میری زبان سے یہ کلمہ نکلا ”لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہ“ حضرتِ سَیِّدُنا خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے یہ حالات سن کر اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آنکھیں بھر آئیں، فرمایا: اے خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! کُرتا اُٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اَللّٰہ اَللّٰہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک ومقدس ہے جو مَحَبَّتِ رسول میں جلائی گئی ہے۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد، خباب بن الارت، ٣/١٢٢)
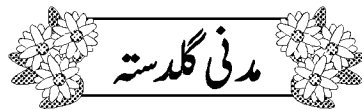
مدنی گلدستہ

”اَلْمَدِیْنَه“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اپنے مصائب کے حل کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

(2) ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے علمِ غیب کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اسی لئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آنے والے واقعات کی خبر دی اور بتا دیا کہ ایک دور ایسا

بھی آئے گا کہ پورے عرب میں اسلام پھیل جائے گا اور مومنوں کو **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔

(3) صبر کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا اسے دنیا وآخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

(4) صابرین کے واقعات سن کر بھی صبر کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔

(5) جب سابقہ امتوں کے مومنین نے اپنے دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی دی تو امتِ محمدیہ کے ہر فرد کو بھی دینِ اسلام کی خاطر ہر ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے کیونکہ یہ امت پچھلی تمام امتوں سے افضل ہے اور جو جتنا زیادہ مقرب ہو اُس پر اتنی ہی زیادہ آزمائشیں آتی ہیں۔

(6) جب کوئی مصیبت آئے تو فوراً اس سے چھٹکارے کی دعا کے بجائے پہلے صبر کرنا بہتر ہے تاکہ اس صبر پر زیادہ سے زیادہ ثواب مل سکے۔

(7) مسکین پر ترس کھانے اور اس کی مدد کرنے سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:42

صبرِ مصطفٰے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:لَمَّا کَانَ یَوْمَ حُنَیْنٍ اٰثَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نَاسًا فِی الْقِسْمَۃِ فَاَعْطَی الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَۃً مِّنَ الْاِبِلِ،وَاَعْطٰی عُیَیْنَۃَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذَالِکَ،وَاَعْطٰی نَاسًا مِّنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَاٰثَرَھُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْقِسْمَۃِ. فَقَالَ رَجُلٌ:وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذِہٖ قِسْمَۃٌ مَاعُدِلَ فِیْھَا،وَمَااُرِیْدَ فِیْھَا وَجْہُ اللّٰہِ، فَقُلْتُ:وَاللّٰہِ! لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَاَتَیْتُہُ فَاَخْبَرْتُہُ بِمَا قَالَ:فَتَغَیَّرَوَجْھُہُ حَتّٰی کَانَ کَالصِّرْفِ.ثُمَّ قَالَ:”فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ یَعْدِلِ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ؟؟ ثُمَّ قَالَ:یَرْحَمُ اللّٰہُ مُوْسٰی قَدْاُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ ھٰذَا فَصَبَرَ“فَقُلْتُ: لَاجَرَمَ لَا اَرْفَعُ اِلَیْہِ بَعْدَھَا حَدِیْثًا.مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (بخاری،کتاب فرض الخمس،باب ماکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعطی المؤلفۃ قلوبھم، ٣٥٩/٢، حدیث: ٣١٥٠)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ غزوۂ حُنین میں نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مالِ غنیمت تقسیم فرماتے ہوئے بعض لوگوں کو ترجیح دی،اَقْرَع بِن حَابِس کو سو اُونٹ دیئے عُیَیْنَہ بِن حِصْن کو بھی اتنے ہی دیئے شرفائے عرب میں سے بھی بعض کو ترجیحاً کچھ زیادہ مال دیا،ایک شخص نے کہا:اَللّٰہ کی قسم!اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور نہ رضائے الٰہی کو پیشِ نظر رکھا گیا(حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بِنْ مَسْعُوْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں)میں نے کہا:اَللّٰہ کی قسم!میں ضرور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتاؤں گا۔چنانچہ،میں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کردیا،یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا،فرمایا:اگر اَللّٰہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ پھر فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔(حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بِنْ مَسْعُوْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)فرماتے ہیں:میں نے کہا کہ آیندہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں اس قسم کی بات نہیں پہنچاؤں گا۔

صبر کا اَجر تمام اعمال سے بڑھ کر

عَلَّامَه اَبُو الْحَسَن اِبْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نیک اَعمال کی جزا کے ساتھ ایک حد بھی بیان فرمائی جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ (پ۸، الانعام: ۱۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

پھر راہِ خدا میں خرچ کرنے کی جزا اِس سے بھی زیادہ رکھی اور فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۱)

ترجمۂ کنز الایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اور صبر کرنے والوں کا اجر بے حساب رکھا اور فرمایا:

وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ (پ۲۵، الشوریٰ: ۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

اذیت پر صبر کرنا اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے یہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام وصالحین عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اوصاف میں سے ہے۔ اگرچہ، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام نفوس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ تکلیف اور مشقت پر درد محسوس کرتے ہیں جیسا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انصاری کی بات سے تکلیف پہنچی حتی کہ آپ کا چہرۂ انور غصے سے سرخ ہو گیا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صبر کیا اور پُرسکون ہو گئے کیونکہ آپ صابرین کے لئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے وعدے واجر کو جانتے تھے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے

ثواب کی امید کرتے ہوئے حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے صبر کو مدنظر رکھا اور صبر کیا۔ صبر کی کئی اقسام ہیں چنانچہ، اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا مولائے کائنات، علیُّ الْمُرْتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: صبر تین قسم کا ہوتا ہے (۱) مصیبت پر صبر کرنا (۲) طاعت (نیک اعمال) پر صبر کرنا (۳) معصیت سے صبر کرنا۔ پس جس نے مصیبت پر صبر کیا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے تین سو درجات لکھے گا اور ہر درجہ کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان کی مَسافت (فاصلہ) ہے اور جس نے طاعت پر صبر کیا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے سات سو درجات لکھے گا اور ہر درجہ کے درمیان ساتویں زمین سے لے کر مُنْتَھَائے عَرْش (اللہ تعالیٰ کے عرش کی انتہا تک) کا فاصلہ ہے اور جس نے معصیت سے صبر کیا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے نو سو درجات لکھے گا اور ہر درجہ کے درمیان ساتویں زمین سے لے کر مُنْتَھَائے عَرْش کا دُگنا فاصلہ ہے۔ (شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب الصبر علی الاذی، ۲۸۳/۹)

نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کفر ہے

رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنا بالِاجماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجبُ القتل ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے میں ائمہ مذاہب کے مختلف اقوال ہیں خواہ توہین آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کی ہو یا آپ کے نسب کی، آپ کے دین میں ہو یا آپ کی کسی صفت میں ہو اور یہ توہین کرنا خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً (چھپے الفاظ میں) تَعْرِیْضاً (ایسا کلام جس سے مراد کچھ اور ہو اور اشارہ کسی اور جانب ہو) ہو یا تَلْوِیْحاً (ایسا کلام جس میں بہت ہی دور کے معنی مراد لئے جائیں) اسی طرح کوئی شخص آپ کو بددعا کرے، اسی طرح (مَعَاذَ اللّٰہ) کوئی شخص آپ پر لعنت کرے یا آپ کا بُرا چاہے، آپ کے عوارضِ بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مَذَمَّت ذکر کرے، الغرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے اور اس کا قائل واجبُ القتل ہے۔ (الشفاء للقاضی عیاض، الباب الاول فی بیان ما ھو فی حقہ سب او نقص من تعریض او نص، ۲/۲۱۴)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے کو سزا کیوں نہیں دی گئی؟

جس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کی وہ واجبُ القتل ہے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کو سزا نہیں دی، ہوسکتا ہے کہ اس کا یہ قول ثابت نہ ہوا ہو اور چونکہ صرف ایک صحابی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک یہ قول پہنچایا تھا اور ایک شخص کی گواہی پر کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ غزوہ حُنَین کی واپسی پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چاندی تقسیم کی تو ایک شخص نے کہا: اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عدل کرو! تو اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت مانگی کہ میں اس کو قتل کردوں، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: (مَعَاذَ اللّٰہ) کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، تو یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو قتل نہیں کروایا۔ (اکمال المعلم، کتاب الزکوۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتھم، ۶۰۷/۳، تحت الحدیث: ۱۰۶۴)

غیبت کی جائز صورت

عَلَّامَہ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فتحُ الباری میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے پتہ چلا کہ اگر کوئی شخص کسی حاکم یا مُعَظَّم ومحترم شخصیت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو اُس کی شان کے خلاف ہو تو اسے اس بات کی اطلاع دینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کی یہ صورت جائز ہے کیونکہ جب حضرتِ سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ خبر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہنچائی تو آپ نے انہیں اس سے منع نہ فرمایا کیونکہ حضرتِ سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خیر خواہی کا ارادہ کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس شخص کی نشاندہی کی جو منافق تھا تاکہ اس سے بچا جاسکے اور یہ جائز ہے جیسا کہ کفار

کی جاسوسی کرنا جائز ہے تاکہ ان کے مکروفریب سے بچا جائے اور جس شخص نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں یہ بات کہی بے شک وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا پس اس کے لئے کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں۔''

(فتح الباری، کتاب الادب، باب الصبر فی الاذی، ١١/ ٤٣٤)

حدیثِ مذکور میں ہے کہ نَبِیِّ مُعَظَّم ، رَسُولِ مُحتَرَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس انصاری کی بات سے سخت صدمہ پہنچا اور آپ کو اتنا جلال آیا کہ چہرۂ انور سرخ ہوگیا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غصے پر قابو رکھا، صبر فرمایا اور کسی قسم کی کوئی انتقامی کاروائی نہیں کی۔ چنانچہ، ہمیں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس سلوک سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھنا چاہیے۔ لیکن یہ اسوقت ہے جب معاملہ ہماری اپنی ذات سے متعلق ہو اور اگر کوئی بدبخت شخص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ یا اس کے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا اسکے دین کی توہین کرے تو ہمیں اسے معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ جب اپنی ذات سے متعلق کسی بات پر غصہ آئے تو کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس میں اپنا نقصان کر بیٹھیں، عموماً غصے کی حالت میں انسان ایسا کام کر جاتا ہے جس کے بعد اسے پچھتانا پڑتا ہے، کیونکہ غصے کی حالت میں شیطان انسان سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

کئی آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ میں غصہ پینے کی فضیلت وارد ہوئی ہے یہاں چند فضائل بیان کئے جاتے ہیں:

غصہ پینے کے فضائل

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ﴿۱۳۴﴾

(پ ٤، ال عمران: ١٣٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ **اَللّٰہ** کے محبوب ہیں۔

اُمت کے بہترین لوگ

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میری اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں غصہ آ جائے تو فوراً رُجوع کر لیتے ہیں۔'' (معجم الاوسط، ۴/ ۲۲۴، حدیث:۵۷۹۳)

سب سے زیادہ اَجْر والا گھونٹ

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اس گھونٹ سے زیادہ اجر والا کوئی گھونٹ نہیں جو غصے کا گھونٹ بندے نے رضائے الٰہی کے لئے پیا۔'' (ابن ماجه، کتاب ابواب الزهد، باب الحلم، ۴/ ۴۶۳، حدیث:۴۱۸۹)

سینہ ایمان سے بھر دیا جاتا ہے

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کوئی گھونٹ اتنا پسندیدہ نہیں جتنا بندے کا غصے کا گھونٹ پینا پسند ہے، جو بندہ غصہ پی لیتا ہے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے سینے کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۵۶، حدیث:۵۸۱۸، الجزء الثالث)

غصہ آنا بھی چاہیے

یاد رکھیے! فی نفسہ غصہ بُرا نہیں ہاں غصے میں آ کر شریعت کی نافرمانی کرنا مذموم و ناجائز ہے۔ صحیح موقع پر غصہ آنا مومن کی علامت ہے۔ غصہ میں تفریط یعنی اس قدر کم غصہ آنا کہ بالکل ہی ختم ہو جائے یا پھر یہ جذبہ ہی کمزور پڑ جائے، یہ ایک مذموم صفت ہے کیونکہ ایسی صورت میں بندے کی مُرُوَّت اور غیرت ختم ہو جاتی ہے اور جس میں غیرت یا مروّت نہ ہو وہ کسی قسم کے کمال کا اہل نہیں ہوتا کیونکہ ایسا شخص عورتوں بلکہ حشرات الارض (یعنی زمینی کیڑے مکوڑوں) کے مشابہ ہوتا ہے۔ **حضرتِ** سَیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے اس قول کا یہی معنی ہے: ''جسے غصہ دلایا گیا اور وہ غصہ میں نہ آیا تو وہ گدھا ہے اور جسے راضی کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔''

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱/ ۱۰۳)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضْوَان کی حَمِیَّت اور شدت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۚ (پ۶، المائدۃ: ۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پ۲۶، الفتح: ۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

دین کی خاطر غصہ نیک لوگوں کو ہی آتا ہے

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''دین کے لئے غصہ میری اُمت کے بہترین اور نیک لوگوں ہی کو آتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/۵۵، حدیث: ۵۸۰۰، الجزء الثالث)

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ ''سینوں میں موجود قرانِ کریم کی عزت وعظمت کی خاطر حاملینِ قران کو بھی غصہ لاحق ہو جاتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۵۵، حدیث: ۵۷۹۹، الجزء الثالث)

مدنی گلدستہ
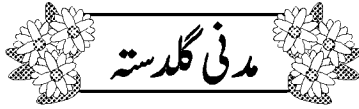
''صبرِ نبی'' کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مبارکہ اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

(2) صبر انبیائے کرام عَلَیۡھِمُ السَّلَام اور صالحین کی صفات میں سے ایک اعلیٰ صفت ہے۔

(3) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنا بالاجماع کفر اور آپ کی توہین کرنے والا واجب القتل ہے۔

(4) اگر کوئی شخص کسی حاکم یا معظم دینی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو اس کی شان کے خلاف ہو تو کسی کا اس تک یہ بات پہنچا دینا جائز ہے۔

(5) ہماری ذات کے بارے میں چاہے کوئی کیسی ہی غصہ دلانے والی بات کہے ہمیں غصہ پی کر صبر سے کام لینا چاہئے۔

(6) احکامِ شریعت کی خلاف ورزی دیکھ کر غصہ آنا مذموم نہیں محمود ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں غصہ پینے اور مواقع اظہار پر اسے ظاہر کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:43 بڑی مصیبت پر بڑا اَجر

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهٖ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

وَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ''. رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، ٤/ ١٧٨، حديث: ٢٤٠٤، بتغير قليل)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو جلد ہی دنیا میں سزا دے دیتا ہے اور جب کسی بندہ کے ساتھ برائی کا قصد فرماتا ہے تو گناہ کے باوجود اس کی سزا روک رکھتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا۔

نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی فرمایا کہ ثواب کی زیادتی مصائب کی زیادتی پر موقوف ہے اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے اسے آزماتا ہے پس جو (اس حالت میں) خوش رہا اس کے لئے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے اور جو

ناخوش ہوا اس کے لئے ناراضی ہے۔ امام ترمذی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) نے فرمایا کہ یہ حدیث حَسَن ہے۔

پہلے رب راضی ہوتا ہے پھر بندہ

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرقاۃ شرح مِشکاۃ** میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا میں ہی اس کے گناہوں کی سزا دے دیتا ہے کیونکہ آخرت کا عذاب بہت سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اُس سے روک رکھتا ہے یعنی آخرت میں اسے اس کے گناہوں کی پوری پوری سزا دے گا۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی قوم سے محبت کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں مصیبت میں مبتلا فرماتا ہے تو مصیبت دوستی کے لئے ہے اور اس میں مبتلا اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو کیا جاتا ہے، پس جو اس مصیبت پر راضی رہا تو اس کے لئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اسے دنیا اور آخرت میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل ہوگی اور جس نے مصیبت پر صبر نہ کیا اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے پر راضی نہ رہا تو اس کے لئے دنیا میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور آخرت میں اس کا غضب ہے۔ علامہ میرک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَق فرماتے ہیں: مصیبت کا آنا محبت کی علامت ہے پس جو مصیبت آنے پر راضی رہا تو وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور جو مصیبت پر ناراض ہوا تو وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ناپسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض...... الخ، ٤/٤٢، تحت الحدیث: ١٥٦٦)

علامہ طیبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس سے پتا چلا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا بندے کی رضا سے پہلے ہے پہلے رب راضی ہوتا ہے پھر بندہ راضی ہوتا ہے جیسا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط (پ ٣٠، البینۃ: ٨)

ترجمۂ کنز الایمان: **اَللّٰہ** ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔

(شرح الطیبی، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض......الخ، ٣/٣٢٤، تحت الحدیث: ١٥٦٦)

مصیبت گناہوں کا کفارہ ہے

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اسے دنیا ہی میں دے دیتا ہے کبھی خود اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے کبھی دوست کی موت کی شکل میں کبھی مال کے ضائع ہونے کی صورت میں، اگر وہ تقدیر سے نہ اُکتائے تو یہ مصیبتیں اس کی خطاؤں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور قیامت کے دن اسے پورا اَجر دیا جائے گا، وہ گناہوں سے پاک ہوجائے گا۔ اور اگر وہ گناہ گار نہ ہو اور اس پر مصیبت نازل ہو تو وہ مصیبت اس کے درجات کی بلندی کا سبب بن جاتی ہے اسی پر اس حدیث کو محمول کیا جائے گا جس میں فرمایا ''اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ'' (یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر آتے ہیں)۔ حدیثِ مذکور میں لوگوں کو تقدیر میں لکھی ہوئی مصیبتوں پر صبر کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ لوگوں کے لئے صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ پس جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے تقدیر پر صبر نہ کیا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لکھی ہوئی تقدیر بدل تو سکتی نہیں ہے پس اس نے بلندیٔ درجات اور گناہوں کی معافی جیسی نعمت کو گنوا دیا۔ (ملتقطا، دلیل الفالحین، باب الصبر، ۱۸۷/۱، تحت الحدیث:۴۳)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: گناہوں پر دنیا میں پکڑ ہوجانا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی علامت ہے اور باوجود سرکشی وزیادتیِ گناہ کے ہر طرح کا عیش ملنا غضبِ الٰہی کی نشانی ہے کہ اس کا منشا یہ ہے کہ تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دی جائے (اللہ کی پناہ) مقصد یہ ہے کہ کسی مومنِ صالح کو بلاؤں میں گرفتار دیکھ کر یہ نہ سمجھ لو کہ یہ بُرا آدمی ہے، نیک لوگوں پر بڑی مصیبتیں بڑے درجات ملنے کا ذریعہ ہیں حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کافر و بدکار پر بڑی بلا آجائے تو اس کا درجہ بڑا ہو گیا، یہ سب کچھ مومن کے لیے ہے، مُردے کو بہترین دوائیں دینا بے کار ہے، جڑ کٹے درخت کی شاخوں کو پانی دینا بے سود، اگر کافر عمر بھر بھی مصیبت میں رہے، جب بھی دوزخی ہے اور اگر مومنِ صالح عمر بھر آرام میں رہے جب بھی جنتی۔ ہاں تکلیف والے مومن کے درجے زیادہ ہوں گے بشرطیکہ صابر اور شاکر رہے۔ خیال رہے کہ رضا یا ناراضی دل کا کام ہے، لہٰذا تکلیف

میں ہائے وائے کرنا اس کے دفع کی کوشش کرنا یا مریض و مظلوم کا حکیم و حاکم کے پاس جانا ناراضی کی علامت نہیں، ناراضی یہ ہے کہ دل سے سمجھے کہ رب نے مجھ پر ظلم کیا میں اس بلا کا مستحق نہ تھا یہاں صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندے کی رضا رب کی رضا کے بعد ہے پہلے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندے سے راضی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہو کر اچھے اعمال کی توفیق پاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح،۲/۴۲۲)

صَبر کی فضیلت پر مشتمل 4 روایات:

(1) مومن کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے

حضور پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔''

(مسلم، کتاب الزھد والرقائق ،باب المومن امرہ کلہ خیر، ص ١٥٩٨، حدیث:٢٩٩٩)

(2) سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

حضرتِ سَیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟'' فرمایا: ''انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر انکے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اسکی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی دینداری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔ بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ دنیا ہی میں اسکے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' (ابن ماجه ، کتاب الفتن ، باب الصبر علی البلاء ، ٤/٣٦٩، حدیث: ٤٠٢٣)

(3) صبر و یقین

حضرتِ سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راویت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر...الخ، ٤/١٤٠، حدیث:٥)

(4) دنیا سے بے رغبتی کیا ہے؟

حضرتِ سَیِّدُنا اَبوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''حلال کو حرام ٹھہرالینا اور مال کو ضائع کردینا دنیا سے بے رغبتی نہیں، بلکہ دنیا سے بے رغبتی تو یہ ہے کہ تمہیں اپنے پاس موجود مال سے زیادہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں پر بھروسہ ہو اور جب تمہیں مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو تم اس کے ثواب میں زیادہ رغبت رکھو اور یہ تمنا ہو کہ کاش یہ میرے لئے باقی رہے۔''

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ فی الدنیا، ٤/١٥٢، حدیث:٢٣٤٧)
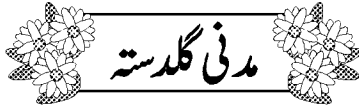
''عثمان'' کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) گنہگار مسلمان کو دنیا ہی میں گناہوں کی سزا مل جانا بھی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت ہے۔

(2) ہر چھوٹی بڑی مصیبت پر صبر کرنا چاہیے کہ جتنی بڑی مصیبت ہوگی اس کی جزا بھی اتنی ہی بڑی ہوگی۔

(3) بے رغبتی کی اصل اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ ہے۔

(4) بندے کی رضا رب کی رضا کے بعد ہے پہلے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندے سے راضی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہو کر اچھے اعمال کرتا ہے۔

(5) مصائب پر صبر کرنے کا اَجر صرف مومنین کے لئے ہے کافروں کے لئے کوئی اجر نہیں۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:44

صبرورضا کا انوکھا انداز

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ: هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "أَعَرَّسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا؛ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اِحْمِلْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ مَعَهُ تَمَرَاتٍ، فَقَالَ: "أَمَعَهُ شَيْءٌ؟" قَالَ: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِي فِيِّ الصَّبِيِّ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِي قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْاٰنَ، يَعْنِي مِنْ اَوْلَادِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَوْلُوْدِ

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا: لَاتُحَدِّثُوْا أَبَاطَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أُحَدِّثُهُ، فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوْا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوْهُمْ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَتْ: فَاحْتَسِبْ ابْنَكَ. قَالَ: فَغَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: تَرَكْتِنِي حَتّٰى إِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي؟ فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَارَكَ اللّٰهُ فِي لَيْلَتِكُمَا" قَالَ: فَحَمَلَتْ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ،

فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُوْ طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُوْلُ أَبُوْطَلْحَةَ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ! اَنَّهُ يُعْجِبُنِيْ أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، تَقُوْلُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ! مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ، اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، قَالَ وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَتْ لِيْ أُمِّيْ: يَا أَنَسُ! لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ اِحْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ. (بخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولد ......الخ، ۵۴۷/۳، حدیث: ۵۴۷۰) (مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة، ص۱۳۳۳، حدیث: ۲۱۴۴)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک صاحبزادہ بیمار تھا۔ آپ گھر سے باہر تشریف لے گئے تو بچے کا انتقال ہوگیا، واپس آ کر بچے کا حال پوچھا تو بچے کی ماں حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا کہ پہلے سے زیادہ پُرسکون ہے، پھر ان کے سامنے کھانا رکھا، انہوں نے کھایا اور پھر بیوی سے ہمبستر ہوئے اس کے بعد اُمِّ سُلَیم نے کہا: بچے کو دفن کرو۔ پھر صبح کے وقت حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: کیا تم نے رات کو ہمبستری کی؟ عرض کی: جی ہاں! آپ نے دعا مانگی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ان دونوں کو برکت دے۔ چنانچہ، ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا کر رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے جاؤ ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی دیں۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: اس کے ساتھ کچھ ہے؟ عرض کی: جی ہاں! چند کھجوریں ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں چبایا اور پھر بچے کے منہ میں رکھ دیں اور یوں اس کی تَحنِیک فرمائی اور اس کا نام عَبْدُ اللّٰہ رکھا۔ بخاری کی روایت میں ہے اِبْنِ عُیَیْنَہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نے بتایا کہ میں نے عَبْدُ اللّٰہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی اولاد سے نو لڑکوں کو دیکھا سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بطن سے حضرتِ سَیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک بچہ فوت ہو گیا، اُمِّ سُلَیم نے گھر والوں سے کہا: ''ابوطلحہ کو بچے کے بارے میں مجھ سے پہلے کوئی نہ بتائے۔'' حضرتِ سَیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے تو اُمِّ سُلَیم نے ان کے سامنے شام کا کھانا رکھا انہوں نے کھایا اور پیا پھر اُمِّ سُلَیم پہلے سے زیادہ بن سنور کر ان کے سامنے آئیں انہوں نے جماع کیا جب اُمِّ سُلَیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے اور خواہش کی تکمیل بھی کر لی، تو عرض کی: ''ابوطلحہ! بتاؤ تو سہی اگر کوئی قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے پھر واپسی کا مطالبہ کرے تو انہیں انکار کا حق ہے؟'' فرمایا: ''نہیں'' اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا اپنے بیٹے کے بارے میں ثواب طلب کیجیے، حضرتِ سَیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: تم نے مجھے نہ بتایا یہاں تک کہ میں نے جماع کیا پھر تم نے بچے کی خبر دی یہ کہہ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری رات کو بابرکت بنائے۔ راوی فرماتے ہیں کہ اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حاملہ ہو گئیں۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفر میں تھے اور وہ بھی ہم سفر تھیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت مبارکہ تھی کہ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ طیبہ میں رات کو داخل نہ ہوتے۔ چنانچہ، مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ان کے پاس رکنا پڑا اور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے گئے، حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرتِ ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہنے لگے: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تجھے معلوم ہے کہ مجھے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جانا اور حضور کے ہمراہ ہی مدینے میں داخل ہونا پسند ہے لیکن اب میں یہاں رُک گیا ہوں۔ حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہنے لگیں: ابوطلحہ! اب مجھے وہ پہلے والی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی لہٰذا چلئے۔ چنانچہ، ہم چل پڑے، مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں پھر دردِ زہ شروع ہو گیا اور لڑکا پیدا ہوا۔ حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: مجھے میری والدہ نے فرمایا: اے انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! جب تک تم کل صبح اسے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں نہ لے جاؤ تب تک اسے کوئی دودھ نہ پلائے۔ چنانچہ، صبح کے وقت میں اس بچے کو اٹھا کر رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر حضرت انس نے

پوری حدیث بیان کی۔

اُمِّ سُلیم حضرتِ سَیِّدَتُنا رُمَیْصاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا جنت میں

اُمِّ سُلَیم کا نام رُمَیْصاء تھا پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے (شبِ معراج) خود کو جنت میں دیکھا تو وہاں ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجہ رُمَیْصاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دیکھا۔

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ، باب مناقب عمر بن الخطاب، ۲/ ۵۲۵، حدیث:۳۶۷۹)

حضرتِ سَیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فوت ہونے والے صاحبزادے کا نام ''اَبُو عُمَیر'' تھا، اس وقت وہ دودھ پیتے بچے تھے ایک چھوٹی چڑیا ان سے بہت مانوس تھی، ان کے ساتھ کھیلتی تھی۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب ان کے گھر تشریف لے جاتے تو ارشاد فرماتے: ''یَا اَبَا عُمَیر! مَا فَعَلَ النُّغَیْر'' یعنی اے ابو عُمَیر، نُغَیر (پرندے) نے کیا کیا؟ (بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس ......الخ، ۴/ ۱۳۴،حدیث:۶۱۲۹)

بچے کا عقیقہ کرنا اور نام رکھنا

عَلَّامَہ ابُو الْحَسَن اِبْنِ بَطَّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ''حضرتِ سَیِّدُنا مُھَلَّب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّب فرماتے ہیں: اگر بچے کا باپ پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو بچے کی پیدائش کے دن یا ایک دو دن بعد اس کا نام رکھنا جائز ہے اور اگر وہ (ساتویں دن) بچے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ عقیقہ کے دن تک نام نہ رکھے (بلکہ عقیقہ کے دن نام رکھے) جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا سَمُرَہ بِنْ جُنْدُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذَبْح کیا جائے اور اُس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔ (ترمذی، کتاب الاضاحی، باب العقیقۃ بشاۃ، ۳/ ۱۷۷، حدیث:۱۵۲۷) مزید فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بچے کو کھجور کی گھٹی دی کیونکہ یہ اس درخت کا پھل ہے جسے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مومن سے تَشْبِیہ دی اور اس کی مٹھاس کو بھی مومن سے تَشْبِیہ دی اس

لئے کھجور سے گھٹی دینی چاہیے۔(شرح بخاری لابن بطال، کتاب العقیقه، باب تسمیة المولود غداة ......الخ، ۳۷۳/۵)

نوٹ: عقیقے کے بارے میں مزید معلومات کے لئے ’’شیخ طریقت امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ‘‘ کا رسالہ ’’عقیقے کے بارے میں سوال جواب‘‘ اور مکتبة المدینه کی مطبوعہ کتاب ’’بہارِ شریعت‘‘ جلد سوم، حصہ ۱۵، عقیقہ کا بیان کا مطالعہ کیجئے۔

پہلے سے بہتر جزا

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ’’اس حدیث سے بہت سے فائدے حاصل ہوئے، (۱) مصیبت کے وقت غم کا اظہار نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے صبر کیا اور اپنے نفس پر غالب رہیں۔ (۲) اس حدیث میں حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے عظیم صبر اور ان کے راضی بقضاء (تقدیر پر راضی) رہنے کی تعریف ہے۔ (۳) ضرورت کے وقت توریہ[1] کرنا جائز ہے اور توریہ کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کا حق زائل نہ ہو۔ (۴) عورت کا اپنے شوہر کی خواہش کے لئے بننا سنورنا جائز ہے۔ (۵) جو اپنی محبوب چیز چلی جانے پر رضائے الٰہی کے لئے صبر کرے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے پہلے سے بہتر شے عطا فرماتا ہے جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابو طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک بیٹا فوت ہوا تو ان کی اولاد میں نو بیٹے ہوئے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔ (۶) جو رخصت کو چھوڑنے پر قادر ہو اُسے چاہیے کہ وہ عزیمت پر عمل کرے کیونکہ اس سے بندہ بلند درجات اور اجرِ عظیم پاتا ہے۔ (۷) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں مقبول و مستجاب ہیں۔‘‘ (ملخصاًعمدة القاری، بخاری، ۱۳۶/۶، تحت الحدیث: ۱۳۰۱)

کھجور کی گھٹی مستحب ہے

علامہ اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ’’علمائے

(1) توریہ: یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس (کہنے والے) نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، ۵۱۸/۳، حصہ ۱۶)

کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے کی ولادت کے وقت اسے کھجور کی گھٹی دینا مستحب ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو اس کے علاوہ کسی میٹھی چیز سے دی جائے۔ گھٹی دینے والا کھجور کو چبائے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائے اور بچے کے نگلنے کے لائق ہو جائے تو پھر بچے کا منہ کھول کر اس کے منہ میں رکھ دی جائے۔ مستحب یہ ہے کہ گھٹی دینے والا نیک و متقی شخص ہو کہ جس سے لوگ فیض حاصل کرتے ہوں خواہ وہ نیک شخص آدمی ہو یا عورت، اگر ولادت کے وقت وہاں کوئی نیک شخص موجود نہ ہو تو پھر بچے کو اس کے پاس لے جایا جائے۔ اس حدیث میں اُمِّ سُلَیم کے عظیم صبر، تقدیر پر راضی رہنے اور عقل و دانشمندی جیسے اوصاف کا ذکر ہے کہ انہوں نے صبر اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی ہونے کا اظہار کیا اور اپنے شوہر سے بیٹے کی موت کی خبر اس کی موت کی پہلی رات بہت احسن انداز سے چھپائی اور انہیں اپنی خواہش پوری کرنے کا موقع فراہم کیا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الاداب، باب استحباب تحنیك المولود الخ،٧/ ١٢٢-١٢٤، الجزء الرابع عشر)

بچوں کے نام اچھے رکھنے چاہئیں!

بچوں کے اچھے نام رکھنے چاہئیں جیسا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سَیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے کا نام عَبْدُ اللّٰہ رکھا۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرانِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (پ ٢٦، الحجرٰت: ١١)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔

آج کل لوگ **Unique** (منفرد، سب سے الگ) نام رکھنے کی دُھن میں اپنے بچوں کے ایسے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن کے معانی درست نہیں ہوتے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کے نام میں کوئی خامی دیکھتے تو اسے تبدیل فرما دیتے تھے۔ اُمُّ المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے: "اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيحَ" (نبیِّ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ کریمہ تھی کہ

برے نام کو بدل دیتے)۔(ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، ٣٨٢/٤، حدیث:٢٨٤٨) بچوں کے نام انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام صحابہ وصحابیات کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان وتابعین وتابعات اور بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کے نام پر رکھے جائیں۔ ہوسکے تو نام کسی متقی وپرہیزگار، صحیح العقیدہ سنی عالمِ دین سے رکھوایا جائے۔

اچھے نام رکھنے کی فضیلت پر 4 فرامین مصطفٰے صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

(1) اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ نام

”تمہارے ناموں میں اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک زیادہ پیارے نام عَبْدُالله و عَبْدُالرَّحْمٰن ہیں۔“ (مسلم، کتاب الاداب، باب النهی عن التکنی بابی القاسم ......الخ، ص١١٧٨، حدیث:٢١٣٢)

(2) قیامت میں ناموں سے بلایا جائے گا

”قیامت کے دن تم کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا، لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔“ (أبو داود، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، ٣٧٤/٤، حدیث:٤٩٤٨)

(3) نام محمد رکھنے کی فضیلت

”جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔“

(کنزالعمال، کتاب النکاح، الباب السابع فی بر الاولاد وحقوقهم، ١٧٥/٨، حدیث:٤٥٢١٥، الجزء السادس عشر)

(4) جس کا نام محمد ہوگا اُسے عذاب نہ ہوگا

بروزِ قیامت دو شخص اَللّٰه رَبُّ الْعِزَّت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہم کس عمل کی بدولت جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا؟ اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: جنت میں جاؤ! میں نے قسم ارشاد فرمائی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں

نہ جائے گا۔“ (الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمی، ۲/ ۵۰۳، حدیث:۸۵۱۵)

آنکھوں کا تارا نامِ محمد دل کا اُجالا نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

دولت جو چاہو دونوں جہاں کی کر لو وظیفہ نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روزِ قیامت میزان وپُل پر دے گا سہارا نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پوچھے گا مولا لایا ہے کیا کیا میں یہ کہوں گا نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں سر پر کر دے اشارہ نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رنج والَم میں ہے نام لیوا کر دے اشارہ نامِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
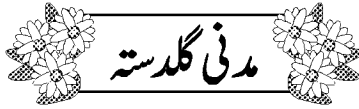
”قفلِ مدینہ“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) اولاد کا فوت ہونا اگرچہ بہت بڑی مصیبت ہے مگر اس پر صبر کرنے کا اجر بھی بہت بڑا ہے۔

(2) بچے کو گھٹی دینا سنتِ مبارکہ ہے گھٹی کسی نیک پرہیزگار مسلمان سے دلوانی چاہیے۔

(3) بچوں کو بزرگوں کی بارگاہ میں لے جانا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت ہے۔

(4) کسی کو کوئی غم کی خبر سنانی ہو تو یکدم نہیں سنانی چاہیے بلکہ ہو سکے تو پہلے اس کی ذہن سازی کر لی جائے۔

(5) ہو سکے تو تبرُّکاً کسی بزرگ ہستی سے نام رکھوایا جائے اور اگر خود رکھیں تو اچھا نام رکھنا چاہیے جیسے عَبْدُ اللّٰہ، عَبْدُ الرَّحْمٰن، مُحَمَّد، اَحْمَد وغیرہ یا بزرگانِ دین کے نام پر نام رکھیں۔

(6) اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے محبت دنیا وآخرت میں کامیابی کا سبب ہے یہاں تک کہ ان کے ناموں پر نام

رکھنا بھی سعادت مندی کی دلیل ہے۔

(7) جب کسی کا بچہ فوت ہوجائے تو تعزیت کرتے وقت اس کے لئے اچھے نِعْمُ الْبَدَل کی دعا کرنی چاہئے۔

(8) جس مسلمان کا نام مُحَمَّد یا اَحْمَد ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ

یا اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نامِ نامی کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت فرما! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:45 بڑا پہلوان کون؟

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ." مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ٤/ ١٣٠، حدیث: ٦١١٤) **"وَالصُّرَعَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ، وَأَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ یَصْرَعُ النَّاسَ کَثِیْراً.**

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔" امام نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں "اَلصُّرَعَةُ" اہلِ عرب کے ہاں اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو اکثر پچھاڑ دیتا ہو۔

نفس سے جہاد کرنا زیادہ مشکل ہے

حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ "جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے اور غصے کو اپنے آپ سے روکے اصل میں پہلوان وہی ہے۔" اس سے پتہ چلا کہ نفس سے جہاد کرنا دشمن سے جہاد کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اسی لئے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے غصے پر قابو پانے والے کو اس سے بھی بڑا پہلوان کہا جو لوگوں پر غالب ہوکر

انہیں پچھاڑ دیتا ہو۔(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۹/۲۹٦)

مسلم شریف کی روایت میں یوں ہے کہ نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے پوچھا: ''تم کیا سمجھتے ہو کہ پہلوان کون ہے؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: پہلوان وہ ہے جسے لوگ پچھاڑ نہ سکتے ہوں۔ فرمایا: ''نہیں اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔''

شریعت کو مطلوب ومحبوب کون؟

علامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: تم یہ سمجھتے ہو کہ پہلوان وہ ہے جو بہت طاقتور ہو اور اُس کو کوئی پچھاڑ نہ سکے؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ شریعت کو محبوب ومطلوب تو وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے۔'' (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب، ۸/ ۱٦۲، الجزء السادس عشر ملخصاً)

غصہ برداشت کرنے سے متعلق 12 روایات

(1) کیسے صابر تھے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھرانے والے!

حضرت سَیِّدُنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ایک غلام کے ہاتھ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے کپڑوں پر پانی گر گیا، تو آپ نے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے تیز نظروں سے دیکھا، غلام نے کہا: میرے آقا! **وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ** (اور غصہ پینے والے)۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ غلام نے پھر کہا: **وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ** (اور لوگوں سے درگزر کرنے والے)۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا۔ غلام نے کہا: **وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ**. (اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں)۔(پ٤، اٰل عمران: ۱۳٤) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: جا! تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے آزاد ہے اور میرے مال میں سے ایک ہزار دینار بھی تیرے ہیں۔(بحر الدموع، ص۲۰۲)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(2) گالی دینے والے کے ساتھ خیر خواہی

حضرتِ سَیِّدُ نا امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کسی نے گالی دی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے اپنا مبارک کُرتا اور ایک ہزار درھم دینے کا حکم دیا۔ تو کسی نے کہا: آپ نے پانچ خصلتیں جمع کرلی ہیں: (۱) بردباری (۲) تکلیف نہ دینا (۳) اس شخص کو ایسی بات سے رہائی دینا جو اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دور کردیتی (۴) اسے توبہ وندامت کی طرف راغب کرنا (۵) برائی کے بعد تعریف کی طرف رجوع کرنا۔ آپ نے معمولی دنیا کے ساتھ یہ تمام عظیم چیزیں خریدلیں۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

(3) گالی دینے والا خود شرمندہ ہوگیا

حضرتِ سَیِّدُ نا **عبد اللہ بن عبّاس** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو ایک شخص گالی دینے لگا جب وہ خاموش ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرتِ سَیِّدُ نا **عِکْرِمہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: اے **عِکْرِمہ**! اس شخص کی کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کردو! جب اس شخص نے یہ سنا تو شرمندہ ہوکر سر جھکالیا۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۰)

(4) بغیر خریدے غلام بنالیا

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''میں نے **بصرہ** کے ایک شخص کی برائی کی: تو اس نے صبر وبردباری سے کام لیا گویا اس نے مجھے ایک عرصہ تک اپنا غلام بنالیا۔'' (احیاء العلوم، ۳/۲۲۰)

(5) سردار بنانے والی خصوصیات

حضرتِ **سَیِّدُ نا** امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرتِ سَیِّدُ نا **عَرَابہ بن اَوس** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پوچھا: ''اے عَرَابہ! تم اپنی قوم کے سردار کیسے بنے؟'' عرض کی: ''اے **اَمیرُ الْمُؤمِنین** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! میں اُن کے جاہلوں سے درگزر کرتا، انکے مانگنے والوں کو عطا کرتا اور ان کی حاجات پوری کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ تو جو شخص میری طرح یہ کام کرے گا وہ مجھ جیسا ہوجائے گا اور جو اس سے بڑھ کر کرے گا وہ مجھ سے افضل ہوگا۔ اور جو میرے عمل

سے کم عمل کرے گا تو میں اس سے بہتر ہوں۔'' (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(6) آدمی مشورہ دینے کے قابل کب ہوتا ہے؟

حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''آدمی اس وقت تک رائے (مشورہ) دینے کے قابل نہیں ہوتا جب تک اُس کا حِلْم (بُردباری) اسکی جہالت پر اور اس کا صبر اس کی خواہش پر غالب نہ آجائے اور اس مقام تک علم کے بغیر پہنچنا ممکن نہیں۔'' (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(7) بُردباری کا پہلا صِلہ

اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''آدمی کو بردباری (غصہ برداشت کرنے) کا پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ تمام لوگ اُس کے طرف دار ہو جاتے ہیں اور اس کے مخالف کی مذمت کرتے ہیں۔'' (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(8) جنت میں جلدی جانے والے

نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک مُنَادِی (پکارنے والا) ندا دے گا: ''فضیلت والے لوگ کہاں ہیں؟'' تو تھوڑے سے لوگ کھڑے ہونگے اور جلدی جلدی جنت کی طرف چل دیں گے۔ فرشتے پوچھیں گے: ''ہم تمہیں بہت تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جاتا دیکھ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟'' وہ کہیں گے: ''ہمیں دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔'' فرشتے پوچھیں گے: ''تمہاری فضیلت کونسی ہے؟'' وہ جواب دیں گے کہ ''جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کرتے تھے۔ جب ہم سے بُرا سلوک کیا جاتا تو ہم معاف کر دیا کرتے تھے۔ جب ہم سے جہالت کا برتاؤ کیا جاتا تو ہم حوصلے اور بردباری سے کام لیتے تھے۔'' اس وقت ان سے کہا جائے گا: ''جنت میں داخل ہو جاؤ! عمل کرنے والوں کا کتنا اچھا اجر ہے۔''

(احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(9) خیر و برکت کیا ہے؟

اَمِیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: بھلائی یہ نہیں کہ تمہارا مال و اولاد زیادہ ہو بلکہ بھلائی تو یہ ہے کہ تمہارا عِلْم و حِلْم زیادہ ہو۔ اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے ساتھ لوگوں کے سامنے فخر نہ کرو، جب نیکی کرو تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو اور جب گناہ سرزد ہو جائے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے بخشش طلب کرو۔

(احیاء العلوم، ۳/۲۲۰)

(10) دوسروں پر ظلم کرنے والا ذلیل ہے

ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا امام جعفر بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے عرض کی: کچھ لوگوں سے میرا جھگڑا ہوا ہے میں اس معاملے کو چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن مجھے لوگوں کی طرف سے ذلت کے طعنے کا خوف ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''ذلیل تو وہ ہے جو دوسروں پر زیادتی کرے۔'' (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

(11) حُسنِ سُلوک برائی سے روکتا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا خلیل بن احمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: اگر برائی کرنے والے کے ساتھ حُسنِ سُلوک کیا جائے تو اُس کے دل میں ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اُسے برائی سے روکتی ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

(12) اپنی ذات کے لئے بدلہ نہ لینا

اَمِیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نشہ کرنے والے ایک شخص کو سزا دینے کا ارادہ فرمایا: تو وہ آپ کی برائی کرنے لگا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کی: اے اَمِیرُ الْمُؤمِنِین! جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟ فرمایا: اس لئے کہ اس نے مجھے غصہ دِلایا تھا اب اگر میں اسے سزا دیتا تو یہ میری اپنی ذات کے لئے غصہ ہوتا اور میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان کو اپنی ذاتی غیرت کی وجہ سے کوئی سزا دوں۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۳)

مدنی گلدستہ
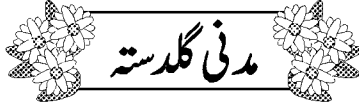
بُرد باری کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) حقیقی پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

(2) حُسنِ اخلاق بُروں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔

(3) عظیم لوگ اپنے نفس کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیتے بلکہ معاف کردیتے ہیں۔

(4) جو کسی پر احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے۔

(5) جو جتنا زیادہ عِلْم وحِلْم والا ہوگا اسے اتنی ہی زیادہ خیر و بھلائی ملے گی۔

(6) مشورہ ایسے شخص سے لینا چاہئے جس کا حِلْم اُس کی جہالت پر غالب ہو اور اس کا صبر اس کی خواہش پر غالب ہو۔

(7) اپنے نفس سے جہاد کرنا دشمن سے جہاد کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

تُوْبُوْا اِلَى الله اَسْتَغْفِرُ الله

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

حدیث نمبر:46 غصے کا علاج
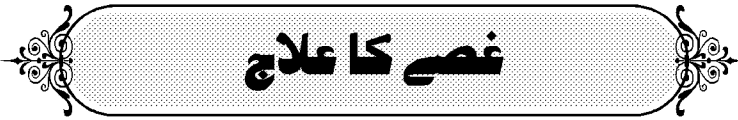
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، وَأَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ" فَقَالُوْا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، ۲/۴۰۰، حدیث:۳۲۸۲، بتغیرقلیل)

ترجمہ: حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن صُرَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھا تھا کہ دو آدمی باہَم گالی گلوچ کرنے لگے، ایک کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اسکی رَگیں پھول گئیں۔ نبیِّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے اگر یہ اُسے پڑھ لے تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اگر یہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' پڑھ لے تو اس کی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسے بتایا کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' پڑھ لو!

غصہ شیطان کا بہت بڑا مکر ہے

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی دُنیوی غرض کے لئے غصہ کرنا شیطان کے مکروں (فریبوں) میں سے ایک بڑا مکر ہے، لہٰذا جسے غصہ آجائے تو اسے چاہئے کہ فوراً تَعَوُّذ پڑھے کیونکہ یہ عمل غصہ ختم کرنے کا سبب ہے (ایک روایت میں ہے کہ جب اس شخص سے تَعَوُّذ پڑھنے کو کہا گیا تو اس نے کہا: ''کیا میں مجنون ہوں جو تَعَوُّذ پڑھوں؟'') علامہ نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اس کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ وہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا تھا اور شریعت کے انوار سے نابلد (ناواقف) تھا اس نے یہ گمان کیا کہ اِسْتِعَاذَہ (اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا) صرف مجنون کے ساتھ خاص ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ غصہ شیطان کے مکروں میں سے ایک بہت بڑا مکر ہے اسی لئے تو انسان غصے کے وقت حالتِ اعتدال سے نکل جاتا ہے اور اَول فَول بکتا، مذموم حرکتیں کرتا، بغض وحسد کی نیت کرتا اور ان جیسے دوسرے غیر شرعی افعال کرتا ہے جن کا سبب غصہ بنتا ہے۔ ایک شخص بارگاہ رسالت میں بار بار نصیحت کا طالب ہوا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے ہر بار یہی فرمایا کہ ''غصہ نہ کیا کر! غصہ نہ کیا کر!'' یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ غصے میں بہت خرابیاں ہیں۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة والاداب، باب فضل من یملك نفسه عند الغضب، ۱۶۳/۸، الجزء السادس عشر)

عَلَّامَہ اَبُوالْحَسَن اِبْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: اِسْتِعَاذَہ بِاللّٰہ (یعنی شیطان مردود سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنا) غصے کو ختم کرتا ہے اور ہر وہ عمل جس کا انجام بُرا ہو وہ انسان کو ہلاکت، گمراہی اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا

سے دوری کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنا شیطان کے مکروفریب سے بچنے کا بہترین ہتھیار ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر اس سے اس کا غصہ دور ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، ۴/۳۲۷، حدیث: ۴۷۸۲)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لیا کرے۔'' (ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقال عند الغضب، ۴/۳۲۷، حدیث: ۴۷۸۴) (ابنِ بطال کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۹/۲۹۶)

غصے کی مَذَمَّت پر 3 روایات

(1) جہنمی دروازہ

تاجدارِ رسالت، محبوبِ رَبُّ الْعِزَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بے شک! جہنم میں ایک ایسا دروازہ ہے جس سے وہی داخل ہوگا جس کا غصہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۲۰۸، حدیث: ۷۶۹۶، الجزء الثالث)

(2) غصہ کب نقصان دہ ہے؟

سرکارِ دوعالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عنقریب میں تمہیں لوگوں کے معاملات اور ان کی عادتوں کے بارے میں بتاؤں گا۔ ایک شخص کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلد ہی ختم ہو جاتا ہے یہ نہ تو کسی کو نقصان پہنچاتا ہے نہ کسی سے نقصان اٹھاتا ہے۔ اور ایک شخص کو دیر سے غصہ آتا ہے مگر جلد رفع ہو جاتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے نقصان دہ نہیں۔ ایک شخص اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے اور غیر کا حق بھی ادا کر دیتا ہے، اس کا یہ عمل نہ اسے نقصان دیتا ہے نہ کسی دوسرے کو اور ایک شخص اپنا حق تو طلب کرتا ہے لیکن دوسرے کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ اس کے لئے مُضِر (نقصان

دہ) ہے مفید نہیں۔" (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال، ۲/ ۲۰۸، حدیث:۷۶۹۹ الجزء الثالث)

(3) غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے

سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے مُعاوِیہ بن حَیْدَہ! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے اَیلوا (ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔" (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/۲۰۹، حدیث:۷۷۰۹، الجزء الثالث)

مدنی گلدستہ
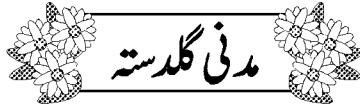
"احمد" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) غصہ کی حالت میں صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور اپنے آپ پر قابو رکھنا چاہیے۔ تَعَوُّذ پڑھنے سے غصہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔

(2) بندہ غصے کی حالت میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کے بہت قریب ہوتا ہے، لہٰذا بے جا غصے سے بچنا چاہئے۔

(3) جن کا غصہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی کسی نافرمانی کے بعد ٹھنڈا ہوا ُان کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

(4) غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بے جا غصے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دنیا میں اپنی رحمت کے سائے میں رکھے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:47

غصہ پینے کا انعام

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:" مَنْ کَظَمَ غَیْظًا، وَھُوَ قَادِرٌ عَلٰی أَنْ یُنْفِذَہُ، دَعَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہُ وَ تَعَالٰی عَلٰی رُءُ وْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُخَیِّرَہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ مَا شَاءَ". رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِی وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

(ابو داؤد ، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ۴/۳۲۵، حدیث:۴۷۷۷)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا معاذ بن انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص غصہ نافذ کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اسے پی جائے، قیامت کے دن اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمام مخلوق کے سامنے بُلا کر اسے اختیار دے گا کہ بڑی آنکھوں والی جس حور کو چاہے پسند کرے۔

حدیثِ مذکور میں غُصّے کی حالت میں صبر کرنے کی تَلْقِین کی گئی ہے، کیونکہ اس حالت میں صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے خاص طور پر اس وقت کہ جب انسان مَغْضُوْب عَلَیْہ (یعنی جس پر غُصّہ آیا ہے اُس) پر غصہ نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص صبر اور عفوودرگزر سے کام لے تو اس کے لئے زبردست اِنعام ہے کہ بروزِ قیامت سب لوگوں کے سامنے بلا کر اسے اختیار دیا جائے گا کہ جس جنّتی حور کو چاہے اختیار کر لے۔

غُصّہ پینے والے پر فخر کیا جائیگا

اِمَام شَرَف الدِّیْن حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: غصہ پی جانے سے مراد یہ ہے کہ جو غصے کا سبب بنا اسے معاف کرتے ہوئے صبر سے کام لینا۔ غُصّہ پی جانا نفسِ امّارہ کو مغلوب کرنا ہے اسی لئے حدیث پاک میں غصہ پی جانے والے کی تعریف کی گئی ہے۔ قران کریم میں بھی غُصّہ پی جانے والوں کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ، فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ (پ٤،اٰل عمران:١٣٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور غُصّہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔

جو شخص اپنے نفس کو خواہشات سے روکے تو جنت اس کا ٹھکانا اور حورِ عین اس کا انعام ہے۔ "**اسے لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا**" اس سے مراد یہ ہے کہ سب مخلوق کے سامنے بلا کر اس پر فخر کیا جائے گا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے یہ عظیم کام کیا ہے (یعنی اپنے غصے پر قابو پایا)۔ (شرح الطیبی، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، ٢٨٢/٩، تحت الحدیث:٥٠٨٨)

حضرتِ سَیِّدُنا علامہ **مُلّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں کہ "باوجود قدرت غصہ نہ نکالنے والے کی بروز قیامت لوگوں کے سامنے تشہیر وتعریف کی جائے گی اور اس پر فخر کیا جائیگا، پھر اس شخص کو اختیار دیا جائے گا کہ جنتی حوروں میں سے جس حور کو چاہے لے لے یہ اس کے جنت میں داخل ہونے اور بلند درجہ پانے کی طرف اشارہ ہے۔"

(ملتقطا، مرقاۃ المفاتیح، کتاب الادب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، ٨١٦/٨، تحت الحدیث:٥٠٨٨)

نیک لوگ غصے سے کس طرح بچتے تھے؟

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن فکرِ آخرت جیسے اہم کام میں مشغولیت کی وجہ سے اپنے دل میں غصے کے نفاذ کی کوئی گنجائش نہیں پاتے تھے کیونکہ اہم باتوں میں دل کی مشغولیت دوسرے کاموں کا احساس نہیں ہونے دیتی۔ اسی مناسبت سے بزرگان دین کے واقعات ملاحظہ فرمایئے!

(1) گالی مجھے نقصان نہ دے گی

ایک شخص نے صحابیِ رسول حضرتِ سَیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو گالی دی تو آپ نے فرمایا: "اگر میزان میں میرے اعمال کا وزن کم ہوا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی بُرا ہوں اور اگر میرے اعمال کا پلڑا بھاری ہوا

تو تیری گالی مجھے کوئی نقصان نہ دے گی۔'' چونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی پوری توجہ آخرت کی طرف تھی اسی لئے آپ کا دل گالی سے متاثر نہیں ہوا۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۱۲)

(2) دشوار گزار گھاٹی

حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیع بِنْ خَیْثَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو کسی نے گالی دی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیری بات سن لی ہے اور جنت کے راستے میں ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اگر میں اسے پار کر گیا تو تیری یہ گالی مجھے کوئی نقصان نہ دے گی اور اگر میں اسے پار نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں اس سے بھی برا ہوں۔'' (احیاء العلوم، ۳/۲۱۲)

(3) سخت کلامی پر صبر

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ العَزِیْز سے بہت سخت کلامی کی تو آپ نے کافی دیر تک اپنا سرِ مبارک جھکائے رکھا پھر اس سے فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں شیطان کے ہاتھوں کمزور ہو کر سلطانی غلبہ کے سبب تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں جس کا کل تم مجھ سے بدلہ لو؟'' (احیاء العلوم، ۳/۲۰۵)

غصہ دلانے کے اسباب

حضرتِ سَیِّدُنا یحیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرتِ سَیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے پوچھا: ''کونسی چیز زیادہ سخت ہے؟'' فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب۔'' پوچھا: ''کون سا کام غضبِ الٰہی کے قریب کرتا ہے؟'' فرمایا: ''غصہ کرنا۔'' پوچھا: غصہ کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''تکبر، فخر، خود ساختہ عزت وجھوٹی حَمِیَّت (غیرت) سے۔'' (احیاء العلوم، ۳/۲۱۲)

خود پسندی، مزاح، غیر سنجیدگی، دوسروں کو شرمندہ کرنا، بات کاٹنا، مخالفت کرنا، دھوکا دینا، زائد مال اور جاہ ومرتبے کی شدید حِرص، یہ تمام اُمور غصہ دلانے کے اسباب ہیں، لہٰذا اِن اَسباب کے مخالف اُمور کے ذریعے ان کو زائل کرنا ضروری ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۱۲)

غصہ دلانے والے امور کا علاج

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی **غصہ اور اسکے اسباب کا علاج** تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''تکبر کو تواضع و اِنکساری کے ذریعے اور خود پسندی کو اپنی حقیقت کی پہچان کے ذریعے دور کیا جائے۔ **فخر** کو دور کرنے کے لئے اپنا یہ ذہن بنائے کہ میں بھی اپنے غلاموں (نوکروں) کی طرح ایک بندہ ہوں کیونکہ تمام لوگوں کا **نَسَب** ایک ہے اور سب ایک باپ حضرتِ سَیِّدُ نا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد ہیں البتہ فضیلت میں کچھ **تَفَاوُت** (فرق) ہے (جس کا معیار تقویٰ و پرہیز گاری ہے) تکبر خود پسندی اور فخر نہایت گھٹیا عادات ہیں بلکہ تمام برائیوں کی جڑ ہیں جب تک ان سے خالی نہ ہوا جائے اس وقت تک دوسروں پر فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔ تو جب ہمارا نَسَب بھی ایک ہے اور ظاہری و باطنی اعضاء بھی ایک جیسے ہیں تو ہم کسی پر فخر کیوں کریں۔ **طنز و مزاح** سے اس طرح بچا جاسکتا ہے کہ آدمی اپنے ایسے اہم دینی اُمور میں مشغول ہو جائے جو تمام زندگی کو گھیر لیتے ہیں لیکن پھر بھی بچ جاتے ہیں اور یہ اسی وقت ہوگا جب اُن اُمور کی معرفت حاصل ہوگی۔ **لغو باتوں** کو فضائل اور اخلاقِ حسنہ کی طلب میں سنجیدگی اختیار کرنے کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح لغو باتوں کا ایک علاج عُلوم دِینیہ میں مشغولیت بھی ہے جو کہ اُخروی سعادت تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

دوسروں کا مذاق اڑانے سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں کی ایذا رسانی (تکلیف پہنچانا) اور انکے **تَمَسْخُر** (مذاق اُڑانے) سے بچانے کی فکر کی جائے۔ **دوسروں کو شرمندہ کرنے** کی عادت کو یوں چھوڑا جاسکتا ہے کہ بُری بات اور کڑوا جواب دینے سے بچا جائے، **مال و جاہ** (دولت و مرتبہ) **کی کثرت کی حرص** کو یوں دور کیا جاسکتا ہے کہ ضرورت کے مطابق مال پر قناعت اور بے نیازی کی عزت کی طلب کی جائے اور حاجت کی ذلت سے بچا جائے۔ ان تمام عادات و اوصاف کے علاج کے لئے رِیاضت اور مَشَقَّت برداشت کرنے کی اَشَدّ ضرورت ہے اور ان میں رِیاضت سے پہلے ان کی خرابیوں سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے تا کہ نفس ان سے اِعراض کرے (منہ پھیرے)

اوران کی خرابیوں سے نفرت کرے پھران بری عادات کی مخالف عادات (یعنی اچھی عادات) کی عرصہ دراز تک پابندی کی جائے تاکہ نفس ان کا عادی ہوجائے۔ جب ان عادات کے چھوٹ جانے سے نفس پاک ہوجائے گا تو ان سے پیدا ہونے والے غصے سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔" (احیاء العلوم، ۳/۲۱۳)

مدنی گلدستہ
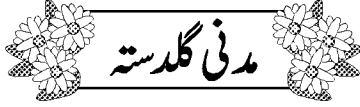
"قدیر" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) غصہ پینے والا قابلِ فخر ہے۔

(2) جو اپنے غصے کا علاج کرنا چاہے اسے چاہیے کہ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کے غصہ پینے کے واقعات کو مدِّ نظر رکھے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان نیک لوگوں کے صدقے بے جا غصے کی عادت دور ہوجائے گی اور حلم و بردباری کی توفیق نصیب ہوگی۔

(3) برائی کو بھلائی کے ذریعے دور کیا جائے تو بہت اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں، لہٰذا جس پر غصہ آئے اس کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس کی زندگی میں انقلاب آجائے گا۔

(4) جو آخرت کی تیاری میں مشغول ہوں وہ اپنی ذات کے لئے لوگوں پر غصہ نہیں نکالتے بلکہ غصہ دلانے والوں کو بھی آخرت کی تیاری کی مدنی سوچ دیتے ہیں۔

یا اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنے نیک بندوں کے صدقے فکرِ آخرت نصیب فرما! دونوں جہاں میں ہمیں ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھ اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:48 رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِيۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وصیت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِيْ قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ". رَوَاهُ الْبُخَارِي

(بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ٤/١٣١، حدیث:٦١١٦)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: ''مجھے وصیت فرمائیے!'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''غصہ مت کرو۔'' اس نے کئی بار یہی سوال دُہرایا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہر بار یہی فرمایا کہ ''غصہ مت کیا کرو۔''

غصہ نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟

عَلَّامَہ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''علامہ خطّابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی نے فرمایا: ''لَاتَغْضَبْ'' کے معنی ہیں کہ غصے کے اسباب سے بچ اور غصے کی وجہ سے جو کیفیت ہوتی ہے اسے اپنے اوپر عارض مت کر، یہاں پر نفسِ غُصّہ سے منع نہیں کیا گیا کیونکہ وہ تو طبعی چیز ہے جو کہ انسان کی فطرت میں موجود ہوتا ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ''جو شخص بارگاہ رسالت میں نصیحت کا طالب ہوا تھا شاید ان کا مزاج بہت تیز اور طبیعت میں غصہ زیادہ تھا اور مُبَلِّغِ اعظم، نبیِّ مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ ہر ایک کو اس کی طبیعت کے مطابق حکم ارشاد فرماتے اسی لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں غصہ ترک کرنے کی وصیت فرمائی۔'' حضرت اِبْنِ تِیْن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَتِیْن فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس جملے ''لَاتَغْضَبْ'' میں دنیا وآخرت کی بھلائی جمع فرمادی کیونکہ غُصّہ اِنسان کو قطعِ تعلق کی طرف لے جاتا اور نرمی سے روکتا ہے اور بسا اوقات یہ انسان کو مَغْضُوْب عَلَیْہ (جس پر غُصّہ آیا ہے اس) کی ایذا رسانی پر اُبھارتا ہے اور اس سے دین میں کمی آتی ہے۔ (ملخصاً فتح الباری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ١١/٤٣٩، تحت الحدیث:٦١١٦)

جیسا مریض ویسا علاج

علامہ **بَدْرُ الدِّین عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سائل کو ''**لَا تَغْضَبْ**'' اس لئے فرمایا کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کی طبیعتیں جانتے تھے اس لئے جس کی جیسی طبیعت ہوتی اُسے ویسا ہی حکم ارشاد فرماتے، شاید کہ وہ صاحب بہت غصے والے تھے اسی لئے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں غصہ کو ترک کرنے کی وصیت فرمائی۔'' **عَلَّامَہ اَبُو سَعِید عَبْدُ اللہ بِنْ عُمَر بَیْضَاوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: چونکہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانتے تھے کہ انسان کے اندر جتنی بھی برائیاں پیدا ہوتی ہیں وہ اس کی خواہشات اور غصے کی وجہ سے ہوتی ہیں اس لئے غصے کا تقاضہ کرنے والے اسباب کو چھوڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پس جب اس شخص نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کسی ایسے اہم امر کی رہنمائی چاہی جس کے ذریعے وہ برائی اور غصے جیسے بڑے نقصان و بڑے گناہ سے بچے اور اپنے سب سے بڑے دشمن (نفس) پر غلبہ حاصل کر سکے تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے غصے سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (عمدۃ القاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ١٥/٢٥٥، تحت الحدیث: ٦١١٦)

سب سے زیادہ سخت چیز

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ کونسی چیز سب زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کا غضب۔ عرض کی: مجھے غضبِ الٰہی سے کیا چیز بچا سکتی ہے؟ فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ (احیاء العلوم، ٣/٢٠٥)

رَبِّ سَتَّار پردہ پوشی فرمائے گا

جو شخص اپنے غصے کو روکے **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ (معجم کبیر، عَمرو بن دینار عن ابن عمر، ١٢/٣٤٦، حدیث: ١٣٦٤٦)

غصہ کی کثرت راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے

حضرتِ سَیِّدُنا سلیمان بن داود عَلَیْہِمَا السَّلَام نے فرمایا: زیادہ غصہ کرنے سے بچو کیونکہ غصے کی کثرت بُرْدبار آدمی کے

دل کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے۔(احیاء العلوم، ۳/۲۰۴)

مسلمانوں کی عمدہ صفات

حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یہ باتیں مسلمانوں کی علامات میں سے ہیں: دین میں مضبوطی، نرمی برتنے میں احتیاط، ایمان یقین کے ساتھ، علم بردباری کے ساتھ، رَفاقت سمجھ داری کے ساتھ، حقوق کی ادائیگی، مالداری میں میانہ رَوی، فاقہ میں اچھی طرح صبر، باوجود طاقت کے احسان، رفاقت میں برداشت، سختی میں صبر، غصے سے مغلوب نہ ہونا، غیرت وحمیت سرکشی پر نہ ابھارے، شہوت غالب نہ ہو، پیٹ رسوا نہ کرے، حِرص ذَلیل نہ کرے، نیت میں کوتاہی نہ ہو، مظلوم کی مدد کرے اور کمزور پر رحم کھائے، نہ کنجوسی کرے اور نہ حد سے زیادہ خرچ کرے، جب کوئی ظلم کرے تو اسے معاف کر دے اور جاہل سے درگزر کرے، خود مَشَقَّت اٹھائے لیکن دوسروں کو آسانی پہنچائے۔(احیاء العلوم، ۳/۲۰۶)

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے سامنے جب غصہ دلانے والی باتیں کی جاتیں تو وہ غُصّہ نہ کرتے بلکہ ان کی تمام تر توجہ اپنی آخرت کی طرف رہتی تھی اور شیطان کے اس وار کو ناکام بنا دیتے۔ چنانچہ،

فکرِ صدیقی

منقول ہے کہ ایک شخص نے اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو برا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا: ''جو کچھ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ سے چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔'' گویا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور اس کی مزید معرفت کے حصول میں مشغول تھے اسی لئے آپ نے اپنی عیب جوئی کرنے والے پر غصہ نہ کیا۔(احیاء العلوم، ۳/۲۱۲)

تو نے مجھے پہچان لیا

ایک عورت نے حضرتِ سَیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار سے کہا: ''اے ریاکار!'' آپ نے فرمایا:

تیرے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا۔ گویا آپ اپنے آپ سے ریاکاری کی آفت کو دور کرنے میں مشغول تھے اور جو کچھ شیطان کہتا تھا اس کا انکار فرماتے تھے، لہٰذا جب آپ کو رِیاکار کہا گیا تو آپ نے غُصّہ نہ کیا۔(احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

بُرائی کرنے والے کے لئے دعائے مغفرت

ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کو گالی دی تو انہوں نے فرمایا: اگر تو (اپنی بات میں) سچا ہے تو **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے بخش دے۔(احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی ان واقعات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''ان واقعات سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو غُصّہ نہیں آتا تھا کیونکہ ان کے دل اہم دینی اُمور میں مشغول ہوتے تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گالی گلوچ اُن کے دلوں پر اثر انداز ہوتی ہو لیکن یہ اس طرف توجہ ہی نہ کرتے ہوں کیونکہ وہ اس بات میں مشغول ہوتے تھے جس کا اُن کے دلوں پر غلبہ تھا، تو بعید نہیں کہ دل کا بعض اَہم امور میں مشغول ہونا بعض پسندیدہ چیزوں کے چلے جانے پر غُصّہ آنے کو روک دے اس وقت غصے کا مفقود ہونا متصور ہوگا۔'' (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

ایک جملے میں تمام اَخلاق

حضرتِ سَیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اے انسان! جب تو غصے میں آتا ہے تو اُچھلتا ہے خیال کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تو جہنم میں چھلانگ لگا بیٹھے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے عرض کی گئی کہ ایک جملے میں بتائیے کہ اچھے اخلاق کیا ہیں؟ فرمایا: غصے کو چھوڑ دینا۔(احیاء العلوم، ۲۰۵/۳۔۲۰۶)

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی کیونکہ اگر کوئی مُعَزَّز آدمی میری برائی کرے تو مجھے چاہیے کہ اسے معاف کردوں اور اگر کوئی کمینہ گالی دے تو مجھے اپنی عزت کو اس کا نشانہ نہیں بنانا چاہیئے پھر یہ شعر پڑھا:

وَاَغْفِرُ عَوْرَاءَ الْكَرِيْمِ اِدِّخَارَهُ وَاُعْرِضُ عَنْ شَتْمِ اللَّئِيْمِ تَكَرُّمًا

ترجمہ: معزز آدمی کی خطا معاف کرتا ہوں تاکہ اجر ملے اور کمینے کی غلطی سے اپنی عزت بچانے کے لئے درگزر کرتا ہوں۔(احیاء العلوم، ۲۳۱/۲)

مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُسے جلدی غُصّہ آتا ہے تو جلد ہی چلا بھی جاتا ہے۔

مومن کا غصہ

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **اَلْـمُؤْمِنُ سَرِیْعُ الْغَضَبِ سَرِیْعُ الرِّضَا**، ترجمہ: مومن کو جلدی غُصّہ آتا ہے اور وہ جلد ہی راضی ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۳)

جب انسان کو غصہ آتا ہے تو دِلی کیفیت بدلنے کے ساتھ ساتھ اعضائے ظاہری پر بھی غصہ کی علامات باآسانی محسوس کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ، غصے کے نتیجے میں ہونے والے اثرات بیان کئے جاتے ہیں:

غصے کے اثرات

رنگ متغیر ہو جانا، کندھوں پر کپکپی طاری ہونا، اپنے افعال پر قابو نہ رہنا، حرکات وسکنات میں بے چینی کا پایا جانا، نیز کلام کا مُضطَرِب ہو جانا (زبان پر قابو نہ رہنا) یہاں تک کہ باچھوں (ہونٹوں کے سروں) سے جھاگ نکلنے لگتا ہے، آنکھوں کی سرخی حد سے بڑھ جاتی ہے، نتھنے پھول جاتے ہیں، بلکہ ساری صورت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی غضبناک شخص اس حالت میں اپنی ہی شکل دیکھ لے تو شرم کے مارے اپنی خوبصورت شکل کو بدصورتی میں تبدیل پا کر خود بخود ہی اس کا غصہ ختم ہو جائے گا، کیونکہ کسی بھی انسان کی ظاہری حالت اس کی باطنی کیفیت کی عکاس ہوتی ہے۔ لہٰذا جب باطنی کیفیت ہی بُری ہوگی تو ظاہری حالت بھی اسی برائی پر پروان چڑھے گی، لہٰذا ظاہر کی تبدیلی حقیقت میں باطن کی تبدیلی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

زبان پر غصے اور غضب کے اثرات اس طرح مرتب ہوتے ہیں کہ اس سے بری باتیں نکلتی ہیں مثلاً ایسی فحش اور گندی گالیاں وغیرہ کہ جن سے ہر صاحبِ عقل انسان کو حیا آتی ہے، ایسی گفتگو کرنے والے شخص کو غصے کے وقت اپنی باتوں پر قابو نہیں رہتا بلکہ اس کے الفاظ بھی بے ربط اور خلط ملط ہو جاتے ہیں۔ پھر نوبت مار پیٹ بلکہ قتل وغارت گری تک جا پہنچتی ہے، اگر کوئی شخص بدلہ نہ لے سکتا ہو تو وہ اپنا غصہ خود پر ہی نکالنے لگتا ہے، اپنے کپڑے پھاڑتا اپنے آپ کو

اور دوسروں کو یہاں تک کہ جانوروں اور دوسری اشیاء تک کو مارنے یا توڑنے لگتا ہے، بلا وجہ پاگل شخص کی طرح بھاگنے لگتا ہے اور بعض اوقات زمین پر گر جاتا ہے اور حرکت تک نہیں کرسکتا بلکہ غضب کی زیادتی کی وجہ سے اس پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔**دل پر اس کے اثرات** یہ مرتب ہوتے ہیں کہ جس پر غصہ ہو اس کے خلاف دل میں کینہ اور حسد پیدا ہو جاتا ہے، اس کی مصیبت پر خوشی کا اور خوشی پر غم کا اظہار کرتا ہے، اس کا راز فاش کرنے، دامنِ عزت چاک کرنے اور مذاق اُڑانے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پختہ ارادہ) کرلیتا ہے۔اس کے علاوہ اور بہت سی برائیاں ایسی ہیں جن کا سبب **غصہ بنتا ہے**۔(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱/۱۱۸۔۱۱۹)

معلوم ہوا کہ بے جا غصہ ایک مذموم صفت ہے اور غصے کی حالت میں انسان قطع تعلق کرتا، انتقامی کاروائی کرتا اور مَغْضُوْب عَلَیْہ کو نقصان پہنچاتا ہے لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے بلکہ صبر کرتے ہوئے غصہ پی جائے تو اس کے لئے بڑا اَجر وثواب ہے۔شیخِ طریقت امیر اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے''**غصے کا علاج**'' کے صفحہ نمبر ۹ پر غصے کا ایک علاج یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ غُصّہ پی جانے اور درگزر سے کام لینے کے فضائل سے آگاہی حاصل کرے، جب کبھی غُصّہ آئے اُن فضائل پر غور وفکر کرکے غُصّے کو پینے کی کوشش کرے۔غصہ پینے والوں کے لئے جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔چنانچہ،

جنت کی بشارت

حضرتِ سَیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنّت میں داخل کردے؟ فرمایا:''**لَا تَغْضَبْ وَلَکَ الْجَنَّۃُ**''، یعنی غُصّہ نہ کرو، تو تمہارے لئے جنّت ہے۔(مجمع الزوائد، ۸/۱۳۴، حدیث: ۱۲۹۹۰)

کیا ہر غُصّہ حرام ہے؟

عوام میں یہ غَلَط مشہور ہے کہ''غُصّہ حرام ہے''غُصّہ ایک غیر اختیاری امر ہے، انسان کو آ ہی جاتا ہے، اِس

میں اس کا قُصُور نہیں، ہاں غصے کا بے جا استعمال بُرا ہے۔ بعض صورتوں میں غُصّہ ضَروری بھی ہے مثلاً جہاد کے وَقت اگر غُصّہ نہیں آئے گا تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں سے کس طرح لڑیں گے! بہر حال غُصّے کا ''اِزالہ'' (یعنی اس کا نہ آنا) ممکن نہیں ''اِمالہ'' ہونا چاہئے یعنی غُصّہ کا رُخ دوسری طرف پھر جانا چاہئے۔ یہ آخرت کیلئے انتہائی مفید ہے۔ (غصے کا علاج، ص ۲۷) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے غصے پر قابو پانے کی توفیق عطا فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ

''فاروق'' کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) جنت کے طلبگار کو اپنے غصے پر قابو رکھنا چاہیے۔

(2) غصہ انسان کی حالت میں ایسی تبدیلی کر دیتا ہے کہ غصہ والا شخص اپنی صورت دیکھ لے تو غصے سے باز آجائے۔

(3) غصہ نرمی سے روکتا، قطع تعلق کرواتا، دوسروں کو ایذا دینے پر ابھارتا اور اس کے علاوہ اور بہت سی اخلاقی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

(4) جب کوئی ہمیں غصہ دلائے تو ہمیں اپنے اَسلاف کی پیروی کرتے ہوئے اپنی خامیوں پر نظر رکھنی چاہیے اور اس شخص سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے۔

(5) غصہ آنا برا نہیں بلکہ غصے کا بے جا استعمال بُرا ہے۔

یا رَبَّ الْعَالَمِین عَزَّوَجَلَّ! بِطُفَیلِ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں اپنے قہر وغضب سے بچا اور دنیا و آخرت میں اپنی حفظ و امان میں رکھ! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:49 مصیبت زدہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ .رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَ قَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ترمذی ، کتاب الزهد عن رسول الله، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ۱۷۹/٤، حدیث:۲٤۰۷)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مومن مرد وعورت کی جان، اولاد اور مال میں مسلسل مصیبتیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔'' امام ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' فرمایا ہے۔

حضرت علامہ مُحَمَّدبن عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مسلمان مرد وعورت پر مرض محتاجی، غربت وتنگدستی وغیرہ کی صورت میں جو مصیبتیں آتی ہیں وہ بظاہر تو تکلیف دہ ہیں لیکن اگر بندہ یہ ذہن بنالے کہ یہ مصیبتیں اَرْحَمُ الرَّاحِمِین کی طرف سے ہیں تو مصیبتوں کی اذیت راحت میں تبدیل ہوجائے گی۔ اولاد میں مصیبت ان کی موت، بیماری یا اولاد کے زندہ نہ رہنے یا ان جیسے دوسرے مسائل کی صورت میں ہوتی کہ جن کی وجہ سے باپ غم زدہ ہوجاتا ہے۔ مال میں مصیبت آنے سے مراد مال کا جل جانا یا چوری ہوجانا ہے، الغرض بندۂ مومن اسی طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اُسے اِس حال میں موت آتی ہے کہ اُس کے سر پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا، کیونکہ اعمالِ صالحہ سے اس کے وہ صغیرہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں جو حُقُوقُ اللّٰہ سے متعلق ہوں اور صبر اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اجر کی امید رکھنا بھی نیک اعمال ہی ہیں۔ (لہٰذا ان سے گناہ مِٹ جاتے ہیں) (دلیل الفالحین، باب الصبر، ۱۹۹/۱)

صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''یہاں (حدیث مذکور میں) گناہوں سے مراد حُقُوقُ اللّٰہ کے گناہِ صغیرہ ہیں ورنہ شرعی حقوق، یوں ہی بندوں کے حقوق

بیماری وغیرہ سے معاف نہیں ہوتے، حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ مقروض یا بے نمازی جب کبھی بیماری سے اٹھے تو گزشتہ قرضے بھی معاف ہوگئے اور نہ پڑھی ہوئی نمازیں بھی۔'' (مراۃ المناجیح،۲/۴۱۸)

بیمار نہ ہو تو فکر کرے

بیماری بھی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اگر ہم کبھی بیمار پڑ جائیں تو اس پر شکر کرنا چاہیے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں بیماری عطا فرمائی کیونکہ بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں اور اگر کسی شخص پر کوئی بیماری یا مصیبت نہ آئے تو اسے فکر کرنی چاہیے کہ کہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے چھوڑ تو نہیں دیا۔ **اِمامِ اَہلسُنّت، ولیِ نعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرتَبت، پَروانۂ شَمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلَّت مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''اگر چالیس (40) دن گزر جائیں کہ کوئی عِلّت (یعنی بیماری یا تکلیف) یا قِلّت (یعنی تنگی) یا ذلّت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص۱۵۹)

مدنی گلدستہ

''احمد'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) بندۂ مومن پر جو بھی مصیبت یا بیماری آتی ہے وہ اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

(2) اگر مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کیا جائے تو اس پر اجرِ عظیم ملتا ہے۔

(3) بیماری یا مصیبت سے انسان کے حقوقُ اللّٰہ سے متعلق صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(4) جب مصیبت آئے تو یہ ذہن بنانا چاہیے کہ جو خدائے بُزُرگ و برتر ہم پر اپنی نعمتوں کی چھما چھم برسات فرماتا ہے یہ مصیبت اسی کی جانب سے ہے اور اس میں ہماری بھلائی پوشیدہ ہے، تو اس طرح مصیبت پر صبر کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:50 قرآن سن کر غصہ جاتا رہا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ. وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْشُبَّانًا. فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِيْ! لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ فَاذِنَ لَهُ عُمَرُ. فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَوَاللّٰهِ! مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوْقِعَ بِهٖ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ، وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ: رَوَاهُ الْبُخَارِي (بخاری، کتاب التفسیر، الاعراف، ٢٢٧/٣، حدیث:٤٦٤٢، بتغیر قلیل)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ ناعبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ عُیَیْنَہ بن حِصْن آئے اور اپنے بھتیجے حُرّبنْ قَیس کے پاس ٹھہرے۔ حُرّبنْ قَیس اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنَا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مُقَرَّبِین میں سے تھے۔ قُرّاء حضرات، اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنَا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جَلِیس (ساتھ بیٹھنے والے) اور مُشِیر (مشورہ دینے والے) تھے، کچھ بوڑھے تھے کچھ جوان، عُیَیْنَہ نے اپنے بھتیجے سے کہا، بھتیجے! اَمیرُ الْمُؤمِنِین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے ہاں تیری عزت ہے، میرے لیے وہاں جانے کی اجازت طلب کر، انہوں نے اجازت مانگی تو اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنَا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اجازت دے دی، جب حاضر ہوئے تو عرض کی: ''اے عمر بن خطاب (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ تو آپ ہمیں زیادہ دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں'' اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنَا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غضب ناک ہوگئے قریب تھا کہ انہیں سزا دیتے۔ (یہ دیکھ کر) حضرتِ حُرّبنْ قَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی ''اے اَمیرُ الْمُؤمِنِین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نَبِیّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا: ''عفو ودرگزر کرو، نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں سے

روگردانی کرو۔'' اور یہ ناسمجھ لوگوں میں سے ہیں۔راوی فرماتے ہیں: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اس آیت کی تلاوت کے بعد اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرت سَیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کچھ حرکت نہ کی اور آپ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب پر بہت عمل کرنے والے تھے۔

''عُیَیْنَہ'' ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے طُلَیْحَہ بِنْ اَسَدِی کی موافقت کی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جب مسلمانوں نے مرتدین پر دھاوا بولا تو طُلَیْحَہ کذّاب فرار ہوگیا اور عُیَیْنَہ کو پکڑ کر اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لایا گیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے توبہ کرائی تو وہ توبہ کر کے مسلمان ہوگئے۔(أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ٤/٣٥٤) یہ دیہات کے رہنے والے تھے۔ایک مرتبہ اپنے بھتیجے حضرتِ سَیِّدُنا حُرّبِنْ قَیْس بِنْ حِصْن فَزَارِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! تم اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے رُفقا میں سے ہو، ان کے ہاں تمہاری عزت و وجاہت ہے مجھے ان کے پاس لے چلو۔چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا ابن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ انہیں اپنے ساتھ دربارِ فاروقی میں لے گئے، وہاں پہنچ کر عُیَیْنَہ نے کہا: ''اے عمر بن خطاب (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! آپ ہمیں نہ تو زیادہ مال دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے ساتھ انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔یہ سن کر آپ کو شدید غصہ آیا کیونکہ آپ پر مستحقین کو ان کا حق نہ دینے اور معاملات میں انصاف نہ کرنے کا سنگین الزام لگایا گیا تھا۔چنانچہ، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا، تو حضرتِ سَیِّدُنا حُرّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا اَمِیْرَ الْمُؤمِنِین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! بے شک! اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حِلم اور عفو و درگزر پر ابھارتے ہوئے فرمایا: ''اے محبوب معاف کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔'' جب حضرتِ سَیِّدُنا حُرّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت سَیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس آیت کے خلاف نہیں کیا (اور اسے معاف کر دیا) حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللّٰہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: یہ آیت لوگوں کے اَخلاق کے بارے میں نازل ہوئی۔مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام سے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی: مجھے

نہیں معلوم میں پوچھ کے آتا ہوں۔ پھر واپس آئے تو عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کا رَبّ عَزَّوَجَلَّ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جو آپ سے قطع تعلق کرے آپ اس سے صلہ رحمی کریں اور جو آپ سے کوئی چیز روکے آپ اسے عطا کریں اور جو آپ پر ظلم کرے آپ اس سے درگزر فرمائیں۔'' تفسیر بغوی میں حضرتِ سَیِّدُ نا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ قرآن کریم میں اخلاق کے بارے میں اس سے زیادہ جامع آیت نازل نہیں ہوئی۔''

(ملخصاًدليل الفالحين، باب الصبر، ١/٢٠١-١٩٩)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کیسا صبر اختیار فرمایا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عدل وانصاف کے پیکر تھے۔ اَعرابی کی الزام تراشی پر آپ کو بہت غصہ آیا لیکن حضرت سَیِّدُ نا حُرّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمانِ خداوندی سن کر آپ کا غصہ جاتا رہا اور انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے اُس اعرابی کو معاف کردیا۔

یہ حقیقت ہے کہ نیک لوگ اپنی ذات کے لئے کسی پر غصہ کا نِفاذ نہیں کرتے بلکہ کسی نہ کسی اَحسن تدبیر سے اپنے غصے کو رضائے الٰہی کے لئے روک لیتے ہیں۔

چنانچہ، اس ضمن میں 4 واقعات ملاحظہ فرمائیے!

(1) تین جملوں کے ذریعے غصے کا علاج

حضرتِ سَیِّدُ نا مُعْتَمِر بِنْ سُلَیْمَان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو بہت زیادہ غصہ آتا تھا اس نے تین کاغذ اپنے ساتھیوں کو دیئے اور پہلے سے کہا کہ جب مجھے کسی پر غصہ آئے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا، دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ تھم جائے تو مجھے یہ کاغذ دے دینا، تیسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ بالکل ختم ہو جائے تب مجھے یہ کاغذ دینا۔ ایک دن اسے کسی پر بہت زیادہ غصہ آیا تو اسے پہلا کاغذ دیا گیا اس میں لکھا تھا ''**اس غصے سے تیرا کیا تعلق؟ تو خدا نہیں بلکہ عام سا انسان ہے، عنقریب تیرے جسم کا بعض حصہ دوسرے بعض**

کو کھا جائے گا'' یہ پڑھ کر اس کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اسے دوسرا کاغذ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا ''**تو زمین والوں پر رحم کر آسمانوں کا مالک تجھ پر رحم فرمائے گا''** پھر تیسرا رقعہ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا ''**لوگوں کو اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کے حق کے ساتھ پکڑو! ان کی اصلاح اسی بات سے ہوگی۔ حدود (شرعی سزاؤں) کو نہ چھوڑو!**(احیاء العلوم، ۳/۲۱٦)

(2) بُردباری ہر درد کا علاج ہے

کسی دانا (عقل مند) کی زوجہ بہت بداخلاق تھی ایک مرتبہ اس کا ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ جب کھانا رکھا گیا تو اس دانا شخص کی اَہلیہ اپنے شوہر کو گالیاں دیتے ہوئے کھانا اٹھا کر لے گئی اس کے دوست نے یہ منظر دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔ چنانچہ، وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا، دانا شخص اس کے پیچھے گیا اور کہا: ''کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب ہم تمہارے گھر کھانا کھا رہے تھے اچانک ایک مرغی دستر خوان پر گری جس نے سارا کھانا خراب کر دیا تھا لیکن ہم میں سے کسی کو بھی اس پر غصہ نہ آیا۔'' دوست نے کہا: ''ہاں ایک دن واقعی ایسا ہوا تھا۔'' دانا شخص نے کہا: ''بس میری عورت کے عمل کو بھی اس مرغی کے عمل کی طرح سمجھ لو۔'' یہ سن کر اس کا غصہ ختم ہو گیا وہ واپس اپنے دوست کے ساتھ آیا اور کہا: ''**حلم** (بُردباری) **ہر درد کا علاج اور شفا ہے۔**'' (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

(3) تَصَوُّر کے ذریعے غصے کا علاج

ایک عقل مند ونیک شخص کے پاؤں پر کسی نے کوئی چیز ماری جس سے اُسے کافی تکلیف ہوئی لیکن اُس نے غصہ نہ کیا جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے یہ تصور کر لیا تھا کہ کسی پتھر سے میرا پاؤں پھسل گیا ہے، لہٰذا میں نے اپنا غصہ ختم کر دیا۔'' (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(4) مسکین پر رحم کرو!

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ہر بادشاہ کے ساتھ ایک دانا شخص ہوتا تھا، جب بادشاہ کو غصہ آتا تو وہ اسے ایک کاغذ دیتا جس پر لکھا ہوتا ''**مسکین پر رحم کرو اور موت سے ڈرو اور آخرت کو یاد رکھو!**'' بادشاہ اسے پڑھتا تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا۔(احیاء العلوم، ۳/۲۱۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
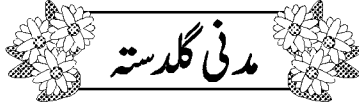
''علی'' کے 3 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مدنی پھول

(1) جو جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اتنی ہی زیادہ قوت برداشت بھی عطا فرماتا ہے۔

(2) انسان کو اپنے غصے پر قابو پانے کے لئے پہلے ہی سے کوئی تدبیر کرلینی چاہیے جو بوقت ضرورت اس کے غصے کو روکے۔

(3) جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق پر رحم کرتا ہے رحمتِ الٰہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اچھی اچھی تدابیر کے ساتھ اپنے غصے کو روکنے کی توفیق عطا فرمائے! اپنے قہر و غضب سے بچا کر ہمیشہ اپنی رحمت و رضوان کے سائے میں رکھے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:51

ناپسندیدہ اُمور پہ صبر

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:''اِنَّہَا سَتَکُوْنُ بَعْدِیْ اَثَرَۃٌ وَاُمُوْرٌ تُنْکِرُوْنَہَا! قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَیْکُمْ، وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَکُمْ.'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی سترون بعدی امورا، ٤/٤٢٩، حدیث:٧٠٥٢، بتغیر قلیل)

''وَالْاَثَرَۃُ'': اَلْاِنْفِرَادُ بِالشَّیْءِ عَمَّنْ لَہُ فِیْہِ حَقٌّ

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:''عنقریب میرے بعد کچھ ترجیحی سلوک اور ایسے کام ہونگے جو تمہیں ناپسند ہونگے۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایسی حالت میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا:''اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہو اور اپنے حقوق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مانگتے رہو۔''

امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں''اَثَرَۃٌ'' کا معنی ہے مستحقین میں سے کسی کو دوسروں سے منفرد حیثیت دینا۔

حدیث نمبر:52

حوضِ کوثر پر ملاقات

عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًامِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ کَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ فَقَالَ:''اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً، فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ.'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. (بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب قول النبی للانصار اصبروا......الخ، ٢/٥٥٨، حدیث:٣٧٩٢)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا اُسَیْد بن حُضَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک انصاری صحابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے بھی عامل (زکوٰۃ وصول کرنے والا) کیوں نہیں بنا دیتے جس طرح فلاں کو بنایا ہے؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا:''تم میرے بعد ترجیحی سُلوک دیکھو گے پس صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو۔''

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مذکورہ حدیثوں میں حاکم کی بات سننے اوراس کی اطاعت کرنے پر اُبھارا گیا ہے اگر چہ حاکم ظالم ہو، لیکن اسے اس کا حق دیا جائے گا اوراس کے خلاف بغاوت نہیں کی جائے گی۔ رعایا کو چاہئے کہ ظالم حاکم سے خلاصی، اس کے شر اور حق تلفی کو دور کرنے اوراس کی اصلاح کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرے۔ ''اَلْاَثَرَۃُ'' کا معنی یہاں پر یہ ہے کہ اُمرا یعنی حکمرانوں کا بَیْتُ الْمَال کے مال میں دوسروں (یعنی رعایا) کے مقابلے میں خود کو ترجیح دینا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفا ببیعۃ الخلیفۃ......الخ، ٦/٢٣٢، الجزء الثانی عشر)

مستقبل کی خبر

یہ ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مستقبل میں پیش آنے والے واقعے کی خبر دی اور بالکل ایسا ہی ہوا جیسا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی تھی۔ (احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام، کتاب الزکوۃ، ٣/٣١٢)

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ''حدیث پاک میں نَبِیّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ 'اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہنا' اس سے مراد یہ ہے کہ زکوۃ کا جو مال تمہیں دینا ہے ادا کرو اور اگر وقتِ ضرورت جہاد کے لئے تمہیں بلایا جائے تو اپنے آپ کو پیش کر دو لیکن تمہارے وہ حقوق جو تمہیں نہیں دیئے جا رہے تو ان حقوق کے لئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ حضرتِ سَیِّدُ نا زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اپنے حقوق **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پست آواز سے دعا کر کے مانگو کیونکہ اگر کوئی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بلند آواز سے دعا کرے تو یہ صورت ظالم حکمرانوں کی بے عزتی کا سبب بنے گی جو فتنے وفساد کی طرف لے جائے گی۔ (عمدۃ القاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ''سترون بعدی امورا'' ١٦/٣٢٩، تحت الحدیث: ٧٠٥٢)

معلوم ہوا کہ چاہے حکمران اپنی ذمہ داری نبھائیں یا نہ نبھائیں رعایا کو اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے جائز اُمور میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے، ہاں اگر وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام کا حکم دیں تو اُن کی اطاعت نہیں کی جائے گی اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے "**لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ**" یعنی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ (مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة...... الخ، ص١٠٢٣، حدیث: ١٨٤٠) **نیز یہ بھی معلوم ہوا** کہ ظالم حکمران کے ظلم پر صبر کرنا چاہیے اور اس سے خلاصی، اس کے شر سے بچنے اور اس کی اصلاح کے لئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیے اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کرنی چاہیے کیونکہ ہمارے بُرے اعمال کے سبب ہم پر بُرے حکمران مُسَلَّط کر دیئے جاتے ہیں ہم ان حکمرانوں کو تو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں اور اپنے اعمال درست کر لیں تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ حکمرانوں کو بھی صحیح کر دے گا جیسا کہ اس حدیثِ قُدسی سے صاف ظاہر ہوتا ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا مَالِكُ الْمُلُوْكِ وَمَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ فِيْ يَدِيْ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسُّخْطَةِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوْكِ وَلٰكِنِ اشْغَلُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ أَكْفِيَكُمْ مُلُوْكَكُمْ."

ترجمہ: رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: "میں **اَللّٰہ** ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے دستِ قدرت میں ہیں، جب لوگ میری اطاعت کریں تو میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو رحمت اور نرمی کرنے کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کریں تو میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو سختی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں پھر وہ لوگوں کو سخت ایذائیں دیتے ہیں، تو تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو بددعا دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ ذکر اور عاجزی میں مصروف رہو تاکہ تمہارے بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں۔"

(مشکاة المصابیح، کتاب الامارة والقضاء، الفصل الثالث، ٢/٣٤٣، حدیث: ٣٧٢١)

بادشاہوں کی سختی ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ میں بادشاہوں کے ظاہر و باطن کا بادشاہ اور مالک ہوں وہ سب مجبور و مَحکوم ہیں ان کے دل و زبان و قلم سب میرے قبضہ میں ہیں، اگر عام لوگ اور اکثر رعایا میری مُطِیع (فرمانبردار) ہو جائے تو میں بادشاہوں کے دل میں رحمت و الفت پیدا کر دوں گا، خیال رہے کہ رَأفَة، رحمت سے قوی ہوتی ہے مہربانی کو رحمت کہتے ہیں اور بہت ہی زیادہ مہربانی کو رأفة، رب تعالٰی فرماتا ہے بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْم ۔ معلوم ہوا کہ **بادشاہوں کی سختی ہمارے اعمال کا نتیجہ** ہے اور ظالم بادشاہوں کی معزولی یا موت کی دعائیں نہ کرو ممکن ہے اس ظالم کے بعد کوئی اور بڑا ظالم تم پر مُسَلَّط ہو جائے۔ وجہِ ظلم کو دور کرو یعنی گناہوں سے توبہ کرو، تم میری اطاعت کرنے لگو حُکّام تم پر نرم ہو جائیں گے۔ (مراۃ المناجیح، ۳۷۰/۵، ملتقطاً)

بُرے کام کا بُرا انجام

اگر ہم پر ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں تو ان حکمرانوں کو کوسنے اور بُرا بھلا کہنے کے بجائے ہمیں حدیثِ مذکور میں بتائے گئے علاج پر عمل کرنا چاہیے یعنی ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے، ہم اپنی اصلاح کرلیں گے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ خود اُن کے دلوں کو نرم فرما دیگا اور وہ ہم پر رحم دل ہو جائیں گے۔

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''یعنی اگر تم اسلامی بادشاہ کا فِسْق و فُجُور کھلم کھلا دیکھو، ان کے اَحکام واَفعال کی کوئی توجیہ نہ ہو سکے تو ان کی اطاعت نہ کرو، مگر پھر بھی ان فاسق سلاطین پر خُرُوج نہ کرو کہ ان سے لڑنا بھڑنا باجماعِ مسلمین حرام ہے اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ بادشاہ فسق و ظلم کی وجہ سے معزول نہ ہوگا، کیونکہ سلطان کا معزول ہونا بڑی تباہی ملک و خوں ریزی کا باعث ہے۔ ہاں کافر سلطانِ اسلام نہیں بن سکتا، اگر مسلمان بادشاہ کافر ہو جائے تو معزول ہوگا۔ (مراۃ المناجیح، ۳۴۱/۵، ملخصاً)

حدیثِ مذکور میں حوضِ کوثر کا بیان ہوا لہٰذا اس عظیم و بابرکت حوض کے متعلق کچھ بیان کیا جاتا ہے:

حوضِ کوثر

رسولِ اکرم نورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرا حوض ایک مہینہ کی مَسافت کا ہے اور اس کے گوشے برابر ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب في الحوض، ٤ /٢٦٧، حدیث:٦٥٧٩)

ہر نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) کے لئے حوض ہوگا

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہر نبی کا حوض ہے اور وہ حضرات اس پر فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے پاس زیادہ آنے والے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ لوگ میرے پاس ہی آئینگے۔'' (ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع، باب ماجا في صفة الحوض، ٤/ ٢٠٠، حدیث:٢٤٥١)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''ہر نبی کا حوض علیحدہ ہوگا۔ مگر ہمارے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حوض جس کا نام کوثر ہے ان سب سے بڑا سب سے خوبصورت اور سب سے لذیز ہوگا۔ ہر نبی کے حوض پر ان کی امت ہی حاضر ہوگی، امت کی زیادتی نبی کے لئے، شاگردوں کی زیادتی استاذ کے لئے، مریدین کی زیادتی شیخ کے لئے، رعایا کی کثرت بادشاہ کے لیے باعثِ فخر ہوتی ہے۔ جنتی لوگوں کی کل صفیں ایک سو بیس (120) ہوں گی جن میں سے اَسّی (80) صفیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت باقی چالیس صفوں میں ساری امتیں۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۴۵۸)

خُلَفائے راشدین سے محبت کا صِلہ

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے:** ''میرے حوض کے چار کونے ہیں پہلے کونے پر ابوبکر، دوسرے پر عمر، تیسرے پر عثمان اور چوتھے پر علی ہوں گے (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن) جو ابوبکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے اس کو ابوبکر سیراب نہیں کریں گے اور جو عمر سے محبت رکھے اور ابوبکر سے

بغض رکھے اس کو عمر سیراب نہیں کریں گے اور جو عثمان سے محبت کرے اور علی سے بغض رکھے اسے عثمان حوض سے نہیں پلائیں گے اور جو علی سے محبت کرے مگر عثمان سے بغض رکھے اس کو علی سیراب نہیں کریں گے۔(العلل المتناهية لابن جوزی، حديث في فضل الاربعة، ١/٢٥٤، حديث :٤٠٨) تو جس نے ابو بکر سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر سے محبت کی سیدھی راہ اختیار کی اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ نورِ مبین سے منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی تو اس نے بڑی مضبوط گرہ کو تھام لیا اور جس نے تمام صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کے متعلق حسنِ ظن رکھا وہ نفاق سے بَری ہے۔(الثقات لابن حبان، كتاب من روى عن اتباع التابعين، محمد بن المقاتل العباداني، ٥/٤٤٨، حديث: ٣٣١٠)

پھول رَحمت کے ہر دم لٹاتے رہے یاں غریبوں کی بگڑی بناتے رہے
حوضِ کوثر پہ مت بھول جانا کہیں تم پہ ہر دم کروڑوں دُرُود و سلام

ہمیں چاہیے کہ ہر مصیبت پر صبر کریں، یہاں تک کہ اگر ظالم و فاسق حکمران ہم پر مسلط کر دیئے جائیں تب بھی صبر سے کام لیا جائے۔ ہاں! اُن کی اصلاح اور ان سے خُلاصی (چھٹکارا) کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا گو رہیں۔ اپنی اور سب لوگوں کی اصلاح کی کوشش کریں۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے ہاتھوں جامِ کوثر پینا نصیب ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ آج کے اس پُر فِتَن دور میں تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں بھرے مشکبار مدنی ماحول میں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا ذہن ملتا ہے، عمل کا جذبہ بڑھتا ہے، اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی محبت ملتی ہے۔ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
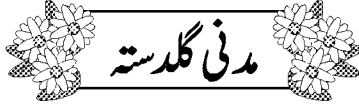
”حوضِ کوثر“ کے 7 حروف کی نسبت سے احادیثِ مذکورہ اور ان کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) حکمرانوں کی ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنے کا بھی اجر ملتا ہے۔

(2) فسق وظلم کی وجہ سے بادشاہِ اسلام معزول نہ ہوگا ہاں کوئی کافر کسی اسلامی سلطنت کا حاکم نہیں بن سکتا اگر (مَعَاذَ اللّٰہ) کوئی مسلمان بادشاہ کافر ومرتد ہوجائے تو اسے معزول کردیا جائے گا۔

(3) حاکمِ اسلام پر خُرُوج یا اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ رعایا کے حقوق ادا کرنے میں غفلت کرتا ہے۔

(4) ظالم وفاسق بادشاہ کی اصلاح اور اس کے ظلم وشر سے بچنے کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرنی چاہیے۔

(5) ظالم حکمران رعایا کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

(6) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے علمِ غیب جانتے ہیں آپ نے بارہا مستقبل کی خبریں دیں اور بالکل ایسا ہی ہوا جیسا زبان حق ترجمان سے نکلا۔

(7) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے دن اپنی امت کے صابرین اور دیگر افراد کو حوض کوثر سے بھر بھر کر جام پلائیں گے جسے یہ جام نصیب ہوگا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بروزِ قیامت پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھوں جامِ کوثر پینا نصیب فرمائے! ہماری بے حساب مغفرت فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:53 عافیت کی دعا مانگو!

عَنْ أَبِیْ إِبْرَاهِیْمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا:أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ، اِنْتَظَرَحَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِیْهِمْ فَقَالَ:"یَاأَیُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوااللّٰهَ الْعَافِیَةَ ، فَإِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْاأَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ". ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :"اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ". مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(بخاری، کتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو، ٣١٧/٢، حدیث:٣٠٢٤-٣٠٢٥، بتغیر قلیل)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللّٰہ بن ابی اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم،نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنگ کے دنوں میں ایک دن انتظار فرمانے لگے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا،آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:اے لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا نہ کرو اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے عافیت کا سوال کرو اور جب دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر کرو اور جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔پھر فرمایا:اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ!(اے) کتاب نازل فرمانے والے! بادلوں کو چلانے والے! اور لشکروں کو شکست دینے والے ان (کفار) کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری شرح بخاری** میں حدیثِ پاک کے حصے " أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْف " کے تحت فرماتے ہیں:"یعنی اس سے مراد **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والا ثواب ہے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو تلوار کی ضرب جنت کی طرف لے جانے کا سبب ہے۔علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:اس سے مراد یہ ہے کہ جہاد کے ذریعے جنت میں داخلہ ہوگا،اور ظِلال ظِلّ کی جمع ہے جس کا معنی ہے"سایہ" جب ایک شخص دوسرے کے قریب ہوتا ہے تو وہ اس کی تلوار کے سائے میں آجاتا ہے اور جب دو لڑنے والے ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کی تلوار کے سائے تلے ہوتے ہیں پس

اس طرح جنت کو پایا جاتا ہے۔(یعنی جو شخص جہاد کے قریب ہوتا ہے وہ جنت کے قریب ہو جاتا ہے)(عمدة القاری، کتاب الجهاد، باب الجنة تحت بارقة السيف، ۱۰/۱۲۷، تحت الحديث:۲۸۱۸)

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرحِ مسلم میں فرماتے ہیں:**

''وَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ'' اس حدیث میں جنگ کی حالت میں صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور جہاد میں صبر کرنا اور ثابت قدم رہنا جہاد کے اَرکان میں سے ایک اَہم رُکن ہے۔(شرح مسلم للنووی، کتاب الجهاد، باب كراهة تمنى لقاء العدو، ۶/۴۶، الجزء الثانی عشر)

تین نعمتیں

فتحُ الباری میں ہے: اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ ... الخ ترجمہ: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! (اے) کتاب نازل فرمانے والے بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے! اُن (کفار) کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

اس دعا سے کفار پر مدد کی طرف اشارہ ہے۔ کتاب سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ (پ۱۰، التوبہ:۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: تو ان سے لڑو **اللہ** انہیں عذاب دیگا تمہارے ہاتھوں۔

اور بادلوں کے چلنے سے مراد یہ ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرتِ ظاہرہ ہی بادلوں کو چلاتی ہے اور مشیتِ الٰہی سے ہی ہوا چلتی ہے، اور وہ بادل ہوا کے ساتھ ہر جگہ جاتے ہیں کبھی وہ بادل برستے ہیں اور کبھی نہیں برستے، تو بادل کے چلنے سے جنگ میں مجاہدین کی اِعانت مراد ہے اور بادلوں کے رکنے سے مجاہدین سے کفار کے ہاتھ رک جانا مراد ہے اور بادلوں کے برسنے سے مالِ غنیمت ملنا مراد ہے اور نہ برسنے سے کفار کی شکست مراد ہے۔

حدیث میں اِن تین نعمتوں کی عظمت پر تنبیہ ہے (1) قرآن کے نازل ہونے سے اُخْرَوِی نعمت حاصل

ہوئی اور وہ ہے اسلام (2) بادلوں کے چلنے سے دُنیوی نعمت حاصل ہوئی اور وہ ہے رزق (3) کفار کی شکست سے اُن دونوں نعمتوں کا تحفظ حاصل ہوا۔ گویا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو نے ہمیں دو عظیم دُنیوی اور اُخروی نعمتیں عطا کیں پس تو ان کی حفاظت فرما اور انہیں باقی رکھ۔(فتح الباری، کتاب الجهاد والسير، باب لا تمنوا لقاء العدو، ۱۲۷/۷، تحت الحدیث:۳۰۲٦)

عافیت مانگنے میں ہی عافیت ہے

علامہ بَدرُ الدِّین عَینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: ''حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ''دشمن سے ملنے کی تمنا نہ کرو!'' یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس میں کچھ تَکَبُّر اور اپنی قوت پر اعتماد اور اِترانے کا شائبہ ہے، مزید یہ کہ بلا پر صبر کرنا سب کا کام نہیں، منقول ہے کہ ''زخم کی تکلیف کی تاب نہ لا کر ایک شخص نے خودکشی کر لی۔'' اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''مجھے عافیت ملے اور میں شکر کروں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ بلا میں مبتلا ہوں اور صبر کروں'' اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا مولائے کائنات، علیُّ الْمُرْتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: اے بیٹے! کسی کو مقابلہ کے لئے نہ بلاؤ اور اگر تمہیں کوئی بُلائے تو اس کا مقابلہ کرو، اس لئے کہ وہ باغی ہے اور جس کے خلاف بغاوت کی جائے اس کی مدد کی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ضمانت لی ہے۔(عمدة القاری، کتاب الجهاد والسير، باب لا تمنوا لقاء العدو، ۱۰/ ۳٤۷، تحت الحدیث:۳۰۲٦)

حدیثِ مذکور میں عافیت کی دعا مانگنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لہٰذا اس ضمن میں 4 روایات ملاحظہ فرمایئے!

(1) ایمان کے بعد سب سے بہتر چیز

اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے اور فرمایا: جب خاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے سال ہمارے درمیان منبر پر تشریف

فرما ہوئے تو رونے لگے پھر فرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے عَفْو اور عافیت کا سوال کیا کرو کیونکہ یقین کے بعد کسی کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔'' (ترمذی ،کتاب احادیث شتی ، باب من ابواب الدعوات، ٥/٣٢٧، حدیث:٣٥٦٩)

(2) دنیا وآخرت میں عافیت

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بندہ اس سے افضل کوئی دعا نہیں مانگتا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ'' ترجمہ: اے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (ابن ماجه، کتا ب الدعاء، باب الدعاء بالعفو...... الخ، ٤/٢٧٣، حدیث:٣٨٥١)

(3) عافیت کا سوال محبوب ہے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت کا سوال کرنا اسے زیادہ محبوب ہے۔'' (ترمذی ،کتا ب الدعوات، ٥/٣٠٦، حدیث:٣٥٢٦)

(4) جسے عافیت ملی وہ کامیاب ہوگیا

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ فرمایا: اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت اور دنیا وآخرت کی بھلائی کا سوال کرو! اس نے دوسرے دن حاضر ہو کر پھر عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ فرمایا: اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عافیت اور دنیا وآخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو! تیسرے دن پھر یہی سوال کیا تو رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے پھر وہی جواب دیا اور فرمایا: ''جب تجھے دنیا اور آخرت میں عافیت مل جائے تو تُو کامیاب ہوگیا۔'' (ترمذی ،کتاب الدعوات، ٥/٣٠٥، حدیث:٣٥٢٣)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ

”بقیع“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) اپنے نفس پر اعتماد کرتے ہوئے دشمن سے ملنے کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ عافیت کی دعا کرنی چاہیے۔

(2) جب دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدمی اور صبر سے کام لینا چاہیے۔

(3) جو مسلمان دشمنِ اسلام سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو جائے وہ جنتی ہے۔

(4) جسے دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہو گئی وہ کامیاب ہو گیا۔

یا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرما! اپنی رحمت سے جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پڑوس میں جگہ عطا فرما! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اخلاص کیا ھے

اخلاص یہ ہے کہ خود اخلاص پر نظر نہ رہے کیونکہ جو شخص اپنے اخلاص میں اخلاص کو دیکھتا ہے تو اس کا اخلاص، اخلاص کا محتاج ہوتا ہے۔

(لباب الاحیاء، فصل فی الاخلاص، ص ٣٢٨)

باب نمبر:4
صِدق کا بیان

باب نمبر:4

صِدق کا بیان

صِــــدق (سچائی) ایک خوبی ہے اور ایسا حُسن ہے جس سے انسان کا چہرہ پُر نور اور قلب مطمئن و پُر سکون ہوجاتا ہے اسی لئے مومن وغیر مومن سب ہی سچائی کو پسند کرتے ہیں اور جھوٹ ایک برائی ہے، ایسا داغ ہے جس سے انسان کا چہرہ بدنما اور دل مُضطَرِب و بے چین رہتا ہے۔ سچ بولنے والے کو اگر سچائی کی وجہ سے ظاہری تکلیف ہوتی ہے تو اسے دِلی راحت بھی محسوس ہوتی ہے جب کہ جھوٹ بولنے والا ظاہراً تکلیف سے بچ جاتا ہے مگر اس کے باوجود اُسے شرمندگی وندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ ہمیشہ خوفزدہ اور غمزدہ ہی رہتا ہے۔ **''رِیَـاضُ الـصَّـالِحِیْن''** کا یہ باب **صدق (سچائی)** کے بارے میں ہے اِمَام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اِس باب میں **صدق** (سچائی) کے متعلق **3** تین آیاتِ مقدسہ، اور **6** احادیثِ مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ ہم اِس باب میں صدق کی تعریف، ضرورت، اہمیت وفضیلت اور روایات وحکایات بیان کریں گے۔

سچوں کے ساتھ ہوجاؤ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (۱۱۹) (پ ۱۱، التوبة: ۱۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! **اللہ** سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

آیتِ مبارکہ میں سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم تا قیامت سارے مسلمانوں کو ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب لوگوں کا باطل پر جمع ہوجانا مُمْتَنِع ہے اور دنیا میں سچے لوگ یعنی علمائے دین اور اولیائے کاملین اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قیامت تک رہیں گے زمانہ کبھی ان سے خالی نہ ہوگا۔ (تفسیرِ کبیر، پ ۱۱، التوبة، تحت الاية: ۱۱۹، ٦/١٦٦)

اس آیتِ طیّبہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اِجماعِ امتِ محمدیہ دلیلِ شرعی ہے (یعنی جس مسئلہ پر امتِ رسول کے صالحین مجتہدین کا اتفاق ہوجائے وہ حق ہے)۔ (تفسیرِ کبیر، پ ۱۱، التوبة، تحت الاية: ۱۱۹، ٦/١٦٦)

سچائی ایمان کی علامت ہے

وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ (پ٢٢، الاحزاب:٣٥) ترجمۂ کنز الایمان : اور سچے اور سچیاں۔

تفسیرِ ابنِ کثیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے کہ ”سچائی ایک قابل ستائش خصلت ہے یہی وجہ ہے کہ بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے کبھی بھی جھوٹ نہ بولا نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ ہی زمانۂ اسلام میں۔ سچائی ایمان کی علامت ہے جبکہ جھوٹ نِفَاق کی نشانی۔ سچا آدمی نجات پاتا ہے۔ سچائی اختیار کرو! کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے جھوٹ سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی جہنم کی طرف۔“ (تفسیرابنِ کثیر، پ٢٢، الاحزاب، تحت الآیة:٣٥، ٦/٣٧٢)

تَفْسِیْر رُوْحُ الْبَیَان میں ہے: ”سچ ایک نور ہے جو سچ بولنے والوں کے دلوں کی ہدایت کا سبب بنتا ہے جتنا انہیں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے یہاں قُرب حاصل ہوتا ہے اُتنا ہی انہیں وہ نور حاصل ہوتا ہے۔“ (تفسیر روح البیان، پ٢٢، الاحزاب، تحت الآیة:٣٥، ٧/١٧٥)

فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ (پ٢٦، محمد:٢١) ترجمۂ کنز الایمان: تو اگر **اللّٰہ** سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔

حدیث نمبر:54 سچ جنت کی طرف لے جاتا ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ” إِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ إِلَی الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ إِلَی الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا، وَإِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ إِلَی الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ إِلَی النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا“. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (بخاری، کتاب الادب، باب قول اللّٰہ تعالی یایھا الذین امنوا اتقوا......الخ، ٤/١٢٥، حدیث:٦٠٩٤)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ الله بِنْ مَسْعُود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بے شک! سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں صِدِّیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ بے شک بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کَذّاب (یعنی بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

صِدْق (سچ) کیا ہے؟

علامہ سَیِّد شریف جُرْجَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنی مایہ ناز تصنیف ''اَلتَّعْرِیْفَات'' میں صِدْق یعنی سچ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اَلصِّدْقُ فِی اللُّغَةِ مُطَابَقَةُ الْحُکْمِ لِلْوَاقِعِ وَفِی الْاِصْطِلَاحِ قَوْلُ الْحَقِّ فِیْ مَوَاطِنِ الْهَلَاکِ'' ترجمہ: صدق کا لُغوی معنی ہے ''واقعہ کے مطابق خبر دینا'' اور اہلِ حقیقت کی اصطلاح میں مقامِ ہلاکت پر (یعنی جہاں سچ بولنے میں جان کا خطرہ ہو وہاں) حق بات کہنا سچ ہے۔ (التعریفات، باب الصاد، ص ٩٥) معلوم ہوا کہ جہاں جان کا خطرہ ہو اور جھوٹ بولنے سے جان بچ سکتی ہو ایسی جگہ حق بات بیان کرنا سچ کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

سچ مومن کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے

عَلَّامَہ اِبْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْغَفَّار شرحِ صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس قول کا مصداق ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿١٣﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿١٤﴾ (پ ٣٠، الانفطار: ١٣-١٤)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

یعنی سچائی انسان کو اَبراروں (نیک لوگوں) کے گروہ میں داخل کر دیتی ہے اور اَبراروں کے لئے جنت کی نعمتیں ہیں جبکہ جھوٹ انسان کو فُجّاروں میں داخل کر دیتا ہے اور ان کے لئے جہنم ہے۔

صِدْق مومن کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے، جیسا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (پ ۱۱، التوبۃ:۱۱۹) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والوں اَللّٰہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو۔

مذکورہ آیت میں صِدق کو تقویٰ کے فوراً بعد ذکر کیا گیا ہے (یعنی جس طرح تقویٰ ایک بہت اچھی صفت ہے اور مُتَّقِین کا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بہت اُونچا مقام ہے۔ اِسی طرح صِدق بھی بہت ہی اچھی صفت ہے۔) حضرتِ سَیِّدُنا حکیم لقمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان سے کسی نے پوچھا: آپ کو یہ بلند مرتبہ ومقام کس عمل کے سبب حاصل ہوا؟ فرمایا: ''سچی بات کہنے، امانت میں خیانت نہ کرنے اور فضول باتوں کو چھوڑ دینے کے سبب۔''

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب قول اللہ عزوجل یایھا الذین امنوا اتقوا......الخ، ۹/۲۸۰)

برائیوں کی جڑ

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃُ القاری میں الفاظِ حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بِـرّ'' وہ نیک عمل ہے جو ہر بُری نیت سے پاک ہو، اور ''بِـرّ'' تمام نیکیوں پر بولا جاتا ہے۔ ''صِدِّیق'' اسمِ مبالغہ ہے یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ ''فُجُور'' وہ چیز جو فساد کی طرف لے جائے اور ایک قول یہ ہے کہ فجور وہ چیز ہے جو برائی کی طرف اُبھارے اور یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور یہ دونوں (بِرّ اور فُجُور) ایک دوسرے کے مُقابِل (ضِد) ہیں۔ ''سچ بولنے والے کو صدیق لکھ دیا جاتا ہے'' مطلب یہ ہے کہ وہ صدِّیق کہلانے کا مُستَحِق ہوجاتا ہے اور اس کے لئے صِدِّیقِین کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الادب، باب قول اللہ عزوجل یایھا الذین امنوا اتقوا ......الخ، ۱۵/۲۴۰، تحت الحدیث:۶۰۹۴)

اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں سچ بولنے پر ابھارا گیا ہے جھوٹ اور اس میں نرمی برتنے سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ جو جھوٹ کے معاملے میں غفلت برتے گا وہ جھوٹ بولنے لگے گا اور لوگوں میں جھوٹا مشہور ہوجائے گا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب قبح الکذب و حسن الصدق، ۸/۱۶۰، الجزء السادس عشر)

جھوٹا ہونا سب پر ظاہر کردیا جاتا ہے

عَلَّامَہ حَافِظ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فتحُ الباری میں فرماتے ہیں: حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ''بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے تو اسے بہت زیادہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے یعنی اس کے لئے یہ حکم کردیا جاتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، فرشتوں پر اس کا جھوٹا ہونا ظاہر کردیا جاتا ہے اور زمین والوں کے دلوں میں بھی یہ بات ڈال دی جاتی ہے۔ حضرتِ سَیِّدُ نا مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق حضرتِ سَیِّدُ نا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل پہ ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور پھر وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔'' (فتح الباری، کتاب الادب، باب قول اللہ عزوجل یایھا الذین امنوا اتقوا......الخ، ٤٣٠/١١، تحت الحدیث:٦٠٩٤)

جھوٹ کی قباحت سے متعلق 4 روایات ملاحظہ فرمایئے:

(1) فرشتے دور ہوجاتے ہیں

حضرتِ سَیِّدُ نا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ صَادِق و مَصْدُوق نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِہٖ**'' ترجمہ: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور ہوجاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الصدق والکذب، ٣٩٢/٣، حدیث:١٩٧٩)

(2) بڑے گناہ

دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی

دینا آپ بار بار یہ فرماتے رہے۔“ (مسند امام احمد، مسندالبصریین، ۳۰۶/۷، حدیث:۲۰۴۰۷)

(3) سب سے زیادہ ناپسندیدہ لوگ

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن آٹھ(8) قسم کے افراد **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوں گے: (۱) جھوٹ بولنے والے (۲) تکبر کرنے والے (۳) وہ لوگ جو اپنے سینوں میں اپنے بھائیوں سے بغض چھپا کر رکھتے ہیں جب وہ ان کے پاس آتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں (۴) وہ لوگ کہ جب انہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بلایا جاتا ہے تو ٹال مٹول کرتے ہیں اور جب شیطانی کاموں کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس میں جلدی کرتے ہیں (۵) وہ لوگ جو کسی دُنیوی خواہش کی تکمیل پر قدرت پاتے ہیں تو قسمیں اٹھا کر اسے جائز سمجھنے لگتے ہیں اگرچہ وہ ان کے لئے جائز نہ ہو (۶) چغلی کھانے والے (۷) دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور (۸) نیک لوگوں کے گناہ میں مبتلا ہونے کی تمنا کرنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ناپسند فرماتا ہے۔ (کنزالعمال، کتاب المواعظ، قسم الاقوال،الباب الثانی الفصل الثامن، ۳۹/۸، حدیث:۴۴۰۳۷، الجزء السادس عشر)

(4) منافق کی علامتیں

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 4 باتیں جس میں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب وعدہ کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

(بخاری ،کتاب الایمان ، باب علامات المنافق، ۲۵/۱، حدیث:۳۴)

مذکورہ بالا روایات سے جھوٹ کی قباحت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جھوٹ و سچ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جھوٹوں سے **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوتا ہے تو سچوں کو بہت زیادہ پسند فرماتا ہے ان پر اپنے انعام و اکرام کی برسات فرماتا ہے۔ آیئے سچ سے متعلق کچھ روایات و حکایات ملاحظہ کرتے ہیں۔

سچ کو لازم پکڑ لو!

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''سچائی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (سچائی اور نیکی) جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ یہ گناہ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (جھوٹ اور گناہ) جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔'' (الاحسان، باب الكذب، ۷/۴۹۴، حديث:۵۷۰۴)

سچ میں نجات ہے

اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: سچ بولا کرو، اگرچہ تمہیں اس میں ہلاکت نظر آئے کیونکہ اسی میں نجات ہے۔ (مكارم الاخلاق، باب في الصدق ......الخ، ص ۱۱۱، حديث:۱۳۷)

معلوم ہوا کہ سچ ہی میں انسان کی نجات ہے، سچائی مومن کی وہ اعلیٰ ترین صفت ہے کہ جو اسے جنت میں داخل کرادیتی ہے، سچے آدمی کو اپنے تو اپنے غیر بھی پسند کرتے ہیں اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ سچائی کی وجہ سے نا جانے کتنے لوگ راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ چنانچہ، اس ضمن میں ہمارے غوث پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزّاق کی سچائی کا ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمایئے کہ ان کے ایک سچ نے کتنوں کی بگڑی بنادی چنانچہ، منقول ہے کہ

ڈاکوؤں کے سردار کی توبہ

ایک قافلہ گیلان سے بغداد کی طرف رواں دواں تھا۔ جب یہ قافلہ **ہمدان** شہر سے روانہ ہوا تو جیسے ہی جنگل شروع ہوا ڈاکوؤں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور قافلے والوں سے مال واسباب لوٹنا شروع کردیا۔ اس قافلے میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی عمر اٹھارہ سال کے لگ بھگ تھی۔ ایک ڈاکو اس نوجوان کے پاس آیا اور کہنے لگا: صاحبزادے

تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ نوجوان بولا: میرے پاس چالیس دینار ہیں جو کپڑوں میں سِلے ہوئے ہیں۔ راہزن نے کہا کہ صاحبزادے! مذاق نہ کرو سچ سچ بتاؤ؟ نوجوان نے بتایا: میرے پاس واقعی چالیس دینار ہیں یہ دیکھو میری بغل کے نیچے دیناروں والی تھیلی کپڑوں میں سِلی ہوئی ہے، راہزن نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور نوجوان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ سردار نے کہا: نوجوان! کیا بات ہے لوگ تو ڈاکوؤں سے اپنی دولت چھپاتے ہیں مگر تم نے سختی کئے بغیر اپنی دولت ظاہر کردی؟ تو اس نوجوان نے کہا: میری ماں نے گھر سے چلتے وقت مجھ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ بیٹا! ہر حال میں سچ بولنا۔ بس میں اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھارہا ہوں۔

نوجوان کا یہ بیان تاثیر کا تیر بن کر ڈاکوؤں کے سردار کے دل میں پیوست ہوگیا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا چھلکنے لگا۔ اس کا سویا ہوا مقدر جاگ اٹھا، وہ کہنے لگا: صاحبزادے! تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ دولت لُٹنے کی پروا کئے بغیر اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھارہے ہو اور میں کس قدر ظالم ہوں کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پامال کررہا ہوں اور مخلوق خدا کا دل دُکھارہا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد وہ ساتھیوں سمیت سچے دل سے تائب ہوگیا اور لوٹا ہوا سارا مال واپس کردیا۔ (بهجة الاسرار ومعدن الانوار، ص١٦٧، ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وہ نوجوان ہمارے پیارے مرشد سَیِّدُنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی تھے جن کے سچ کی برکت سے ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھیوں سمیت اپنی گناہوں بھری زندگی سے توبہ کرکے راہ ہدایت پر گامزن ہوگیا۔ اس حکایت میں حضور غوث پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق اپنے عمل کے ذریعے ہمیں گویا یہ درس دے رہے ہیں کہ زندگی میں انسان پر کیسا ہی کڑا وقت کیوں نہ آن پڑے اور کیسی ہی سخت ترین مصیبت میں کیوں نہ مبتلا ہوجائے مگر اس کے باوجود کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لینا چاہیے بلکہ ہمیشہ سچی بات اپنی زبان سے نکالنی چاہئے کہ سچ کے بڑے فضائل ہیں۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ روزِ قیامت ان لوگوں کو بے شمار انعام واکرام سے نوازے گا جو دنیا میں سچائی کے خوگر ہونگے۔

سچائی کی بدولت درجات کی بلندی

حضرت سیِّدُنا بِشر بِنْ بَکْر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْبَر فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سَیِّدُنا اِمام اوزاعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ کے ساتھ جنت میں دیکھ کر پوچھا: حضرتِ سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہاں ہیں؟ کہا: ان کے درجات تو بہت بلند ہیں۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: ''اُن کی سچائی کی بدولت۔'' (التمهيد، باب ذكر عيون من اخبار مالك وذكر فضل موطئه، ٥٦/١)

مدنی گلدستہ
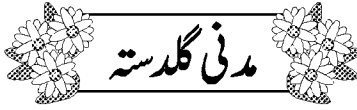
''صادِق'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) سچ تمام بھلائیوں کا سبب اور جنت کا راستہ ہے۔ جبکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ اور جہنم کا راستہ ہے۔

(2) جھوٹ سے بندے کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ نہ کرے اور مسلسل جھوٹ بولتا رہے تو پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

(3) جھوٹے کا جھوٹ فرشتوں پر ظاہر کر دیا جاتا ہے اور انسانوں کے دلوں میں بھی اس کی نفرت ڈال دی جاتی ہے۔

(4) انسان کو ہر حال میں سچ ہی بولنا چاہیے کیونکہ نجات سچ ہی میں ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک اور سچے بندوں کے صَدْقے ہمیں بھی اپنا مُخلِص وسچا بندہ بنائے، ہر حال میں سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:55

سچ میں اطمینان ہے

عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قال: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''دَعْ مَا یَرِیْبُکَ إِلٰی مَا لَا یَرِیْبُکَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِینَۃٌ، وَّالْکَذِبَ رِیْبَۃٌ''. رَوَاہُ التِّرْمِذِی(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، ۲۳۲/۴، حدیث:۲۵۲۶)

قَالَ النَّوَوِی: قَوْلُہ: ''یَرِیْبُکَ'' ھُوَ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّھَا: وَمَعْنَاہُ: اُتْرُکْ مَاتَشُکُّ فِیْ حِلِّہٖ، وَاعْدِلْ اِلٰی مَالَا تَشُکُّ فِیْہِ.

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ بات یاد کی ہے کہ ''جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اسے اختیار کر۔ بے شک! سچائی میں سکونِ قلب ہے اور جھوٹ شک وتہمت کا مُوجِب ہے۔''

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قول ''یَرِیْبُکَ'' میں یاء پر زبر اور پیش دونوں پڑھے جاسکتے ہیں، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس کے حلال ہونے میں تجھے شک ہے اسے چھوڑ دے اور جس کے حلال ہونے میں شک نہیں اسے اختیار کر۔

مومن کا دل صحیح کام پر مطمئن ہوتا ہے

اِمَام شَرَفُ الدِّیْن حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی چیز میں تمہیں شک ہو جائے تو اسے چھوڑ کر وہ کام کرو جس میں کوئی شک نہ ہو۔'' حدیث شریف کے الفاظ ''فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِیْنَۃٌ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب تمہارا نفس کسی کام کے بارے میں شک میں پڑ جائے تو اسے چھوڑ دو کیونکہ مومن کا نفس سچی بات پر مطمئن ہوتا ہے اور کسی کام پر نفس کا مطمئن نہ ہونا اُس کام کے باطل ہونے کی دلیل ہے، لہٰذا اس کام کو کرنے سے بچو۔ اور کسی کام پر نفس کا مطمئن ہوجانا اس

کام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، لہٰذا اس کام کو کرلو۔ لیکن یہ بات ان نفوسِ قُدسِیہ کے ساتھ خاص ہے جن کے دل گناہوں کی گندگی اور برائیوں کے میل سے پاک ہیں۔

(شرح الطیبی، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، ٦/٢٠، تحت الحدیث:٢٧٧٣)

مُفَسّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ (حضرتِ سَیِّدُ نا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے بِلا واسطہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے یہ (فرمان) سنا اور یاد کیا، کیونکہ حضورِ اَنور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زندگی شریف میں امام حَسن (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قدرے سمجھدار تھے، بچوں کا حدیث سننا معتبر ہے جب کہ کچھ سمجھدار ہوں اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے کسی صحابی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے سنا ہو، چونکہ یہ قولِ رسول تھا، اس لئے اسے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف نسبت فرما دیا، جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے یہ فرمایا، یا ہمیں حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا یہ فرمان یاد ہے۔ حدیث کے الفاظ ''دَعْ مَا یَرِیْبُک'' (ترجمہ: شک میں ڈالنے والی چیزوں کو چھوڑ دے) کے تحت فرماتے ہیں: ''جو کام یا کلام تمہارے دل میں کھٹکے کہ نہ معلوم حرام ہے یا حلال، اسے چھوڑ دو اور جس پر دل گواہی دے کہ یہ ٹھیک ہے اسے اختیار کرو، مگر یہ ان حضرات کے لئے ہے جو امام حَسن (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) جیسی قوتِ قُدسِیہ وعلمِ لَدُنّی والے ہوں جن کا فیصلۂ قلب کتاب وسنت کے مطابق ہو عام لوگ یا جو نفسانی وشیطانی وَہمیات میں پھنسے ہوں اُن کے لئے یہ قاعدہ نہیں، بعض لاپروا لوگ قطعی حراموں میں کوئی تَرَدُّد (شک) نہیں کرتے اور بعض وَہم پرست جائز چیزوں کو بلاوجہ حرام ومشکوک سمجھ لیتے ہیں ان کے لئے یہ قاعدہ نہیں ہے۔

''اَلصِّدْقُ طُمَانِیْنَۃٌ (ترجمہ: سچائی میں سکونِ قلب ہے) یعنی مومنِ کامل کا دل سچے کام وسچے کلام سے مطمئن ہوتا ہے اور مشکوک اشیاء سے قدرتی طور پر مُتَرَدِّد (شک میں) ہوتا ہے، یہاں لُمعات میں فرمایا گیا کہ جب آیتوں میں تَعَارُض (ٹکراؤ) معلوم ہوتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرو اور اگر حدیثیں بھی مُتَعَارِض (آپس میں ٹکراتی ہوئی) نظر

آئیں تو اقوالِ علما کو تلاش کرو اور اگر ان میں بھی تَعارُض (ٹکراؤ) نظر آئے تو اپنے دل سے فتویٰ لو اور احتیاط پر عمل کرو، (لیکن) یہ سارے احکام صاف دل اور پاکیزہ نُفُوس کے لئے ہیں اگر کسی کو جھوٹ سے اطمینان ہو اور گناہ سے خوشی ہو، نیکیوں سے دل گھبرائے تو وہ دل کی آواز نہیں بلکہ نفسِ اَمّارہ (گناہوں پر اُبھارنے والے نفس) کی شرارت ہے، نفس اگر دل پر غالب آجائے تو بہت پریشان کرتا ہے اور اگر دل نفس پر غالب ہو تو سُبْحٰنَ اللہ یہ ہی حال عقل کا ہے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ دل کو نفس و عقل پر غالب رکھے! آمین۔ (مراۃ المناجیح، ۴/۲۳۴)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰه　　اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

شکوک وشبہات سے بچنے کے متعلق بزرگانِ دین کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

(1) قمیص اُتار کر صدقہ کردی

ایک عبادت گزار اور نیک خاتون نے حضرتِ سَیِّدُنا اِبْراھِیم خَوّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْوَھَّاب سے عرض کی کہ میں اپنے دل میں کچھ تَغَیُّر محسوس کر رہی ہوں۔ فرمایا: یاد کر (کوئی خطا تو نہیں ہوئی؟) کہنے لگی میں نے بہت یاد کیا مگر کچھ یاد نہیں آرہا۔ انہوں نے ایک گھڑی سر جھکا لیا اور فرمایا: کیا تمہیں مشعل کی رات یاد نہیں؟ کہنے لگی: ہاں! فرمایا: یہ تَغَیُّر اسی وجہ سے ہے۔ اُسے یاد آیا کہ ایک دن وہ چھت پر اُون کات رہی تھی کہ دھاگہ ٹوٹ گیا۔ اسی وقت وہاں سے بادشاہ کی سواری گزری، اس نے مشعل کی روشنی میں دھاگہ درست کر لیا اور اس سے کات کر قمیص بنائی اور اسے پہن لیا۔ بتاتے ہیں کہ اس عورت نے وہ قمیص فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کردی تو قلبی صفائی و چمک دوبارہ لوٹ آئی۔

(قوت القلوب، ۲/۴۷۸)

(2) حلال کھانا شبہ کی وجہ سے نہیں کھایا

حضرت سَیِّدُنا ذُوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو جب قید کیا گیا تو آپ نے کئی روز تک کھانا نہ کھایا۔ ایک نیک عورت نے قید خانے میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کھانا بھیجا اور کہا: یہ حلال کھانا ہے۔ مگر حضرت ذوالنون

مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے وہ بھی نہیں کھایا۔ رہائی کے بعد جب اس عورت نے کھانا نہ کھانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: وہ حلال تو تھا، مگر میرے پاس تو حرام طریقے سے آیا تھا۔ اس عورت نے پوچھا: وہ کیسے؟ فرمایا: وہ کھانا میرے پاس داروغۂ جیل لے کر آیا تھا اور وہ ظالم ہے اس لئے میں نے نہیں کھایا۔ (قوت القلوب، ٢/٤٧٨)

(3) اپنا دینار نہ اُٹھایا

منقول ہے کہ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا دینار گر گیا، تو وہ اسے ڈھونڈنے لگے، انہیں ایک ساتھ دو دینار ملے لیکن انہیں یہ نہیں پتہ تھا کہ اُن کا دینار کون سا ہے تو انہوں نے دونوں دینار چھوڑ دیئے اور ایک بھی نہ اُٹھایا۔ (قوت القلوب، ٢/٤٧٨)

(4) شبہ کی وجہ سے تحفہ قبول نہ کیا

حضرتِ سَیِّدُنا بِشْر بِنْ حارِث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَارِث کو ایک عورت نے انگور کی ٹوکری ہدیہ کی اور کہا: یہ میرے والد کے باغ کے انگور ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے وہ ٹوکری لوٹا دی۔ عورت نے کہا: کیا آپ کو میرے والد کے انگوروں کی ملکیت اور میری وِراثت میں شک ہے حالانکہ خریداروں کے رجسٹر میں آپ کا نام بھی لکھا ہوا ہے؟ فرمایا: بے شک تو نے سچ کہا، واقعی یہ تیرے باپ کے انگور ہیں، لیکن تو نے انہیں خراب کر دیا ہے۔ اس نے کہا: کیسے؟ فرمایا: تو نے طَاھِر بِنْ حُسَیْن کی نہر سے انہیں سیراب کیا ہے۔ یہ وہ نہر تھی جو مغربی جانب گزرگاہ کو کاٹ کر بنائی گئی تھی اس لئے آپ نہ تو اس کا پانی پیتے تھے اور نہ ہی اس کے پل سے گزرتے تھے۔ (قوت القلوب، ٢/٤٨٦)

نیک لوگ شبہات سے تو بچتے ہی ہیں لیکن بعض یقینی امور بھی فتنے کے خوف کی وجہ سے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو لوگوں کو فتنے سے بچانے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے!

جان دے کر لوگوں کو فتنے سے بچایا

حضرتِ سَیِّدُنا وَہْب بن مُنَبِّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ ''ایک کافر و ظالم بادشاہ لوگوں کو خنزیر کا

گوشت کھانے پر مجبور کرتا، جو انکار کرتا اسے سخت سزائیں دے کر ہلاک کروا دیتا تھا۔ ایک مرتبہ اس زمانے کے سب سے بڑے عبادت گزار کو اِسی مقصد کے لئے بادشاہ کے پاس لایا گیا تو ایک عقیدت مند سپاہی نے کہا: حضور! آپ مجھے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے دے دیں، جب بادشاہ خنزیر کا گوشت رکھنے کا کہے گا تو بکری کا گوشت آپ کے سامنے لے آؤں گا، بادشاہ یہ سمجھے گا کہ آپ نے اس کی خواہش کے مطابق خنزیر کا گوشت کھا لیا ہے، اس طرح آپ ہلاک ہونے سے بچ جائیں گے۔ چنانچہ، اس عابد نے بکری کا بچہ ذبح کر کے سپاہی کو دے دیا۔ جب اسے بادشاہ کے سامنے لایا گیا اور بادشاہ نے خنزیر کا گوشت لانے کا حکم دیا تو منصوبے کے مطابق وہ سپاہی بکری کا گوشت لے کر آیا۔ بادشاہ نے کہا: میرے سامنے یہ خنزیر کا گوشت کھا! عابد نے کہا: میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر سپاہی نے اشارے سے بتایا: یہ بکری کا گوشت ہے آپ بلا جھجک کھالیں! لیکن عابد نے گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ، ظالم بادشاہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

جب اسے قتل کے لئے لے جانے لگے تو سپاہی نے پوچھا: آپ نے گوشت کیوں نہیں کھایا، بخدا! یہ بکری کا گوشت تھا، کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہ تھا؟ عابد نے کہا: ایسی بات نہیں بلکہ مجھے اس بات سے ڈر تھا کہ لوگ میری وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، کیونکہ جب بھی کسی کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ فلاں نے بھی تو حرام گوشت کھا لیا تھا، لہٰذا ہم بھی کھا لیتے ہیں۔ اس طرح لوگ میری وجہ سے بہت بڑے فتنے میں پڑ جائیں اور میں لوگوں کے لئے فتنہ ہرگز نہیں بننا چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ عظیم عابد خاموش ہو گیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

(عیون الحکایات، الحکایة السابعة والستون بعد الاربعمائة، ص ۴۰۰)

سچ بولنے والے کو قلبی سکون ملتا ہے، نہ کبھی ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نہ ہی ایسے الفاظ کہنے پڑتے ہیں کہ **''کاش! میں ایسا نہ کرتا، کاش! میں نے ایسا نہ کہا ہوتا''** سچ ہمیشہ نجات دلاتا ہے جبکہ جھوٹ بولنے والا شکوک وشبہات میں مبتلا اور بے چین رہتا ہے، وہ سب سے پہلے تو اِسی تَرَدُّد (شک) میں رہتا ہے کہ نا جانے لوگ اس کی بات کا اعتبار

کریں گے یا نہیں، پھر اگر لوگ اس کی بات نہ مانیں تو وہ جھوٹی قسمیں کھاتا اور ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی جھوٹ بول کر گناہوں کے دَلدَل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں اور جھوٹ سے بچیں۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا حشر صِدِّیقِین کے ساتھ فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مدنی گلدستہ
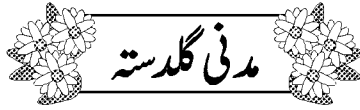
"ابو بکر" (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) جو چیز دل میں کھٹکے یا شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ دینا چاہیے۔

(2) سچائی میں دل کا سکون اور جھوٹ میں بے چینی ہی بے چینی ہے۔

(3) نیک لوگ دوسروں کو فتنے سے بچانے کے لئے بعض جائز ومباح چیزوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات شدید تکلیف برداشت کرتے ہیں حتی کہ اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(4) ایسے کاموں سے بچنا چاہیے جو لوگوں میں تَنَفُّر کا باعث ہوں۔

(5) سچ بولنے والے کو کبھی شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

(6) نیک لوگوں کا دل ہمیشہ نیک اعمال ہی پر مطمئن ہوتا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شکوک وشبہات سے بچائے، دِلی سکون واطمینان عطا فرمائے حق سننے، حق سمجھنے اور حق بولنے کی توفیق مرحمت فرمائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوبُوا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:56

سردارِ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم

عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فِیْ حَدِیْثِہِ الطَّوِیْلِ فِیْ قِصَّۃِ ہِرَقْلَ ، قَالَ ہِرَقْلُ: فَمَا ذَا یَأْمُرُکُمْ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ : قُلْتُ: یَقُوْلُ: " اُعْبُدُوْا اللّٰہَ وَحْدَہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَاتْرُکُوْا مَا یَقُوْلُ اٰبَاؤُکُمْ ، وَیَأْمُرُنَا بِالصَّلَاۃِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَۃِ ". مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .(بخاری، کتاب بدء الوحی، ۱/ ۱۰، حدیث:۷)

ترجمہ: **حضرتِ** سَیِّدُ نا اَبُو سُفْیَان صَخْر بِنْ حَرْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ واقعۂ ہرقل کی طویل حدیث میں فرماتے ہیں: ہرقل نے پوچھا وہ نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں: میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ ایک **اَللّٰہ** کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اپنے آباءواَجداد کی باتوں کو چھوڑ دو، نیز وہ ہمیں نماز پڑھنے، **سچ بولنے**، پاکدامن رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

ہِرَقْل(1) کون تھا؟

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری** میں فرماتے ہیں: **عہدِ رسالت** میں روم کا جو بادشاہ تھا اس کا نام **ہِرَقل** تھا۔ **ہِرَقل** نے 31 سال حکومت کی اس کی حکومت کے دور میں ہی نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وِصال مبارک ہوا، اس کا لقب **قَیْصَر** تھا، اس زمانے میں ہر ملک کے بادشاہوں کے الگ الگ لقب تھے، جس طرح روم کے بادشاہ کا لقب **قَیْصَر**، ایران کے بادشاہ کا **کِسْریٰ** تھا، **ہِرَقل وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے درہم ایجاد کیا اور گرجا بنوایا**، حضرتِ سَیِّدُ نا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب **کِسْریٰ** ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی **کِسْریٰ** نہیں ہوگا اور جب **قَیْصَر** ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی **قَیْصَر** نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور ان کے خزانوں کو **اَللّٰہ**

---

(1) ہِرَقل کا مشہور اِعراب ہِرَقْل ہے۔ لیکن ہِرْقِل بھی درست ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، ۱/ ۱۳۰)

عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کروگے۔(بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی "احلت لکم الغنائم"، ۲/ ۳۴۸، حدیث: ۳۱۲۱)

علامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں اہلِ قریش شام (روم) اور عراق میں تجارت کے لئے بہت زیادہ جاتے تھے پھر جب قریش مسلمان ہوگئے تو ان کو یہ خوف ہوا کہ اب وہ شام اور عراق نہیں جاسکیں گے کیونکہ قریش کے مسلمان ہونے کی وجہ سے شام اور عراق والے ان کے مخالف ہوگئے تھے، تب حضور عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ان ملکوں میں ان کی ہلاکت کے بعد کوئی قَیْصَر اور کِسْریٰ نہیں ہوگا اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، پھر نہ تو شام میں کوئی قَیْصَر ہوا اور نہ عراق میں کوئی کِسْریٰ۔(ملتقطا عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، ۱/ ۱۳۰، تحت الحدیث: ۷)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے غیب جاننے والے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ غیب نشان حَرْف بَحَرْف ثابت ہوا۔ روم وایران سے قیصر وکسریٰ کی حکومت ختم ہوئی، ان ممالک میں پرچمِ اسلام لہلہانے لگا اور قیصر وکسریٰ کے خزانے راہ خدا میں خرچ کئے گئے۔ جیسا کہ منقول ہے:

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور دیگر تمام علما نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ نہ عراق میں کسریٰ ہوگا اور نہ شام میں کوئی قیصر ہوگا جیسا کہ نبیِّ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں تھا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں ان دونوں ریاستوں میں ان کے اقتدار کے خاتمے کی خبر دی ہے، اور ایسا ہی ہوا جیسا رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تھا۔ کِسریٰ کا اقتدار تو تمام علاقوں سے مکمل ختم ہوگیا اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مکتوب کو پھاڑنے کی وجہ سے اس کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں جہاں تک قیصر کا تعلق ہے، تو وہ شام میں ہزیمت سے دوچار ہوا اور اپنی سلطنت کے دورِ اُفْتَادَہ (ناکارہ) علاقوں تک محدود ہوگیا مسلمانوں نے اس کے بیشتر علاقوں کو فتح کرکے ان میں مضبوط حکومت قائم کی اور مسلمانوں نے قیصر وکسریٰ کے خزانوں کو راہِ خدا میں خرچ کیا جیسا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی تھی۔(شرح مسلم للنووی، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب لا تقوم الساعۃ

حتی یمر الرجل الخ......، ۹/۴۲، الجزء الثامن عشر)

یہ حیران کُن انقلاب اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہدِ خلافت میں برپا ہوا۔اس حدیث کے مفہوم اوراس جیسی دیگر احادیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت مقدسہ سے ہوتی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًاؕ (پ۱۸، النور:۵۵)

ترجمۂ کنز الایمان : **اَللّٰہ** نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

تفسیر ابنِ کثیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے وعدہ ہے کہ وہ عنقریب اُمّتِ مُحمدیہ کو زمین کے خلفا اور لوگوں کے امام وحاکم بنائے گا، ان کی وجہ سے ملک آباد ہوں گے اور کُرّہ ارض کے لوگ ان کے سامنے شرمندہ ہوں گے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ابھی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال بھی نہ ہوا تھا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے **مَکَّۂ مُکَرَّمَہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا، خیبر، بحرین سارا جزیرۂ عرب اور پورا یمن فتح کروادیا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **ھَجَر** کے مجوسیوں اوراطرافِ شام کے عیسائیوں سے جزیہ وصول کیا۔ **ہِرَقْل**، **مُقَوْقِس**، **نَجَاشِی** جیسے حاکموں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں تحائف بھیجے، پھر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ مبارک ہوا اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی بارگاہ میں خصوصی انعام واکرام کے لئے منتخب فرمایا، تو خلافت کی ساری ذِمَّہ داری اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اٹھائی۔انہوں نے عہدِ رسالت کی کامیابیوں کو مُستَحکَم کیا اور جزیرۂ عرب میں اسلامی اقتدار کو اُستُوار (مضبوط) کیا اور ساتھ ہی ایک اسلامی لشکر

حضرتِ سَیِّدُ نا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیرِ قیادت ایران کی طرف بھیجا، دوسرا لشکر حضرتِ سَیِّدُ نا ابوعبیدہ بن جَرَّاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زیرکمان شام روانہ کیا اور تیسرا لشکر حضرتِ سَیِّدُ نا عَمرو بِنُ الْعَاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مَعِیَّت میں مصر کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے عہدِ صدیقی میں شامی لشکر کو بَصرِی دِمَشْق اور اِردگرد کے علاقوں کی فتوحات سے سرفراز فرمایا۔

جب اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے وِصال کا وقت آیا، تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسلام اور اہلِ اسلام پر خصوصی احسان فرمایا کہ ان کے دلوں میں اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خلیفہ بنانے کا اِلْہَام کیا جنہوں نے اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد کاروبار حکومت سنبھالا۔ چشمِ فلک نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد قوت وسیرت اور کمالِ عدل میں ان جیسا نہیں دیکھا، ان کے عہدِ خلافت میں تمام بلادِ شامیہ فتح ہوئے۔ مصر کا علاقہ فتح ہوا اور سلطنت فارس کا بڑا حصہ اسلامی قلم رَو (سلطنت) میں شامل ہوا۔ کِسریٰ کو شکست فاش ہوئی اور اسے انتہائی ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور پسپا ہو کر اپنے دُور دراز علاقوں تک محدود ہو گیا۔ اُدھر قیصر کے ہاتھوں سے شام چھین لیا گیا اور وہ سمٹ کر قُسْطُنْطُنِیَہ کی طرف چلا گیا۔ اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن خَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کِسریٰ اور قیصر کے خزانے راہِ خدا میں خرچ کئے جیسا کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی، پھر جب خلافت عثمانیہ کا دور دورہ ہوا، تو اسلامی ریاست کی حدود زمین کے مشارق ومغارب تک پھیل گئیں۔ مغربِ اَقصٰی کے ممالک اَنْدَلُس تک اور بَحرِ اَوْقِیَانُوس کے ساتھ ساتھ کئی علاقے اور مشرقِ اَقصٰی میں چین کے کئی صوبے مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ کِسریٰ شاہِ ایران قتل ہو گیا اور اسکے ملک کا نام ونشان مٹ گیا۔ عِرَاق، خُرَاسَان اور اَھْوَاز کے شہر فتح ہوئے نیز مشارق ومغارب کے ممالک سے خِرَاج اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دربار میں آنے لگا۔ (تفسیر ابن کثیر، پ:١٨، النور، تحت الآیۃ:٥٥، ٦/٧٠-٧١)

مکتوبِ نبی کی برکت

مُبَلِّغِ اعظم، نبیِّ مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے لئے مکتوب روانہ فرمائے ان میں سے ہِرَقْل نے آپ کے مکتوب شریف کی تعظیم کی تو اسے بہت سی برکتیں ملیں۔ چنانچہ، علامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: ہِرَقْل نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خط مبارک کو خوب حفاظت وادب کے ساتھ سونے کی ڈبیہ میں رکھا۔ یہ اور اس کی نسل ہمیشہ اس کا بہت اِعزاز و اِکرام کرتے رہے، منقول ہے کہ منصور قلاون کے عہد میں شاہ فرنگ نے سَیْفُ الدِّیْن طَلَح منصوری کو یہ خط مبارک دکھایا تھا اس وقت اس کے کچھ حروف اُڑ چکے تھے یہ خط اس کے پاس ایک زَرِّیں (سنہری) صندوق میں سونے کے قلم دان میں محفوظ تھا۔ اس بادشاہ نے بتایا کہ یہ وہ خط ہے جو تمہارے نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ہمارے دادا کے پاس بھیجا تھا۔ ہمارے بزرگ ہمیشہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے ہیں کہ اس کی بہت حفاظت کرنا، تعظیم و تکریم کرنا، جب تک یہ ہمارے خاندان کے پاس رہے گا سلطنت ہمارے خاندان میں باقی رہے گی۔

(عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، ١/١٥٨، تحت الحدیث:٧)

روم و ایران فتح ہوئے

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں ١٦ھ میں حضرتِ سَیِّدُنا سَعْد بِنْ اَبِیْ وَقَّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایوانِ (محل) کِسریٰ میں جمعہ کی نماز ادا کی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو عِراق کی مملکت میں پڑھا گیا۔ یہ ماہِ صفر تھا ٢٠ھ میں جنگ کے بعد مصر فتح ہوا، قیصرِ روم کا انتقال ہوا، حضرتِ سَیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خیبر اور نَجْرَان سے یہود کو جلاوطن کیا اور خیبر اور وَادِی الْقُرٰی کو تقسیم کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص١٠٤۔١٠٥)

قیصر و کسریٰ کے خزانے

حضرتِ سَیِّدُنا جابِر بِنْ سَمُرَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نے فرمایا: مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے وہ خزانے ضرور فتح کرے گا جو سفید محل میں ہیں۔(مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل ......الخ، ص۱۵۵۹، حدیث:۲۹۱۹) راوی کہتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اور میرے والد ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یہ خزانے فتح کئے اور ہمارے حصے میں ایک ہزار درہم آئے۔

(دلائل النبوة، ۳۸۹/٤)

مختلف ممالک کے بادشاہوں کے القابات

اس زمانے میں ہر ملک کے بادشاہوں کے الگ الگ لقب تھے، جیسے روم کے بادشاہ کا لقب **قَیْصَر**، ایران کے بادشاہ کا **کِسْریٰ** تھا، اور تُرک کے بادشاہ کا **خاقان**، **حَبْشَہ** کے بادشاہ کا **نَجاشِی**، **قِبْط** کے بادشاہ کا **فِرْعَوْن**، **مِصْر** کے بادشاہ کا **عَزِیْز**، ہند کے بادشاہ کا **دَھْمِی**، چین کے بادشاہ کا **فُغْفُوْر**، یونان کے بادشاہ کا، **بَطْلَمْیُوْس** یہود کے بادشاہ کا **قیطون**، **صَابِئَہ** کے بادشاہ کا **نُمْرُوْد**، یمن کے بادشاہ کا **تُبَّع**، عرب کے بادشاہ کا لقب عجمیوں سے پہلے **نعمان** تھا اور افریقہ کے بادشاہ کا **جِرْجِیْر**، **خَوارِزْم** کے بادشاہ کا **خَوارزم شاہ**، **جُرْجَان** کے بادشاہ کا، **صُوْل**، **آذَرْبَائیجان** کے بادشاہ کا **اِصْبَھْبَذ**، **طَبَرِسْتَان** کے بادشاہ کا **سَالَار**، **اَسْکَنْدَرِیَّہ**(Alexandria) کے بادشاہ کا لقب **مَلِک مُقَوْقِس** تھا۔(عمدة القاری، کتاب بدء الوحی، ۱/۱۳۰، تحت الحدیث:۷)

حدیثِ مذکور میں بیان کیا گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کو ایک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے، اپنے آباء واَجداد کی باطل باتوں کو چھوڑ دینے نیز نماز پڑھنے، پاکدامن رہنے، صلہ رحمی کرنے **اور سچ بولنے** کا حکم دیتے تھے۔ یہ باب چونکہ **صِــدْق**(سچائی) کے بارے میں ہے، لہٰذا سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی مَذَمَّت پر مشتمل چند روایات وحکایات پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ،

جھوٹ ترک کیا تو دیگر گناہوں کی عادت جاتی رہی

ایک شخص بارگاہِ نبوت میں عرض گزار ہوا: مجھے بدکاری، چوری، شراب نوشی اور جھوٹ کی عادت ہے میں

ایمان لانا چاہتا ہوں مگر لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے یہ چیزیں حرام کی ہیں۔ میں ایک ساتھ انہیں نہیں چھوڑ سکتا، مجھے ان میں سے کسی ایک برائی سے منع فرما دیجئے تو میں اسلام قبول کرلونگا۔ نبیِّ مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تو جھوٹ کو ترک کردے! عرض کی: ٹھیک ہے! پھر وہ مسلمان ہوگیا۔ دربارِ رسالت سے جانے کے بعد جب اس کا شراب پینے کا ارادہ ہوا تو خیال آیا جب نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے شراب پینے سے متعلق پوچھیں گے اور میں جھوٹ بولوں گا تو میں نبی سے کئے ہوئے وعدے کو توڑنے والا ہو جاؤں گا اور اگر اقرار کرلیا تو مجھ پر حد قائم کی جائے گی، لہٰذا اُس نے شراب نوشی چھوڑ دی، اسی طرح بدکاری اور چوری کا ارادہ کرتے وقت بھی اسے یہی خیال آیا تو وہ ان برائیوں سے بھی باز رہا۔ جب بارگاہِ رسالت میں حاضری ہوئی تو عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری جان آپ پر فدا ہو آپ نے مجھے جھوٹ سے روک کر کتنا اچھا کام کیا کہ جب میں جھوٹ سے بچا تو مجھ پر تمام گناہوں کے دروازے بند ہوگئے۔(تفسیرِ کبیر، پ ۱۱، التوبۃ، تحت الآیۃ:۱۱۹، ۶/۱۶۷)

معلوم ہوا کہ نگاہِ نبوت دیکھ رہی تھی کہ یہ شخص جھوٹ ترک کرنے کی برکت سے دیگر گناہوں سے بھی بچ جائے گا اسی لئے اسے جھوٹ ترک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پھر واقعی وہ تمام گناہوں سے تائب ہوگیا۔

تَفْسِیرِ دُرِّ مَنْثُوْر میں ہے: **اَمِیرُ الْمُؤْمِنِیْن** حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: تم مومن کو کَذَّاب (جھوٹا) نہیں پاؤ گے۔ مزید فرماتے ہیں: تم کسی کی نماز اور روزے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ کیا جب وہ بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے، جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اسے ادا کرتا ہے۔(درمنثور، پ ۱۱، التوبۃ، تحت الآیۃ:۱۱۹، ۴/۳۲۰)

جھوٹ کی نُحُوسَت

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ آدمی کو جھوٹ بولنے کی وجہ سے رات کے قیام اور دن کے روزے سے محروم کردیا جاتا ہے۔(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، آثار و حکایات فی فضل الصدق وذم الکذب، ۴/۲۳۱، حدیث:۴۸۹۰)

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ناپسندیدہ نہ تھی۔ (سنن کبریٰ، کتاب الشھادات، باب من کان منکشف الکذب ......الخ، ۱۰/۳۳۱، حدیث: ۲۰۸۲۱)

سچ میں بے مثال خوبیاں

حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں اس نے نفع اٹھایا: (1) سچائی (2) حیا (3) اچھے اخلاق (4) شکر۔ حضرت ابو عبد اللہ رملی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں میں نے مَنْصُوْر دینوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو خواب میں دیکھا، میں نے اُن سے کہا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جس کی مجھے امید نہ تھی۔ میں نے کہا: وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعے بندہ اللّٰہ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: سچ۔ سب سے بُری چیز جس کے ذریعے بندہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ جھوٹ ہے۔ (احیاء العلوم، ۵/۱۱۶)

مدنی گلدستہ

”صادق و امین“ کے 9 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 9 مدنی پھول

(1) سب سے پہلے دراھم اور گرجا بنانے والا ھِرَقل تھا۔

(2) روم کے بادشاہ کا لقب قَیْصَر اور ایران کے بادشاہ کا لقب کِسْریٰ ہوا کرتا تھا۔

(3) انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام واَوْلیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے تبرکات سے برکتیں حاصل ہوتیں اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ ھِرَقل نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خط کی تعظیم کی اور اسے سونے کے صندوق میں رکھا،

حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے خط کی برکت سے ھِرَقْل کو بہت سی فتوحات ہوئیں۔

(4) صادق مصدوق نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک جھوٹ سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسندیدہ نہ تھی۔

(5) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے علمِ غیب سے مالا مال کیا ہے جبھی تو ارشاد فرمایا کہ قیصر وکسرٰی کے خزانے مسلمانوں کے پاس آجائیں گے اور انہیں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیا جائیگا اور پھر ایسا ہی ہوا جیسا زبانِ حق ترجمان سے ادا ہوا۔

امامِ اہلِ سنت، سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اَحْمَد رَضا خَان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(6) نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا سنتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہے۔

(7) نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، صلہ رحمی کرنا، پاکدامنی اور سچائی مسلمانوں کی بہت اعلیٰ صفات ہیں۔

(8) جھوٹ ایسی برائی ہے جسے دیگر مذاہب کے لوگ بھی برا جانتے ہیں۔

(9) جھوٹ بولنا منافقین کی علامت ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:57

شہادت کی سچی طلب

عَنْ أَبِیْ ثَابِتٍ وَقِیْلَ أَبِیْ سَعِیْدٍ وَقِیْلَ أَبِی الْوَلِیْدِ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ وَھُوَ بَدْرِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:" مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی الشَّھَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَآءِ، وَإِنْ مَّاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ." رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مسلم، کتاب الامارة، باب استحباب طلب الشهادة فی سبیل اللّٰہ، ص۱۰۵۷، حدیث:۱۹۰۹)

ترجمہ: ابو ثابت یا ابو سعید یا ابو ولید سَھْل بِنْ حُنَیْف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو کہ بدری صحابی ہیں ان سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے شہادت کا سوال کرے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے شہداء کے مرتبے پر فائز فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔''

حضرتِ سَیِّدُنا سَھْل بِنْ حُنَیْف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرتِ سَیِّدُنا سَھْل بِنْ حُنَیْف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَدْرِی صحابی ہیں، جنگِ بدر میں شریک ہوئے، آپ اُس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ثابت قدم رہے جب لوگوں کے قدم اُکھڑ گئے تھے۔ اُس دن آپ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے موت پر بیعت کی، حضرتِ سَیِّدُنا سَھْل بِنْ حُنَیْف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی صحبت اختیار کی۔ بصرہ جاتے ہوئے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے آپ کو اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرتِ سَیِّدُنا سَھْل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فارس کا حاکم بھی بنایا گیا۔ ۳۸ھ میں آپ کا وصالِ مبارک کوفہ میں ہوا۔ (اسد الغابة، ۵۴۵/۲)

سچی نیت مطلوب و مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے

حضرتِ علّامہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ''دَلِیْلُ الْفَالِحِیْن شرح رِیَاضُ الصَّالِحِیْن'' میں فرماتے ہیں: ''جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے سچے دل سے شہادت کا سوال کرے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی

سچی نیت کی برکت سے شُہدا کے اعلیٰ مرتبے پر فائز فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مر جائے۔اس حدیث میں بیان ہوا کہ سچی نیت مطلوب ومقصود تک پہنچنے کا سبب ہے، جو کسی نیک کام کی سچی نیت کرے اسے اس عمل کا ثواب ملے گا اگرچہ وہ (کسی مجبوری کی وجہ سے) اس نیک کام کو نہ کر سکے۔'' (دلیل الفالحین، ۱/۲۱۳)

مُلّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقاۃ شرحِ مشکوۃ** میں فرماتے ہیں: ''اگر وہ شخص شہید نہ مرا تو شہید کے حکم میں ہوگا اور اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔''

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجھاد، باب الکتاب الی الکفار ودعائھم الی الاسلام، ۷/۳۷۲، تحت الحدیث:۳۸۰۷)

شہادت کی دعا کرنا مستحب ہے

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص سچے دل سے شہادت کا سوال کرے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے شہید کا ثواب عطا فرما دیتا ہے اگرچہ اس کا انتقال بستر ہی پر ہوا ہو۔شہادت کا سوال کرنا مستحب ہے اور اس میں اچھی نیت ہونا بھی مستحب ہے۔'' (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشھادۃ فی سبیل اللّٰہ، ۷/۵۵، الجزء الثالث عشر)

شہدا کا مرتبہ

سب سے بلند مرتبہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا پھر صِدِّیقِین کا اور پھر شہدا کا مرتبہ ہے۔قرانِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَۚ

(پ۵، النساء:۶۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو **اَللّٰہ** اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر **اَللّٰہ** نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

راہِ خدا میں شہید ہونے کا ثواب

اس بارے میں احادیثِ مُقَدَّسہ

(1) حضرتِ سَیِّدُ ناسمرہ بن جندب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا: کہ ''یہ شُہَدَا کا گھر ہے۔'' (بخاری، کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدين في سبيل الله، ۲/۲۵۱، حدیث:۲۷۹۱)

(2) حضرتِ سَیِّدُ نا راشد بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وجہ ہے کہ قبر میں سب مسلمانوں کا امتحان ہوتا ہے لیکن شہید کا نہیں ہوتا؟ ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کی بجلی گرنا ہی اس کے امتحان کے لئے کافی ہے۔ (نسائی، کتاب الجنائز، باب الشهيد، ص۳۴۵، حدیث:۲۰۵۰)

(3) حضرتِ سَیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''شہید کو قتل ہوتے وقت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چٹکی کی تکلیف ہوتی ہے۔'' (ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ۳/۲۵۲، حدیث:۱۶۷۴)

(4) حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب لوگ حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن سے خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آ کر بھیڑ کر دے گی، پوچھا جائے گا: یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا: یہ شہدا ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔ (معجم الاوسط، ۱/۵۴۲، حدیث:۱۹۹۸)

شہید کون؟

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم شہدا میں کسے شمار کرتے ہو؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ شفیق و مہربان آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس طرح تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (اس کے علاوہ) اور کون شہید ہے؟ فرمایا: جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مرجائے وہ شہید ہے، جو طاعون میں مبتلا ہو کر مرے وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا اِبْنِ مِقْسَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ ابو صالح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو سمندر میں ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ شہدا پانچ ہیں (۱) طاعون میں مبتلا ہو کر مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری کے سبب مرنے والا (۳) سمندر میں ڈوب کر مرنے والا (۴) ملبے تلے دب کر مرنے والا (۵) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل کیا جانے والا۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشھداء، ص ۱۰۶۰، حدیث: ۱۹۱۴)

شہید کی اقسام

بہارِ شریعت میں ہے: شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ ایک حدیث میں فرمایا: اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں:

(1) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

(2) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(3) ذَاتُ الْجَنْب میں (پسلیوں کے درد کی وجہ سے) مرا شہید ہے۔

(4) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔

(5) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(6) جس کے اوپر دیوار وغیرہ گر پڑے اور مر جائے شہید ہے۔

(7) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کنوارے پن میں مر جائے شہید ہے۔

امام احمد کی روایت حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''طاعون سے بھاگنے والا اس کے مثل ہے، جو جہاد سے بھاگا اور جو صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔''

(8) ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ہے کہ ارشاد فرمایا مسافرت کی موت شہادت ہے۔

ان کے سوا اور بہت صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ نے ان کو ذکر کیا ہے۔ بعض یہ ہیں:

(9) سِل (ایک بیماری (ہے) جس سے پھیپڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں اور منہ سے خون آنے لگتا ہے) کی بیماری میں مرا۔

(10) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

(11) بخار میں مرا۔

(12) مال یا

(13) جان یا

(14) اہل یا

(15) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(16) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(17) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(18) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(19) مارا اور مر گیا۔

(20) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(21) علم دین کی طلب میں مرا۔

(22) مؤذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(23) تاجر راست گو (سچ بولنے والا) ۔

(24) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(25) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امرِ الٰہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(26) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

(27) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(28) فسادِ اُمّت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔

(29) جو مرض میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْـتَ سُبْـحَانَکَ اِنِّیْ کُـنْـتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مر جائے اور اچھا ہو گیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(30) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(31) جو ہر رات میں سورۂ یٰس شریف پڑھے۔

(32) جو باطہارت سویا اور مر گیا۔

(33) جو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سو بار دُرُود شریف پڑھے۔

(34) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

(35) جو جمعہ کے دن مرے۔

(36) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو کہے (تو) صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔ (بہارِ شریعت، ۱/۸۵۷۔۸۶۰، حصہ ۴)

موت کی تمنّا ناجائز اور شہادت کی تمنّا مستحب کیوں؟

سوال: ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں تو موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تو پھر شہادت کی دعا

مانگنے یا تمنا کرنے کی اجازت کیوں دی گئی؟

جواب: مصیبتوں، پریشانیوں اور تنگ دستیوں وغیرہ سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنا ناجائز و ممنوع ہے جب کہ لقاءِ الٰہی کے اشتیاق میں اور دینِ حق کی سربلندی کے لئے موت کی تمنا کرنا جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہے۔ (ملخصاً فضائلِ دعا، ص ۱۸۲)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر 40 کا مطالعہ فرمائیے!

مدنی گلدستہ
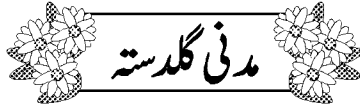
"شہید" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) جو شخص کوئی نیک کام کرنے کا پکا ارادہ کرے اور کسی وجہ سے نہ کر پائے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اچھی نیت کے سبب اُسے عمل کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

(2) شہادت کی دعا مانگنا مستحب ہے۔

(3) شہدا کا درجہ بہت بلند ہے کہ صدیقین کے بعد شہدا کا درجہ ہے۔

(4) جو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دین کی سربلندی کے لئے اپنی جان قربان کردے وہ سب سے اعلیٰ شہید ہے۔

یا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ایمان وعافیت کے ساتھ مدینۂ منورہ میں شہادت کی موت، جَنَّتُ الْبَقِیع میں مدفن اور جَنَّتُ الْفِرْدَوْس میں اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس عطا فرما!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:58

خیانت کا انجام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتْبَعَنِّي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوْتًا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ أَوْلَادَهَا. فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَالِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكِ مَأْمُوْرَةٌ وَأَنَا مَأْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ، لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيْلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ. فَجَاءُوْا بِرَأْسٍ مِّثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَأٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا“. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی: احلت لکم الغنائم، ۲/۳۴۹، حدیث: ۳۱۲۴)

”اَلْخَلِفَاتُ“ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ: جَمْعُ خَلِفَةٍ، وَهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے جہاد کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے اپنی قوم سے فرمایا: وہ شخص میرے ساتھ نہ آئے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور ابھی تک شبِ زِفاف نہ گزاری ہو اور وہ ایسا کرنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی نہ آئے جس نے مکان بنایا ہو اور چھت نہ ڈالی ہو۔ اور وہ شخص بھی نہ آئے جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدیں اور وہ ان کے بچوں کا منتظر ہو“ یہ فرما کر وہ جہاد کے لئے چل دیئے اور نمازِ عصر کے وقت ایک بستی کے پاس پہنچے، سورج سے فرمایا: تو بھی حکمِ خدا کا پابند ہے اور میں بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر مامور ہوں۔ اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اسے ہمارے لئے روک دے۔ چنانچہ، سورج رُک گیا یہاں تک کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں

فتح عطا فرمائی، پھر انہوں نے مالِ غنیمت جمع کیا پھر آگ اسے کھانے آئی مگر نہ کھایا، نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) نے لوگوں سے فرمایا: تم میں سے کسی نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے، لہٰذا ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ، ایک آدمی کا ہاتھ نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) کے ہاتھ سے چپک گیا، فرمایا: خائن تمہارے قبیلے سے ہے، لہٰذا تمہارا قبیلہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ، دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ فرمایا: تم نے خیانت کی ہے۔ چنانچہ، وہ لوگ گائے کے سر کے برابر سونا لے کر آئے اور اسے بھی مالِ غنیمت میں رکھ دیا گیا۔ پھر آگ آئی اور اسے کھا گئی (جلا دیا)۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا لیکن جب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہماری کمزوری اور عِجز کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے حلال کر دیا۔

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَلْخَلِفَاتُ**'' میں خا پر زبر اور لام پر کسرہ ہے اور یہ **خَلِفَۃٌ** کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے حاملہ اونٹنی۔

جہاد سے ممانعت کی وجہ

حضرتِ سَیِّدُنا **مُلَّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقَاۃ شرحِ مِشْکَاۃ** میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ان لوگوں کو جہاد سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مذکورہ چیزوں کی طرف دھیان کرنا، اہم کام کے مضبوط اِرادے کو کمزور کر دے گا (کیونکہ توجہ بٹ جائے گی) اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاد جیسا اہم کام صحیح طور پر نہیں ہو سکے گا۔ علامہ **نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہے: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہم معاملات ایسے عقل مند و مضبوط ارادے والے لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو فارِغُ الْبال ہوں (تاکہ ان کی پوری توجہ کام کی طرف رہے)۔ اہم اُمور ایسے لوگوں کے سپرد نہیں کرنے چاہئیں جن کے دل دیگر کاموں میں بھی مشغول ہوں۔ کیونکہ یہ مشغولیت مضبوط اِرادوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجھاد، باب قسمۃ الغنائم والغلول فیھا، ۷/۵۹۹، تحت الحدیث: ۴۰۳۳)

حضرتِ سَیِّدُنا یوشع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے سورج کا ٹھہرنا

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری** میں فرماتے ہیں: وہ نبی حضرتِ سَیِّدُنا یُوشَعْ بِنْ

نُوْن عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔حضرتِ سَیِّدُ نا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے چالیس سال بعد **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُنہیں مبعوث فرمایا،انہوں نے بنی اسرائیل کوخبر دی کہ میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا نبی ہوں اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے قوم جَبّارِین سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔بنی اسرائیل نے ان کی تصدیق کی اوران کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔پھرانہوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ اُرِیحا (نامی بستی) کا قصد فرمایا،اُن کے پاس تابوتِ میثاق بھی تھاانہوں نے چھ مہینے تک اس بستی کا احاطہ کئے رکھا،ساتویں مہینے اس بستی کی دیواریں گرانے میں کامیاب ہوئے،توانہوں نے بستی میں داخل ہوکرقومِ جَبّارِین سے جہادشروع کردیا۔یہ جمعہ کادن تھا۔پورے دن جہاد ہوتارہالیکن ابھی جہادمکمل نہ ہواتھا۔قریب تھاکہ سورج غروب ہوجاتااورہفتے کی رات شروع ہوجاتی(ان کی شریعت میں ہفتے کوجہاد جائزنہ تھا۔مرقاۃ، ج۷، ص ٦٦٠) چنانچہ،حضرتِ سَیِّدُ نا یوشع عَلَیْہِ السَّلَام کوخوف ہواکہ کہیں اُن کی قوم عاجزنہ آجائے۔آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی:اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سورج کوواپس لوٹادے!انہوں نے سورج سے کہا:تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت پر مامور ہےاورمیں بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کاپابندہوں،یعنی تو غروب ہونے پر مامورہےاورمیں نماز پڑھنے پر یاغروب سے پہلے قتال کرنے پرمامورہوں،پس **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے سورج کوٹھہرادیااورغروبِ آفتاب سے قبل انہیں فتح نصیب ہوگئی۔ (عمدة القاري، كتاب الخمس، باب قول النبي احلت لكم الغنائم، ١٠/٤٥٣-٤٥٤، تحت الحديث:٣١٢٤)

نبیِ آخرالزماں (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے لئے سورج کا رُکنا

علامہ **بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃُ القاری** میں فرماتے ہیں:شبِ اَسرٰی کے دولہا،دوعالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب معراج سے **مَکَّۂ مُکَرَّمہ** تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کوخبر دی کہ میں نے فلاں قبیلے کےاونٹ مقامِ "ضَجنَان"میں دیکھے تھےاوراب وہ تَنعِیم بَیْضَاء (ایک جگہ کانام ہے) کے پہاڑی راستے کے قریب پہنچ چکے ہیں،اُن میں سے جواونٹ آگے ہےاس پردودھاریوں والا کپڑا ہے۔وہ قافلہ فلاں دن سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے فلاں مقام پرپہنچ جائے گا۔چنانچہ،لوگ اس جگہ پہنچ گئے۔سورج غروب ہونے والا تھا

لیکن قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ یہ دیکھ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تو سورج اپنی جگہ ٹھہر گیا اور فرمانِ مصطفےٰ کے مطابق سورج غروب ہونے سے پہلے قافلہ وہاں پہنچ گیا اور نبی غیب دان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جیسی خبر دی تھی لوگوں نے ویسا ہی پایا۔ (ملخصاً عمدة القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لکم الغنائم، ۱۰/۴۵۳، تحت الحدیث:۳۱۲۴)(مرقاة المفاتیح، کتاب الجهاد، باب قسمة الغنائم والغلول فیها، ۷/۶۰۰، تحت الحدیث:۴۰۳۳)

غزوۂ خندق میں سورج کی واپسی

غزوۂ خندق میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کفار سے جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھ سکے یہاں تک کے سورج غروب ہو گیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سورج کو واپس لوٹا دیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز عصر ادا فرمائی۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب الجهاد، باب قسمة الغنائم والغلول فیها، ۷/۶۰۰، تحت الحدیث:۴۰۳۳)

سَیِّدُنا مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے لئے سورج واپس ہوا

دعائے نبی کی برکت سے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا مولائے کائنات، **علیُّ الْمُرْتَضٰی** شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے لئے سورج کو واپس لوٹایا گیا۔ چنانچہ،

حضرتِ سَیِّدَتُنا **اسماء بِنْتِ عُمَیْس** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرتِ سَیِّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے زانوں پر سر رکھ کر سو گئے۔ مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی سورج غروب ہو رہا تھا۔ حضرت علی نے آرامِ نبی کا خیال رکھتے ہوئے بالکل بھی جُنْبِش (حرکت) نہ کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: **یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی: اے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے بندے علی نے تیرے نبی کی خاطر اپنے آپ کو نماز سے روکے رکھا تو اس کے لیے سورج کو لوٹا دے۔ حضرتِ سَیِّدَتُنا اسماء بنت عمیس

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ دعائے نبی کی برکت سے سورج واپس نکل آیا یہاں تک کہ پہاڑ اور زمین کے مابین واقع ہوگیا۔ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کھڑے ہوئے وضو فرمایا اور نمازِ عصر اپنے وقت میں ادا کی۔ (عمدۃ القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لکم الغنائم، ۱۰/۴۵۳، تحت الحدیث:۳۱۲۴)

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا　　گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لئے

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز　　اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

حضرتِ سَیِّدُ نا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے طلوعِ آفتاب کا مؤخر ہونا

حضرتِ سَیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے بھی طلوعِ آفتاب میں تاخیر کردی گئی تھی۔ چنانچہ، منقول ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سَیِّدُ نا موسیٰ **کَلِیْمُ اللّٰہ** عَلَیْہِ السَّلَام کو بنی اسرائیل کے ساتھ جانے اور حضرتِ سَیِّدُ نا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کا تابوت اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے طلوعِ آفتاب کے وقت بنی اسرائیل کے ساتھ چلنے کا وعدہ فرمایا اور تابوت تلاش کرنے لگے۔ تابوت کے بارے میں چونکہ رہنمائی نہ کی گئی تھی (کہ کہاں ہے) اس لئے (تابوت ڈھونڈتے ہوئے) ساری رات گزر گئی اور آفتاب طلوع ہونے کے قریب ہوگیا۔ یہ دیکھ کر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تابوت ملنے تک طلوعِ آفتاب کو مؤخر فرمادے! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور طلوعِ آفتاب کو مؤخر کردیا۔ (عمدۃ القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لکم الغنائم، ۱۰/۴۵۳، تحت الحدیث:۳۱۲۴)

آسمان سے آگ آکر کھالیتی تھی

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ''سابقہ امتوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ مالِ غنیمت جمع کر کے ایک جگہ رکھ دیا جاتا، پھر آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا دیتی اور یہ قبول ہونے کی علامت ہوتی۔ اسی لئے جب آگ آئی اور اس نے مالِ غنیمت کو نہ جلایا تو معلوم ہوگیا کہ مالِ

غنیمت میں خیانت کی گئی ہے۔ پھر جب وہ مال واپس کردیا گیا تو آگ نے آکر سارے مال غنیمت کو جلا دیا۔ اسی طرح قربانیوں کا معاملہ تھا کہ جسے آسمانی آگ جلا دیتی وہ قبول ہوتی اور جسے نہ جلاتی وہ نامقبول ہوتی۔''

(شرح مسلم للنووی، کتاب الجهاد والسير، باب تحليل الغنائم لهذا الامة خاصة، ٥٢/٦، الجزء الثانی عشر)

اُمتِ مُحَمَّدیہ پر خاص کرم

عَلَّامَه اِبنِ حَجَر عَسقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فتحُ البارِی** میں حدیث شریف کے حصے ''**لَمَّا رَأَی ضَعْفَنَا**'' کے تحت فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے سے اس کا فضل نصیب ہوتا ہے۔ مالِ غنیمت کا حلال ہونا اس امت کے لئے خاص ہے اور اس کی اِبتدا غزوۂ بدر سے ہوئی، غزوۂ بدر کے موقع پر یہ آیتِ طیبہ نازل ہوئی تھی:

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (پ١٠، الانفال:٦٩) **ترجمۂ کنز الایمان:** تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ۔

پس **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے مالِ غنیمت حلال فرمادیا اور یہ حضرت **عَبْدُ اللّٰه بِنْ عَبَّاس** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیثِ صحیح سے ثابت ہے۔ (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی احلت لکم، ١٨٢/٧، تحت الحدیث:٣١٢٤)

حدیثِ مذکور میں بیان ہوا کہ چند لوگوں کی خیانت کی وجہ سے تمام مالِ غنیمت نامقبول ہوگیا۔ اس سے خیانت کی قباحت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خیانت کی مَذَمَّت پر مشتمل چند روایات ملاحظہ فرمائیے:

خائن کی رسوائی

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن ہر خیانت کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الغدر، ٢٠٧/٢، حدیث:٧٦٨٦، الجزء الثالث)

خیانت مُنافقت کی علامت ہے

نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نِفاق کی ایک علامت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اُسے چھوڑ دے، اور وہ خصلتیں یہ ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب کسی سے جھگڑے تو گالی دے۔“ (بخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، ۱/۲۵، حدیث: ۳٤)

مومن خائن نہیں ہوسکتا

سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”مومن ہر عادت اپنا سکتا ہے مگر جھوٹا اور خائن (یعنی خیانت کرنے والا) نہیں ہوسکتا۔“ (جامع الاحادیث، قسم الاقوال، ۹/۳۰۱، حدیث: ۲۸۵۸۵)

مدنی گلدستہ

’امانت‘ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) کوئی بھی اہم کام کرنے کے لئے پوری توجہ صرف اسی کام کی طرف ہونی چاہیے۔

(2) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کی خاطر نظامِ کائنات کو بھی بدل دیتا ہے۔

(3) پہلی امتوں میں غنیمت اور قربانی کی قبولیت کی نشانی یہ ہوتی تھی کہ آسمان سے آگ آکر اُسے جلا دیتی تھی۔

(4) پہلی امتوں کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ اسی امت کا خاصہ ہے۔

(5) مومنِ کامل کبھی بھی خیانت نہیں کرتا مومن امانت دار ہوتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:59 سچ باعثِ برکت ہے

عَنْ أَبِیْ خَالِدٍ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَھُمَا فِیْ بَیْعِھِمَا، وَإِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا مُحِقَتْ بَرَکَۃُ بَیْعِھِمَا''. مُتَّفَقٌ عَلَیْہ. (بخاری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ......الخ، ۲/۱۳، حدیث:۲۰۷۹)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا اَبُو خَالِد حَکِیْم بِنْ حِزَام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بائع ومشتری (بیچنے والے اور خریدنے والے) کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں۔ پس اگر وہ سچ بولیں اور (عیب) بیان کردیں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ (عیب) چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔''

جھوٹ بولنے سے برکت اُٹھ جاتی ہے

عَلَّامَہ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فتحُ الْبَارِی میں فرماتے ہیں: دونوں سچ بولیں یعنی بیچنے والا سامان میں اور خریدار بھاؤ میں سچ بولے۔ سودا بیچنے والا اپنی چیز کی خامی یا نَقص بیان کردے اور خریدنے والا اپنے سِکّے کا کھرا کھوٹا ہونا بیان کردے تو دونوں کو برکت حاصل ہوگی اور اگر بائع یا مشتری کی طرف سے جھوٹ یا کِتمان (عیب کو چھپانا) پایا گیا تو سودے سے برکت ختم کردی جائے گی۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایک جھوٹ بولے یا عیب چھپائے تو کیا دوسرے کے مال یا سودے سے بھی برکت ختم ہوجائے گی؟ **جواب:** ظاہرِ حدیث سے تو یہی واضح ہے کہ دوسرے کو برکت ملے گی، لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ ایک کے جھوٹ کی نُحُوسَت سے دوسرے کی برکت بھی زائل ہو جائے۔ ہاں! سچ بولنے والے کو ثواب ملے گا۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان الخ، ۵/۲۶۸، تحت الحدیث:۲۰۷۹)

عقدِ بیع (سودا) کب مکمل ہوتا ہے

حضرتِ سَیِّدُ نا اِبْرَاھِیم نَخْعِی، حضرتِ سَیِّدُ نا سُفیان ثَوْرِی، حضرتِ سَیِّدُ نا رَبِیْعَہ، حضرتِ سَیِّدُ نا امام

مَالِک، حضرتِ سَیِّدُ نا اِمَام مُحَمَّد اور ہمارے **امام اعظم ابوحنیفہ** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے نزدیک **تفرُّق** (جدا ہونے) سے مراد تَـفَـرُّق بِالْاَقْوَال (یعنی قولاً جدا ہونا) ہے، پس جب بائع نے کہا: **میں نے یہ چیز اتنے میں بیچی** اور خریدار نے کہا: **میں نے اتنے میں خریدی**، بس اتنا کہتے ہی تَفَرُّق (جدائی) پائی گئی اور سودا مکمل ہوگیا۔ اب خریدار وہ چیز واپس نہیں کرسکتا اور بیچنے والا اپنی چیز واپس نہیں مانگ سکتا، ہاں! خیارِعیب، خیارِ رؤیت یا خیارِ شرط کی وجہ سے سودا ختم کیا جاسکتا ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ عقد (سودا) ایجاب وقبول سے مکمل ہوجاتا ہے اور چیز خریدار کی ملکیت میں اور قیمت دوکاندار کی ملکیت میں چلی جاتی ہے، لہٰذا ان میں سے کسی ایک کو خیارِ مجلس دینا دوسرے کے حق کو باطل کرنے کے مترادف ہے، جوکہ اس حدیثِ پاک سے باطل ہے کہ ”لَا ضَـرَرَ وَلَا ضِـرَارَ فِي الْاِسْلَامِ“ (یعنی اسلام میں یہ بات ہے کہ نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ نقصان اٹھاؤ) اور مذکورہ حدیث خیارِ قبول پر محمول ہے یعنی جب ان میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو سودا قبول کرنے یا رَدّ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تیسرا اختیار نہیں۔ **اَللّٰـہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس قول کی وجہ سے عقد ہوجانے کے بعد خیارِ مجلس ثابت نہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (پ۵، النساء:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔

تو مال کو جائز طریقے سے کھانا اسی صورت میں ہوگا جب رضامندی سے سودا ہوجائے، خرید وفروخت بھی سودا ہے، پس یہ آیت خیارِ مجلس کے باطل ہونے اور عقد ہونے پر دلیل ہے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد ہے:

اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ: (پ۶، المائدۃ:۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اپنے قول پورے کرو۔

اور عقد میں وفا (یعنی اپنی بات پوری کرنا) ضروری ہے اور خیارِ مجلس کو ثابت کرنے کی صورت میں اپنی بات کو پورا نہ کرنا لازم آرہا ہے، لہٰذا خیارِ مجلس باطل ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ......الخ، ۳۴۲/۸، تحت الحدیث:۲۰۷۹)

تجارت سے برکت ختم

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: نہ تو فَروشِندہ (بیچنے والا) چیز کے عیب چھپا کر خریدار کو دھوکا دے، اور نہ خریدار قیمت کے عیوب چھپا کر تاجر کو دھوکا دے دونوں کے معاملات صاف ہوں تو برکت ہوگی، ورنہ تجارت میں بے برکتی ہی رہے گی جیسا کہ آجکل دیکھا جارہا ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۴/۲۴۷)

مدنی گلدستہ
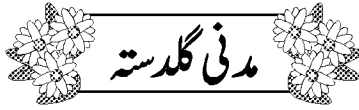
''طَیِّبَہ'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) سچ سے کاموں میں برکت ڈال دی جاتی ہے، جبکہ جھوٹ کی نُحُوسَت سے برکت زائل کر دی جاتی ہے۔

(2) اگر مال میں کوئی نَقْص یا عیب ہے تو اسے بیان کر دینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی جھگڑے وغیرہ کی نَوبَت نہ آئے۔

(3) ایجاب وقبول کے ساتھ سودا مکمل ہو جاتا ہے۔ اب (سوائے چند مخصوص صورتوں کے) بائع یا مشتری میں سے کسی کو بھی سودا ختم کرنے کا اختیار نہیں۔

(4) سودا کرتے وقت جو جھوٹ و دھوکے سے کام لے گا اگرچہ وقتی طور پر اسے کچھ فائدہ ہو بھی جائے لیکن اس کے مال میں برکت نہ ہوگی۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر معاملے میں سچائی اپنانے اور جھوٹ سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

باب نمبر:5
مُرَاقَبَہ کا بیان

باب نمبر:5

مُرَاقَبَہ کا بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کسی کام سے اسی وقت رُکتا ہے جب اسے نقصان کا خطرہ ہو۔ جسے یہ یقین ہو کہ مجھے کوئی دیکھ رہا ہے تو وہ برائیوں سے بچتا ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میری برائیوں سے لوگ آگاہ نہ ہوں۔ جب مخلوق کے خوف سے انسان برائیوں سے بچتا ہے تو اس خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سے انسان کو کتنا ڈرنا چاہیے جو ہر وقت ہماری ہر حالت سے خبردار ہے۔ اُس سے ہمارے سینوں کے راز بھی پوشیدہ نہیں وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جسے ہر وقت یہ بات مُسْتَحْضَر رہتی ہو کہ **"میرا ربّ مجھے دیکھ رہا ہے"** تو وہ کبھی بھی گناہ پر دلیر نہ ہوگا اور ہمیشہ اپنے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے اعمال کرے گا۔ **رِیَاضُ الصَّالِحِین** کا یہ باب **"مُرَاقَبَہ"** کے بارے میں ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا اِمَام **اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس باب میں مراقبے سے متعلق **5** آیاتِ مقدسہ اور **9** احادیثِ مُبارَکہ بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس باب میں "مُراقَبے" کی تعریف و حقیقت فضلیت و اہمیت، اس سے متعلق مزید آیاتِ طیبہ اور ایمان افروز روایات و حکایات بیان کریں گے۔

مراقبے سے متعلق آیاتِ مُبارَکہ اور ان کی مختصر تفسیر

(1) گناہوں سے بچنے کا بہترین نسخہ

اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ (پ۱۹، شعراء:۲۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو

تفسیر **رُوْحُ الْبَیَان** میں ہے کہ جب تم اپنے تمام کاموں کیلئے کھڑے ہوتے ہو تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری نیت و ارادے کو جانتا ہے۔ انسان جب یہ تصور کرلے کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھے ہر وقت دیکھتا ہے اور اپنے تمام معاملات میں یہ خیال بھی پیشِ نظر رکھے کہ میں اس عظیم ذات کے سامنے ہوں تو پھر اس کے لئے گناہوں سے بچنا اور عبادت کرنا

بہت آسان ہوجاتا ہے کیونکہ محبوب کے سامنے بڑے سے بڑا مشکل کام بھی آسان ہوجاتا ہے بلکہ اس وقت تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر سر پر پہاڑ بھی رکھ دیا جائے تو وہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ (روح البیان، پ۱۹، شعراء، تحت الایۃ:۲۱۸، ۶/۳۱۳)

(2) کائنات کی کوئی شے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے پوشیدہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ؕ﴿۵﴾ (پ۳، آلِ عمران:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اَللّٰہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں

یعنی کائنات کی کوئی بھی شے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے پوشیدہ نہیں وہ تمام لوگوں کے احوال سے باخبر ہے اس آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کا علم جو تمام چیزوں سے تعلق رکھتا ہے وہ کامل واکمل ہے۔

(خازن، پ ۳، آلِ عمران تحت الایۃ :۵، ۱/۲۲۹)

(3) تم جہاں بھی ہو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے ساتھ ہے

وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ (پ۲۷، الحدید:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔

تفسیر "دُرِّ مَنْثُوْر" میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ حضرتِ سَیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں یعنی تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ اس بات کا یقین رکھے کہ وہ جہاں بھی ہو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ ہے۔

(د رمنثور، پ۲۷، الحدید، تحت الایۃ :۴، ۸/۴۹)

(4) اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ؕ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، الفجر:۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔

تفسیر "رُوْحُ الْبَیَان" میں ہے: "اس آیتِ مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مجرم اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے چھپ نہیں سکتے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے انہیں ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزا دے گا۔

بندے اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے اس کی گرفت اور مُحاسبہ سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا۔علامہ کاشفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سب کو دیکھتا،سب کی سنتا ہے۔اس سے کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں۔“

(روح البیان، پ ۳۰، الفجر تحت الآیۃ:۱۴، ۱۰/ ۴۲۷)

(5) وہ دِلوں کے احوال سے باخبر ہے

یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (پ ۲۴،المؤمن:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللّٰہ** جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چُھپا ہے۔

عَلَّامہ ابو جعفر مُحَمَّد بن جَرِیر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **تفسیر طَبَری میں فرماتے ہیں:اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:یعنی تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کی آنکھوں کی خیانت اور اُن کے دِلوں کی چُھپائی ہوئی باتیں جانتا ہے۔بندوں کے کاموں میں سے کوئی بھی شے اس سے پوشیدہ نہیں یہاں تک کہ بندہ جب کسی چیز کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اپنی نظر سے جو ارادہ کرتا ہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بھی جانتا ہے اور جس بات کو وہ دل میں چھپاتا ہے خدائے بزرگ و برتر اس سے بھی خبردار ہے۔ (طبری،پ ۲۴، المؤمن تحت الآیۃ:۱۹، ۱۱/ ۵۰)

حدیث نمبر:60

حدیثِ جبریل

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:"بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرَى عَلَیْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَیْهِ إِلَى رُكْبَتَیْهِ، وَوَضَعَ كَفَّیْهِ عَلَى فَخِذَیْهِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِی عَنِ الْإِسْلَامِ ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِیْمَ الصَّلَاةَ ،وَتُؤْتِیَ الزَّكَاةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَیْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَیْهِ سَبِیْلًا. قَالَ صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ یَسْأَلُهُ وَیُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْإِیْمَانِ،قَالَ:أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ

بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا. قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ. ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ اَمْرَ دِينِكُمْ. (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان ......الخ ص ۲۱، حدیث: ۱)

ترجمہ: حضرت سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک نہایت سفید لباس اور نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص آیا، اس پر نہ کوئی سفر کا اثر تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گُھٹنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گُھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ زانوں پر رکھ دیئے اور کہا: اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے؟ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اَللّٰہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَللّٰہ کے رسول ہیں، اور تو نماز قائم کرے، زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور طاقت ہو تو بیتُ اللّٰہ شریف کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور پھر خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اُس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے فرشتوں، اسکی کتابوں، اسکے رسولوں، آخرت اور اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لائے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا: تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ پھر اس نے عرض کی: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا: جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ عرض کی: قیامت

کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں، برہنہ جسم، مفلس اور بکریاں چَرانے والے بلند و بالا گھروں کی تعمیرات میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہونگے۔ پھر وہ شخص چلا گیا، میں کچھ دیر رُکا رہا، پھر نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

چونکہ یہ باب **مراقبے** کے بارے میں ہے لہٰذا پہلے مراقبے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے پھر حدیث مبارکہ کی وضاحت کی جائے گی۔

رسالۂ قُشَیْرِیَہ میں ہے کہ ''**اگر تم اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کو نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے**'' یہ فرمانِ عالیشان حالت مراقبہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اس بات کو جاننا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دیکھ رہا ہے اور اس حالت کا ہمیشہ قائم رہنا بندے کا اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے لئے مراقبہ ہے اور یہ ہر نیکی کی اصل ہے۔

اور اس درجے تک رسائی اِن (پانچ) چیزوں کے بغیر نہیں ہوسکتی:

(۱) اعمال کا محاسبہ

(۲) جلد از جلد اپنی اصلاح

(۳) راہِ حق پر ثابت قدمی

(۴) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دِلی لگاؤ کی نگہداشت (۵) کسی سانس کو بیکار اور یونہی ضائع نہ کرنا۔ پس جان لینا چاہیے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کا نگہبان ہے اس کے دل کے قریب اور اس کے تمام احوال سے واقف اور اس کی تمام باتیں سننے والا ہے۔'' (رسالة قشيرية، ص۲۲۵)

''**ھَمْعَات**'' میں حضرتِ سَیِّدُنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مراقبے سے بحیثیت مجموعی یہ مراد ہے کہ بندہ اپنی قوتِ اِدراک کو پوری طرح **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی صفات کے تصور میں لگا دے یا وہ

نزع کی اُس حالت کا دھیان کرے کہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے، یا کسی اور ایسی کیفیت پر بندہ اپنی توجہات کو یوں مَبْذُول کر دے کہ اس کی عقل اس کے وہم وخیال کی قوت اور اس کے تمام کے تمام حواس ''توجہ'' کے تابع ہو جائیں اور بندے پر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ غیر محسوس اشیاء اسے محسوس نظر آئیں۔ مراقبے کے معاملے میں سب سے خوش نصیب وہ شخص ہے جس کو قدرت کی طرف سے غیر محسوس چیزوں پر توجہ کرنے کی طبعاً زیادہ اِستِعْدَاد (قوت) وَدِیْعت ہوئی ہو۔ مراقبے میں سب سے پہلے تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ آدمی کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ ہر چیز سے کُلِّیَّۃً فراغت حاصل ہو چکی ہو۔ اس کے بعد وہ اس خیال کو اپنا نصب العین بنائے اور اس طرف اپنی پوری توجہ مبذول کر دے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو اور اس کے علاوہ بھی ہر چیز کو نیچے سے اوپر سے دائیں سے بائیں سے اندر سے باہر سے الغرض ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ (ھمعات، ص ۳۰)

حضرتِ سَیِّدُنا جُرَیْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جو شخص اپنے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تقویٰ اور مراقبے کو مضبوط نہیں کرتا وہ کشف ومُشاہَدے تک نہیں پہنچ سکتا۔'' (رسالۃ قشیریۃ، ص ۲۲۵)

مراقبہ کی حقیقت

تفسیرِ نعیمی میں ہے: ''مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ، بندہ ربّ تعالیٰ کو رقیب (نگہبان) سمجھ کر اپنا حساب خود لیتا رہے، خواہ رَقَبہ یعنی گردن جھکا کر ہو یا سوتے وقت جب گردن بستر پر رکھے، خواہ ہر حال میں اپنی نگرانی کرنے کا نام **مراقبہ** ہے۔'' (تفسیر نعیمی، پ۴، النساء تحت الآیۃ: ۱، ۴/۴۵۹)

ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی **اِحیاءُ العلوم** میں فرماتے ہیں: مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ نگرانی کرنے والے کا لحاظ کیا جائے اور اپنی پوری توجہ کو اسی کی طرف پھیر دیا جائے۔ جو شخص کسی کی وجہ سے کسی بات سے پرہیز کرتا ہے تو کہا جاتا کہ ''وہ فلاں بندے کا لحاظ کرتا ہے۔'' اور اس مراقبہ سے مراد دل کی وہ حالت ہے جو معرفت سے حاصل ہوتی ہو اور اس کے نتیجے میں اعضاء و دل میں کچھ اعمال پیدا ہوتے ہیں اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ

دل نگہبان کا خیال رکھتا ہے اس کے ساتھ مشغول رہتا اور اس کی طرف متوجہ رہ کر اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس حالت سے جو معرفت حاصل ہوتی ہے وہ اس بات کا علم حاصل ہونا ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ دل کی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ بندوں کے اعمال اس کے سامنے ہیں ہر جان جو کچھ کرتی ہے وہ اس سے واقف ہے، اس کے سامنے دلوں کے رازیوں کھلے ہیں جیسے مخلوق کے سامنے جسم کا ظاہر کھلا ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ظاہر ہے۔ اور جب شک زائل ہو جائے اور یہ معرفت یقین میں بدل جائے اور دل پر غالب ہو کر اسے دبا دے تو اسے نگہبان کا خیال رکھنے کی طرف لے جاتی ہے اور اس کی ہمت اور توجہ کو اسی طرف پھیر دیتی ہے اور جن **نُفُوسِ قُدْسِیَہ** کو اس معرفت کا یقین حاصل ہو جائے وہ **مُقَرَّبِیْن** ہیں۔ (احیاء العلوم، ۵ / ۱۳۰)

مراقبے کے بارے میں بزرگانِ دین کے اقوال

"**رسالۂ قُشَیْرِیَہ**" میں مراقبے سے متعلق بزرگانِ دین کے مختلف اقوال بیان کئے گئے ہیں چنانچہ، **حضرتِ سَیِّدُنا ذُوالنون مصری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مراقبے کی علامت یہ ہے کہ انسان ان چیزوں کو ترجیح دے جنہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ترجیح دی ہے اور ان چیزوں کی تعظیم کرے جنہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے قابل تعظیم قرار دیا اور انہیں حقیر جانے جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں حقیر ہوں۔

حضرتِ سَیِّدُنا نَصْر اَبَاذِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: امید تجھے اطاعت کی ترغیب دیتی ہے اور خوف تجھے گناہوں سے دور رکھتا ہے اور مراقبہ تجھے حقائق کی راہ تک پہنچاتا ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو الْعَبَّاس بَغْدَادِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت **جَعْفَر بِنْ نُصَیْر** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مراقبے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: جو خیال دل میں پیدا ہوتا ہے اس کے بارے میں بندہ یہ خیال کرے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دیکھ رہا ہے اس طرح وہ دل کی حفاظت کرے تو یہ مراقبہ ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا جُرَیْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمارا یہ معاملہ یعنی تصوف دو باتوں پر مبنی ہے (۱) تم

اپنے نفس پر یہ بات لازم کر دو کہ وہ ہمیشہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو پیشِ نظر رکھے (۲) اس علم کا اثر تمہارے ظاہر پر بھی موجود ہو۔

حضرتِ سَیِّدُنا مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں مراقبہ یہ ہے کہ ہر لحظہ و ہر لفظ کے ساتھ غیب کو دیکھتے ہوئے اپنے باطن کا خیال رکھا جائے۔

حضرت ابن عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پوچھا گیا: افضل عبادت کیا ہے؟ فرمایا: **مُرَاقَبَۃُ الْحَقِّ عَلٰی دَوَامِ الاَوْقَاتِ** یعنی ہر وقت مراقبہ حق میں رہنا۔

حضرتِ سَیِّدُنا اِبْرَاھِیْم خَوَّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَّاد فرماتے ہیں: احکامِ خداوندی کا خیال رکھنے سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور مراقبے سے ظاہر و باطن میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا ابو عثمان مغربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: طریقت میں افضل ترین چیز جسے انسان اپنے اوپر لازم کرے وہ محاسبہ، مراقبہ اور اپنے علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں حضرت ابو حفص رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مجھ سے فرمایا: جب تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تو پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرو اور لوگوں کا تمہارے پاس جمع ہونا تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے کیونکہ وہ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں جبکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے باطن کو دیکھتا ہے۔ (رسالۃ قشیریۃ، ص٢٢٦۔٢٢٧)

حضرتِ سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی سے ایک شخص نے پوچھا: میں بدنگاہی سے بچنے کے لئے کس چیز سے مدد حاصل کروں؟ فرمایا: یہ یقین رکھو کہ تمہیں دیکھنے والے (**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ) کی نظر کسی دوسرے پر تمہاری نظر کے پہنچنے سے پہلے پہنچتی ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں: جسے زوالِ نعمت کا خوف دامنگیر رہے اس کا مراقبہ پکا ہوتا ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جنتِ عَدْن، جَنَّتُ الْفِرْدَوْس میں سے ہے اور وہاں ایسی حوریں ہیں جو جنت کے گلاب سے پیدا کی گئی ہیں۔ پوچھا گیا: وہاں کون رہے گا؟ فرمایا: **اَللّٰہ**

عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جنتِ عَدْن میں وہ لوگ ہونگے جو گناہوں کا ارادہ کریں تو میری عظمت کو یاد کر کے میرا لحاظ کرتے ہیں (اور گناہوں سے باز رہتے ہیں) اور وہ لوگ جن کی کمر میرے خوف کی وجہ سے جھک گئی ہو۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں پھر جب ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو میری رضا کی خاطر بھوکے پیاسے رہتے ہیں تو میں لوگوں سے عذاب روک دیتا ہوں۔

حضرت سَیِّدُنا محمد بن علی ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اپنا مراقبہ اس ذات کے لئے کر جس کی نظر سے تو غائب نہیں اور اس کا شکر ادا کر جس کی نعمتیں تجھ سے مُنْقَطِع (رُکتی) نہیں، اس کی عبادت کر جس سے تو بے نیاز نہیں ہوسکتا، اپنا خُشُوع و خُضُوع اس کے لئے اختیار کر جس کی بادشاہی اور مُلک سے تو باہر نہیں نکل سکتا۔

حضرت سَیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس سے بڑھ کر کسی چیز سے دل مُزَیَّن نہیں ہوتا کہ بندہ اس بات کا یقین رکھے کہ وہ جہاں بھی ہو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دیکھتا ہے۔

کسی بزرگ سے اس آیتِ مبارکہ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اُس سے راضی یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ (پ: ۳۰، البینۃ: ۸)

کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے رب کو دیکھتے ہیں، اپنے نفس کا اِحْتِسَاب کرتے ہیں اور اپنی آخرت کے لئے زادِ راہ تیار کرتے ہیں۔

حضرت سَیِّدُنا ذُوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے پوچھا گیا: بندے کو جنت کیسے حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا: پانچ باتوں سے جنت ملتی ہے (۱) ایسی اِسْتِقَامَت جس میں ٹیڑھا پَن نہ ہو (۲) ایسا اِجْتِہَاد جس میں بھول نہ ہو (۳) ظاہر و باطن میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو سامنے دیکھنا (یعنی مُراقَبہ کرنا) (۴) تیاری کے ساتھ موت کا انتظار کرنا (۵) نفس کا اِحْتِسَاب کرنا اس سے پہلے کہ اس کا مُحَاسَبہ ہو۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۲۹)

حضرتِ سَیِّدُنا حُمَیْدُ الطَّوِیْل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلِیْل نے سلطان بن علی سے کہا: مجھے نصیحت فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے اس بات کو ماننے کے باوجود بھی اگر تم تنہائی میں گناہ کرو تو تم نے بہت بڑی جرأت کی اور اگر تم یہ سمجھو کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں نہیں دیکھ رہا تو تم نے کفر کیا۔

حضرتِ سَیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس ذات کو ہر وقت نگاہ میں رکھو جس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ اس خدائے بزرگ و برتر سے امید رکھو جو وفا کا مالک ہے اور اس سے ڈرو جو سزا دینے کا مالک ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا فَرْقَد سِنْجِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: منافق جب یہ جان لے کہ مجھے کوئی شخص نہیں دیکھ رہا تو وہ برائی کر گزرتا ہے وہ لوگوں کا لحاظ تو کرتا ہے لیکن اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا لحاظ نہیں کرتا۔

حضرتِ سَیِّدُنا عبداللّٰہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی جانب جا رہا تھا راستے میں ہمیں ایک چرواہا ملا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے فرمایا: ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں فروخت کر دو! اس نے عرض کی: یہ بکریاں میرے آقا کی ہیں میں تو غلام ہوں۔ آپ نے (اسے آزمانے کے لئے) فرمایا: اپنے مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔ یہ سن کر غلام نے کہا: اگر یہی بات ہے تو پھر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کہاں ہے؟ (یعنی وہ تو دیکھ رہا ہے)۔ خوفِ خدا رکھنے والے اس غلام کی یہ بات سن کر حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ زار و قطار رونے لگے پھر دوسرے دن اسے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا: جس طرح آج دنیا میں تیری ایک بات نے تجھے آزاد کروا دیا میں امید کرتا ہوں کہ یہی بات کل بروز قیامت تیری نجات کا باعث ہو گی۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۲۹)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث مبارکہ کی مزید وضاحت

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یا محمد! کہہ کر پکارنا جائز نہیں۔

میرے آقا اعلیٰحضرت ،اِمامِ اَھلسُنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت،پروانۂ شَمعِ رِسالت،مُجَدّدِ دین ومِلّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:اللّٰہ تعالٰی نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ (پ۱۸، النور:۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

کہ اے زید!اے عَمر و! بلکہ یوں عرض کرو:یَارَسُوْلَ اللّٰہ ، یَانَبِیَّ اللّٰہِ ، یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْن، یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖن، یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْن، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّم وَعَلٰی اٰلِکَ اَجْمَعِیْن۔

حضرتِ سَیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے اس آیت کی تفسیر یوں مروی ہے کہ کَانُوْا یَقُوْلُوْن یَا مُحَمَّد یَا اَبَاالْقَاسِم فَنَھٰھُمُ اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ اِعْظَاماً لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، فَقَالُوایَا نَبِیَّ اللّٰہِ ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (یعنی پہلے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یا محمد! یا ابالقاسم! کہا جاتا،اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہی (ممانعت) فرمائی، جب سے صحابۂ کرام(عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان):یَارَسُوْلَ اللّٰہ! یَانَبِیَّ اللّٰہ! کہا کرتے)

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الجزء الاول، الفصل الاول فی ذکر ما انزل اللّٰہ تعالٰی فی کتابہ من فضلہ،ص۱۹ حدیث:۴)

بَیْہَقِی اِمَام عَلْقَمَہ واِمَام اَسْوَد اوراَبُو نُعَیم امام حَسَن بَصرِی واِمَام سَعِید بِنْ جُبَیْر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:لَاتَقُوْلُوا یَا مُحَمَّدُ! وَلٰکِن قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ،یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:یا محمد! نہ کہو بلکہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! یَانَبِیَّ اللّٰہ! کہو۔(د رمنثور،پ۱۸، النورتحت الآیۃ:۶۳، ۶/۲۳۱ بحوالہ عبدبن حمید عن سعید بن جبیر والحسن) اسی طرح امام قَتَادَہ تِلْمِیذ اَنَس بِنْ مَالِک سے روایت کی،رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن۔

لہٰذا علما تَصْرِیح فرماتے ہیں (کہ) حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نام لے کر نِدا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مَالِک وَمَولٰی تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تَجَاوُز کرے، بلکہ امام زَیْنُ الدِّیْن مَرَاغِی وغیرہ مُحَقِّقِیْن نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے "یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی" (اے محمد! میں آپ کے توسُّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا) (ابن ماجة، کتاب اقامة الصلوة، باب ماجاء فی صلوة الحاجة، ۲/۱۵۶، حدیث:۱۳۸۵) تاہم اس کی جگہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، یَا نَبِیَّ اللّٰہِ (کہنا) چاہیے، حالانکہ الفاظ دعاء میں حَتَّی الْوُسع (جتنا ممکن ہو) تَغْیِیْر (تبدیلی) نہیں کی جاتی۔ (فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۱۵۶)

سوال: جب یا محمد! سے ندا نا جائز ہے تو جبریل امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام **نے نبیِّ کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کو یا محمد! کہہ کر کیوں پکارا؟**

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا **مُلَّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مِرْقَاۃ شرحِ مِشْکَاۃ** میں فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے سے پہلے کا ہو اور اس وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یا محمد! کے ساتھ پکارنا جائز تھا یا اس لئے کہ اس آیتِ مبارکہ میں انسانوں سے خطاب ہے اور فرشتے اس حکم سے خارج ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ۱/۱۱۱ تحت الحدیث:۲)

فرشتوں پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے وجود کا اقرار کیا جائے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کلام پاک میں ان کی جو صفات بیان کی ہیں ان تمام صفات پر ایمان لایا جائے۔ (فتح الباری، کتاب الایمان، باب سوالِ جبریلَ النبیﷺ عن الایمان، ۲/۱۰۸، تحت الحدیث: ۵۰)

صدرالشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرشتوں کے بارے میں عقائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فرشتے اجسامِ نوری ہیں، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی

وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ، نہ قصداً (جان بوجھ کر)، نہ سہواً (بھول کر)، نہ خطاً (غلطی سے)، وہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر و کبائر (گناہ) سے پاک ہیں۔ اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔ فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ مَلَکُ الْمَوْت یا عزرائیل آ گیا، یہ قریب بکلمۂ کُفر ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار، یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کُفر ہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/۹۰ تا ۹۵، حصہ ۱)

رسولوں پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں نے جو خبریں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں دی ہیں ان تمام خبروں اور تمام باتوں کو حق مانا جائے۔ (فتح الباری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی عن الایمان، ۲/ ۱۰۸، تحت الحدیث: ۵۰)

''بہارِ شریعت'' میں ہے: نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے **اَللّٰہ** تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء بھیجے۔ نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔ (بہارِ شریعت ۱/۲۸ تا ۲۹، حصہ ۱)

وحیِ نبوت، انبیا کے لیے خاص ہے، جو اسے کسی غیرِ نبی کے لیے مانے کافر ہے۔ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں اور وحیِ شیطانی کہ اِلقا من جانبِ شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفّار و فسّاق کے لیے ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۵، حصہ ۱)

نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا

ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبلِ حصولِ نبوّت تمام اخلاقِ رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہوکر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۶، حصہ ۱)

اور جو اِسے (یعنی نبوت کو) کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۷، حصہ ۱)

جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت، نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۷ تا ۳۸، حصہ ۱)

انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مُروّت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّدِ صغائر سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچا دیئے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔ احکامِ تبلیغیہ میں انبیا سے سہو و نسیان محال ہے۔ اُن کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے، مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے **اللّٰه** (عَزَّوَجَلَّ) کے دیئے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور علمِ عطائی **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے لیے محال ہے، کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا، بلکہ ذاتی ہے۔ جو لوگ انبیا بلکہ سیّد الانبیاء صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (پ ١, البقرة: ٨٥)

یعنی: ''قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں۔''

کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیاعَلَیْہِمُ السَّلَام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی و اِثبات دونوں حق ہیں، کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصۂ اُلوہیت ہے، اِثبات عطائی کا ہے، کہ یہ انبیا ہی کی شایانِ شان ہے اور مُنافیِ اُلوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرّہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق ومخلوق کی مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے، کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کیلئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذرّاتِ عالَم متناہی ہیں اور اُس کا علم غیرِ متناہی، ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی وعطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان واسلام کے خلاف ہے، کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہوجایا کرے تو لازم کہ ممکن وواجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہوجائیں، کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کُفر، کھلا شرک ہے۔ انبیاعَلَیْہِمُ السَّلَام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنّت ونار وحشر ونشر وعذاب وثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں...؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیا کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیا کے۔ انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔ نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔ انبیا کی کوئی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اِس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معیّن پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوّت سے خارج ماننے، یا غیرِ نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا ومولیٰ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، حضور (صَلَّی اللّٰہُ

تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیلُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام کا ہے پھر حضرت موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام، پھر حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا، اِن حضرات کو مرسلین اُولوالعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیا و مرسلینِ انس و مَلک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلاتشبیہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے صدقہ میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔ تمام انبیا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور عظیم وجاہت و عزت والے ہیں۔ ان کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک معاذ اللّٰہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

(بہارِ شریعت ۱/۳۹ تا ۵۶، حصہ ۱)

انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ۱/۵۸ تا ۶۰، حصہ ۱)

اور انبیا کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوق انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے جس طرح انسان کے ذمّہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اطاعت فرض ہے۔ یوہیں ہر مخلوق پر حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی فرمانبرداری ضروری۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملائکہ و انس و جن و حُور و غلمان و حیوانات و جمادات، غرض تمام عالَم کے لیے رحمت ہیں اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔ حضور، خاتم النبیّین ہیں، یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سلسلۂ نبوّت حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ختم کردیا، کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے زمانہ میں یا حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا

جائز جانے، کافر ہے۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) افضل جمیع مخلوقِ الٰہی ہیں، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں وہ سب جمع کر دیئے گئے اور اِن کے علاوہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں۔ (بہارشریعت ۱/۶۱ تا ۶۵، حصہ ۱)

محال ہے کہ کوئی حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا مثل ہو، جو کسی صفتِ خاصّہ میں کسی کو حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خَلق جُو یائے رضائے مولا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ طالبِ رضائے مصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا اور کلامِ الٰہی بلاواسطہ سنا اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔ تمام مخلوق اوّلین و آخرین حضور کی نیاز مند ہے، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام۔ (بہارشریعت ۱/۶۶ تا ۶۹، حصہ ۱)

ہر قسم کی شفاعت حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے لیے ثابت ہے۔ **شَفَاعَت بِالْوَ جَاھَۃِ، شَفَاعَت بِالْمَحَبَّۃِ، شَفَاعَت بِالْاِذْن** اِن میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔ منصبِ شفاعت حضور کو دیا جاچکا۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اِطاعت عینِ طاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ناممکن ہے، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس

سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔حضورِاقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم یعنی اعتقادِعظمت جزوِ ایمان ورکنِ ایمان ہےاور فعلِ تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے۔(بہارِشریعت ۱/۷۲تا۷۴،حصہ ۱)

حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی تعظیم وتو قیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے،اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے، جب حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ذکر آئے تو بکمالِ خشوع وخضوع وانکسار باادب سُنے،اور نام پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ."(بہارِشریعت ۱/۷۵،حصہ ۱)

حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو بہ نظرِحقارت دیکھے کافر ہے۔حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نائبِ مطلق ہیں،تمام جہان حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے تحتِ تصرّف کردیا گیا،جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں،جس سے جو چاہیں واپس لیں،تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں،تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں،تمام آدمیوں کے مالک ہیں،جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت سے محروم رہے،تمام زمین اُن کی مِلک ہے،تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰوات والارض حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے زیرِفرمان،جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں،رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں،دنیا وآخرت حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عطا کا ایک حصہ ہے۔احکامِ تشریعیہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قبضہ میں کردیئے گئے،کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ملا۔روزِمیثاق تمام انبیا سے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لانے اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اِسی شرط پر یہ

منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نبیُّ الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اُمّتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نیابت میں کام کیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نُور سے تمام عالَم کو منوّر فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تشریف فرما ہیں۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوتِ قرآن وروایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلّت ولغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حِکَم ومَصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد وبرکات کی مُثمر ہوتی ہیں، ایک لغزشِ اَبِینَا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو دیکھئے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثُوبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجۂ بارکہ وثمرۂ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی لغزش، مَن وتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔ (بہارِ شریعت ۱/۷۹تا۸۹، حصہ ۱)

کتابوں پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو کتابیں اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں وہ تمام حق ہیں۔ (فتح الباری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عن الایمان، ۲/۱۰۸، تحت الحدیث: ۵۰)

بہت سے نبیوں پر **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: **"تورات"** حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر، **"زبور"** حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام پر، **"اِنجیل"** حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر، **"قرآنِ عظیم"** کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُرنور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر۔ کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ **اَللہ** (عَزَّوَجَلَّ) ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/۲۹ حصہ ۱) سب آسمانی کتابیں

اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہوسکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔ لہٰذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:

" اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ."

''یعنی **اَللہ** (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔''

چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرانِ عظیم کی حفاظت **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ذِمّہ رکھی، فرماتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (پ ١٤، الحجر: ٩)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قران اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(بہارِ شریعت، ١/٣٠، حصہ ١)

اسلام اور ایمان

جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہی شے ہیں کیونکہ اسلام کا معنی **خُضُوع** (سرِ تسلیم خم کرنا) و **اِنقِیاد** (احکام کو قبول کرنا اور مان لینا) ہے اور **خُضُوع و اِنقِیاد** یہ تصدیق ہی ہے اور ایمان کی تعریف تصدیق کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان ایک ہی ہیں اسی طرح شرعاً کسی شخص کو اس طرح کہنا جائز نہیں کہ وہ مسلمان ہے مومن نہیں یا مومن ہے مسلمان نہیں بلکہ جو مسلمان ہوگا تو وہ مومن بھی ہوگا اور جو مومن ہو وہ مسلمان بھی ہوگا۔ (شرح عقائد النسفية ص ٢٨٥)

:"اَلاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ ......الخ."

(یعنی اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو زکوۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج کرو) اس میں اسلام سے مراد اسلام کی علامات اور اس کے ثمرات ہیں اور ایک دوسری حدیث میں جو فرمایا: "اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ؟ قَالُوْا اللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ" (یعنی کیا تمہیں پتہ ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ نے عرض کی: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرنا) یہاں بھی ایمان سے ایمان کی علامات اور اس کے ثمرات مراد ہیں۔ تو حدیث شریف میں جو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسلام اور ایمان الگ ہیں، بلکہ اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہیں۔ (شرح عقائد النسفية، ص۲۸۸)

تقدیر پر ایمان

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر بھلائی برائی **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے علمِ ازلی کے مُوافِق مُقدَّر کردی ہے، جو بات جیسے ہونے والی تھی، اور جو شخص جو کچھ کرنے والا تھا، **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اَزَل سے جانتا تھا، اسی کے مطابق لکھ لیا، اب اس کے خلاف ہونا محال ہے۔ یہ نہیں کہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کے احوال جانے بغیر جو چاہا لکھ دیا اور اب ہم اس لکھنے کی وجہ سے ویسا ہی کرنے پر مجبور ہیں، مثلاً زید کے ذمے برائی لکھی، اس لیے کہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کو معلوم تھا کہ برائی کرے گا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اس کے ذمے بھلائی لکھتا، اس کو یوں سمجھئے کہ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو جمادات پتھر کنکر کی طرح بے حس و حرکت، بے اختیار نہیں بنایا، بلکہ ایک قسم کا اختیار بھی دیا ہے کہ کسی کام کو

چاہے تو کرے، چاہے تو نہ کرے، اسی کے ساتھ عقل بھی دی کہ وہ بھلے بُرے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان و اسباب مہیا فرما دیئے کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُن اسباب سے کام لے، اسی اختیار پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو پتھر و کنکر کی طرح مجبور محض سمجھنا یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (مقالات شارح بخاری، باب اول ۱/۱۴۹)

قیامت کی نشانیاں

دیگر احادیث کریمہ میں قیامت کی بہت سی علامات بیان کی گئیں حدیث مذکور میں دو نشانیاں بیان کی گئی ہیں:

پہلی نشانی: لونڈی اپنے آقا کو جنے گی:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس کی مختلف وضاحتیں بیان کی ہیں:

(۱) قُربِ قیامت میں لونڈیوں کی کثرت ہوگی اُن سے اُن کے آقا کی جو اولاد ہوگی مرنے کے بعد یہ لونڈیاں انہیں مل جائیں گی کیونکہ مرنے کے بعد باپ کا مال اولاد کو ملتا ہے۔ اس طرح ان لونڈیوں کی مالک ان کی اپنی اولاد ہوگی۔

(۲) لونڈیاں جن بچوں کو جنم دیں گی تو ان میں سے بعض قوم کے حاکم و سردار بنیں گے چنانچہ وہ حاکم ہوں گے اور ان کی مائیں ان کی رعایا۔

(۳) ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا کہ ایک شخص لونڈی خریدے گا اس سے بچہ پیدا ہوگا پھر وہ لونڈی کو فروخت کر دیگا بچہ بڑا ہو جائے گا اور وہ لونڈی دست بدست بکتی ہوئی اپنے اسی بچے کی ملکیت میں پہنچ جائے گی۔ اس طرح اس کا اپنا بیٹا اس کا مالک بن جائے۔ (الاربعین النوویۃ، ص ۲۹)

شارح بخاری حضرتِ علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یہ نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں شاہان بنی عباس میں سے سوائے امین سب لونڈی زادے تھے۔

(۴) یہ کنایہ اس بات سے کہ لوگ اپنی حقیقی ماں کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کریں گے، ماں کو لونڈیوں کی طرح رکھیں گے ان کی نافرمانی و حق تلفی کریں گے ایذا پہنچائیں گے یعنی اولاد اپنی ماں کے ساتھ آقا کی طرح برتاؤ کرے گی (مقالات شارح بخاری، باب اول ۱/۱۶۱)

دوسری نشانی: ننگے پاؤں برہنہ بدن، فقیر اور بکریاں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ صحرا، جنگل گاؤں دیہات میں رہنے والے اور حاجت مند فقراء ترقی کر کے بڑے بڑے محلات بنائیں گے، دنیا ان پر بہت آسان ہو جائے گی وہ اپنے عمدہ گھروں میں رہ کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ (الاربعین النوویة، ص ۲۹)

"یہ جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) **تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے"** علامہ **ابُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس فرمانِ عالی میں اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان، اسلام اور احسان ان سب کو دین کہا جاتا ہے اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ تقدیر کے بارے میں غور وغوض کرنا منع اور تقدیر پر راضی رہنا واجب ہے۔ (الاربعین النوویة، ص ۳۰)

بہترین نصیحت

حضرت سَیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ایک شخص نے نصیحت طلب کی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے یہ نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے: جب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ رزق کا ضامن ہے تو اس معاملے میں تمہاری (بے جا) مشقت کس لئے؟ جب بدلہ دینا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے تو پھر (راہِ خدا میں) مال خرچ کرنے میں بُخل کیوں؟ جب جنت حق ہے تو دنیا میں راحت کس لئے؟ جب جہنم برحق ہے تو گناہوں کا اِرتکاب کیوں؟ جب **منکر نکیر** کے سوالات حق ہیں تو دنیا سے دل لگی کس لئے؟ جب دنیا اور اس کی ہر شئے فانی ہے تو دنیا میں اطمینان کیوں؟ اور جب (ذرے ذرے کا) حساب ہوگا تو پھر مال جمع کرنا کیسا؟ اور جب ہر شے تقدیر کے ساتھ مُقَدَّر ہے تو پھر خوف کس بات کا؟ (الاربعین النوویة، ص ۳۰، حدیث ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کی اشیاء کی 25 اقسام

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: دنیا (کی چیزوں) کی پچیس اقسام ہیں: پانچ کا تعلق قضا و قدر (تقدیر) سے ہے، پانچ کا تعلق کوشش سے، پانچ کا تعلق عادت سے، پانچ کا تعلق فطرت اور پانچ کا تعلق وِراثت سے۔

وہ پانچ اشیاء جن کا تعلق **تقدیر** سے ہے (۱) رزق (۲) اولاد (۳) گھر والے (۴) عمر (۵) حکمران۔

وہ پانچ چیزیں جن کا تعلق انسان کی اپنی کوشش سے ہے(۱) لکھنے میں مہارت (۲)جنت(۳) دوزخ(۴)پاکدامنی (۵) گھڑسواری میں مہارت۔وہ چیزیں جن کا تعلق **عادت** سے ہے (۱) کھانا پینا(۲) سونا(۳) چلنا(۴) نکاح کرنا (۵)بول وبراز کرنا(پیشاب پاخانہ وغیرہ)وہ اشیاء جن کا تعلق بندے کی **ذات یا فطرت** سے ہوتا ہے(۱) زُہد(۲)ذہانت (۳) جانبازی(۴)خوبصورتی (۵)رعب و دَبْدَ بہ۔وہ پانچ اشیاء جن کا تعلق **وراثت** سے ہے (۱) بھلائی (۲)سچائی(۳)امانت(۴)سخاوت(۵)لوگوں سے باہم تعلق قائم رکھنا۔

سوال: یہ باتیں تو اس فرمانِ عالی کے خلاف ہیں کہ ”ہر شے مُقَدَّر کے ساتھ ہے۔“

جواب: یہ اس فرمانِ عالی کے خلاف نہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض چیزیں اَسباب پر مُرَتَّب ہوتی ہیں اور بعض بغیر اَسباب کے حاصل ہوجاتی ہیں لیکن ان سب کا تعلق قضاوقدر کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔(الاربعين النووية، ص ۳۰-۳۱)

ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم تھا کہ قیامت کب آئے گی

مَاالْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. ترجمہ: قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں کہ ”اس فرمان عالی سے یہ دلیل پکڑنا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت کا علم نہیں، محض لغو ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ اس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتی علم کی نفی کی ہے ورنہ فرماتے ”لَا اَعْلَمُ یعنی میں نہیں جانتا“ اتنی دراز عبارت کیوں ارشاد فرماتے! اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اے جبریل! اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرنا مناسب نہیں دوسرے یہ کہ یہ جواب سن کر حضرتِ سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: **فَاَخْبِرْنِی عَنْ أَمَارَاتِهَا.** ترجمہ: ”تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے“ اس پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولاد نافرمان ہوگی اور کمینے لوگ عزت

پائیں گے وغیرہ وغیرہ۔جس کو قیامت کا بالکل ہی علم نہ ہو اس سے نشانیاں پوچھنا کیا معنی؟ نشان اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت قائم ہونے کا دن بتا دیا۔مشکوٰۃ ''بَابُ الْجُمُعَة'' میں ہے ''لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ'' قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا ''بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ'' ترجمہ: ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں (بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی بعثت انا والساعة، ۲۴۸/۴ حدیث:۶۵۰۵) یعنی ہمارے زمانے کے بعد پس قیامت ہی ہے اور اس قدر علامات قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ ابھی نہ دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی (عَلَیْہِمَا السَّلَام)، نہ آفتاب مغرب سے نکلا، ان علامات نے قیامت کو بالکل واضح فرما دیا، پھر قیامت کا علم نہ ہونے کے کیا معنی؟ پس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سن (سال) نہ بتایا کہ فلاں سن میں قیامت ہوگی۔لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ پاک میں سن مقرر ہی نہ ہوئی تھی، سن ہجری عہدِ فاروقی میں مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سن ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے بلکہ اس زمانے میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی بھی اہم واقعہ ہوا اس سے سال منسوب کر دیا۔سالِ فیل، سال فتح، سالِ حدیبیہ وغیرہ۔تو سن ہجری کس طرح بیان کیا جاسکتا تھا۔اس دن کی علامات وغیرہ سب بتا دیں اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کیسے ہوسکتی ہے؟ نیز حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت تک کے مِن وعَن واقعات بیان کردیئے۔اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو؟ کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ علم ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا۔تو جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہ ہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت کی ابتدا۔دو ملی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہا کا علم دوسری کے ابتداء کا علم ہوتا ہے۔(جاء الحق ص ۱۲۰)

''تفسیر صاوی'' میں ہے: اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو وہ تمام غیب کی خبریں بتادی جو دنیا اور آخرت میں ہیں، لہٰذا آپ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں اس طرح جانتے تھے جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، جیسا کہ حدیث میں آیا کہ دنیا ہمارے سامنے پیش کی گئی پس ہم اسے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی اِس ہتھیلی کو، اور یہ بھی حدیث میں آیا کہ ''آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انہیں چھپانے کا حکم دیا گیا۔ (حاشية الصاوی علی الجلالین، پ۹، اعراف، تحت الاية :۱۸۷، ۷۳۳/۲)

علم غیب سے متعلق 4 روایات

کون جنتی کون جہنمی سب بتا دیا

بخاری شریف میں ہے: اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے پیدائش کی خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں، جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قولِ اللّٰہ تعالی :وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ، ۳۷۵/۲ حدیث:۳۱۹۲)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: اس جگہ حضور عَلَیْہِ السَّلَام نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی (۱) عالَم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی (۲) پھر عالَم کی انتہاء کس طرح ہوگی یعنی روزِ اول تا قیامِ قیامت ایک ایک ذرہ وقطرہ بیان فرما دیا۔ (جاء الحق ص ۴۷)

قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر

حضرتِ سَیِّدُنا عَمرو بِنْ اَخْطَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ **فرماتے ہیں کہ** حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں ان تمام واقعات کی خبر دی جو ہوئے اور جو قیامت تک ہونے والے ہیں پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کا زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب إخبار النبی فیما یکون الخ، ص۱۵۴۶ حدیث۲۸۹۲)

آنے والے فتنوں کی خبر

حضرت سَیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا ختم ہونے تک تمام (آنے والے) فتنہ گروں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام ہمیں بتا دیئے، جو کہ تین سو یا کچھ زیادہ ہونگے۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، الفصل الثانی، ۱۵٦/۳ حدیث:۵۳۹۳)

جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو!

بخاری شریف میں ہے **حضرت** سَیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبرِ اقدس پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں، پھر فرمایا: جو شخص جو پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تک میں اس جگہ یعنی اس منبر پر ہوں تم مجھ سے جو بھی بات پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا، پس ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا: جہنم میں، حضرت **عَبْدُ اللّٰہ بِنْ حُذَافَہ** (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: حذافہ، پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بار بار فرماتے رہے: مجھ سے پوچھو! مجھ سے پوچھو! (بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ما یکرہ من کثرۃ السوال وتکلف مالا یعنیہ، ۵۰۳/٤ حدیث:۷۲۹٤)

نوٹ: ان روایات کے علاوہ بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب سے متعلق بہت سی روایات ہیں، تفصیل کے لئے **اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ، اَلْفُیُوْضُ الْمَلَکِیَّۃ، اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا، جَاءَ الْحَق** وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں!

مدنی گلدستہ

”غیب دانِ نبی“ کے 9 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 9 مدنی پھول

(1) مُراقبہ کی اصل یہ ہے کہ انسان ہر وقت یہ پیشِ نظر رکھے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہر وقت اس کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

(2) فرشتے انسانی شکل وصورت میں آسکتے ہیں جیسا کہ حدیثِ مذکور میں ہے کہ حضرتِ سَیِّدُ نا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ایک آدمی کی شکل میں تشریف لائے۔

(3) کسی شخص سے کسی بات کے متعلق سوال کرنا سائل کی لاعلمی کی دلیل نہیں، دیکھئے حضرتِ سَیِّدُ نا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے چند سوالات کئے حالانکہ حضرتِ سَیِّدُ نا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ان باتوں کو اچھی طرح جانتے تھے۔

(4) اگر کسی سوال کا جواب ایسا ہو جو عوام کی سمجھ سے بالا ہو، یا اس جواب کو عوام سے چھپانے میں کوئی مَصْلَحَت ہو تو عالم پر ضروری نہیں کہ وہ عوام کے مجمع میں اس کا جواب دے، جیسا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت کا علم تھا لیکن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے بتانے کی اجازت نہ تھی اس لئے نہ بتایا۔

(5) شاگرد کو چاہیے کہ اپنے استاد کے سامنے کمالِ ادب کا مظاہرہ کرے، آنے جانے، اٹھنے بیٹھنے الغرض ہر کام میں استاد کا ادب ملحوظ رکھے۔

(6) ایمان اور اسلام ایک ہی شے ہیں ہاں کہیں کہیں اسلام ظاہری اعمال کی ادائیگی پر بولا جاتا ہے اس لحاظ سے فرق صرف اعتباری ہوگا حقیقت میں یہ دونوں ایک ہی ہیں جو مومن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مومن ہے۔

(7) ہمارے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت بلکہ اس کے بعد کے واقعات کا بھی علم عطا کیا گیا ہے۔ تکمیل قران کے بعد کوئی ایسی بات نہیں جس کا علم ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ ہو۔

(8) تقدیر کے بارے میں زیادہ غور وخوض کرنا منع اور تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے۔

(9) قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ چرواہے، فقیر اور بھوکے ننگے لوگوں پر دنیا اتنی وسیع ہو جائے گی کہ وہ بلند وبالا عمارتیں بنا کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ اور اولاد والدین کی نافرمان ہو جائے گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:61 **نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے**

عَنْ أَبِی ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ، وَأَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ". رَوَاهُ التِّرْمِذِی.

(ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس،۳/۳۹۷ حدیث:۱۹۹۴)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا اَبُو ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ اور حضرتِ سَیِّدُ نا اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم جہاں بھی ہو **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد نیکی کرلو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آ ؤ۔''

تین نصیحتیں

حدیثِ مذکور میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **تین باتوں** کا حکم فرمایا (1) جہاں بھی رہو **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو (2) گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرلو (3) لوگوں سے حُسْنِ اَخلاق سے پیش آ ؤ۔ ان تینوں باتوں کی وضاحت ملاحظہ فرمایئے!

خوفِ خدا

حضرتِ سَیِّدُ نا **مُلَّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشکاۃ** میں الفاظِ حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے'' کا مطلب یہ ہے کہ تمام واجبات ادا کرے اور تمام بُری چیزوں سے رُک جائے۔ بے شک! تقویٰ دین کی بنیاد ہے اور اسی کے ذریعے یقین کے درجوں تک پہنچا جاتا ہے۔ تقویٰ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ **اَللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس ذات پاک کے علاوہ ہر چیز سے توجہ ہٹالی جائے۔ پھر ان دونوں درجوں کے درمیان مزید کچھ مراتب ہیں اور بعض بعض سے اَولیٰ

ہیں۔ مثلاً گناہ ترک کرنا ادنیٰ درجہ، مکروہ کو ترک کرنا اس سے اعلیٰ اور مباح کو ترک کرنا اس سے بھی اعلیٰ ہے۔

(جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو!) یعنی خَلْوَت (تنہائی) میں ہو یا جَلْوَت میں، نعمتوں میں ہو یا مصیبتوں میں، ہر جگہ ہر حال میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جس طرح تمہارے ظاہر کو جانتا ہے اسی طرح تمہارے باطن سے بھی باخبر ہے۔ لہٰذا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا حکم و ادب بجالانا، اس کی رضا چاہنا اور اس کی ناراضی والے کاموں سے بچنا لازم ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا امام داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے منقول ہے کہ میں نے ایک قبر سے یہ آواز سنی: کیا میں زکوۃ نہیں دیا کرتا تھا؟ کیا میں نمازی نہ تھا؟ کیا میں فلاں فلاں نیک عمل کا پابند نہ تھا؟ اس سے کہا گیا: کیوں نہیں! بے شک تو یہ سب کام کرتا تھا مگر تو تنہائی میں گناہ کیا کرتا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء الخ، ٨/ ٨١٠ تحت الحدیث ٥٠٨٣)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گناہ کے بعد فوراً نیکی کرلو!

اِمَام شَرَفُ الدِّیْن حُسَیْن بِنْ مُحَمَّدبِنْ عَبْدُاللّٰہ طیبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حدیث پاک کے الفاظ کے تحت فرماتے ہیں: ''گناہ اپنی ضد (اُلٹ) یعنی نیکی سے مٹتے ہیں۔ لہٰذا گانے باجے سننے کا کفارہ (توبہ کرنے کے بعد) تلاوتِ قرآن پاک سننا اور محافلِ ذِکر میں بیٹھنا ہے، شراب پینے کا کفارہ (توبہ کے بعد) حلال مشروب صَدَقہ کرنا ہے، کیونکہ ہر مرض کا علاج اس کی ضد کے ذریعے ہوتا ہے۔ کیونکہ متضاد چیزیں آپس میں مناسبت رکھتی ہیں، لہٰذا برائی کو اس کی ہم جنس نیکی سے مٹایا جائے۔ جیسا کہ سفیدی کو سیاہی ختم کیا کرتی ہے۔ اور دنیا کی محبت، نیکی کی محبت کے اثر سے زائل ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ مسلمان کو غم یا دکھ وغیرہ کے سبب جو بھی تکلیف پہنچے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (شرح الطیبی، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، ٩/ ٢٧٧، تحت الحدیث: ٥٠٨٣)

مُفَسِّرِ شَہِیر حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرتِ مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: تقویٰ کے بہت

درجے ہیں، پہلا درجہ بدعقیدگی سے بچنا ہے۔دوسرا درجہ بدعملی سے بچنا ہے۔ **تیسرا درجہ** مکروہ بلکہ مُشْتَبَہ (جس کا جائز، ناجائز ہونا یقینی نہ ہو) چیزوں سے بچنا۔ **چوتھا درجہ** بیکار چیزوں سے بچنا۔ **پانچواں درجہ** جو بارے حجاب ہو اس سے بچنا۔ **تم جہاں کہیں بھی ہو اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو: مراد یہ ہے کہ علانیہ خفیہ ہر طرح ہر جگہ خدا سے ڈرنا۔ ''**لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آ ؤ!**'' اس طرح کہ لوگوں کی تکالیف برداشت کرو، ان پر اپنا مال خرچ کرو، ان سے خندہ پیشانی سے ملو، ان کی مصیبتوں میں کام آ ؤ۔ (مراۃ المناجیح،۶/۶۴۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ گناہ ہو جانے کے **بعد فوراً نیکی کرلو، کیونکہ نیکی اس گناہ کو مٹا دیگی** یعنی اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرلو، کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ ترجمۂ کنز الایمان : بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں

(پ۱۲، ھود:۱۱۴)

شانِ نزول: صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اس نے عرض کی: کیا صغیرہ گناہوں کے لئے نیکیوں کا کفارہ ہونا خاص میرے لئے ہے؟ فرمایا: نہیں سب کے لئے۔ (خزائن العرفان، پ۱۲، ھود تحت الآیۃ ۱۱۴)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا یعنی توبہ کرنا بھی ایک نیکی ہے اور یہ **افضل نیکی** ہے جیسا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرانِ کریم میں ارشاد فرمایا:

وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ ۱۸، النور:۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو سب کے سب، اس امید پر کہ تم سب فلاح پاؤ

اسی طرح دیگر نیک اعمال بھی گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں تو جب بھی بتقضائے بشریت ہم سے گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد توبہ اور دیگر نیک کام کر لینے چاہئیں۔

حُسنِ اَخلاق سے پیش آؤ

حدیث مذکور میں تیسری بات یہ ارشاد فرمائی گئی کہ ''لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ'' پہلی دونوں باتیں خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے متعلق تھیں جبکہ تیسری بات مخلوق سے متعلق ہے، یعنی جب بھی لوگوں سے مِلو تو خندہ پیشانی سے ملو، اچھے انداز میں ان سے ہم کلام ہو، ہمیشہ سچ بولو جھوٹ سے بچو، یہ ہیں اچھے اخلاق۔ اچھے اخلاق کی فضیلت کے بارے میں کثیر احادیث مروی ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا''

ترجمہ: مسلمانوں میں سب سے زیادہ کامل مسلمان وہ ہے جو اچھے اخلاق والا ہے۔ (ابو داؤد، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان، ۴/۲۹۰ حدیث:۴۶۸۲)

بروزِ قیامت قُربِ مصطفےٰ

حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سید عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بروزِ محشر تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں زیادہ قریب وہ ہوں گے جو تم میں اچھے اَخلاق والے، نرمی کرنے والے ہوں، وہ لوگوں سے اور لوگ ان سے محبت کرتے ہوں۔

(المعجم الاوسط، ۵/۳۸۶، حدیث:۷۶۹۷)

مدنی گلدستہ

”غوثِ اعظم“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) خَلْوَت (تنہائی) ہو یا جَلْوَت ہر جگہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

(2) شیطان کے بہکاوے میں آکر انسان سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اسے توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ کوئی نیکی بھی کر لینی چاہیے کہ وہ نیکی گناہ کو مٹا دے گی۔

(3) تقویٰ کے بہت سے مَرَاتِب (درجے) ہیں بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔

(4) نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا سنتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔

(5) ہم جہاں کہیں بھی ہوں ہر وقت یہ تصور ہونا چاہیے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

(6) لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ اچھے اخلاق والے بروز قیامت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے قریب ہونگے۔

(7) مسلمانوں کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس کے بدلے اسے اجر دیا جاتا ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:62

سچی نیت کا بدلہ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَوْمًا فَقَالَ: یَا غُلَامُ! إِنِّی أُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰہَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ، وَاعْلَمْ! أَنَّ الْأُمَّۃَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی أَنْ یَنْفَعُوکَ بِشَیْءٍ، لَمْ یَنْفَعُوکَ إِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ، وَاِنْ اِجْتَمَعُوا عَلٰی أَنْ یَضُرُّوکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوکَ إِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، ۴ / ۲۳۱ حدیث: ۲۵۲۴) وَفِی رِوَایَۃِ غَیْرِ التِّرْمِذِی: "إِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ أَمَامَکَ، تَعَرَّفْ إِلَی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفْکَ فِی الشِّدَّۃِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ وَمَا أَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْکَرْبِ وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا" (شعب الایمان، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع الامراض والمصیبات، ۲۰۳/۷، حدیث: ۱۰۰۰۱)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ ناعَبْدُ اللّٰہ بِنْ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں ایک دن سواری پر شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں، **اَللّٰہ** کے احکام کی پابندی کر، **اَللّٰہ** تیری حفاظت فرمائے گا، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کی حفاظت کر! تو اُسے اپنے سامنے پائے گا، جب مانگے تو **اَللّٰہ** سے مانگ، اور جب مدد طلب کرے تو **اَللّٰہ** ہی سے طلب کر! اور جان لے کہ سب لوگ مل کر بھی تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے مگر وہ جو تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے اور سب کے سب مل کر بھی تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اسی قدر کہ جو **اَللّٰہ** نے تیرے لئے لکھ دیا۔ قلم اُٹھا دیئے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے۔ ترمذی کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ: **اَللّٰہ** کے حقوق کی حفاظت کر! تو اُسے اپنے قریب پائے گا، خوشحالی میں **اَللّٰہ** کو یاد رکھ! وہ تنگدستی میں تجھ پر خاص توجہ فرمائے گا۔ اور جان لے کہ جو تکلیف تجھے نہ

پہنچی اُسے تجھ تک پہنچنا ہی نہ تھا اور جس تکلیف میں تو مبتلا ہے وہ تجھ سے ٹلنے والی نہ تھی، جان لے! مدد صبر کے ساتھ ہے اور کُشادگی رَنج وغم کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔''

حِبْرُ الْاُمَّہ مُفَسِّرِ قرآن سَیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بِنْ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

حضرتِ سَیِّدُنا مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشْکاۃ** میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ان روایتوں میں سے ہے جسے عَبْدُ اللّٰہ بِنْ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے براہِ راست سنا ہے ورنہ حضرت عَبْدُ اللّٰہ بِنْ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی اکثر روایات بِالواسطہ ہیں لیکن سب معتبر ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصال کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عمر شریف تیرہ، پندرہ، یا دس برس تھی لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس امت کے بہت بڑے عالم بنے، کیونکہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے لئے علم وحکمت اور فقہ کی دعا فرمائی تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دو مرتبہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کا دیدار کیا اور آخری عمر میں آپ نابینا ہوگئے تھے، ابن زبیر کے دور میں ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی، اس وقت آپ کی عمر ۷۱ سال تھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کثیر صحابہ اور تابعین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے روایات بیان کی ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق الفصل الثانی، ۹/۱۶۱ تحت الحدیث: ۵۳۰۲)

جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ہو جاتا ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ہو جاتا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی الفاظ حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''اِحْفَظِ اللّٰہ'' (اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی حفاظت کر) یعنی جس چیز کا اس نے حکم دیا ہے اس کو بجالا اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز آجا۔

''یَحْفَظْکَ'' (وہ تیری حفاظت فرمائے گا) یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دنیا میں مصیبتوں اور پریشانیوں سے اور آخرت میں اُن عذابات سے تیری حفاظت فرمائے گا جو تیرے اعمال کا بدلہ ہونگے، جو شخص اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ہوجائے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس

کا ہو جاتا ہے۔

”اِحْفَظِ اللّٰہَ“ (تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کر) اس کا حق یہ ہے کہ ہمیشہ اس کے ذکر وفکر اور شکر میں مشغول رہ اگر ایسا کرے گا تو اس کو اپنے قریب پائے گا یعنی تو اس وقت اس کو اس طرح پائے گا گویا کہ وہ تیرے سامنے ہے۔

”اِذَااسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ“ یعنی جب تو دنیا اور آخرت کے معاملات میں مدد مانگنا چاہے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی سے مانگ کیونکہ اُسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور ہر زمان اور مکان میں اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اور جان لے کہ اگر تمام لوگ کسی دینی یا دُنیاوی معاملے میں تجھے کسی چیز سے نفع پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ تجھے نفع پہنچائیں، سوائے اس کے کہ جو تیرے مقدر میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے لکھ دیا ہے۔

”رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُف“ یعنی تقدیر لکھ دی گئی ہے کاتب نے جو لکھنا تھا وہ لکھا جا چکا اب اس میں کچھ تَغَیُّرو تبَدُّل نہ ہوگا، لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھ دیا گیا اب اس میں کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اس سے فرمایا: لکھ! قلم نے عرض کی: کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھ! پھر اس نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ لکھ دیا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ ”**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے علم کے مطابق قلم خشک ہو گئے“ یعنی اَزل میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو کچھ اسے سکھایا اور حکم دیا (وہ لکھ دیا) اب اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی۔ یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ یہ حدیث پاک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے منافی (خلاف) ہے۔

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚۖ (پ ۱۳، الرعد: ۳۹) **ترجمۂ کنز الایمان**: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔

حدیث مبارک اور آیت طیبہ میں کوئی تضاد (مخالفت) نہیں کیونکہ مِٹنا اور ثابت ہونا بھی تقدیر میں سے ہے، کیونکہ تقدیر کی قسمیں ہیں: (۱) مُبْرَم (۲) مُعَلَّق اور یہ تقسیم لوحِ محفوظ کے اعتبار سے ہے، بہر حال وہ تقدیر جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے علم میں ہے اس میں تبدیلی اور تَغَیُّر ممکن نہیں اسی لئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ”**وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ**“

(**ترجمۂ کنز الایمان**: اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ۹/ ۱۶۲ تحت الحدیث: ۵۳۰۲)

تقدیر کی اقسام

بہارِ شریعت میں ہے: قضا (تقدیر) تین قسم ہے۔

(۱) مُبرَمِ حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔

(۲) معلّقِ محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

(۳) معلّقِ شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرَمِ حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نَبِیِّنَا الْکَرِیْم وَعَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃ وَالتَّسْلِیْم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی ابِ رحیم، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔

یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ (پ۱۲، ھود:۷۴) ترجمۂ کنز الایمان: ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں

قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَمِ حقیقی تھا، خلیل اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا:

''اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو، بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔'' (بہارِ شریعت، ۱/۱۲، حصہ ۱)

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی کو فرماتے ہیں: ''میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں''

اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: ''اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ'' (بیشک دُعا قضائے مُبرَم کو ٹال دیتی ہے)۔ (بہارِ شریعت، ۱/۱۴،۱۶، حصہ ۱)

اِمَام شَرَفُ الدِّیْن حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طِیبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حدیثِ مذکور کے تحت فرماتے ہیں: ''تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کی رعایت کر اور اس کی رضا طلب کر اگر ایسا کرے گا تو اسے اپنے قریب پائے گا اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کی حفاظت کر یہاں تک کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا کے مصائب سے تیری حفاظت فرمائے۔ تو ایسا بن جا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر وقت تجھے اپنی فرمانبرداری میں اور ایسے عمل میں دیکھے کہ جو تجھے اس کی نعمتوں سے قریب کر دے، پھر وہ دنیا و آخرت میں تیری شدید حاجت کے وقت تجھے اس کی جزا عطا فرمائے گا۔

(شرح الطیبی، کتاب الرقاق، باب التوکل و اصبر، ٩/٤١٢ حدیث: ٥٣٠٢)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان الفاظِ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ) یعنی تم دنیا میں اپنے ہر کام ہر چیز میں احکامِ الٰہیہ کا لحاظ رکھو، جائز کام کرو، ناجائز سے بچو، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے کام کرو، ناراضی کے کاموں سے بچو! تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم کو دینی و دنیاوی آفتوں سے بچائے گا۔

(تَجِدْہُ تُجَاھَکَ) یعنی ہر مصیبت میں رب تعالیٰ کی رحمت تمہارے دل پر وارد ہو گی جس کے اثر سے تمہارے دل پر غم طاری نہ ہو گا۔

(اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰہَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز اعلیٰ ادنی مدد اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے مانگو، یہ نہ خیال کرو کہ اتنے بڑے دربار میں ایسی ادنی چیز کیوں مانگو، دوسرے کریم مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے، خیال رہے کہ مجازی طور پر بادشاہ، حاکم، اولیائے کرام، حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ مانگنا خدا تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے کہ یہ حضرات اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خُدَّام، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت دیتے ہیں ان سے مانگنا بالواسطہ رَبّ عَزَّوَجَلَّ سے ہی مانگنا ہے، لہٰذا یہ حدیث ان قرآنی آیات اور احادیث کے خلاف نہیں، جن میں بندوں سے مانگنے کا ذکر یا حکم ہے۔

(وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ...الخ) یعنی ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی، اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔ طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے، سانپ کا

زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا طے شدہ (اور) اس کی طرف سے (ہے) حضرت یوسف (عَلَیْہِ السَّلَام) کی قمیص نے دِیدۂ یعقوبی (عَلَیْہِ السَّلَام) کو شفا بخشی حضرت عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) مردے زندہ، بیمار اچھے کرتے تھے مگر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اِذْن سے۔

(**کَتَبَهُ اللّٰهُ**) (یہاں) لکھنے سے مراد لوحِ محفوظ میں لکھنا ہے اگرچہ وہ تحریر قلم نے کی مگر چونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے کی تھی اس لیے کہا گیا کہ ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے لکھا'' مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پروگرام کے ماتحت ہوگا کہ لوحِ محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا، خلاصہ یہ ہے کہ حقیقی نافع (نفع پہنچانے والا) حقیقی ضارّ (نقصان پہنچانے والا) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے دنیا اس کی مَظْھَر ہے۔(**رُفِعَتِ الْاَقْلَام**) یعنی تا قیامت جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب پہلے ہی لکھا جا چکا ہے بار بار ہر واقعہ کی تحریر نہیں ہوتی۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۱۱۷)

مدنی گلدستہ
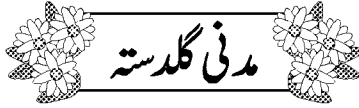
''تقدیر'' کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے 5 مدنی پھول

(1) جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانبردار بندہ ہوگا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہر مشکل میں اس کی مدد فرمائے گا۔

(2) حکمِ الٰہی کے بغیر کوئی بھی نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اس کے برگزیدہ بندے مخلوق کی مدد فرماتے ان کی پریشانیاں دور کرتے اور انہیں راحت وسکون مہیا کرتے ہیں۔

(3) لوحِ محفوظ میں قیامت تک ہونے والے تمام اُمور لکھ دیئے گئے ہیں۔

(4) انسان کی تقدیر میں جو لکھ دیا گیا وہ ضرور ہو کر رہے گا انسان تقدیر سے بھاگ نہیں سکتا۔

(5) جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے مانگتا ہے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُس سے خوش ہوتا ہے اور نا مانگنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:63

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی احتیاطیں

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوبِقَات.

(بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، ٤/٢٤٤ حدیث:٦٤٩٢)

ترجمہ: **حضرت** سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: تم لوگ بعض ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نگاہوں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں حالانکہ ہم نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں انہیں **مُہلِکات** (ہلاک کرنے والے اَعمال) میں شمار کرتے تھے۔

گناہِ صغیرہ، کبیرہ بن جاتا ہے

علامہ **بَدْرُ الدِّین عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی **عمدۃُ القاری** میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خوفِ الٰہی کی شدت کے سبب صغیرہ گناہوں کو بھی مُہلِکات (ہلاک کرنے والے اَعمال) میں شمار کرتے تھے، جبکہ کبیرہ گناہوں سے تو بہت دور رہتے تھے۔ اور گناہِ صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، ١٥/٥٦٥، تحت الحدیث:٦٤٩٢)

اِمَام شَرَفُ الدِّین حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **الفاظِ حدیث** ”هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ“ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی تم بعض اعمال ایسے کرتے ہو کہ جنہیں تم نیک سمجھتے ہو جبکہ حقیقت میں وہ نیک اَعمال نہیں۔

(شرح الطیبی، کتاب الرقاق، باب البکاء والخوف، ١٠/٢٨، تحت الحدیث: ٥٣٥٥)

فقیہِ اعظم شارحِ بخاری حضرت علامہ **مفتی شریفُ الحق** امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **حدیثِ مذکور** کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی تم لوگ کچھ گناہ صغیرہ کرتے ہو اور پروا نہیں کرتے، سوچتے ہو کہ اس سے کچھ نہیں

بگڑے گا حالانکہ عہدِ رسالت میں لوگ صغیرہ گناہوں کو بھی ہلاک کرنے والا جانتے تھے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر گناہ کے ارتکاب سے بچنے کی پوری طرح سے کوشش کرنی چاہیے۔نہیں معلوم کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کس پر مواخذہ کردے۔علاوہ ازیں صغیرہ پر اِصراراُسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔اس لئے صغیرہ گناہوں سے بھی حسب استطاعت بچنے کی پوری کوشش لازم ہے۔(نزھۃ القاری،۵/۶۶۲)

صغیرہ گناہ کا وبال

حضرت سَیِّدُنا اسلم ابوعمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ آدمی نیکی کرتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنے صغیرہ گناہوں کی پروانہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی خطائیں اسے گھیرے ہوئے ہوں گی اور ایک شخص برائی کرتا ہے اور وہ اُس برائی سے ڈرتا رہتا ہے،تو وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے قیامت کے دن امن کی حالت میں ملے گا۔حضرت سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:اپنے آپ کو صغیرہ گناہوں سے بچاؤ کیونکہ جب یہ زیادہ ہو جائیں تو اپنے کرنے والے کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

(شرح بخاری لابن بطال،کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب،۱۰ /۲۰۲)

صغیرہ گناہ کرنے والے کی مثال

حضرت سَیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن حُبُلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:جو شخص گناہِ کبیرہ سے تو بچے لیکن گناہِ صغیرہ کا اِرتِکاب کرے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا سامنا ایک درندے سے ہوا تو اس نے اپنے آپ کو اس کے حملے سے بچایا اور اس سے نجات حاصل کی،پھر اسکا سامنا ایک خطرناک اونٹ سے ہوا اُس نے اپنے آپکو اُس سے بھی بچایا اور نجات پائی پھر اس کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو اسے تکلیف ہوئی پھر دوسری چیونٹی نے اسے کاٹا پھر تیسری نے کاٹا یہاں تک کہ بہت ساری چیونٹیوں نے اسے کاٹا اور زمین پہ گرادیا۔(المرجع السابق)

اگر ہم اپنا محاسبہ کریں تو پتہ چلے گا صغیرہ تو دَرکنار،گناہِ کبیرہ کرتے وقت بھی ہمیں ندامت نہیں ہوتی۔صحابۂ

کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان اول تو گناہ کرتے ہی نہ تھے اور اگر کبھی ان سے کوئی گناہ سرزَد ہو جاتا تو فوراً توبہ کر لیا کرتے تھے۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی خطا کو بہت بڑا سمجھتے تھے۔ وہ بے حد محتاط ہوا کرتے تھے گناہ تو دُور وہ مُشْتَبَہ (شک والی) چیزوں سے بھی بچتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ

منہ میں انگلی ڈال کر قے کر دی

ایک دن اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے غلام کی کمائی سے دودھ نوش فرمایا پھر غلام سے پوچھا کہ تم نے یہ دودھ کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے عرض کی: میں نے ایک آدمی کے لئے کہانت کی تھی (نجومیوں کی طرح آیندہ کی باتیں بتائی تھیں) اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب اسکی یہ بات سنی تو فوراً اپنے منہ میں انگلی ڈال کر قے (اُلٹی) کرنے لگے یہاں تک کہ گمان ہونے لگا کہ آپ کے اس فعل سے آپ کی روح پرواز کر جائے گی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: یا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! (جو میرے اختیار میں تھا میں نے کر لیا اور) جو کچھ رَگوں نے اٹھایا اور آنتوں کے ساتھ مل گیا میں اس سے تیری بارگاہ میں عذر پیش کرتا ہوں۔

(احیاء العلوم، ۲/۱۱۵)

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی احتیاط

اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس بَحْرَین سے کستوری آئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کوئی اس کا وَزْن کرے اور میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، آپ کی زوجہ حضرتِ سَیِّدَتُنا عَاتِکَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی کہ میں اچھی طرح وزن کر سکتی ہوں، آپ انکی یہ بات سن کر خاموش رہے، پھر دوبارہ وہی بات دہرائی آپکی زوجہ محترمہ نے پھر عرض کی کہ میں اچھی طرح وَزْن کر سکتی ہوں، تو آپ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ وزن کرتے وقت تم اسے اپنی ہتھیلی پر رکھو اور پھر اس پر لگی ہوئی خوشبو اپنے جسم پر مَل لو اور اس طرح مجھے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ کستوری حاصل ہو جائے۔ (احیاء العلوم، ۲/۱۲۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندے جہاں اپنے آپ کو حرام و ناجائز باتوں سے بچاتے ہیں وہیں حرام کی طرف لے جانے والی اور مشکوک اشیاء سے بھی بچتے ہیں۔ آج کے اس پُر فتن دور میں جہاں گناہوں کی بھرمار ہے وہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایسے نیک بندے بھی موجود ہیں جو صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کی پیروی کرتے ہوئے خوب احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ آیئے! اس دور کی ایک عظیم روحانی و علمی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کے خوفِ خدا سے متعلق کچھ واقعات ملاحظہ کرتے ہیں۔

حق تلفی سے بچنے کے لئے قِطار میں کھڑے رہے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ نے **۱۴۰۰ ھجری** میں **حَرَمین طَیِّبَین** کی زیارت کا ارادہ کیا اور اپنا پاسپورٹ ویزا لگوانے کے لئے جمع کروا دیا۔ ویزا لگ جانے پر جب **آپ** دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ اپنا پاسپورٹ لینے کے لئے متعلقہ ایمبیسی پہنچے تو وِیزا لینے والوں کی ایک طویل **قِطار** لگی ہوئی تھی۔ **آپ بھی** قطار ہی میں کھڑے ہو گئے۔ کسی جاننے والے **ٹریول ایجنٹ (TRAVEL AGENT)** کی نظر آپ پر پڑی کہ اتنے اعلیٰ مرتبے کے حامل ہونے کے باوُجود **قِطار** میں کھڑے ہوئے ہیں تو اس نے بعدِ سلام عرض کی: ''حضور! **قِطار** بہت طویل ہے، آپ کو کئی گھنٹوں تک دھوپ میں انتظار کرنا پڑے گا، آیئے میں آپ کو (اپنے تعلقات کی بنا پر) کھڑکی کے قریب پہنچا دیتا ہوں۔'' **مگر آپ** دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ نے بڑی نرمی سے منع فرما دیا، جس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ اس کی پیش کش قبول فرما کر آگے تشریف لے جاتے تو پہلے سے **قِطار** میں کھڑے ہونے والوں کی حق تلفی ہو جاتی۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **کی امیرِ اہلسنّت پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نمک چکھنے پر معافی مانگ لی

ایک مُبَلِّغ اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ **دعوتِ اسلامی** کا ابتدائی دور تھا۔ مَدَنی قافلے میں سفر کے دوران چائے پینے کیلئے ایک ہوٹل میں جانا پڑا تو میں نے سامنے رکھا ہوا نمک چکھ لیا۔ **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے فوراً فرمایا: ''یہ آپ نے کیا کیا؟ عُرف میں یہ نمک کھانا کھانے والوں کیلئے رکھتے ہیں۔'' پھر **آپ** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے کاؤنٹر پر مُبَلِّغ کو ساتھ لے جا کر ہوٹل کے مالک سے کہا: **''آپ نے نمک غالباً کھانا کھانے والوں کیلئے رکھا ہوگا مگر اس اسلامی بھائی نے اسے چکھ لیا ہے جبکہ ہمیں صرف چائے پینی تھی، لہٰذا! اِن کو مُعاف فرمادیں۔''** ہوٹل کا مالک یہ سن کر حیرت زدہ ہوگیا کہ اس دور میں اتنی احتیاط کون کرتا ہے؟ پھر اس نے کہا: ''حضور! کوئی بات نہیں۔''

مدنی گلدستہ
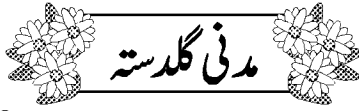
''مدینہ'' کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) گناہوں کو ہلکا جاننا خوفِ خدا میں کمی کی دلیل ہے۔

(2) صغیرہ گناہوں کو بڑا سمجھنا کمالِ خشیت کی دلیل ہے۔

(3) انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہیں۔

(4) صغیرہ گناہ بار بار کرنے کی وجہ سے کبیرہ بن جاتے ہیں۔

(5) جو اپنا مُحاسبہ کرتا ہے اسے اپنی خطاؤں کا احساس ہوتا رہتا ہے اور گناہوں پر توبہ کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تمام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:64 اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (اپنے شایانِ شان) غیرت فرماتا ھے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغَارُ، وَغَیْرَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔'' (بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ٤٦٩/٣، حدیث:٥٢٢٣)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (اپنے شایانِ شان) غیرت فرماتا ہے اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت غیرت فرماتا ہے جب بندہ وہ کام کرے جسے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام فرمایا ہے۔''

غیرت کی تعریف

''رسالۂ قُشَیْرِیَہ'' میں ہے: ''غیر کی شرکت کو ناپسند کرنا غیرت کہلاتا ہے۔ جب غیرت اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت کے طور پر اِستِعمال ہو تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حق میں کسی دوسرے کی شرکت کو پسند نہیں فرماتا اور اس کا حق یہ ہے کہ بندہ اس کی اطاعت وعبادت کرے۔ (رسالۃ قشیریۃ، ص٢٨٨)

غیرتِ الٰہی سے کیا مراد ہے؟

''اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات'' میں مُحَقِّق عَلَی الْاِطْلَاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے بندوں سے جو محبت ہے اور انکے حال پر جو عنایت ہے اس کی بناء پر بندوں کو گناہوں اور مُحَرَّمات سے منع فرماتا ہے تاکہ وہ بارگاہِ قرب سے دور نہ ہوجائیں یہی زَجْر و تَوْبِیْخ (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) غیرتِ الٰہی ہے۔ (مزید فرماتے ہیں) کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا گناہوں کو حرام فرمانا اور دنیا وآخرت میں ان سے سزائیں مُتَعَلِّق کرنا اس کی غیرت کی بناء پر ہے تاکہ بندہ کسی مصیبت اور ناپسندیدہ حالت میں مبتلا نہ ہو اور بارگاہِ قرب ورحمت سے دور نہ ہوجائے۔ (اشعۃ اللمعات،٣/١٧٥۔١٧٤)

حیا وغیرت

مراٰۃُ المناجیح میں ہے کہ ''حیا وغیرت صفاتِ الٰہیہ سے ہیں جسے یہ نعمت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا۔'' بندہ

گناہ کرتا ہے ربّ کو اس سے غیرت آتی ہے، جیسے غلام کی بُری حرکتوں سے مولیٰ کو غیرت آتی ہے۔ لہٰذا بندہ ہرگز گناہ پر دلیری نہ کرے۔ (مراۃ المناجیح، ۵/۱۳۵)

"تفسیرِ نعیمی" میں ہے: حیا کے معنی ہیں شرم و غیرت، جب بدنامی اور برائی کے خوف سے دل میں کسی کام سے رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے اس رکاوٹ کا نام حیا ہے یہ ایک درمیانی حالت ہے اس کے نیچے ہے خَجالت یعنی شرمندگی اور اس کے اوپر ہے وَقاحت جس کا معنی، بے غیرتی، بے شرمی (ہے) ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ حیا کی وجہ سے انسان وہ کام کرتا ہی نہیں، خجالت میں کام کر کے شرمندہ ہوتا ہے۔ (جبکہ) وَقاحت میں بے غیرتی کے کام پر دلیری اور جرأت کرتا ہے، حیا اور غضب اور رحمت وغیرہ کے حقیقی معنی سے رب تعالیٰ پاک ہے کیونکہ یہ دل کی صفتیں ہیں اور دل جسموں میں ہوتا ہے لہٰذا حق تعالیٰ پر جہاں کہیں یہ الفاظ استعمال کئے جائیں گے وہاں ان کا نتیجہ مراد ہوگا۔ مثلاً حیا کا نتیجہ ہے کام چھوڑ دینا، غضب کا نتیجہ ہے بدلہ لینا رحمت کا نتیجہ ہے نفع پہنچانا، حق تعالیٰ کے لیے ان الفاظ کے یہی معنی مراد ہیں۔ (تفسیر نعیمی، پ۱، البقرۃ تحت الآیۃ ۲۶، ۱/۱۹۸)

تفہیم البخاری میں علامہ غلام رسول رضوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "مومن وہ کام کرے جو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حرام کیا ہے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو غیرت آتی ہے۔ امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: غیرت کا معنی ہے "منع"۔ کہا جاتا ہے: "اَلرَّجُلُ غَیُوْرٌ عَلٰی اَھْلِہٖ" یعنی (وہ) اپنے اہل کو اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے اور اس کو دیکھنے سے منع کرتا ہے، بعض نے کہا: غیرت غضب ہے جو غیرت کو لازم ہے پس **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی غیرت یہ ہے کہ فواحش (یعنی بری باتوں) پر اس کا غضب ہوتا ہے۔ (تفہیم البخاری، ۸/ ۲۳۷)

غیرت سے متعلق تین فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(1) اِنَّ الْغَیْرَۃَ مِنَ الْاِیْمَان۔ یعنی غیرت ایمان کا حصہ ہے۔ (سنن الکبری للبیہقی، کتاب الشھادت، باب الرجل یتخذ الغلام...... الخ، ۱۰/۳۸۱ حدیث: ۲۱۰۲۳)

(2) بے شک! میں بہت زیادہ غیرت مند ہوں اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے اور بے شک **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے غیرت مند بندوں کو پسند فرماتا ہے۔(معجم الاوسط، ٦/١٨٣، حدیث:٨٤٤١) **نبیِّ کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غیرت کے متعلق اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **''فتاویٰ رضویہ شریف''** میں فرماتے ہیں: کسی بھی صفت میں حضور اقدس کی مِثْل دوسرا شخص نہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک صفت غیرت بھی ہے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خَلْقِ خدا میں سب سے زیادہ غیرت مند ہیں اور خُدائے بَرتَر اُن سے بڑھ کر غیرت والا ہے۔(فتاوی رضویہ،۴/۴۸)

(3) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مسلمان کے لئے غیرت فرماتا ہے پس چاہیے کہ مسلمان بھی غیرت مند ہو۔

(جامع صغیر، ص١١٨، حدیث:١٩١٨)

بندوں کا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت کرنا

''**رسالۂ قُشَیْرِیَہ**'' میں ہے: بندوں کی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت یہ ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی طرف اپنے اَنفاس وخیالات کو جانے نہ دے۔لہٰذا یہ کہنا جائز نہیں کہ مجھے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر غیرت آتی ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ مجھے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت آتی ہے،اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت اس کے حقوق کی تعظیم اور اس کے لئے اعمال کی صفائی کو لازم کرتی ہے۔(رسالۃ قشیریۃ، ص٢٨٩)

اولیائے کرام کے دِلوں کی حالت

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ جب وہ غیر کے ساتھ سکون حاصل کریں یا غیر کا لحاظ کریں، یا دل سے غیرُ اللہ کے ساتھ مشغول ہوں، تو ان پر یہ معاملہ مشکل کر دیا جاتا ہے، اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ غیرت کی وجہ سے ان کے دلوں کو خالص اپنے لئے بنالیتا ہے اور ان کے دلوں کو غیر کے ساتھ سکون، غیر

کے لحاظ اور مشغولیت سے خالی کر دیتا ہے۔(رسالة قشيرية، ص ٢٩٠)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ غَیُوْر ہے

حضرتِ سَیِّدُنا محمد حَسَّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَنَّان فرماتے ہیں کہ میں لَبنان کے پہاڑ کے گرد گھوم رہا تھا کہ ایک نوجوان میرے سامنے آیا جسے گرم ہواؤں نے جُھلسا رکھا تھا، وہ مجھے دیکھتے ہی بھاگ گیا، میں اس کے پیچھے گیا اور کہا: مجھے کچھ نصیحت کرو! اس نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! کیونکہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **غَیُوْر** ہے وہ اپنے بندے کے دل میں اپنے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔(المرجع السابق) **حضرتِ سَیِّدَتُنا رَابِعہ عَدَوِیَّہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا بیمار ہوئیں بیماری کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: میں نے اپنے دل سے جنت کو دیکھا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس کی سزا دی، اسے سزا دینے کا حق ہے اور آئندہ میں ایسا نہیں کروں گی۔(المرجع السابق)

ولی کی دعا سے بیماروں کو شفا

حضرتِ سَیِّدُنا سَرِی سَقَطِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: میں ایک مدت تک اپنے ایک دوست کی تلاش میں تھا۔ میں ایک پہاڑ سے گزرا تو وہاں چند لوگوں کو دیکھا، جن میں کچھ اپاہج، کچھ اندھے اور کچھ مریض ہیں، میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے جو سال میں ایک بار آتا ہے وہ دعا کرتا ہے تو لوگوں کو شفا مل جاتی ہے۔ میں نے اس کے نکلنے کا انتظار کیا، وہ آیا اس نے دعا کی اور لوگ شفایاب ہو گئے۔ میں اس کے پیچھے ہو لیا اور اس سے چمٹ گیا اور عرض کیا: میں ایک باطنی بیماری میں مبتلا ہوں، اس کا کیا علاج ہے؟ اس نے جواب دیا، اے سَرِی! مجھ سے دور ہو جا! بے شک! **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ غیور ہے جب وہ تجھے غیر سے سکون پاتا دیکھے گا تو تو اس کی نظروں سے گر جائے گا۔

بعض صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی غیرت میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ لوگوں کو غفلت کے ساتھ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو یہ انہیں دیکھ نہیں سکتے اور یہ بات ان کے لئے باعثِ مشقت ہوتی ہے۔(رسالة قشيرية، ص ٢٩١)

اپنے دِلوں کو غیر کی محبت سے خالی کرلو

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ میرا فلاں بندہ مجھ سے اپنی حاجت طلب کر رہا ہے اگر وہ ایک کام کرے تو اس کی حاجت پوری ہوسکتی ہے۔ نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کون سا کام؟ ارشاد ہوا: اس کے دل میں میرے غیر کی محبت بسی ہوئی ہے اگر وہ اپنے دل کو غیر کی محبت سے خالی کرلے تو میں اس کی حاجت پوری کردوں گا۔ (رسالة قشيرية، ص ٢٩٠)
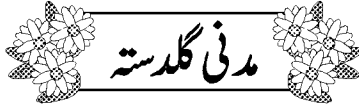
مدنی گلدستہ

"غیرت" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) سب سے بڑھ کر غیرت والا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہے پھر ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے زیادہ غیرت مند ہیں۔

(2) مومن **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت کرتا ہے اس غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو غیر کے خیال سے پاک رکھے، دل محبتِ الٰہی سے سرشار ہونا چاہیے۔

(3) جب انسان کی توجہ غیر کی طرف ہوجاتی ہے تو پریشانیاں اسے گھیر لیتی ہیں جو دل **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف مشغول ہوگا مطمئن رہے گا۔

(4) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا گناہوں کو حرام کرنا اور بے حیائی کے کاموں سے منع کرنا اس کی غیرت کی وجہ سے ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں حقیقی غیرت عطا فرمائے، بے حیائی و بے شرمی سے ہمیں محفوظ رکھے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:65

بُخل کا انجام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَبْرَصَ، وَأَقْرَعَ، وَأَعْمَى، أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا. قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ، شَكَّ الرَّاوِي فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا فَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا، وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا. فَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: اَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ النَّاسَ، فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا. فَأَنْتَجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هَذَا، فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ: الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ. فَقَالَ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذُرُكَ النَّاسُ، فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ!؟ فَقَالَ: إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هَذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ. وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي؟ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ، فَوَاللّٰهِ مَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ

عَزَّوَجَلَّ. فَقَالَ: أَمْسِکْ مَالَکَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْکَ، وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَيْکَ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ(بخاری، کتاب احا دیث الا نبیاء، باب حدیث ابرص واعمی...... الخ، ٤٦٣/٢، حدیث:٣٤٦٤)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے انہوں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے(1) برص کا مریض (2) گنجا اور (3) اندھا۔ ان تینوں کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آزمانا چاہا تو ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا، اس نے برص والے کے پاس آکر پوچھا: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور اس بیماری کا خاتمہ جس کی وجہ سے لوگ مجھے بُرا سمجھتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اسکی بیماری دور ہوگئی اور اسے اچھا رنگ عطا کیا گیا، فرشتے نے پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: اونٹ یا گائے (راوی کو شک ہے کہ اونٹ کہا تھا یا گائے) چنانچہ، اسے دس حاملہ اونٹنیاں دے دی گئیں اور فرشتے نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے لئے اس مال میں برکت دے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ کہا: اچھے بال اور اس بیماری سے خاتمہ جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ بیماری زائل ہوگئی اور اسے اچھے بال دے دیئے گئے۔ پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ کہا: گائے، چنانچہ، اسے ایک حاملہ گائے دی گئی اور فرشتے نے کہا کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے لئے اس مال میں برکت دے۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسکی بینائی لوٹا دی، پھر پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ کہا: بکریاں۔ چنانچہ، اسے بچہ جننے والی بکری دی گئی۔ پھر اونٹنی اور گائے نے بچے جنے اور بکری نے بھی بچہ جنا ایک کیلئے اونٹوں سے وادی بھرگئی تو دوسرے کیلئے گائے سے اور تیسرے کیلئے بکریوں سے وادی بھرگئی۔ پھر فرشتہ برص والے کے پاس اسکی سابقہ صورت میں آیا اور کہا کہ میں ایک محتاج آدمی ہوں میرے وسائلِ سفر ختم ہوچکے ہیں۔ اب میرے لئے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی مدد اور پھر تیرے تعاون کے بغیر (گھر) پہنچنا مشکل ہے۔ میں تجھ سے اُسی ربّ کے وسیلے سے ایک اونٹ مانگتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور مال عطا کیا، تاکہ میں اپنی منزل پر پہنچ جاؤں، یہ سن کر اس نے کہا: میرے اخراجات زیادہ ہیں (میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا: شاید

میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو برص زدہ نہ تھا؟ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے، تو فقیر تھا **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے مال عطا کیا۔ اس نے کہا: یہ مال تو میرے آباء واَجداد سے منتقل ہوتا ہوا میرے پاس پہنچا ہے، فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے پہلے کی طرح کر دے۔

پھر فرشتہ اس گنجے کے پاس اس کی (سابقہ) شکل وصورت میں آیا اس سے بھی وہی گفتگو کی جو برص والے سے کی تھی اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا، فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ نابینا کے پاس اسی کی شکل وصورت میں آیا اور کہا: میں محتاج مسافر ہوں سفر کے وسائل ختم ہوگئے اب **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی مدد اور پھر تیرے تعاون کے بغیر (گھر) پہنچنا مشکل ہے جس ذات نے تیری بینائی لوٹائی اس کے نام پر ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنی منزل پر پہنچ جاؤں۔ نابینا نے کہا: واقعی میں اندھا تھا پھر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بینائی عطا فرمائی، تو (میرے مال سے) جتنا چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر تو جو لے گا میں تجھ کو مشقت میں نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: اپنا مال اپنے پاس رکھ! تم تینوں کو آزمایا گیا پس **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

علّامہ **نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اسی حدیث کے تحت الفاظِ حدیث کے معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"**اَلنَّاقَۃُ الْعُشَرَاء** کا معنی ہے، حاملہ اونٹنی۔ اَنْتَجَ جبکہ ایک روایت میں "نَتَجَ" ہے، اس کا معنی ہے "اس نے بچہ جنا" اونٹنی کے لئے لفظِ "نَاتِج" ایسے ہی ہے جیسے عورت کے لئے لفظ قابلہ (یعنی دایہ)۔ "وَلَّدَ هذا" اس کا معنی "وہ جانور کے بچے کا مالک بنا" اور یہ "اَنْتَجَ فِي النَّاقَة" کا ہم معنی ہے۔ "مُوَلِّدٌ، نَاتِج اور قَابِلَة" یہ تینوں ہم معنی ہیں لیکن یہ (ناتِج) حیوان کے لئے ہے اور "قابلة" غیر حیوان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ" یعنی میرے اسباب منقطع ہوگئے۔ "لَا اَجْهَدُكَ" اس کا معنی یہ ہے کہ تو جو بھی مال مجھ سے لے گا یا طلب کرے گا اس کی واپسی کی تکلیف تجھے نہ دوں گا۔ جبکہ بخاری شریف کی روایت میں "لَا اَحْمَدُكَ" ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جس مال کی تجھے ضرورت ہے اس کے چھوڑنے پر تیری تعریف نہیں کروں گا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: لَيْسَ عَلٰى طُولِ

اَلْحَیَاۃِ نَدَم۔" یعنی لمبی زندگی کے ختم ہونے پر کوئی پشیمانی نہیں۔

عَلَّامَہ حَافِظ اِبنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **فَتْحُ البارِی** میں فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور میں کفرانِ نعمت (ناشکری کرنے) سے ڈرایا گیا ہے اور نعمت پر شکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ کہ بندہ اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ نعمت **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی نے دی ہے اور اس نعمت پر **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کرے۔ اس حدیث میں صدقہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی اور غریب ومسکین لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے، ان کا اِکرام کرنے اور ان کی حاجت و ضرورت پوری کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور بُخل سے منع کیا گیا ہے کیونکہ بخل انسان کو جھوٹ اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی ناشکری پر اُکساتا ہے۔(فتح الباری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمی الخ، ٤١٩/٧ تحت الحدیث:٣٤٦٤)

عقل مند نابینا

علامہ **بَدْرُ الدِّین عَیْنِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی **عمدۃ القاری** میں فرماتے ہیں: امام **کِرْمَانِی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: "اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نابینا کی عقل باقی دونوں کے مقابلہ میں زیادہ درست تھی کیونکہ کوڑھ کا مرض اسی وقت ہوتا ہے جب طبیعت ومزاج میں فساد واقع ہو اور یہی معاملہ گنج پن کا بھی ہے جبکہ نابینائی کے لئے طبیعت و مزاج کا فساد ضروری نہیں یہ مرض کسی امر خارج کی وجہ سے بھی لاحق ہوسکتا ہے۔(عمدۃ القاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمی...... الخ، ٢١٦/١١ تحت الحدیث:٣٤٦٤)

فرشتے نے جو کہا کہ "میں ایک مسکین ومسافر ہوں میرے تمام اسباب ضائع ہوگئے ہیں"

اس کے تحت **مُفَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت** حضرتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں "علمی لحاظ سے یہ جملہ خبر یہ نہیں کہ اسے جھوٹ کہا جائے بلکہ تَخْیِیْل ہے، یہ تَخْیِیْل امتحانات اور سوالات میں کام آتی ہے جیسے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ زید نے اپنے بیوی کو طلاق دی حالانکہ شہر میں نہ کوئی زید ہوتا ہے نہ اس کی بیوی فقط صورتِ مسئلہ پیش کی جاتی ہے، قرآنِ کریم فرمارہا ہے کہ داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس دو فرشتے شکلِ انسانی میں آئے اُن میں سے ایک

بولا، ﴿ إِنَّ هٰذَا أَخِى لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً ﴾ ''یعنی میرے اس بھائی کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور میرے پاس ایک'' حالانکہ وہاں نہ بکریاں تھیں اور نہ ہی کوئی جھگڑا، لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے نے جھوٹ کیوں کہا۔'' (مراۃ المناجیح،۳/۸۳)

حضرتِ سَیِّدُ نامُلّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشکاۃ** میں فرماتے ہیں: ''ان تینوں کا یہ امتحان دنیا والوں کے سامنے انکے احوال ظاہر کرنے اور لوگوں کو ان کے حالات بتانے کے لئے تھا (تاکہ لوگ ان کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں)۔ (مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الزکاۃ، باب الانفاق و کراھیۃ الامساک ٤/ ٣٨٠ تحت الحدیث: ١٨٧٨)

بِاللّٰهِ ثُمَّ بِکَ (یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد اور پھر تیری مدد) اس عبارت میں انتہائی ادب کا پہلو ہے کہ فرشتے نے پہلے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد کا ذکر کیا پھر حرفِ عطف ''و'' کے بجائے لفظِ ''ثُمَّ'' استعمال کیا۔ ثُمَّ کے بعد جس شے کو ذکر کیا جائے اس کا مقام اپنے پہلے والے سے کم ہوتا ہے۔

اَلْحُقُوْقُ کَثِیْرَۃٌ یعنی اہل وعیال اور نوکر چاکر بہت رکھتا ہوں جن کے باعث اخراجات زیادہ ہیں انہیں کا پورا نہیں ہوتا تمہیں اونٹ کہاں سے دوں؟ وہ برص والا جھوٹ بول رہا تھا اور (اپنے زُعمِ فاسد میں) فرشتے کو ٹالنے کی کوشش کرر ہا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الزکاۃ، باب الانفاق و کراھیۃ الامساک، ٤/ ٣٨٣، تحت الحدیث: ١٨٧٨)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ
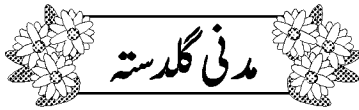
''رَمَضَانُ المُبَارَك'' کے 12 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 12 مدنی پھول:

(1) **مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت** مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے دافع البلاء ہوتے ہیں۔ دیکھو گنج کوڑھ، اندھا پن سخت بلائیں ہیں جو فرشتے کے ہاتھ لگتے ہی

جاتی رہیں، یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی قمیص یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی سفید آنکھ پر لگی تو آنکھ روشن ہوگئی (سورۂ یوسف) قرانِ حکیم میں حضرتِ سَیِّدُ نا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے اعلانِ عام فرمایا تھا:

اَنِّیْۤ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ (پ:٣، اٰلِ عمران:٤٩) ترجمۂ کنز الایمان : اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو، اور میں مردے جِلا تا ہوں اللہ کے حکم سے

درود تاج میں جو آتا ہے ”دافع البلاء والوباء...... الخ “ اس کا ماخذ قرانِ کریم کی یہ آیات اور احادیث ہیں۔ جب اَطِبَّـاء کی گولیاں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں دافِعِ قبض اور دافِعِ جریان ہوسکتی ہیں، ایک شربت کا نام ”شربتِ فریادرس“ ہوسکتا ہے تو کیا اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے محبوبوں کا درجہ ان چیزوں سے بھی کم ہے؟ (مراۃ المناجیح،٤/٨٣)

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں

مَردُود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

(2) ربّ تعالیٰ کے ساتھ بندوں سے بھی امداد لینا جائز ہے اور بندے کا ذکر اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے ساتھ ملا کر کر سکتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (پ١٠، التوبہ:٧٤) ترجمۂ کنز الایمان : اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔

فرشتے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اگر غیرُ اللّٰہ سے مدد مانگنا ناجائز ہوتا تو فرشتہ اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ سوا کسی اور سے ہرگز مدد نہ مانگتا۔ لیکن اس نے کہا: بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ“ (یعنی اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی مدد پھر تیری مدد)۔ یہ حدیث پاک حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود اپنے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو ارشاد فرمائی اگر اس میں کوئی بات شریعت کے خلاف ہوتی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے ضرور منع فرماتے۔ معلوم ہوا کہ اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کو ہر شے کا مالکِ حقیقی مانتے ہوئے اس کے نیک بندوں سے مدد مانگنا بالکل جائز ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

(3) ہر شخص کو اپنی اصلی فقیری اور گزشتہ مصیبتیں یاد رکھنی چاہئیں کہ یہ شکر کا ذریعہ ہیں۔

(4) بدنصیب ہے وہ شخص جو عیش و طَیش (غصے) میں اپنے رب کو بھول جائے اور جب کوئی یاد دِلائے تو اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے جھوٹ سے کام لے۔

(5) فقیروں کے بھیس میں کبھی کبھی مقبول بندے بھی آجاتے ہیں لہٰذا فقیروں کو جھڑکنا نہیں چاہیے۔

(6) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بندہ واقعی حاجت مند ہو اس کے سامنے اپنا سارا مال رکھ دینا کہ جتنی اسے حاجت ہو لے لے یہ اعلیٰ ترین سخاوت ہے۔

(7) فرشتے ہر شکل میں آسکتے ہیں۔

(8) بخل انسان کو ناشکری اور جھوٹ پر اُبھارتا ہے۔ بخیل دنیا و آخرت میں نقصان اُٹھاتا ہے۔

(9) سخاوت و غریب پَرْوَرِی سے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

(10) بندے کو چاہیے کہ حسبِ موقع اپنا مُحاسبہ کرتا رہے کہ اس سے اصلاح کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

(11) شکر و سخاوت سے نعمتیں بڑھ جاتی ہیں جو نعمتوں کو محفوظ کرنا چاہے اسے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

(12) انسان کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ میری تمام نعمتیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہیں وہ جب چاہے ان نعمتوں کو لے سکتا ہے۔ ہر حال میں اپنے رب کا شکر کرنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر آن اپنا شکر گزار رکھے ہمیں زوالِ نعمت سے بچائے اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے۔ **اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:66

عقل مند کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہُ ھَوَاھَا، وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ۔ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، ۲۰۷/٤ حدیث:۲٤٦۷)

ترجمہ: حضرتِ سیِّدُنا اَبُو یَعْلٰی شَدَّاد بِنْ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے باوجود اَللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ سے آرزو اور تمنا کرے۔

حضرتِ سیِّدُنا مُلّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی مرقاۃ شرح مِشْکاۃ میں الفاظِ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْکَیِّسُ: وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو اَللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے حکم کے تابع کرے، احکامِ الٰہی کے سامنے جُھکتے ہوئے ان پر مکمل عمل کرے۔ امام ترمذی اور دیگر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: دَانَ نَفْسَہُ کا معنی یہ ہے کہ اپنے اَحوال واَقوال واَعمال کا محاسبہ کرے، اگر اپنے اعمال درست لگیں تو شکرِ الٰہی بجالائے، اگر اعمال میں برائی نظر آئے تو سچی توبہ کرے، اعمال میں جو کمی وکوتاہی ہو اُسے پورا کرے اور حسابِ آخرت سے پہلے اپنا حساب خود کرلے۔

اَلْعَاجِزُ: وہ بیوقوف انسان ہے جو گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب کرے اور بغیر توبہ واِسْتِغْفَار کے جنت کی اُمید کرے یعنی حرام کام کرے، واجبات وفرائض کو چھوڑے، توبہ بھی نہ کرے اور جنت میں جانے کی امید بھی رکھے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب استحباب المال والغمر للطاعۃ، ۱٤۱/۹-۱٤۲، تحت الحدیث:۵۲۸۹)

شَیْخ اِبْنِ عباد شَاذُلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے منقول ہے: اہلِ معرفت نے کہا کہ وہ جھوٹی امید جو آدمی کو مغرور اور عمل سے غافل کردے، گناہوں پر دلیر بنادے، حقیقتاً اُمید ہے ہی نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے دھوکہ اور

فریب ہے۔(اشعة اللمعات، ٢٥١/٤)

عمل کے بغیر جنت کی طلب کیسی؟

حضرتِ سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے فرمایا: عمل کے بغیر جنت کی طلب گناہ ہے بغیر کسی تعلق وسبب کے شفاعت کی امید رکھنا فریب کے سوا کچھ نہیں۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے رحمت کی امید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔(المرجع السابق)

باطل آرزوئیں

حضرتِ سیِّدُنا اِمام حَسَن بَصْری علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: اگر کوئی قوم صرف اس آرزو پر اس دنیا سے رخصت ہوجائے کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا ہے حالانکہ انہوں نے نیکی نہیں کی تو ان لوگوں کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں معاف کر دیگا جھوٹ ہوگا کیونکہ اگر وہ اتنی بڑی آرزو کے قائل تھے تو نیک عمل کرتے اور فرمایا: اے اَللّٰہ کے بندو! ایسی باطل آرزوؤں سے دور رہو جو احمقوں کا طریقہ ہے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی اُن باطل آرزوؤں پر نہ دنیا میں کچھ دیتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔

حضرت سیِّدُنا عُمَر بِنْ مَنْصُور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَفُور نے اپنے ایک دوست کو لکھا: ''تو بُرے اعمال کے ساتھ لمبی عمر چاہتا ہے اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے آرزو رکھتا ہے! ہوش کر! تو ٹھنڈا لوہا کوٹ رہا ہے''یعنی بے فائدہ کام کر رہا ہے۔'' (اشعة اللمعات، ٢٥٢/٤)

محاسبہ کی تعریف اور اس سے متعلق مزید کچھ اہم باتیں مُلاحظہ فرمایئے!

مُحاسَبہ کیا ہے؟

اِحیاءُ العُلُوم میں ہے: کثرت اور مقدار میں زیادتی اور کمی کے لئے جو غور کیا جاتا ہے اسے مُحاسَبہ کہتے ہیں، پس بندے کا اپنے دن بھر کے اعمال میں کمی بیشی کا اندازہ لگانے کے لئے غور وفکر کرنا مُحاسَبہ کہلاتا ہے۔(احیاء لعلوم، ١٢٧/٥)

نیکی کر کے بھول جاؤ

عقلمند وہی ہے جو نیکیوں کے حُصول کی سعادت پا کر انہیں بھول جائے اور گناہ صادِر ہو جائیں تو انہیں یاد رکھے اور اپنی اِصلاح کے لیے ان پر سختی سے اپنا مُحاسبہ کرتا رہے بلکہ نیک اعمال میں کمی پر بھی خود کو سرزَنِش (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کرے اور ہر لمحہ خود کو **اَللّٰہ** واحِد قہّار کے **قہر و غضب** سے ڈراتا رہے یہی ہمارے **بزرگانِ دین** رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کا معمول رہا ہے۔ آیئے اپنے اَسلاف کے محاسبہ کرنے کا انداز ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ اُن کی برکت سے ہمیں بھی اپنا اِحتِساب کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

آج ''کیا کیا'' کیا؟

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روزانہ اپنا **اِحتِساب** فرمایا کرتے اور جب رات آتی تو اپنے پاؤں پر دُرَّہ (کوڑا) مار کر فرماتے: بتا! آج تو نے ''کیا کیا'' کیا ہے؟۔(احیاء العلوم، ۱۴۱/۵)

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عاجزی

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا **عمر فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ **عَشَرۂ مُبَشَّرہ** یعنی اُن دس صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان میں سے ہیں جنہیں **تاجدارِ رسالت** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا ہی میں **جنّت** کی بشارت دے دی۔ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا **صدّیقِ اکبر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد امت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سب سے اِفضل ہیں اس کے باوُجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت زیادہ **اِنکساری** فرمایا کرتے تھے۔ چُنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا **اَنس بن مالک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے حضرتِ سَیِّدُنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک **باغ** کی دیوار کے قریب دیکھا کہ اپنے **نفس** سے فرما رہے تھے ''واہ! لوگ تجھے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن کہتے ہیں (پھر بطورِ عاجزی فرمانے لگے) اور تو (وہ ہے کہ) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا! (یاد رکھ!) اگر تو نے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا **خوف** نہیں رکھا تو اس کے **عذاب** میں **گرفتار ہو جائے گا۔**'' (کیمیائے سعادت، ۸۹۲/۲)

قِیامت سے پہلے حساب

اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُ نا **عمر فاروق اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''**اے لوگو!** اپنے اعمال کا اس سے پہلے **مُحاسَبہ** کرلو کہ **قیامت** آجائے اور اُن کا **حساب** لیا جائے۔'' (احیاء العلوم، ۱۲۸/۵)

انوکھا حساب

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرتِ سَیِّدُ نا **امام محمد بن محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں کہ حضرتِ **سَیِّدُ نا اِبنُ الصِّمَّہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **ایک** بار اپنا **مُحاسَبہ** کرتے ہوئے اپنی عمر شمار کی تو وہ (تقریباً) **ساٹھ برس** بنی، ان ساٹھ برسوں کو بارہ سے ضَرب دینے پر **سات سو بیس مہینے** بنے، سات سو بیس کو مزید تیس سے مَضرُوب کیا (ضرب دیا) تو حاصلِ ضَرب **اکیس ہزار چھ سو** آیا جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مبارک عمر کے اَیّام تھے پھر اپنے آپ سے مُخاطِب ہوکر فرمانے لگے: ''اگر مجھ سے روزانہ ایک **گناہ** بھی سرزد ہوا ہو تو اب تک **اکیس ہزار چھ سو گناہ** ہو چکے، جبکہ اس مدت میں ایسے ایام بھی شامل ہوں گے جن میں یومیہ **ایک ہزار** تک بھی گناہ ہوئے ہوں گے'' یہ کہنا تھا کہ **خوفِ خدا** سے لرزنے لگے! پھر یکایک **ایک چیخ** اُن کے منہ سے نکل کر فضا کی پنہائیوں میں گم ہوگئی اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ زمین پر **تشریف** لے آئے، دیکھا گیا تو طائرِ روح **قفسِ عُنصُری** سے پرواز کر چکا تھا۔ (کیمیائے سعادت، ۸۹۱/۲)

بچپن کی خطا یاد آگئی

حضرتِ سَیِّدُ نا **عُتْبَۃُ الْغُلام** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام کی عبادت و ریاضت کا یہ عالَم تھا کہ چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ''تنبیہ المغترین'' میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ایک جگہ سے گزرے تو بے ہوش ہوکر گر پڑے، جب اِفاقہ ہوا تو فرمایا: ''یہ وہ جگہ ہے جہاں مجھ سے چھوٹی عمر میں **ایک گناہ سرزد ہوا تھا**۔'' (تنبیہ المغترین، ص ۵٤)

ہمارے **بزرگانِ دین** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کس طرح اپنا **مُحاسبہ** فرماتے، ان کا انداز کتنا اَعلیٰ تھا ہر دم **نیکیوں** میں مصروف رہنے کے باوجود خود کو گنہگار تصور کرتے حالانکہ اُن کی **شان** تو یہ ہے کہ وہ **مُسْتَحَبَّات** کے ترک کو بھی اپنے لئے

سَیِّئَات (یعنی برائیوں) میں سے جانتے **نفلی عبادات** میں کمی کو بھی **جرم** تصوُّر کرتے اور بچپن کی **خطا** کو بھی **گناہ** شمار کرتے حالانکہ **نابالغی** کے گناہ شمار نہیں کئے جاتے۔

چراغ پر انگوٹھا

بہت بڑے **عالم** اور تابعی **بزرگ** حضرتِ سیِّدنا **اَحنَف بن قیس** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات کے وقت **چراغ** ہاتھ میں اٹھا لیتے اور اس کی لَو پر **انگوٹھا** رکھ کر اس طرح فرماتے: اے **نفس!** تو نے فلاں کام کیوں کیا؟ اور فلاں چیز کیوں کھائی؟ یعنی اپنا **مُحاسَبہ** کرتے کہ اگر میرے **نفس** نے غلطی کی ہو تو اس کو **تنبیہ** ہو کہ یہ **چراغ کی لَو** جو کہ بہت ہی ہلکی **آگ** ہے پھر بھی ناقابلِ برداشت ہے تو بھلا **جہنم** کی **بھیانک آگ** برداشت کرنا کیونکر **ممکن** ہوگا۔ (کیمیائے سعادت، ۸۹۳/۲)

مدنی گلدستہ

"فکرِ مدینہ" کے 8 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) عقل مند ہمیشہ اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہے جہاں غلطی پاتا ہے فوراً اصلاح کرتا ہے۔

(2) نادان اپنی اصلاح سے محروم رہتا ہے کیونکہ جسے اپنی غلطی کا احساس ہی نہ ہو وہ اپنی اصلاح نہیں کرسکتا۔

(3) نیک لوگوں کی بارگاہ میں حاضری اصلاحِ اعمال کا باعث ہے ان کی نصیحت آموز باتیں تاثیر کا تیر بن کر دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

(4) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کے دل میں اپنے غیر کی محبت کو پسند نہیں فرماتا۔

(5) جن کے دل یادِ الٰہی میں ہی مشغول رہیں وہ دنیا و آخرت کے غموں سے محفوظ رہتے ہیں۔

(6) **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے عَفْو و کَرَم کی امید بھی رکھنی چاہیے اور نیک اعمال کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(7) بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کثرتِ عبادت کے باوجود اپنے آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ سچ ہے کہ جس ٹہنی پر جتنے

زیادہ پھل ہوتے ہیں وہ اتنی ہی زیادہ جھکی ہوتی ہے۔

(8) **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے باوجود رحمتِ الٰہی کی اُمید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔

اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہمیں موت سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، دنیا و آخرت میں ہمیں ذِلَّت ورسوائی سے بچائے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے! **اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:67

اسلام کی خوبی

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ. (ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، ۱۴۲/۴ حدیث: ۲۳۲۴)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے۔

دِین کو کِفایت کرنے والی چار حدیثیں

یہ حدیثِ پاک اُن احادیثِ کریمہ میں سے ایک ہے جنہیں اسلام کا مَدار قرار دیا گیا ہے چنانچہ **حضرتِ** سَیِّدُنا امام ابوداؤد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَدُوْد فرماتے ہیں: ''انسان کے دِین کے لئے یہ چار حدیثیں کافی ہیں: (۱) **اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات** (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) (۲) **اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ.** (حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے) (۳) **مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَا یَعْنِیْهِ.** (بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے) (۴) **لا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتّٰی یَرْضٰی لِاَخِیْهِ مَا یَرْضَاهُ لِنَفْسِهٖ.** (بندہ اس وقت تک کامل مومن

نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے) (تاریخ بغداد، ۹/٥٨ حدیث:٤٦٣٨)

مومن کو بے فائدہ باتوں سے بچنا چاہیے

حضرتِ سَیِّدُ نا **مُلَّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشْکاۃ** میں اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: بندے کے اسلام کی خوبیوں اور کمال میں سے یہ ہے کہ وہ ایسے کلام، ایسی حرکات وسکنات سے بچے جو اس کے لئے دین ودنیا میں فائدہ مند نہ ہوں۔ ہمیشہ وہ کلام یا کام کرے جو دنیا یا آخرت کے لئے فائدہ مند ہو۔ ایک بزرگ کسی محل کے دروازے کے پاس سے گزرے تو مالک سے پوچھا: تم نے یہ مکان کب بنایا؟ مالک ابھی جواب دینے ہی والا تھا کہ فوراً اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے دھوکہ باز نفس! تو نے ایسی شے کے بارے میں سوال کیا جو تیرے مطلب کی نہیں لہٰذا میں تجھے ایک سال کے روزے رکھ کر سزا دونگا۔

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جنتیوں کو جنت میں ان لمحات پر افسوس ہوگا جنہیں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے بغیر گزار دیا تھا۔(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاداب، الفصل الثانی، ۸/٥٨٥ - ٥٨٦، تحت الحدیث: ٤٨٤٠)

بے فائدہ کلام کی تعریف

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: بے فائدہ کلام وہ ہے کہ اگر تم اسے نہ کرو تو نہ تمہیں کوئی گناہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی نقصان۔ اسے یوں سمجھئے کہ جیسے آپ اپنے کسی سفر کا حال لوگوں کے سامنے بیان کریں، دورانِ سفر لوگوں سے ملاقات کے واقعات، پسندیدہ کھانوں، کپڑوں پہاڑوں اور نہروں وغیرہ کا بیان کریں۔ تو یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے بیان نہ کرنے پر نہ تو کوئی گناہ ہے نہ فی الحال یا آئندہ کسی قسم کا کوئی نقصان اور یہ بھی اسی صورت میں ہے جبکہ واقعات میں اپنی طرف سے نہ تو جھوٹی مبالغہ آرائی ہو نہ ہی اپنا تزکیہ نفس بیان کیا گیا ہو، نہ کسی کی غیبت یا برائی بیان کی ہو۔ ان تمام باتوں کا خیال رکھنے کے باوجود ان واقعات کو بیان کرنے میں بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو گیا۔(احیاء العلوم، ۳/١٤٠)

فضول باتوں کا نقصان

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی ان چار وُجوہات کی بِنا پر فُضول باتوں کی مَذَمَّت کرتے ہیں: **(1)** فُضول باتیں کِراماً کاتِبین (یعنی اعمال لکھنے والے بُزُرگ فِرِشتوں) کو لکھنی پڑتی ہیں، لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ ان سے شَرْم کرے اور انہیں **فُضول باتیں** لکھنے کی زَحْمت نہ دے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ ترجمۂ کنز الایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ (پ۲۶، ق:۱۸)

(2) یہ بات اچھی نہیں کہ **فضول باتوں** سے بھرپور اعمال نامہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو **(3)** **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں تمام مخلوق کے سامنے بندے کو حکم ہوگا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ کر سناؤ! اب قِیامت کی خوفناک سختیاں اس کے سامنے ہوں گی، انسان بَرَہْنہ (بَ۔رَہْ۔نہ، یعنی بے لباس) ہوگا، سخت پیاسا ہوگا، بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہوگی، جنَّت میں جانے سے روک دیا گیا ہوگا اور ہر قسم کی راحت اُس پر بند کردی گئی ہوگی، (غور کیجئے ایسے تکلیف دِہ حالات میں **فُضول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ** پڑھ کر سنانا کس قدر پریشان کُن ہوگا!) **(4)** بروزِ قِیامت بندے کو فُضول باتوں پر ملامت کی جائے گی اور اُس کو شرمندہ کیا جائے گا۔ بندے کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا اور وہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے شرم و نَدامت سے پانی پانی ہوجائے گا۔ (منہاجُ العابِدین، ص۶۷)

امیرُ الْمُؤمِنین، امامُ العادِلین، مُتَمِّمُ الْاَرْبَعین حضرتِ سَیِّدُنا **عمر فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: **(1)** فُضول گوئی سے بچنے والے کو حکمت و دانائی عطا کی جاتی ہے **(2)** فُضول نگاہی یعنی بِلا ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچنے والے کو دِلی سکون ملتا ہے **(3)** فُضول طَعام چھوڑنے والے کو عِبادت میں لذّت دی جاتی ہے **(4)** فضول ہنسنے سے بچنے والے کو رُعب و دبدبہ عنایت ہوتا ہے **(5)** مذاق مسخری سے بچنے والے کو نورِ ایمان نصیب ہوتا

ہے(6) دُنیا کی مَحبَّت سے بچنے والے کو آخرت کی مَحبَّت دی جاتی ہے(7) اور دوسروں کے عیب ڈھونڈنے سے بچنے والے کو اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق ملتی ہے۔ (ماخوذ،ازالمنبہات ص۸۹)

ایک صحابی کے جنّتی ہونے کا راز

ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے لوگوں کو دیکھ کر ہی پہچان لیتے تھے کہ یہ جنّتی ہے یا جہنمی بلکہ آنے والے کی پہلے ہی سے خبر ہو جاتی کہ وہ جنّتی ہے یا دوزخی، چُنانچہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے داخِل ہوگا وہ جنّتی ہوگا۔'' اِتنے میں حضرتِ سیِّدُنا عبداللّٰہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ دروازے سے داخِل ہوئے، لوگوں نے ان کو مبارَکباد دیتے ہوئے دریافت کیا کہ آخر کس عمل کے سبب آپ کو یہ سعادت ملی؟ فرمایا: **میرا عمل بہُت ہی تھوڑا ہے** اور جس کی میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے امّید رکھتا ہوں وہ **میرے سینے کی سلامتی** اور بے مقصد باتوں کو چھوڑنا ہے۔ (اَلصَّمت لِابْنِ اَبِی الدُّنیا، ۸۶/۷، حدیث ۱۱۱)

''سینے کی سلامَتی'' سے مُراد دل کا لَغوِیّات (یعنی بے ہودہ) اور حَسَد وغیرہ اَمراضِ باطِنِیّہ سے پاک ہونا اور دل میں ایمان کا مضبوط و مُستَحکم ہونا ہے۔

گفتگو کی اقسام

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے فرمانِ والا شان کا خلاصہ ہے: گفتگو کی چار قسمیں ہیں: (1) مکمّل نقصان دہ بات (2) مکمّل فائدے مند بات (3) ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہو اور فائدے مند بھی (4) ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہو نہ نقصان۔ پس **پہلی** قِسم کی بات جو کہ مکمّل نقصان دِہ ہے اُس سے ہمیشہ پرہیز ضَروری ہے۔ اور اسی طرح **تیسری** قِسم والی بات کہ جس میں نقصان اور فائدہ دونوں ہیں، اس سے بھی بچنا لازِم ہے۔ اور جو **چوتھی** قِسم ہے وہ **فُضُولیات** میں شامل ہے کہ اُس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کوئی

نقصان لہٰذا ایسی بات میں وَقت ضائع کرنا بھی ایک طرح کا نقصان ہی ہے۔اس کے بعد صرف **دوسری** ہی قسم کی بات رہ جاتی ہے یعنی باتوں میں سے تین چوتھائی (یعنی 75%) تو قابلِ استعمال نہیں اور صرف ایک چوتھائی (یعنی 25%) بات جو کہ فائدہ مند ہے بس وُہی قابلِ استعمال ہے مگر اِس قابلِ استعمال بات کے اندر باریک قسم کی رِیا کاری، بناوٹ، غیبت، جھوٹے مبالغے "میں میں کرنے کی آفت" یعنی اپنی فضیلت و پاکیزگی بیان کر بیٹھنے وغیرہ وغیرہ اندیشے ہیں نیز فائدہ مند گفتگو کرتے کرتے فُضُول باتوں میں جا پڑنے پھر اس کے ذَرِیعے مزید آگے بڑھتے ہوئے اِس میں گناہ کا ارتِکاب ہو جانے وغیرہ وغیرہ خدشات شامل ہیں اور یہ شُمُولِیَّت ایسی باریک ہے جس کا عِلْم نہیں ہوتا، لہٰذا اس قابلِ استعمال بات کے ذَرِیعے بھی انسان خطرات میں گھرا رہتا ہے۔(مُلَخَّص از احیاءُ الْعُلوم ۱۳۸/۳)

مدنی گلدستہ
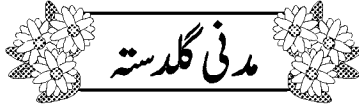
"خاموشی" کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) بے فائدہ باتوں سے بچنا اسلام کی اہم ترین خوبی ہے۔

(2) فضول گوئی کرنے والے کا گناہوں بھری گفتگو سے بچنا مشکل ہے، فضول گوئی اکثر گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔

(3) فضول گوئی کرنے والا لوگوں کے سامنے بے وُقعت ہو جاتا ہے۔

(4) فضول گوئی کرنے والے کو بروزِ قیامت مخلوق کے سامنے شرمندگی و مَلامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(5) فضول گوئی اور کینۂ مسلم کو ترک کر دینا آخرت میں بلندیٔ درجات کا سبب ہے۔

(6) ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ آپ ہر ہر جہنمی و جنتی کو پہچان لیتے ہیں۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ　　اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث نمبر:68 اپنی زوجہ پر سختی کا حکم

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ،عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:" لا یُسْأَلُ الرَّجُلُ فِیْمَ ضَرَبَ اِمْرَأَتَہ." (ابو داؤد ، کتاب النکاح ، باب فی ضرب النساء، ۲/۳۵۷،حدیث:۲۱٤۷)

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُ ناعمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی آدمی سے اپنی عورت کو مارنے کے متعلق سوال نہ ہوگا۔

اِمَام شَرَفُ الدِّیْن حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یعنی اگر وہ گناہوں سے نہ بچے یا نافرمانی کرے اور شوہر اُسے مارے تو اس مارنے پر شوہر سے سوال نہیں کیا جائیگا۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی وجہ سے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ (پ۵،النساء:۳٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور اُنہیں مارو

ہاں جب وہ نافرمانی سے باز آ کر تائب ہو جائے تو پھر اس پر سختی کرنا ممنوع ہے۔فرمانِ خداوندی ہے:

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ (پ۵، النساء:۳٤)

ترجمۂ کنز الایمان : پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو

یعنی ڈانٹ ڈپٹ کرنا چھوڑ دو،ان سے رجوع کرو اور جو انہوں نے کہا یا کیا اسے اس طرح بھول جاؤ گویا انہوں نے یہ کام کیا ہی نہ ہو۔(شرح الطیبی، کتاب النکاح ، باب عشرة النساء وما لکل واحدة من الحقوق ، ٦/۳۵۵۔۳۵٦، تحت الحدیث:۳۲٦۸)

علامہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی "دلیلُ الفالِحین شرحِ ریاضُ الصالحین"

میں حدیثِ مذکور کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی شوہر کا اپنی بیوی کو مارنا کسی بھی سبب سے ہو اس سے سوال نہ کیا جائے کہ تو نے کس سبب سے مارا؟ بلکہ اس کا معاملہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دیا جائے گا، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی ایسی بات پر مارا ہو جس کا تذکرہ خلافِ حیا ہو جیسا کہ بلاوجہ مرد کو صحبت سے منع کرنا وغیرہ۔ ہاں! اگر معاملہ ایسا ہو جس پر شرعی احکام جاری ہونا ضروری ہوں یا معاملہ حکام کے پاس پہنچ جائے تو پھر مارنے کی وجہ پوچھی جائے گی۔

(دليل الفالحين، باب في المراقبة، ۱/۲۵۰)

''مراۃ المناجیح'' میں ہے کہ (شوہر سے بیوی کو مارنے پر مواخذہ نہ ہوگا) بشرطیکہ خاوند مار کی شرائط و حدود کا لحاظ رکھے بلاقصور نہ مارے، ضرورت سے زیادہ نہ مارے، عداوت (دشمنی) سے نہ مارے، اصلاح کے لئے مارے تو خاوند پر اس مار کی پکڑ نہ ہوگی، کیونکہ اس کی اجازت قرآن کریم نے دی، ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَاضْرِبُوْهُنَّ'' (یعنی انہیں مارو) مگر ساتھ میں قید لگاتا ہے: **فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا** ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو (پ۵، النساء: ۳۴)

خیال رہے کہ باپ اولاد کو بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو نبی امتی کو استاد شاگرد کو پیر مرید کو اصلاح کے لیے مار سکتا ہے اگر غلطی سے بھی سزا دیں تب بھی بڑے پر قصاص نہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۵/۱۰۳)

اس آیت کے تحت صَدْرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی تفسیر ''خزائنُ العِرفان'' میں فرماتے ہیں: اور تم گناہ کرتے ہو پھر بھی وہ تمہاری توبہ قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیرِ دست عورتیں اگر قصور کرنے کے بعد معافی چاہیں تو تمہیں بطریقِ اولیٰ معاف کرنا چاہیے اور **اَللّٰہ** کی قدرت و برتری کا لحاظ رکھ کر ظلم سے مُجْتَنِب (بچے) رہنا چاہیے۔ (پ۵، النساء تحت الاية: ۳۴)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں: ''نافرمانی پر بیوی کو خاوند مار سکتا ہے مگر اصلاح کی مار مارے نہ کہ اِیذاء کی مار، جیسے شاگرد کو استاد یا اولاد کو ماں باپ مارتے ہیں

اصلاح کے لئے۔ بلاقصور بیوی کو مارنا سخت ممنوع ہے جس کی پکڑ رب کے ہاں ضرور ہوگی۔(تفسیر نعیمی پ۵،نساء تحت الآیۃ:۳۴، ۵/۶۱)

تفسیر ''روح المعانی'' میں ہے کہ چار قصور پر خاوند بیوی کو مار سکتا ہے: (1) خاوند عورت کی زینت چاہے وہ نہ کرے۔ (2) خاوند اسے اپنے پاس بلائے وہ بلا وجہ نہ آئے۔ (3) عورت نماز وغیرہ بلا عذر ترک کرے (یعنی شریعت کی نافرمانی کرے) (4) خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر پھرے۔(روح المعانی، پ۵،النساء تحت الآیۃ:۳۴، ۵/۳۵)

مار کیسی ہونی چاہیے؟

تفسیر دُرِّ منثور میں ہے: مارنے سے مراد ایسی مار ہے جو شدید نہ ہو یعنی جس سے نشان نہ پڑے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عطاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا کہ غیرِ شدید مار کیسی ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مسواک سے۔(در منثور، پ۵،النساء، تحت الآیۃ:۳۴، ۲/۵۲۲)

تفسیر قرطبی میں ہے: مار سے مراد ایسی مار ہے جس سے نشان نہ پڑے نہ ہڈی ٹوٹے نہ زخم آئے، کیونکہ مارنے کا مقصد اس (عورت) کی اصلاح کرنا ہے نہ کہ کچھ اور۔(قرطبی، پ۵، النساء، تحت الآیۃ:۳۴، ۳/۱۲۱)

ٹیڑھی پسلی کی پیداوار

مَرد کو چاہئے کہ اپنی زَوجہ کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرے اور اُس کو حکمتِ عملی کے ساتھ چلائے چنانچہ میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: ''بیشک عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے تمھارے لئے کسی طرح سیدھی نہیں ہوسکتی اگر تم اس سے نَفع چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی نَفع حاصل کر سکتے ہو اور اگر اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے''۔(مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص۷۷۵، حدیث:۱۴۶۸)

زوجہ کے ساتھ نرمی کی فضیلت

معلوم ہوا کچھ نہ کچھ خلافِ مزاج حرکتیں اس سے سرزد ہوتی ہی رہیں گی۔ مَرد کو چاہیئے کہ صَبْر کرتا رہے۔

نبیوں کے سرور، حُسنِ اَخلاق کے پیکر، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پَرْ وَر ہے: کامل ایمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عُمدہ اَخلاق والا اور اپنی زَوجہ کے ساتھ سب سے زیادہ نَرم طبیعت ہو۔ (ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان...الخ ۴/۲۷۸ حدیث: ۲۶۲۱)

شوہر کے حُقُوق

بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کیساتھ نیک سُلوک کرے۔ چُنانچہ میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت آموز ہے، "قسم ہے اُس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زَخْم ہوں جن سے پِیپ اور کچ لَہُو (یعنی پیپ ملا خون) بہتا ہو پھر عورت اُسے چاٹے تب بھی حقِّ شوہر ادا نہ کیا۔" (مسند امام احمد، ۴/۳۱۸ حدیث: ۱۲۶۱۴)

ظالم شوہر کا بھی گھر نہ چھوڑے

بات بات پر رُوٹھ کر مَیکے چلی جانے والی عورت اِس حدیثِ پاک کو بار بار اپنے کانوں پر دوہرائے اور دل کی گہرائیوں میں اُتارے، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی اُس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے یا واپس لوٹ نہ آئے، **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور فِرِشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی: اگرچہ شوہر ظالم ہو؟ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔ (کنزالعمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی حق الزوج علی المراۃ، ۱۶/۱۴۴، حدیث: ۴۴۸۰۱)

اکثر عورتیں جہنّمی ہونے کا سبب

بعض عورتیں اپنے شوہروں کی سخت نافرمانیاں اور ناشُکریاں کرتی ہیں اور ذرا کوئی بات بُری لگ جائے تو پچھلے تمام اِحسانات بُھلا کر کوسنا شروع کر دیتی ہیں۔ جو عورتیں بات بات پر لعنت ملامت کرتی اور پھٹکار برساتی رہتی ہیں ان کو ڈَر جانا چاہیے کہ **سرکار** نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورتوں سے فرمایا: اے

عورتو! صدقہ کیا کرو کیونکہ میں نے اکثر تم کو جہنمی دیکھا ہے۔ خواتین نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس سبب سے؟ فرمایا: ''اس لئے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔'' (بخاری، کتاب الحیض ،باب ترك الحائض، ۱/۱۲۳ حدیث:۳۰٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی گلدستہ
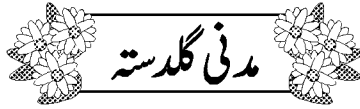
''حُسَیْن'' کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) شوہر کا مرتبہ ومقام بہت بلند ہے بیوی کے لئے اس کی خدمت میں عظمت ہے۔

(2) نافرمان بیوی سے **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوتا ہے شوہر کی ناراضگی کے ساتھ رضائے الٰہی نہیں مل سکتی۔

(3) شوہر چاہے ظلم ہی کیوں نہ کرے لیکن بیوی کو صبر سے کام لینا چاہیے کہ اس صبر پر دنیا وآخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

(4) شوہر کو بھی چاہیے کہ شریعت مطہرہ نے بیوی کے جو حقوق اس پر لازم کئے ہیں ان میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرے پیار ومحبت سے رہے، نرمی اختیار کرے، اس کی جائز خواہشات کا احترام کرے، اس کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرے۔ ہاں جہاں شریعت کی نافرمانی دیکھے وہاں جائز سختی کرے۔

اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے! ہمیں قلبِ سلیم اور دونوں جہاں میں اپنی دائمی رضا سے مالامال فرمائے!

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

باب نمبر:6
تقویٰ و پرہیزگاری
کا بیان

باب نمبر:6

تقویٰ وپرہیز گاری کا بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے حصول کا بہترین ذریعہ **تقویٰ وپرہیز گاری** ہے۔ جنت پرہیز گاروں کا ٹھکانہ ہے۔ انہیں موت کے وقت سہولت وآسانی نصیب ہوگی۔ اُن کی عزت افزائی کی جائے گی۔ تقویٰ مشکلات سے نجات، رزق میں فَراخی اور مُہِمّات (اہم اُمور) میں آسانی کا ذریعہ ہے۔ اگر ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کے مطابق تقویٰ اِختیار کرلیں تو دنیا وآخرت کی نعمتیں ہمارا مُقَدَّر بن جائیں گی۔ پس جو تقویٰ کی نعمت سے مالا مال ہوکر کامیابی وکامرانی کا خواہاں ہو اُسے چاہیے کہ مُتَّقِین کے دامن سے وابستہ ہوجائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں متقی وپرہیز گار بنائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

''**رِیَاضُ الصَّالِحِیْن**'' کا یہ باب ''**تقویٰ**'' کے بارے میں ہے۔ **حضرتِ سَیِّدُنا اِمَام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس باب میں **5** آیاتِ کریمہ اور **5** احادیثِ مُبارَکہ بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس باب میں **تقویٰ** کی تعریف فضلیت واہمیت، **تقویٰ** سے متعلق مزید آیاتِ مبارَکہ اور ایمان افروز روایات وحکایات بیان کریں گے۔

تقویٰ سے متعلق پانچ آیات کریمہ:

(1) ایمان والوں کو حکمِ خداوندی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (پ ٤، اٰلِ عمران: ١٠٢)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔

تَفْسِیْر ''طَبَرِی'' میں ہے: یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خوف کرو، اس کی اطاعت کرو اور گناہوں سے بچو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خوف کرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے اس کا شکر ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے اور اسے یاد کیا جائے بھلایا نہ جائے۔ (تفسیر طبری، پ ٤، اٰلِ عمران، تحت الآیۃ: ١٠٢، ٣/ ٣٧٥)

(2) جہاں تک ہوسکے اَللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو!

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (پ۲۸ تغابن:۱۶) ترجمۂ کنز الایمان: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہوسکے۔

تَفْسِیْر ''طَبَری'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے: یعنی اے مؤمنو اَللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور اس کے انجام سے خوف کرو، فرائض کو ادا کرتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے اس کے عذاب سے بچو اور ایسے اعمال کرو جو تمہیں اس کے قریب کردیں۔ (تفسیر طبری، پ۲۸، تغابن، تحت الایۃ:۱۶، ۱۲/ ۱۱۹)

(3) اے ایمان والو! سیدھی بات کرو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًاۙ(۷۰) (پ:۲۲، الاحزاب:۷۰) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو

حضرتِ سَیِّدُنا کَلْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی سے منقول ہے کہ '' قَوْلِ سدید'' سے مراد صدق (سچی بات) ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا قَتَادَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عَدْل ہے یعنی وہ اپنی تمام گفتگو اور تمام معاملات میں عَدْل کرے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عِکْرِمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' ہے۔

(تفسیر طبری، پ:۲۲، الاحزاب، تحت الایۃ:۷۰، ۱۰/ ۳۳۸)

(4) نجات کی راہ

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ(۲) وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُؕ (پ۲۸، الطلاق ۲-۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اَللہ سے ڈرے اَللہ اُس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

صَدْرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جو اَللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اَللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا یعنی جس سے وہ

دنیاوآخرت کے غموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔ سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کیلئے شبہاتِ دنیا، غمراتِ موت وشدائدِ روزِ قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کرلیں تو ان کی ہر ضرورت وحاجت کیلئے کافی ہے۔

(5) حق و باطل میں پہچان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ (پ۹، الانفال:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دیگا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو اور تمہاری برائیاں اُتار دیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تفسیرِ خازن میں ہے: یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرو اور گناہوں سے اجتناب کرو تو وہ تمہیں نُور دیگا اور تمہارے دلوں میں یہ توفیق دے گا کہ تم حق اور باطل کے درمیان فرق کرلوگے۔ حضرتِ سَیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لئے دنیاوآخرت میں نجات کی راہ نکال دے گا تمہارے سابقہ گناہوں کو مٹادے گا، دنیاوآخرت میں تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بڑے فضل والا ہے، یعنی وہی تم پر فضل فرماتا ہے اور سب مخلوق پر اسی کا فضل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطاعت گزاروں پر اس کا فضل یہ ہے کہ ان کی نیکیاں قبول فرمالے اور گناہگاروں پر اس کا فضل یہ ہے کہ ان کے گناہ معاف فرمادے۔ (تفسیرخازن پ۹،الانفال، تحت الآیۃ:۲۹، ۱۹۱/۲ ملتقطا)

حدیث نمبر:69 سب سے زیادہ عزت والا کون؟

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَکْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ”أَتْقَاهُمْ“. فَقَالُوا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُکَ، قَالَ: ”فَیُوسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیلِ اللّٰهِ“ قَالُوا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُکَ، قَالَ: ”فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِی؟ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا.“ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء،باب قولہ تعالی واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، ۴۲۱/۲،حدیث:۳۳۵۳)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے عرض کی گئی: یارسولَ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: وہ جو لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابۂ کرام نے عرض کی: ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے، فرمایا: یوسف (عَلَیْہِ السَّلَام) جن کے والد اور دادا نبی ہیں اور جدِّ اعلیٰ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے خلیل ہیں، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی ہم ان کے متعلق نہیں پوچھ رہے، فرمایا: تو عرب کے خاندان کے متعلق پوچھتے ہو؟ (سنو!) جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں۔

''اِذَا فَقُھُوْا کا مطلب ہے کہ جب شرعی احکام کو جانیں۔''

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیث مذکور کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (جب یہ سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ باعزت کون ہے) یعنی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک یا دنیا و آخرت میں کون **مُحْتَرَمْ** ہے؟ (تو فرمایا: وہ جو لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہو) چنانچہ قرانِ کریم فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللّٰہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

خیال رہے کہ انسان کیلئے تقوٰی ذاتی شرافت وعزت ہے اسے **حَسَبْ** کہتے ہیں اور عالی خاندان، عارضی عزت ہے اسے نَسَبْ کہتے ہیں۔ مبارک ہے وہ جو حسب ونسب دونوں میں اعلیٰ ہو (لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے تو فرمایا کہ یوسف (عَلَیْہِ السَّلَام) سب سے زیادہ معزز ہیں) یعنی یوسف عَلَیْہِ السَّلَام **حَسَبْ** و **نَسَبْ** دونوں میں بہت اعلیٰ ہیں کہ خود بھی نبی ہیں یہ ان کی حَسَبِی عظمت ہے ان کی تین پشت میں نبوت ہے کہ والد نبی، دادا، پَر دادا نبی یہ ان کی نَسَبی شرافت ہے۔ یہ ان کی خصوصیت ہے۔ جیسے حضرات صحابہ میں ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن کہ حسبی اشرف بھی ہیں کہ صدیق ہیں نسبی اشرف بھی کہ آپ کی چار پشتوں میں صَحَابِیَّتْ ہے خود صحابی، ماں باپ صحابی اولاد صحابی پوتے نَواسے صحابی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام میں نبوت، علم، عالی نسبی، جودوسخا، عَدْل

دین، دنیا کی ریاست جمع ہیں۔ (لوگوں نے کہا: ہم ان کے متعلق نہیں پوچھ رہے تو فرمایا) کیا تم مجھ سے عرب کے قبائل کے متعلق پوچھتے ہو کہ کونسا قبیلہ اشرف ہے؟ (تو سنو! جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں) یعنی اسلام لانے سے اعلیٰ خاندانی آدمی کی شرافت گھٹ نہیں جاتی بلکہ بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ عالِم باعمل بھی ہو جائے تو صرف خاندانی مسلمان سے افضل ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو زمانۂ کفر میں اپنی قوم میں اعلیٰ و افضل ہو وہ مسلمان ہو کر بھی اعلیٰ و افضل ہی رہے گا اسے نومسلم سمجھ کر ذلیل نہ سمجھا جاوے گا۔ اگر وہ عالم باعمل بھی ہو جاوے تو اس کی شرافت کو اور چار چاند لگ جاویں گے۔ مثلاً آج کوئی بڑا عزت والا پادری یا پَنڈِت مسلمان ہو جاوے تو اسے نومسلم کہہ کر حقیر نہ جانو اس کی عزت و احترام باقی رکھو اور اگر وہ عالم ہو جاوے تو اس کا بہت احترام کرو! غرضیکہ حسب و نسب دونوں کی شرافت کا اجتماع رب کی رحمت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۵۰۲)

فقہ کی تعریف

فِـقْـــہ (فا کے کسرہ کے ساتھ) اس کے لغوی معنی ہیں "کسی شے کو جاننا اور اس میں ماہر ہونا" بعد میں اس لفظ کو علم دین کی فضیلت و شرف کی وجہ سے علم دین کے لئے ہی استعمال کیا جانے لگا۔

فقہ کی اِصطلاحی تعریف: "**اَلْعِلْمُ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ الْفَرْعِیَّۃِ الْمُکْتَسَبِ مِنْ اَدِلَّتِھَا التَّفْصِیْلِیَّۃِ**"

ترجمہ: ان احکام شرعیہ فرعیہ کا جاننا جو اپنے تفصیلی دلائل سے اخذ کئے گئے ہوں۔ (درمختار، ۱/ ۹۷، ۹۸)

(جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں) اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی معزز و شریف آدمی اسلام قبول کرلے اور احکامِ شرع سیکھ لے تو وہ اپنی خاندانی شرافت کے ساتھ دینِ اسلام کی برکتیں بھی جمع کر لیتا ہے اور اگر اسلام نہ لائے تو وہ اپنی عزت و شرف کو گرا دیتا ہے اور اپنی خاندانی شرافت کو ضائع کر دیتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الادب باب المفاخرۃ والعصبیۃ، ۸/ ۶۳۰، تحت الحدیث: ۴۸۹۳)

حدیثِ مذکور میں سب سے مُعَزَّز ترین اسے بتایا گیا جو سب سے زیادہ متقی ہو، تقویٰ بہت بڑی دولت ہے

جسے یہ نصیب ہو جائے اس کے لئے جنت کی عظیم نعمتوں کا وعدہ ہے تمام نیکیوں کی اصل ہی تقویٰ ہے جو جتنا تقویٰ اختیار کرے گا اتنا ہی بڑا عالم بن جائے گا، اس ضمن میں ایک بہت ہی پیاری حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیے!

دنیا وآخرت میں کامیابی کے بہترین اُصول

حضرتِ سَیِّدُنا **اَبُو الْعَبَّاس مُسْتَغْفِرِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں علم دین کی طلب میں مصر گیا تا کہ وہاں مشہور مُحَدِّث حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو حامد مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے حضرتِ سَیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث سنوں۔ جب وہاں پہنچا تو انہوں نے فرمایا: پہلے ایک سال روزے رکھو پھر حدیث سناؤں گا۔ چنانچہ حدیث کی طلب میں میں نے ایک سال کے روزے رکھے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے یہ حدیث پاک سنائی:

حضرتِ سَیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ سے دنیا اور آخرت کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں؟ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو! اس نے **عرض کی:** میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو سب سے زیادہ علم والے بن جاؤ گے۔ **عرض کی:** میں سب سے زیادہ غنی بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔ **عرض کی:** سب سے بہتر بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہو لہٰذا تم لوگوں کو نفع پہنچانے والے بن جاؤ! **عرض کی:** سب سے زیادہ عدل کرنے والا بننا چاہتا ہوں؟ **فرمایا:** لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو تو سب سے بڑے عادل بن جاؤ گے۔ **عرض کی:** **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا خاص بندہ بننا چاہتا ہوں؟ **فرمایا:** **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کثرت سے ذکر کرو اس کے خاص بندے بن جاؤ گے۔ **عرض کی:** میں مُحْسِنِیْن میں شامل ہونا چاہتا ہوں؟ **فرمایا:** **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے؟ فرمایا: اپنے اخلاق اچھے کر لو تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔ عرض کی: میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبرداروں میں ہونا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض ادا کرو اس کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ عرض کی: میں گناہوں سے پاک وصاف ہو کر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: پاک ہونے کے لئے جنابت سے غسل کیا کرو قیامت کے دن اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ عرض کی: چاہتا ہوں کہ بروزِ قیامت مجھے نور عطا کیا جائے؟ فرمایا: کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کرنا قیامت کے دن تمہارا حشر نور میں ہوگا۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ پر رحم کرے؟ فرمایا: اپنے آپ پر رحم کرو اور مخلوقِ خدا پر رحم کرو، خالقِ کائنات تم پر رحم فرمائے گا۔ عرض کی: میں اپنے گناہوں میں کمی چاہتا ہوں؟ فرمایا: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت طلب کیا کرو تمہارے گناہ کم ہو جائیں گے۔

عرض کی: میں لوگوں میں معززترین بندہ بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: مخلوق سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی شکایت نہ کیا کرو لوگوں میں معزز ہو جاؤ گے۔ عرض کی: میں اپنے رزق میں وُسعت چاہتا ہوں؟ فرمایا: طہارت پر ہمیشگی اختیار کرو تمہارے رزق میں وُسعت کر دی جائے گی۔ عرض کی: میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: جسے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول محبوب رکھتے ہیں تم بھی اسے محبوب رکھو اور جسے وہ مبغوض سمجھتے ہوں اسے تم بھی مبغوض سمجھو۔ عرض کی: میں غضبِ الٰہی سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں؟: فرمایا: کسی پر غصہ نہ کیا کرو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے محفوظ رہو گے۔

عرض کی: میں اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں؟ فرمایا: حرام کاموں سے بچتے رہو تمہاری دعائیں قبول ہونگی۔ عرض کی: چاہتا ہوں کہ بروزِ قیامت مجھے سرِ عام رُسوا نہ کیا جائے؟ فرمایا: اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو تا کہ بروزِ قیامت تمہیں سب کے سامنے رُسوا نہ کیا جائے۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرے عُیوب پر پردہ ڈالے رکھے؟ فرمایا: اپنے بھائیوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کیا کرو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری عیب پوشی فرمائے گا۔ عرض کی: کونسی

چیز میری خطاؤں کو مٹادے گی؟ فرمایا: آنسو، خُضُوع اور اَمراض۔ عرض کی: کون سی نیکی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں افضل ہے؟ فرمایا: حُسنِ اخلاق، تواضع، آزمائش کے وقت صبر اور رضا بِالقضا۔ عرض کی: سب سے بڑی بُرائی کونسی ہے۔ فرمایا: بَدْخُلُقِیْ اور بُخل۔ عرض کی: کونسی چیز اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو مٹاتی ہے؟۔ فرمایا: چُھپا کر صدَقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا۔ عرض کی: کونسی چیز جہنم کی آگ کو بجھاتی ہے؟ فرمایا: روزہ دوزخ کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ والرقائق والخطب والحکم، قسم الافعال، ۵۳/۸، حدیث: ۴۴۱۴۷، الجزء السادس عشر)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
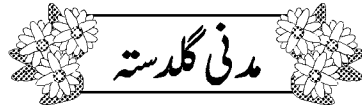
"خوفِ خدا" کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

(1) بارگاہِ خداوندی میں سب سے معزز ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

(2) حسب ونسب اسی وقت فائدہ مند ہے جب اسلام کے ساتھ ہو، جس نے اسلام قبول نہیں کیا تو اس نے خود اپنے ہاتھوں اپنی عزت وشرافت ضائع کرلی۔

(3) جو زمانۂ کفر میں اپنی قوم میں اعلیٰ و افضل ہو وہ مسلمان ہو کر بھی اعلیٰ و افضل ہی رہے گا اور اگر وہ عالم باعمل بن جائے تو اس کی عزت وشرافت مزید بڑھ جائے گی۔

(4) جو علم کی روشنی سے نور بار ہونا چاہے اسے تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔

(5) ہر نیکی کی اصل تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

(6) مُتَّقِیْن کے لئے جنت اور اس کی اعلیٰ ترین نعمتوں کی بشارت ہے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تقویٰ و اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے، دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:70

دنیا کا سب سے پہلا فتنہ

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ ﹰ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عنه عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَإِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِی إِسْرَائِیلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ (مسلم ،کتاب الرقاق، باب اکثر اھل الجنة الفقراء......الخ ص ۱۴۶۵،حدیث:۲۷۴۲)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں اس میں اپنا نائب بنایا ہے، وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے، لہٰذا دنیا اور عورتوں سے بچو، بے شک! بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کے باعث ہوا۔

دنیا جلد فنا ہونے والی ہے

علّامہ اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرحِ مسلم** میں حدیث مذکور کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **"دنیا سرسبز و میٹھی ہے"** یا تو اس کا یہ معنی ہے کہ اس دنیا کی خوبصورتی نفس کو زیادہ اچھی لگتی ہیں اور دنیا کی تروتازگی اور اس کی لذت سرسبز میٹھے پھل کی طرح ہے جس طرح نفس سرسبز میٹھے پھل کو بہت تیزی کے ساتھ طلب کرتا ہے اسی طرح دنیا کو بھی نفس طلب کرتا ہے **یا یہ معنی ہے** کہ دنیا جلد فنا ہونیوالی ہے۔ جس طرح سبزہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الرقاق، باب اکثر اھل الجنة الفقراء واکثراھل النارالنساء، ۹/۵۵، الجزء السابع عشر)

حضرتِ سَیِّدُنا **مُلّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشکاۃ** میں حدیث مذکور کی شرح یوں بیان کرتے ہیں:

(دنیا سرسبز و میٹھی ہے) یعنی تمہاری آنکھوں اور تمہارے دلوں میں یہ دنیا مزین ہے، (دنیا دیکھنے میں بھلی معلوم ہوتی ہے دل کو پسند آتی ہے) چونکہ اہل عرب سبزے کو بہت پسند کرتے ہیں اس لئے اسے سرسبز فرمایا گیا، نیز اسے سبز فرمانے میں اشارہ ہے کہ دنیا قریبُ الفنا ہے۔ سبزہ بہت جلد خشک ہو جاتا ہے ایسے ہی دنیا بھی بہت جلد ختم ہو جائے گی۔

(**اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے**) اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا حقیقی مالک تو **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے تم سب اس کے برتنے میں اس کے خلیفہ یا وکیل ہو (لہٰذا مالک کی مرضی کے بغیر اسے استعمال نہ کرو) یا یہ معنی ہے کہ تمہیں تم سے پہلوں کا وارث بنایا گیا ہے تو جو کچھ ان کے پاس تھا اب وہ تمہارے پاس آگیا ہے۔ پس اب وہ جانچے گا کہ تم پچھلوں کے حالات وواقعات سے کتنی عبرت حاصل کرتے ہو اور ان کے انجام میں کتنا غور وفکر کرتے ہو۔ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس دنیا کو بطورِ آزمائش وامتحان تمہارے لئے مزین کیا ہے تاکہ وہ جانچ لے کہ تم اس دنیا میں اس کے رضا والے کام کرتے ہو یا ناراضی والے۔

(**دنیا سے بچو!**) یعنی اس کی دھوکہ دینے والی چیزوں حُبّ جاہ ومال وغیرہ سے بچو! بے شک! اس کا زوال بہت قریب ہے۔ اس میں سے صرف اتنے ہی پر قناعت کرو جو اچھے انجام میں تمہارا معاون ہو کیونکہ اس کے حلال میں حساب اور حرام میں عذاب ہے۔

(**عورتوں سے بچو**) یعنی ان کے سبب ناجائز امور میں نہ پڑو اور ان کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے دین کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچو۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، الفصل الاول ۶ /۲۶۷، تحت الحدیث: ۳۰۸۶)

علّامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **شرحِ مسلم** میں فرماتے ہیں: ''**عورتوں کے فتنوں سے بچو**'' اس میں اپنی زوجات اور دوسری عورتیں بھی داخل ہیں اور اکثر فتنے زوجات کے ہی ہوتے ہیں ان کا فتنہ دائمی ہے اور اکثر لوگ ان ہی کے فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الرقاق، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء واکثر اھل النار النساء، ۹ /۵۵، الجزء السابع عشر)

اِمَام شَرَفُ الدِّین حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللہ طِیبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس بات سے بچو کہ تم عورتوں کے پاس حرام ذریعے سے آؤ یا ان کی (سب) باتیں قبول کرو، کیونکہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں اور اکثر اوقات ان کے کلام میں بھلائی نہیں ہوتی۔ بنی اسرائیل میں پہلے فتنے کا سبب عورتیں ہی بنیں۔ منقول ہے کہ

بنی اسرائیل کے عامِل یا عامیل نامی ایک شخص کے بھتیجے نے اس کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا لیکن اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں بھتیجے نے اسے قتل کر دیا تا کہ اس کی بیٹی سے شادی کر لے۔ اس قصے کے نتیجے میں "ذَبحِ بَقَرَہ" کا واقعہ پیش آیا جو سورۂ بقرہ میں مذکور ہے۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ**(شرح الطیبی، کتاب النکاح الفصل الاول، ٦/٢٤١، تحت الحدیث:٣٠٨٦)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ مذکور کے تحت فرماتے ہیں:

(اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے دنیا تم سے پہلے دوسروں کے پاس تھی پھر ان سے منتقل ہو کر تمہارے پاس آئی تم گزشتہ لوگوں کے خلیفہ بنے ایسے ہی تم سے منتقل ہو کر دوسروں کے پاس پہنچے گی تم پچھلوں کے خلیفہ ہو آیندہ نسلیں تمہاری خلیفہ بنیں گی یا (اس میں) صحابۂ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کو پیش گوئی ہے کہ میرے بعد عرب و عجم کی دولتیں، ممالک تمہارے قبضہ میں آنے والے ہیں ذرا درست رہنا۔

(دنیا سے بچو!) یعنی اس سے دھوکہ نہ کھاؤ یا ناجائز طور پر استعمال نہ کرو یا اس میں مشغول ہو کر بھول نہ جاؤ اُسے دینا بھی آتا ہے اور چھیننا بھی، جو سی سکتا ہے وہ اُدھیڑ بھی سکتا ہے۔ دنیا کو ایسے استعمال کرو جیسے عقل مند مکھی شہد لیتی ہے کہ کنارہ میں رہ کر چوس لیتی ہے اگر اس میں گرے تو مرجائے۔ دنیا جسم پر رہے دل میں نہ آئے تم دنیا میں رہو، تم میں دنیا نہ رہے۔

(بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کے باعث ہوا) یا تو فتنہ سے مراد بڑا فتنہ ہے یا اَوَّلِیَّت سے مراد اضافی اَوَّلِیَّت نہ کہ حقیقی کیونکہ بنی اسرائیل میں معمولی فتنے اس سے پہلے بھی ہو چکے تھے۔ (مراۃ المناجیح، ۵/۵ تا ٦ ملتقطاً)

عورتوں کے فتنے سے متعلق 4 فرامینِ مصطفٰے

(1) میں نے مردوں پر اپنے پیچھے عورتوں سے بڑھ کر نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔(بخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شؤم المرأۃ، ٣/٤٣١، حدیث:٥٠٩٦)

(2) عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے۔(مسلم، کتاب النکاح، باب من رای امرأۃ فوقعت فی نفسه......الخ، ص۷۲۶،حدیث:۱۴۰۳)

(3) اجنبی مرد و عورت جب بھی تنہائی میں جمع ہوتے ہیں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیة دخول علی المغیبات ۲/ ۳۹۱، حدیث:۱۱۷۴)

(4) جن عورتوں کے خاوند غائب ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے۔(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیة دخول علی المغیبات، ۲/۳۹۱،حدیث:۱۱۷۵)

عورتوں کا فتنہ

حضرتِ سیِّدُ ناسَعِید بِنْ مُسَیَّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے جتنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بھیجے شیطان کو یہی توقع تھی کہ میں عورتوں کے ذریعے ان کو ہلاک کردوں گا۔اور میرے نزدیک بھی عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں اور میں مدینہ طیبہ میں صرف اپنے گھر جاتا ہوں یا اپنی بیٹی کے گھر جمعہ کے دن غسل کرنے پھر واپس چلا آتا ہوں۔بعض بزرگوں نے فرمایا کہ شیطان عورت سے کہتا ہے کہ تو میرا نصف لشکر ہے اور میرا تیر ہے جسے میں پھینکتا ہوں تو یہ نشانے سے خطا نہیں کرتا۔تو میرے راز کی جگہ ہے اور میرے کام میں تو میری قاصد ہے۔تو شیطان کا نصف لشکر شہوت ہے اور نصف لشکر غصہ ہے اور شہوتوں میں سے سب سے بڑی شہوت عورتوں کی شہوت ہے۔(احیاء العلوم ۳/ ۱۲۴)

حضرتِ سیِّدُ ناسَعِید بِنْ مُسَیَّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: شیطان کسی سے مایوس نہیں ہوتا اور وہ عورتوں کے واسطے سے آتا ہے۔مزید فرماتے ہیں: مجھے عورتوں سے زیادہ کسی کا خوف نہیں ہے۔(احیاء العلوم ۳/ ۱۲۸)

شیطان کے خطرناک ہتھیار

منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُ ناموسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سامنے ابلیس آیا اس کے سر پر

کئی رنگوں کی ٹوپی تھی۔ جب وہ آپ کے قریب ہوا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور کہا: اے موسیٰ! آپ پر سلام ہو! حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے پوچھا: تو کون ہے؟ کہا: میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے زندہ نہ رکھے! تو کیوں آیا ہے؟ کہا: آپ کو **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے اس لئے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے پوچھا: میں تیرے سر پر جو چیز دیکھ رہا ہوں وہ کیا ہے؟ بولا: یہ ٹوپی ہے جس کے ذریعے میں لوگوں کے دلوں کو اُچک لیتا ہوں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے پوچھا: وہ کونسا عمل ہے کہ جب انسان کرتا ہے تو تُو اس پر غالب آجاتا ہے؟ شیطان نے کہا: جب وہ اپنے آپ پر اِترائے (یعنی تکبر کرے) اپنے اعمال کو زیادہ جانے اور گناہوں کو بھول جائے۔ پھر اس نے کہا: اے موسیٰ! (عَلَیْہِ السَّلَام) میں آپ کو تین باتیں بتاتا ہوں (1) کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرنا کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں تو میں خود وہاں موجود ہوتا ہوں اپنے چیلوں کو نہیں بھیجتا یہاں تک کہ میں ان دونوں کو ایک دوسرے کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ (2) جب بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے کوئی وعدہ کرو تو اسے پورا کرنا (3) جب صدقہ کا مال نکالو تو اسے خرچ کر دینا (یعنی مستحقین تک پہنچا دینا) کیونکہ جب کوئی شخص صدقہ کا مال الگ کر کے رکھتا ہے اور اسے خرچ نہیں کرتا وہاں بھی میں اپنے کارندوں کو بھیجنے کے بجائے خود جاتا ہوں یہاں تک کہ اسکے خرچ کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہوں۔ پھر شیطان یہ کہتا ہوا واپس ہو گیا کہ ہائے افسوس! موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کو وہ بات معلوم ہو گئی جس کے ذریعے انسان کو ڈرایا جاتا ہے۔ (احیاء العلوم ۳/ ۱۲۳)

نفس پرستی کا عبرتناک انجام

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بِنْ مُسلِم بِنْ قُتَیْبَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے منقول ہے کہ جب ''اَرْدَشِیْر'' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کر لیا۔ اب اس کی نظر سلطنتِ **''سُرْیَانِیَّہ''** پر تھی۔ یہ بڑا ملک تھا۔ چنانچہ ''اَرْدَ شِیْر'' نے اس پر چڑھائی کر دی۔ وہاں کا بادشاہ ایک بڑے

شہر میں قلعہ بند تھا۔ اَرْدَشِیْر نے شہر کا محاصرہ کرلیا لیکن کافی عرصہ گزرنے کے باوجود شہر فتح نہ ہوسکا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اس کی نظر اَرْدَشِیْر پر پڑی۔ اس کی مردانی وجاہت وخوبصورتی دیکھ کر شہزادی نفسانی خواہش میں مبتلا ہوگئی اور ایک تیر پر یہ عبارت لکھ کر تیر اس کی جانب پھینک دیا:

''اے حسین وجمیل بادشاہ! اگر تو مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرے تو میں تجھے ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی کہ تھوڑی سی مَشَقَّت سے یہ شہر فتح کرلوگے۔'' بادشاہ نے شہزادی کی تحریر پڑھ کر یہ جواب بھیجا: ''اگر ایسا ہوجائے تو میرا وعدہ ہے کہ میں تجھ سے شادی کرلوں گا۔''

چنانچہ شہزادی نے فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مُرُوَّت شہزادی کے بتائے ہوئے راستے سے اَرْدَشِیْر نے بہت جلد شہر فتح کرلیا۔ بہت سارے سپاہی ہلاک ہوگئے اور شہزادی کا باپ شہر کا بادشاہ بھی قتل کردیا گیا۔ حسبِ وعدہ اَرْدَشِیْر نے شہزادی سے شادی کرلی۔ شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پروا۔ بس اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی۔ دن گزرتے گئے اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک رات جب وہ بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک نیند نہ آئی بے چینی سے باربار کروٹیں بدلتی۔ اَرْدَشِیْر نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا: ''کیا بات ہے، جو تمہیں نیند نہیں آرہی؟'' شہزادی نے کہا: ''میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس نے مجھے بے چین کردیا ہے۔'' اَرْدَشِیْر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم ونازک جسم بے چین ہورہا تھا۔ اَرْدَشِیْر کو اس کے جسم کی نرمی ونزاکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے پوچھا: ''تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم ونازک ہے؟'' شہزادی نے کہا: ''میری غذا میں مکھن، ہڈیوں کا گودا، شہد اور مغز شامل تھا۔'' اَرْدَشِیْر نے کہا: ''تیرے باپ کی طرح آسائش وآرام تجھے کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان اور قرابت کا اِتنا بُرا بدلہ دیا کہ اسے قتل کرواڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کرسکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ

سے محفوظ نہیں سمجھتا۔'' پھر اَرْدَ شِیْر نے حکم دیا کہ اس کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دُم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔(عیون الحکایات ، ص ۳۳۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ نفسانی خواہشیں بادشاہوں کو غلام بنا دیتی ہیں، مُعَزِّزِین کو ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیتی ہیں۔ عزت و دولت، شان و شوکت سب خاک میں مل جاتی ہے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو اگر دنیا میں چند روز عیش و عشرت مل بھی جائے تب بھی قلبی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ سمجھدار وہی ہے جو دائمی فائدے کا طلب گار ہو، چند لمحوں کی لذت کی خاطر ہمیشہ کے سکون و سرور کو چھوڑ دینا اوّل درجے کی نادانی ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، نفسانی خواہشات سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بے وفا عورت کا انجامِ بد

ایک روز **حضرت** سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا گزر ایک قبرستان سے ہوا، تو وہاں ایک شخص ایک قبر کے پاس بیٹھا زار و قطار رو رہا تھا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا: یہ میری زوجہ کی قبر ہے، یہ میرے چچا کی بیٹی تھی، مجھے اس سے بہت زیادہ پیار تھا میں اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اگر چاہو تو میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے تمہاری بیوی کو زندہ کر دوں؟ اس نے بے قرار ہو کر کہا: ہاں! ایسا ضرور کر دیجئے! چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا: **اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اٹھ جا!** قبر پھٹی اور اس میں سے ایک حبشی غلام باہر نکلا جس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس نے عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھ کر بآوازِ بلند کہا: **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہ** اس کا یہ کہنا تھا کہ آگ بجھ گئی۔ عذابِ الٰہی اس سے دور ہو گیا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی میری بیوی کی قبر یہ نہیں بلکہ دوسری ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

کے حکم سے اٹھ جا! قبر پھٹی اور اس میں سے ایک حسین وجمیل عورت باہر نکل آئی۔ اس شخص نے دیکھتے ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے روح اللہ! یہی میری بیوی ہے۔ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔ وہ اپنی بیوی سے مل کر بہت خوش تھا۔ کچھ دیر بعد اس پر نیند کا غلبہ ہوا تو وہیں سو گیا اس کی بیوی اس کے قریب ہی بیٹھی رہی اتنے میں وہاں سے ایک شہزادے کا گزر ہوا، شہزادے نے اس عورت کو دیکھا تو اسے پسند آ گئی عورت کو بھی شہزادہ پسند آ گیا اور وہ اپنے شوہر کو سوتا چھوڑ کر شہزادے کے ساتھ چلی گئی۔ جب اس مرد کی آنکھ کھلی تو اپنی بیوی کو نہ پا کر بہت پریشان ہوا ڈھونڈتے ڈھونڈتے شہزادے کے محل تک پہنچ گیا۔ وہاں اسے اپنی بیوی نظر آئی تو کہا: یہ میری بیوی ہے۔ شہزادے نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو یہ تو میری لونڈی ہے یقین نہیں آتا تو اسی سے پوچھ لو! یہ سن کر اس بے وفا عورت نے فوراً کہا: ہاں! میں شہزادے کی لونڈی ہوں میں تو تمہیں جانتی تک نہیں تم بے جا مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ یہ سن کر وہ روتا ہوا محل سے واپس آ گیا۔ کچھ دنوں بعد حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی تو عرض کی: اے رُوحُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام! میری بیوی جسے آپ نے زندہ کیا تھا اب شہزدے کے پاس ہے شہزادہ اسے اپنی لونڈی بتاتا ہے اور وہ بھی یہی کہہ رہی کہ میں شہزادے کی لونڈی ہو تمہاری بیوی نہیں۔ آپ ہمارا فیصلہ فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس عورت سے فرمایا: کیا تو وہی نہیں ہے جسے میں نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے زندہ کیا تھا؟ عورت نے کہا: نہیں میں وہ نہیں ہوں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فریا: اچھا تو ہماری دی ہوئی چیز ہمیں واپس کر دے! اتنا فرمانا تھا کہ وہ جھوٹی و بے وفا عورت مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: جو شخص ایسے مرد کو دیکھنا چاہے جو کافر ہو کر مرا تھا پھر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے زندہ کر کے ایمان کی دولت سے نوازا تو وہ اس حبشی غلام کو دیکھ لے اور جو ایسی عورت کو دیکھنا چاہے جو ایمان کی حالت میں مری پھر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے زندہ کیا اور وہ کفر کی حالت میں مری تو وہ اس عورت کو دیکھ لے۔

(نزھة المجالس باب حفظ الامانة وترك الخيانة وذكر النساء، ۲/۵٦)

تُوبُوا اِلَی اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

مدنی گلدستہ

”پرہیز گار“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) دنیا بظاہر بہت اچھی لیکن حقیقت میں بہت بُری ہے۔

(2) دنیا میں سب سے پہلے فتنے کا باعث عورت بنی۔

(3) عورت شیطان کا مہلک ہتھیار ہے جس کے ذریعے یہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے۔

(4) نفس پرستی کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔

(5) عورتوں کے فتنے سے بچنے کے لئے ان سے اپنی نظروں کی خاص حفاظت کرنی چاہئے کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک مہلک ترین تیر ہے۔

(6) انسانوں کو بہکانے میں عورتیں شیطان کی قاصد و رہنما ہیں۔

(7) دنیا کی نعمتیں بقدرِ ضرورت استعمال کرنی چاہئیں دنیا میں مگن ہو کر اپنے رب کو بھول جانا دنیا و آخرت میں ذلت ورسوائی کا باعث ہے۔

(8) عورتوں کے مشوروں پر بلا سوچے سمجھے عمل نہیں کرنا چاہیے کہ ان میں اکثر ناقصُ العقل ہوتی ہیں۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے تمام گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ہمیشہ ہمیں اپنی حفظ و اَمان میں رکھے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر: 71 تقوٰی و پاکدامنی کی دعا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: ''اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی.'' (مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل، ص۱۴۵۷، حدیث:۲۷۲۱)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے میرے پَرْوَرْدگار! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور تَوَنگری کا سوال کرتا ہوں۔

اِمام شَرَفُ الدِّین حُسَیْن بِنْ مُحَمَّد بِنْ عَبْدُاللّٰہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرحِ طِیْبِی** میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ہدایت اور تقویٰ کو مطلقاً ذکر کیا گیا تا کہ ہدایت کے تحت معاشی، اُخروی اور اخلاقی معاملات میں سے ہر وہ معاملہ آ جائے جس میں ہدایت (یعنی رہنمائی) حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور تقویٰ کے تحت شرک، معاصی اور برے اَخلاق میں سے وہ تمام معاملات آ جائیں جن سے بچنا ضروری ہے۔

(شرح طیبی، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، ۲۲۳/۵، تحت الحدیث:۲۴۸۴)

حضرتِ سَیِّدُنا مُلّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشْکاۃ** میں فرماتے ہیں: ''اَلْھُدٰی'' سے مراد ہدایتِ کاملہ ہے ''اَلتُّقٰی'' سے مراد تقویٰ شاملہ ہے، ''اَلْعِفَاف'' کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱) گناہوں سے بچنا (۲) حرام کاموں سے رک جانا۔ **ابو الفتوح نیشاپوری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''اَلْعِفَاف'' نفس اور قلب کی اصلاح کو کہتے ہیں ''اَلْغِنٰی'' سے مراد دل کا غنی ہونا، یا دوسروں کے مال کی طلب نہ ہونا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، ۳۴۳/۵، تحت الحدیث:۲۴۸۴)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ہدایت سے مراد اچھے عقائد ہیں، تقویٰ سے مراد اچھے اعمال، پاکدامنی سے مراد برائیوں سے بچنا ہے اور تَوَنگری (دولتمندی) سے مراد مخلوق کا محتاج نہ

ہونا، اللہ ورسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کا حاجتمند رہنا ہے، اس (دعا) میں دین کی تمام بھلائیاں مانگ لی گئیں۔ (مراۃ المناجیح،۴/۷۱)

حدیثِ مذکور میں چار چیزوں کی دعا کی گئی ہے، ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی، تَوَنگری۔ لہٰذا چاروں کے متعلق کچھ ضروری باتیں بیان کی جاتی ہیں:

تقویٰ کیا ہے؟

ہر اس چیز اور کام سے بچنے کا نام تقویٰ ہے جس سے دین میں نقصان پہنچنے کا خوف واندیشہ ہو۔ (منهاج العابدين، ص ٦٠)

تقویٰ انمول خزانہ ہے

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی تقویٰ کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تقویٰ ایک نادِر خزانہ ہے اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہوگئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی و جواہرات ملیں گے اور علم وروحانی دولت کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ آئے گا، رزقِ کریم تمہارے ہاتھ آجائے گا تم بہت بڑی کامیابی حاصل کرلوگے، بہت بڑی غنیمت پالوگے اور مُلکِ عظیم (جنت) کے مالک بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا وآخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کردی گئی ہیں۔ تم ذرا قرآنِ حکیم میں غور تو کرو کہ کہیں ارشاد فرمایا: اگر تم تقویٰ اختیار کروگے تو ہر قسم کی خیر وبرکت کے مالک بن جاؤ گے۔ کہیں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر وثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا گیا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ وپرہیز گاری اختیار کرنا ہے۔ (منهاج العابدين، ص ٥٥)

حصولِ تقویٰ کا طریقہ

حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی **حصولِ تقویٰ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:** نفس کو پورے عزم وثبات سے ہر معصیت اور ہر طرح کے فضولِ حلال سے دور رکھا جائے۔ ایسا کرنے سے بدن کے ظاہری وباطنی اعضا صفتِ تقویٰ سے موصوف ہوجائیں گے۔ آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، شرمگاہ اور باقی جملہ اعضا

اور اجزائے بدن میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔ اور نفس تقویٰ کی لگام میں اچھی طرح آ جائے گا۔ دین کو ضرر و نقصان سے بچانے کے لیے ان مذکورہ پانچ اعضا (آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، شرمگاہ) کو ہر معصیت (نافرمانی)، ہر حرام، ہر فضول حلال اور ہر اِسراف سے حفاظت میں رکھنا ضروری ہے، جب ان اعضا کی حفاظت ہوگئی تو امید ہے کہ بدن کے باقی اعضا بھی محفوظ ہو جائیں گے اور بندہ مکمل طور پر تقویٰ کی صفت سے موصوف ہو جائے گا۔ (منهاج العابدين، ص ٦١)

غِنیٰ (تونگری)

تَونگرِی سے مراد مخلوق کا محتاج نہ ہونا، **اَللّٰہ** و رسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا حاجتمند رہنا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۴، ص ۱۷) حقیقی تونگری یہ نہیں کہ مال کی کثرت ہو بلکہ حقیقی تونگری تو دل کی تونگری کا نام ہے (یعنی سوال کرنے کو ناپسند کرنا اور جو موجود ہے اسی پر قناعت کرنا) چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تونگری یہ نہیں کہ ساز و سامان کی کثرت ہو بلکہ اصل تونگری تو دل کا تونگر ہونا ہے۔ (بخاري، كتاب الرقاق، باب الغنى غنى النفس، ٤/ ٢٣٣، تحت الحديث: ٦٤٤٦)

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دی اور کبھی بھی **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے کثرتِ مال کا سوال نہ کیا اور سوال کیا بھی تو بقدرِ کفایت مال کا۔ چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا مانگی: اے **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی آل کو اتنا رزق عطا فرما جو بقدرِ ضرورت ہو۔

(ترمذی، كتاب الزهد، باب ماجاء في معيشة النبي صلى الله عليه وسلم ......الخ، ٤/ ١٦٠، تحت الحديث: ٢٣٦٨)

حضرتِ سَیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت کو تونگری و غنا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اور کیا تم یہ

خیال کرتے ہو کہ مال کی کمی کا نام **فَقْر و مُفْلِسی** ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! تو حضور نبیِّ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے، بے شک حقیقی تونگری دل کا تونگر ہونا اور حقیقی فقر (مفلسی) دل کا فقر ہے۔** (مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، باب انما الغنی غنی القلب والفقر فقر القلب، ٥/٤٦٥، الحدیث:٧٩٩٩)

حضرت سَیِّدُنا عَبْدُاللہ بِنْ عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے قناعت کی دولت سے نوازا ہو۔**

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، ٤/١٥٦، حدیث:٢٣٥٥)

رسولوں کے سالار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُشکبار ہے: **میرے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ رشک دوست وہ مومن ہے جو کم مال کے سبب ہلکے بوجھ والا ہو، اسے نماز سے حصہ دیا گیا ہو، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت احسن انداز سے بجالاتا ہو، تنہائی اور پوشیدگی میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرتا ہو، لوگوں میں چھپا ہوا ہو** (یعنی شہرت نہ رکھتا ہو)**، اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جاتے ہوں اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو۔** پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی انگلیوں سے ضرب لگاتے ہوئے فرمایا: **اور اُس کی موت جلد واقع ہو جائے، اس پر رونے والے کم ہوں اور اس کا ورثہ کم ہو۔** پھر فرمایا: **میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر مکہ کی وادی پیش کی کہ وہ اُسے میرے لئے سونا بنا دے تو میں نے عرض کی: نہیں! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں یا فرمایا تین دن کھاؤں اور تین دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں گا تو تیرے حضور گریہ وزاری اور تیرا ذکر کروں گا اور جب کھاؤں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد و ثنا بجالاؤں گا۔**

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، ٤/١٥٥، حدیث:٢٣٥٤)

حضرتِ سیِّدُنا ابُو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سردارِ مکۂ مکرمہ، سلطانِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو صدا لگا رہے ہوتے ہیں، اور اس صدا کو جن و انس کے سوا تمام زمین والے سنتے ہیں، وہ فرشتے کہتے ہیں: اے لوگو! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آجاؤ، بیشک (دنیا کا مال) جو تھوڑا ہو اور کفایت کرے وہ بہتر ہے اس (مال) سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔ (مسند احمد، ۸/ ۱۶۸، حدیث: ۲۱۷۸۰)

حضرتِ سیِّدُنا مَعْقِل بِنْ یَسَار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! تو خود کو میری عبادت کے لئے فارغ کر لے میں تیرے دل کو غنا سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔ اور اے ابنِ آدم! تو میری عبادت سے دوری اختیار نہ کر (ورنہ) میں تیرے دل کو فقر سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو دنیاوی کاموں میں مصروف کر دوں گا۔ (مستدرك حاكم، كتاب الرقاق، باب النبی اكل خشنا ولبس خشنا، ٥/٤٦٤، حديث:٧٩٩٦)

عِفَّت (پاکدامنی)

شہوت کے تقاضوں سے شریعت کی روشنی میں بچنے کا نام عِفَّت (پاکدامنی) ہے۔ (فیضان احیاء العلوم، ص ۱۴۹)

قرآن وحدیث میں پاکدامنی کے بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں یہاں چند ذکر کئے جاتے ہیں:

جنّتُ الفردوس کے وارث

رَبِّ کریم قرانِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو اُن کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(پ ١٨، المومنون: ٥ تا ١١)

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے

حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھ پر سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے جو تین شخص پیش کئے گئے وہ یہ ہیں (١) شہید (٢) پاکدامن شخص (٣) وہ غلام جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے آقا کے ساتھ خیر خواہی کرے۔(ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی ثواب الشهید، ٣/ ٢٤٠، حدیث: ١٦٤٧)

جنت کی ضمانت

نَبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (١) جب بولو تو سچ بولو (٢) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو (٣) جب امانت لو تو اسے ادا کرو (٤) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (٥) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (٦) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (یعنی کسی پر ظلم نہ کرو)۔(ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق...... الخ، ١/ ٢٤٥، حدیث: ٢٧١)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب   صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

مدنی گلدستہ

”رحیم“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) تقویٰ ایک نادرونایاب خزانہ ہے جسے مل گیا وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہوگیا۔

(2) پاکدامنی سے جنت نصیب ہوتی ہے۔

(3) جو اپنے آپ کو عبادتِ الٰہی کے لئے فارغ کرلے اس کا دل غنا اور ہاتھ مال سے بھر دیئے جاتے ہیں۔

(4) جس کا دل غنی ہے حقیقتاً وہی غنی ہے اور جس کا دل مفلس ہے وہ حقیقی مفلس ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں پاکدامنی، دل کی سخاوت اور تقویٰ کی دولت عطا فرمائے، دنیا وآخرت میں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے! اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر:72 بہتر کام کرنے کے لئے قسم توڑنا

عَنْ اَبِیْ طَرِیْفٍ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ ثُمَّ رَاٰی اَتْقٰی لِلّٰہِ مِنْھَا فَلْیَاْتِ التَّقْوٰی. رَوَاہُ مُسْلِم.

(مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرھا خیرا، ص۸۹۸، حدیث:۱۶۵۱)

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم طائی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص قسم اٹھائے پھر اس سے زیادہ تقویٰ والی بات دیکھے تو اسے چاہیے کہ تقویٰ والی بات پر عمل کرے۔

علامہ اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **شرحِ مسلم** میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی نے کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی لیکن پھر قسم پوری نہ کرنے میں بہتری محسوس کی تو بہتر ہے کہ وہ قسم توڑ دے اور اس قسم کا کفارہ ادا کرے۔(شرح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرھا خیرا، ۶/۱۰۸، الجزء الحادی عشر)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی مایہ ناز تالیف **''فیضانِ سنت''** (جلد دوم) کے باب **''نیکی کی دعوت''** میں قسم سے متعلق بہت مفید علمی خزانہ عام فہم انداز میں بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا اِفادیت کے پیشِ نظر یہاں وہ علمی بحث بیان کی جاتی ہے:

قسم کو عَرَبی زَبان میں **''یَمِین''** کہتے ہیں جس کا مطلب ہے: ''داہنی (یعنی سیدھی) جانِب'' چُونکہ اہلِ عَرَب عُموماً **قسم** کھاتے یا **قسم** لیتے وَقت ایک دوسرے سے داہنا (یعنی سیدھا) ہاتھ مِلاتے تھے اِس لئے **قسم** کو ''یمین'' کہنے لگے، یا پھر **یَمِین** **''یُمْن''** سے بنا ہے جس کے معنٰی ہیں **''بَرَکت وقُوَّت''** چُونکہ قسم میں **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا بابَرَکت نام بھی لیتے ہیں اور اس سے اپنے کلام کو قُوَّت دیتے ہیں اِس لئے اِسے **یَمِین** کہتے ہیں یعنی بَرَکت وقُوَّت والی گفتگو۔ (مُلَخَّص از مراٰۃ المناجیح، ۵/۱۹۴) شَرعی اِعتِبار سے **قسم** اُس عَقد (یعنی عہد وپیماں) کو کہتے ہیں جس کے ذَرِیعے قسم کھانے

والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پُخْتہ (پکّا) اِرادہ کرتا ہے۔(دُرِّمُختار، کتاب الایمان، ۵/ ۴۸۸) مَثَلاً کسی نے یوں کہا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کل تمہارا سارا قرض ادا کردوں گا'' تو یہ قسم ہے۔

قسم تین طرح کی ہوتی ہے: (۱) لَغْو (۲) غَمُوس (۳) مُنْعَقِدہ۔

(1) لَغْو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی مُعاملے) پر اپنے خیال میں (یعنی غلط فہمی کی وجہ سے) صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ بات اس کے خلاف ہو، مَثَلاً کسی نے قسم کھائی: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! زید گھر پر نہیں ہے'' اور اس کی معلومات میں یہی تھا کہ زید گھر پر نہیں ہے اور اِس نے اپنے گُمان میں سچّی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں زید گھر پر تھا تو یہ قسم ''لَغْو'' کہلائے گی، یہ مُعاف ہے اور اس پر کفّارہ نہیں۔

(2) غَمُوس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (مُعاملے) پر دانِستہ (جان بوجھ کر) جھوٹی قسم کھائے مَثَلاً کسی نے قسم کھائی: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! زید گھر پر ہے'' اور وہ جانتا ہے کہ حقیقت میں زَید گھر پر نہیں ہے تو یہ قسم ''غَمُوس'' کہلائے گی اور قسم کھانے والا سخت گنہگار رہوا، اِستِغفار و توبہ فرض ہے مگر کفّارہ لازِم نہیں۔

(3) مُنْعَقِدہ یہ ہے کہ آیَندہ کے لئے قسم کھائی مَثَلاً یوں کہا: ''رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کل تمہارے گھر ضَرور آؤں گا۔'' مگر دوسرے دن نہ آیا تو قسم ٹوٹ گئی، اسے کفّارہ دینا پڑے گا اور بعض صورَتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری ۲/ ۵۲) **خُلاصہ** یہ ہوا کہ قَسَم کھانے والا کسی گزری ہوئی یا موجودہ بات کے بارے میں قسم کھائے گا تو وہ یا تو سچّا ہوگا یا پھر جھوٹا، اگر سچّا ہوگا تو کوئی حَرَج نہیں اور اگر جُھوٹا ہوگا تو اُس نے وہ قسم اپنے خیال کے مطابق اگر سچّی کھائی تھی تو اب بھی حرج نہیں یعنی گناہ بھی نہیں اور کفّارہ بھی نہیں ہاں اگر اسے پتا تھا کہ میں جھوٹی قسم کھا رہا ہوں تو گنہگار رہوگا مگر کفّارہ نہیں ہے، اور اگر اس نے آیَندہ کیلئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قَسَم کھائی تو اگر وہ قسم پوری کر دیتا ہے تو فَبِہا (یعنی خوب بہتر) ورنہ کفّارہ دینا ہوگا اور بعض صورَتوں میں قسم توڑنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہوگا۔ (ان صورَتوں کی تفصیل آگے آرہی ہے)

جھوٹی قسموں کی مذمت

رسولِ بے مثال، بی بی آمِنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنا، والِدَین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور **جُھوٹی قسم** کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔" (بُخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس، ٤/٢٩٥، حدیث: ٦٦٧٥)

جھوٹی قسم کے نقصانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے **میرے آقا** اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: **جھوٹی قسم** گھروں کو وِیران کرچھوڑتی ہے (فتاوٰی رضویہ، ٦٠٢/٦) **ایک اور** مقام پر لکھتے ہیں: جھوٹی قسم گزشتہ بات پر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر کھانے والے پر اگرچہ) اس کا کوئی کفّارہ نہیں، (مگر) اس کی سزا یہ ہے کہ **جہنّم کے کھولتے دریا میں غوطے دیا جائے گا**۔ (فتاوٰی رضویہ، ٦١١/١٣)

جھوٹی قسمیں کھانے والے جہنم میں

منقول ہے کہ قِیامت کے دن ایک شخص کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے جہنّم میں لے جانے کا حکم فرمائے گا۔ وہ عَرض کرے گا: یا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے کس لئے جہنّم میں بھیجا جارہا ہے؟ ارشاد ہوگا: نَمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھنے اور میرے نام کی **جھوٹی قسمیں** کھانے کی وجہ سے۔ (مُکاشَفَۃُ الْقُلوب ص١٨٩)

(فیضانِ سنت جلد دوم باب نیکی کی دعوت، ص١٦٢۔١٦٩)

ذرا غور کیجیے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جس نے ہمیں پیدا کیا، پوری کائنات کو تخلیق کیا (بنایا) جس پر ہر ہر بات ظاہر ہے، کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں، حتّٰی کہ دلوں کے بھید بھی وہ خوب جانتا ہے، جو رحمٰن و رحیم بھی ہے اور قہّار و جبّار بھی، اُس **ربُّ الانام** کا نام لے کر **جھوٹی قسم** کھانا کتنی بڑی نادانی کی بات ہے۔ یقیناً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب برداشت نہیں ہوسکے گا اگر ماضی میں **جھوٹی قسمیں** کھائی ہیں تو ان سے فوراً سے پیشتر توبہ کرلیجئے اور یہ بات خوب ذِہن نشین فرمالیجئے کہ اگر بوقتِ ضَرورت قسم کھانی ہی پڑے تو صِرف وصِرف **سچّی قسم** کھائیے۔

صَدْرُ الشَّرِیْعَہ بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **بہارِشریعت** میں فرماتے ہیں: بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اُن کا پورا کرنا ضَروری ہے، مَثَلاً کسی ایسے کام کے کرنے کی **قسم** کھائی جس کا بغیر **قسم** (بھی) کرنا ضَروری تھا یا گناہ سے بچنے کی **قسم** کھائی (کہ گناہ سے بچنے کی قسم نہ بھی کھائیں تب بھی گناہ سے بچنا ضَروری ہی ہے) تو اس صورت میں **قسم** سچّی کرنا ضَرور ہے۔ مَثَلاً (کہا) خدا کی **قسم** ظُہر پڑھوں گا یا چوری یا زِنا نہ کروں گا۔ (قسم کی) **دوسری** (قِسم) وہ کہ اُس کا توڑنا ضَروری ہے مَثَلاً گناہ کرنے یا فرائض وواجِبات (پورے) نہ کرنے کی **قسم** کھائی، جیسے **قسم** کھائی کہ نَماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام (یعنی بات چیت) نہ کروں گا تو **قسم** توڑ دے۔ **تیسری** وہ کہ اُس کا توڑنا مُستَحَب ہے مَثَلاً ایسے اَمر (یعنی مُعاملے یا کام) کی قسم کھائی کہ اُس کے غیر (یعنی علاوہ) میں بہتری ہے تو ایسی **قسم** کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ **چوتھی** وہ کہ مُباح کی **قسم** کھائی یعنی (جس کا) کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہے اس میں **قسم** کا باقی رکھنا افضل ہے۔(بہار شریعت، ۲/۲۹۹ ۔ بحواله المبسوط للسرخسی، کتاب الایمان، ۴/۱۳۳)

جو شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرے مَثَلاً کہے کہ **فُلاں چیز مجھ پر حرام ہے** تو اِس کہہ دینے سے وہ شے حرام نہیں ہوگی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جس چیز کو حلال کیا اُسے کون حرام کرسکے؟ مگر (جس چیز کو اپنے اُوپر حرام کیا) اُس کے بَرتنے (بَ۔رَت۔نے یعنی استِعمال کرنے) سے **کفّارہ** لازِم آئیگا یعنی یہ بھی **قسم** ہے۔(بہار شریعت، ۲/۳۰۲ ۔ بحواله تَبیِینُ الحقائق ۳/۴۳۶) **تجھ سے بات کرنا حرام ہے** یہ (بھی) یَمِیْن (یَ۔مِین۔یعنی قسم) ہے۔ بات کرے گا تو **کفّارہ** لازِم ہوگا۔(بہار شریعت، ۲/۳۰۲ ۔ بحواله فتاوٰی عالمگیری ۲/۵۸)

بہتر کام کیلئے **قسم** توڑنے کی اجازت ضَرور ہے مگر توڑنے کے بعد **کفّارہ** دینا ہوتا ہے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا **اَبُو الْاَحْوص عَوْف بِنْ مالک** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! فرمائیے کہ میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس کچھ مانگنے جاتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا، نہ صِلۂ رِحمی کرتا ہے، پھر اسے (جب) میری ضَرورت پڑتی ہے تو میرے پاس آتا ہے، مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں **قسم** کھا چکا

ہوں کہ نہ اسے کچھ دوں گا نہ صِلہ رِحمی کروں گا۔ تو مجھے حُضُور سراپا نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ جو کام اچّھا ہے وہ کروں اور اپنی قسم کا **کفّارہ** دیدوں۔ (سنن نسائی، کتاب الأیمان والنذور، باب الکفارة بعد الحنث، ص ۶۱۹ حدیث: ۳۷۹۳)

حضرت سیِّدُنا عَدِی بِنْ حاتِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص 100 دِرہَم مانگنے آیا، میں نے ناراض ہوتے ہوئے کہا: تم مجھ سے صِرْف 100 دِرہَم مانگ رہے ہو حالانکہ میں حاتم (طائی) کا بیٹا ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ پھر کہا: اگر میں نے رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ ارشادِ پاک نہ سنا ہوتا کہ ''جس شخص نے کسی کام کی قسم کھائی پھر اُس نے اِس سے بہتر چیز کا خیال کیا تو وہ اُس بہتر کام کو کرے۔'' (تو میں تمہیں کچھ نہ دیتا) چُنانچہ میں تمہیں 400 دِرہم دوں گا۔ (مسلم، کتاب الأیمان والنذور، باب ندب من حلف یمینا......الخ ص ۸۹۹ حدیث: ۱۶۵۱)

اگر کسی کو تکلیف پہنچانے کی قسم کھائی تو؟؟؟

اگر کسی کو ظُلماً اِیذا دینے کی **قَسَم** کھائی تو اِس قَسَم کا پورا کرنا گناہ ہے۔ اِس قسم کے بدلے **کفّارہ** دینا ہوگا۔ چنانچہ، بُخاری شریف میں ہے: رَحمتِ عالم، **نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: اگر کوئی شخص اپنے اَہل کے **مُتَعلِّق** اس کو **اَذِیَّت** اور **ضَرَر** (یعنی نقصان) پہنچانے کے لئے **قسم** کھائے پس بخدا اُس کو ضَرَر دینا اور قسم کو پورا کرنا **عِندَ اللّٰہ** (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک) زیادہ گناہ ہے اِس سے کہ وہ اس **قَسَم** کے بدلے کفّارہ دے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس پر مقرَّر فرمایا ہے۔ (بُخاری، کتاب الأیمان والنذور، ۴/ ۲۸۱، حدیث: ۶۶۲۵)(فتاویٰ رضویہ ۱۳/ ۵۴۹)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو شخص اپنے گھر والوں میں سے کسی کا حق فوت (یعنی حق تلفی) کرنے پر **قسم** کھالے مَثَلاً یہ کہ میں اپنی ماں کی خدمت نہ کروں گا (یا ماں باپ سے بات چیت نہ کروں گا) ایسی **قسموں** کا پورا کرنا گناہ ہے۔ اس پر واجِب ہے کہ ایسی **قسمیں** توڑے اور گھر والوں کے حُقُوق ادا کرے، خیال رہے یہاں یہ مطلب نہیں کہ یہ **قسم** پوری نہ کرنا بھی گناہ، مگر پوری کرنا

زیادہ گُناہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی **قسم** پوری کرنا بَہُت بڑا گناہ ہے، پوری نہ کرنا ثواب، کہ اگرچہ ربّ تعالیٰ کے نام کی بے اَدَبی **قسم** توڑنے میں ہوتی ہے اسی لیے اس پر **کفّارہ** واجِب ہوتا ہے مگر یہاں **قسم** نہ توڑنا زیادہ گناہ کا مُوجِب ہے۔(مراۃ المناجیح، ۵/۱۹۸ملخصاً)

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** کی مطبوعہ 1182 صَفْحات پر مشتمل کتاب **''بہارِ شریعت''** **جلد 2** صَفْحہ298 تا311 سے قسم اوراس کے احکام بیان کئے جاتے ہیں:

قسم کے کفّارے سے متعلق ضروری احکام

(1) **قسم** کے لیے چند شَرطیں ہیں کہ اگر وہ نہ ہوں تو **کفّارہ** نہیں۔قسم کھانے والا (۱) مسلمان (۲) عاقِل (۳) بالغ ہو۔کافر کی **قسم**، قسم نہیں یعنی اگر زمانۂ کُفر میں قسم کھائی پھر مسلمان ہوا تو اُس قسم کے توڑنے پر **کفّارہ** واجِب نہ ہوگا۔اور **مَعاذَاللہ** قسم کھانے کے بعد مُرتَد ہوگیا تو قسم باطِل ہوگئی یعنی اگر پھر مسلمان ہوا اور قسم توڑ دی تو **کفّارہ** نہیں اور (٤) قسم میں یہ بھی شَرط ہے کہ وہ چیز جس کی قسم کھائی عَقلاً ممکن ہو یعنی ہوسکتی ہو، اگرچہ مُحالِ عادی ہو اور (۵) یہ بھی شَرط ہے کہ قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو درمیان میں فاصِلہ ہوگا تو قسم نہ ہوگی مَثَلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہہ، خدا کی **قسم**! اِس نے کہا: خدا کی قسم! اُس نے کہا: کہہ، فُلاں کام کروں گا، اُس نے کہا تو یہ **قسم** نہ ہوئی۔(بہار شریعت، ۲/۳۰۰ـــــ بحوالہ فتاوٰی عالمگیری ۲/ ۵۱)

(2)(قسم کا کفارہ یہ ہے کہ) غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اُن کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔(بہار شریعت، ۲/۳۰۵ـــــ بحوالہ تَبیِینُ الحَقائق ۳/ ۴۳۰)

(3)(دس) مَساکین کو دونوں وَقت پیٹ بھر کر کھلانا ہوگا اور جن مَساکین کو صبح کے وَقت کھلایا اُنھیں کو شام کے وَقت بھی کھلائے، دوسرے دس مساکین کو کھلانے سے (کفّارہ) ادا نہ ہوگا۔اور یہ ہوسکتا ہے کہ دَسوں کو ایک ہی دن (دونوں وَقت) کھلا دے یا ہر روز ایک ایک کو (دو وقت) یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وَقت کھلائے۔اور مَساکین جن

کو کھلایا ان میں کوئی بچّہ نہ ہو اور کھلانے میں اِباحَت (کھانے کی اجازت دے دینا) و تَملیک (تَم۔لِیک۔یعنی مالِک بنا دینا کہ چاہے کھائے چاہے لے جائے) دونوں صورتیں ہوسکتی ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھلانے کے عِوَض (یعنی بجائے) ہر مِسکین کو نِصف صاع (یعنی آدھا صاع 2 کلو میں سے 80 گرام کم کا ہوتا ہے) گیہوں یا ایک صاع جَو (4 کلو میں سے 160 گرام کم) یا ان کی قیمت کا مالِک کر دے یا دس روز تک ایک ہی مسکین کو ہر روز بقدرِ صَدَقۂ فِطر دے دیا کرے یا بعض کو کھلائے اور بعض کو دیدے۔غَرَض یہ کہ اُس کی (یعنی کَفّارہ ادا کرنے کی) تمام صورتیں وَہیں سے (یعنی مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد 2 صَفْحہ 205 تا 217 پر دیئے ہوئے (ظِہار کے) کفّارے کے بیان سے) معلوم کریں فرق اِتنا ہے کہ وہاں (یعنی ظِہار کے کفّارے میں) ساٹھ مسکین تھے (جبکہ) یہاں (یعنی قَسم کے کفّارے میں) دس ہیں۔

(بهار شريعت، ۳۰۵/۲ ـــــ بحواله دُرِّمُختار و رَدُّالمُحتار، كتاب الايمان، ۵۲۳/۵)

(4) **کفّارہ** ادا ہونے کے لیے **نیّت شَرْط** ہے **بغیر نیّت ادا نہ ہوگا**۔(بحواله حاشية الطّحطاوى على الدّرالمختار، ۱۹۸/۲) ہاں! اگر وہ شے جو مسکین کو دی اور دیتے وَقت نیّت نہ کی مگر وہ چیز ابھی مِسکین کے پاس موجود ہے اور اب نیّت کر لی تو ادا ہوگیا جیسا کہ زکوٰۃ میں فقیر کو دینے کے بعد نیّت کرنے میں یِہی شَرط ہے کہ ہُنُوز (یعنی ابھی تک) وہ چیز فقیر کے پاس باقی ہو تو نیّت کام کرے گی ورنہ نہیں۔(بهار شريعت، ۳۰۷/۲) **(5)** رَمَضان میں اگر **کفّارے** کا کھانا کھلانا چاہتا ہے تو شام اور سَحری دونوں وَقت کھلائے یا ایک مِسکین کو 20 دن شام کا کھانا کھلائے۔(بهار شريعت، ۳۰۸/۲، بحواله الجوهرة النيرة ص۲۵۳ الجزء الثانی) **(6)** اگر غلام آزاد کرنے یا 10 مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادِر نہ ہو تو پے دَر پے **تین روزے** رکھے۔(اَیضاً) **(7)** عاجز (یعنی مجبور) ہونا اُس وَقت کا مُعتَبَر ہے جب **کفّارہ** ادا کرنا چاہتا ہے مَثَلاً جس وَقت **قسم** توڑی تھی اُس وَقت مالدار تھا مگر **کفّارہ** ادا کرنے کے وَقت (مالی اِعتِبار سے) مُحتاج ہے تو روزے سے **کفّارہ** ادا کرسکتا ہے اور اگر (قسم) توڑنے کے وَقت مُفلِس (و مسکین) تھا اور اب (کفّارہ ادا کرنے کے وقت) مالدار ہے تو روزے سے (کفّارہ) نہیں ادا کرسکتا۔(بهار شريعت، ۳۰۸/۲، بحواله الجوهرة النيرة ص۲۵۳ الجزء الثانی)

(8) ایک ساتھ (اگر) تین روزے نہ رکھے یعنی درمیان میں فاصِلہ کر دیا تو **کفّارہ** ادا نہ ہوا اگرچہ کسی مجبوری کے سبب ناغہ ہوا ہو، یہاں تک کہ عورت کو اگر حَیض آ گیا تو پہلے کے روزے کا اِعتبار نہ ہوگا یعنی اب پاک ہونے کے بعد (نئے سِرے سے) **لگاتار تین روزے رکھے**۔(بہار شریعت، ۳۰۸/۲ـــــ بحوالہ دُرِّمُختار، ۵۲۶/۵)

(9) روزوں سے **کفّارہ** ادا ہونے کے لیے یہ بھی شَرط ہے کہ خَتم تک (یعنی تینوں روزے مکمَّل ہونے تک) مال پر قدرت نہ ہو مَثَلاً اگر دو روزے رکھنے کے بعد اِتنا مال مل گیا کہ **کفّارہ** ادا کرسکتا ہے تو اب روزوں سے (کفّارہ ادا) نہیں ہوسکتا بلکہ اگر تیسرا روزہ بھی رکھ لیا ہے اور غُروبِ آفتاب سے پہلے مال پر قادِر ہوگیا تو **روزے ناکافی** ہیں اگرچہ مال پر قادِر ہونا یوں ہوا کہ اُس کے مُورِث (یعنی وارِث بنانے والے) کا انتِقال ہوگیا اور اُس کو تَرکہ (یعنی وِرثہ) اتنا ملے گا جو **کفّارے کے لیے کافی** ہے۔(بہار شریعت، ۳۰۹/۲ـــــ بحوالہ دُرِّمُختار،۵/ ۵۲۶)

(10) ان روزوں میں **رات سے نیّت** شَرط ہے اور یہ بھی ضَرور ہے کہ **کفّارے** کی نیّت سے ہوں مُطلَق روزے کی **نیّت کافی نہیں**۔(بہار شریعت، ۳۱۰/۲، بحوالہ مبسوط ۱۶۶/٤) **قسم توڑنے سے پہلے کفّارہ نہیں**، اور (اگر دے بھی) دیا تو ادا نہ ہوا یعنی اگر **کفّارہ** دینے کے بعد **قسم** توڑی تو اب پھر دے کہ جو پہلے دیا ہے وہ **کفّارہ** نہیں، مگر فقیر سے دیئے ہوئے کو واپَس نہیں لے سکتا۔(بہار شریعت، ۳۱۱/۲ـــــ بحوالہ فتاوٰی عالمگیری ۲/ ٦٤)

(11) **کفّارہ** اُنھیں مَساکین کو دے سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یعنی اپنے باپ، ماں، اولاد وغیرہُم کو جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا **کفّارہ** بھی نہیں دے سکتا۔(بہار شریعت، ۳۱۱/۲، بحوالہ دُرِّمُختار۵/۵۲۷) **(12)** **کفّارۂ قسم** کی قیمت مسجِد میں صَرف (یعنی خرچ) نہیں کرسکتا نہ مُردے کے کفن میں لگا سکتا ہے یعنی جہاں جہاں زکوٰۃ نہیں خَرچ کرسکتا وہاں **کفّارے** کی قیمت نہیں دی جاسکتی۔(بہار شریعت، ۳۱۱/۲، بحوالہ عالمگیری ۲/ ٦۲) (قسم اور کفّارے کے بارے میں تفصیلی معلومات کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صَفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت **جلد 2** صَفحہ 298 تا 311 کا مُطالَعہ ضَروری ہے)

اگر کسی دینی یا مسلمانوں کے سماجی ادارے کو **کفّارے** کی رقم دینا چاہے تو دے سکتا ہے مگر بتانا ہوگا کہ یہ

کفّارے کی رقم ہے تاکہ وہ اُس رقم کو الگ رکھ کر اُسے بیان کردہ طریقے پر کام میں لائیں یعنی ایک ہی مسکین کو دس دن تک دونوں وَقت کھلانا یا دس مَساکین کو دونوں وَقت کھلانا وغیرہ۔

تو جھوٹی قسم سے بچا یا الٰہی مجھے سچ کا عادی بنا یا الٰہی

مدنی گلدستہ
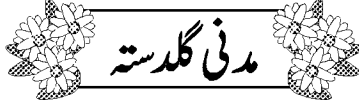
"یارب کرم" کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) بلاضرورت ہرگز قسم نہیں کھانی چاہیے۔

(2) اگر مجبوراً قسم کھانی پڑے تو ہمیشہ سچی قسم کھانی چاہیے۔

(3) حدیث پاک میں جھوٹی قسم کھانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جھوٹی قسم کھانے والا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لیتا ہے۔

(4) کسی کام کی قسم کھائی اور پھر بہتری اس کام کے خلاف میں محسوس کی تو قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

(5) کسی گناہ کی قسم کھائی تو اسے توڑنا ضروری ہے قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

(6) جھوٹی قسمیں گھروں کو ویران کر دیتی ہیں۔ گزشتہ بات پر جھوٹی قسم کھانے سے اگرچہ کفارہ لازم نہیں آتا لیکن اس کی سزا یہ ہے کہ اسے جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں غوطے دیئے جائیں گے۔

(7) انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولے کبھی بھی غلط بیانی سے کام نہ لے۔ اگر ہر حال میں سچائی کی صفت اپنالی جائے تو پھر قسم کھانے کی نوبت بہت کم آتی ہے لوگ اسکی بات پر ہی اعتماد کر لیتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ لغو باتوں، جھوٹی قسموں اور دیگر گناہوں سے محفوظ رکھے۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حدیث نمبر:73 جنت میں لے جانے والے اعمال

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: اِتَّقُوا اللّٰهَ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ، وَاَطِیْعُوْا اُمَرَآئَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

(ترمذی، کتاب السفر، باب ما ذکر فی فضل الصلوة، ۱۱۹/۲، حدیث:۶۱۶، بتغیر قلیل)

ترجمہ: حضرتِ سَیِّدُنا ابواُمامہ صُدَیّ بن عَجْلَان باھِلِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! اپنی پانچوں نمازیں پڑھو! اپنے رمضان کے روزے رکھو! اپنے اموال کی زکوۃ دو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو! تم اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حضرتِ سَیِّدُنا **مُلّا عَلِی قَارِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی **مرقاۃ شرحِ مِشْکَاۃ** میں فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں نماز کا ذکر زکوۃ سے پہلے اس لئے ہوا کہ نماز زکوۃ سے پہلے فرض ہوئی۔ کثیر آیاتِ مقدسہ واحادیثِ مبارکہ میں زکوۃ اور نماز کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا اس وجہ سے کہ نماز عبادتِ بدنیہ کی اصل ہے اور زکوۃ عبادتِ مالیہ کی اصل ہے۔ حدیثِ پاک میں "أَدُّوْا زَكَاتَكُمْ" کے بجائے "اَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ" کہا گیا کیونکہ زکوۃ مطلقاً مال میں فرض نہیں ہوتی بلکہ ایک مخصوص مال میں فرض ہوتی ہے۔

وَأَطِیْعُوْا اُمَرَائَكُمْ (اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو!) حکمران سے مسلمانوں کا خلیفہ، اسلامی حاکم یا علمائے دین مراد ہیں یا پھر یہ لفظ اپنے عموم پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی بھی معاملے میں تمہارا سرپرست ہو۔

(اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے) یعنی تم جنت کے اعلیٰ درجات پالو گے کیونکہ جنت میں داخلہ محض **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے ہوگا لیکن وہاں درجات بمطابقِ اعمال ملیں گے (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی، ۲۷۴/۲، تحت الحدیث:۵۷۱)

"**شرحُ الطِّیبی**" میں حدیثِ مذکور کے تحت لکھا ہے کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی نسبت بندوں کی طرف کی گئی تا کہ عمل ثواب (یعنی جنت) کا عوض بن جائے نیز ربّ اور بندوں کے درمیان خرید و فروخت منعقد ہو جائے۔ جیسا کہ ربّ کریم فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ (پ ۱۱، التوبۃ: ۱۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک **اللہ** نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

(شرح طیبی، کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی، ۲/۱۸۰، تحت الحدیث: ۵۷۱)

مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو!) حکم والوں سے خَلِیْفَۃُ الْمُسْلِمِین، اسلامی حُکّام، علمائے دین سب ہی مراد ہیں۔ اطاعت سے مراد ان کے جائز احکام میں فرمانبرداری کرنا ہے خلافِ شرع حکم کی اطاعت لازم نہیں۔ چونکہ رمضان کے روزے صرف اسی امّت پر فرض ہوئے اس لئے شَهْرَكُم فرمایا۔ زکوٰۃ روزے کے بعد فرض ہوئی اس لئے اس کا ذکر بھی روزے کے بعد ہوا۔ خیال رہے کہ مختلف احادیث مختلف اوقات کی ہیں، جس زمانہ میں کوئی عبادت نہ آئی تھی تب فرمایا گیا: جس نے کلمہ پڑھ لیا جنتی ہو گیا جب نماز آ گئی تو نماز ہی پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا اور جب زکوۃ، روزے وغیرہ بھی آ گئے تب جنتی ہونے کے لئے ان اعمال کی بھی قید لگی، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۱/۳۶۴)

حدیث مذکور میں پانچ چیزوں پر جنت کی بشارت دی گئی ہے: (۱) تقویٰ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) اطاعتِ حکمران۔ چنانچہ ان پانچوں اعمال کے فضائل ملاحظہ فرمایئے:

اجرِ عظیم کا وعدہ

وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا (پ ۶، النساء: ۱۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور **اَللّٰہ** اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

جنت کی بشارت

اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَىٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ (پ ٦ ، المائدة: ١٢)

ترجمۂ کنز الایمان : بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرضِ حَسَن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں۔

دین کا بہترین عمل

نبیِّ کریم ، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارے دین کا بہترین عمل تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ (طبرانی اوسط، من اسمہ علی ۹۲/۳ حدیث: ۳۹۶۰)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرنے والے عمل کے بارے میں سوال کیا گیا: تو فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا اور حُسنِ اَخلاق۔ (ابن حبان، کتاب البر والاحسان ، باب حسن الخلق، ۳۴۹/۱، حدیث: ۴۷۶)

رحمتِ عالَم ، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تین دن میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات کے ذریعے جو کلام فرمایا اس میں یہ بھی تھا: اے موسیٰ! میرے لئے عمل کرنے والوں نے دنیا سے بے رغبتی جیسا کوئی عمل نہیں کیا اور مقربین نے ان پر میری حرام کردہ اشیاء سے بچنے جیسے کسی اور عمل سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میری عبادت کرنے والوں نے میرے خوف سے رونے جیسی کوئی عبادت نہیں کی۔ حضرتِ سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے ساری کائنات کے رَبّ عَزَّوَجَلَّ اور روزِ جزا کے مالک! یاذَاالْجَلَال وَالْاِکْرَام! تو نے ان کے لئے کیا تیار کیا ہے اور تو انہیں کیا بدلہ عطا فرمائے گا؟ فرمایا: دنیا سے بے رغبتی رکھنے والوں کے لئے تو میں اپنی جنت کو مُباح کر دوں گا وہ اس میں جہاں چاہیں ٹھکانا بنالیں اور اپنی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرنے والوں کو یہ انعام دوں گا کہ بروزِ قیامت ان کے علاوہ ہر بندے سے سخت حساب لوں گا کیونکہ میں پرہیزگاروں

سے حیا کروں گا اور انہیں عزت واِکرام سے نوازوں گا پھر انہیں بغیر حساب جنت میں داخل فرماؤں گا اور میرے خوف سے رونے والوں کیلئے رفیقِ اعلیٰ ہوگا جس میں ان کا کوئی شریک نہ ہوگا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد ،باب ماجاء فی فضل الورع والزھد، ۱۰/۵۲۹، حدیث:۱۸۱۲۵)

نبیِّ کریم ،رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ثابت قدم رہو اور (اس کی برکتیں) ہرگز شمار نہ کرسکو گے اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز پڑھنا ہے اور مومن ہی ہر وقت باوضو رہ سکتا ہے۔''

(ابن ماجه، کتاب الطهارة وسننها، باب المحافظة علی الوضوء، ۱/۱۷۸، حدیث:۲۷۷)

پتّوں کی طرح گناہ جھڑتے ہیں

حضرتِ سَیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم موسم سرما میں باہر تشریف لائے جبکہ درختوں کے پتّے جھڑ رہے تھے آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ کر اس کے پتے جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: بیشک! جب کوئی مسلمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔(مسند احمد، مسند انصار، ۸/۱۳۳، حدیث:۲۱۶۱۲)

شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو اِن کے لئے بہتر طریقہ سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے رُکوع وسُجود، خُشُوع کے ساتھ ادا کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے اور جو انہیں ادا نہیں کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ اس کے لئے کچھ نہیں چاہے اسے معاف فرمادے اور چاہے عذاب دے۔

(ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب المحافظة علی وقت الصلوات، ۱/۱۸۶، حدیث:۴۲۵)

بابُ الرَّیّان

حضرتِ سَیِّدُ نا سَہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بیشک! جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''رَیَّان'' ہے، قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا، کہا جائے گا کہ روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ اس سے داخل ہونگے، جب دوسرے لوگ اس میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور وہ اس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ (مسلم، کتا ب الصیام، با ب فضل الصیام ،ص٥٨١، حدیث:١١٥٢)

روزے جیسا کوئی عمل نہیں

حضرتِ سَیِّدُ نا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے کوئی عمل بتائیے؟ ارشاد فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس جیسا عمل کوئی نہیں۔ میں نے پھر عرض کی: مجھے کوئی عمل بتائیے! فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔ میں نے پھر عرض کی: مجھے کوئی عمل بتائیے! فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس کا کوئی مثل نہیں۔ (نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب، ص٣٧٠، حدیث:٢٢٢٠)

جنت کی بشارت

حضرتِ سَیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک اَعرابی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے ایسا عمل بتائیے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نمازیں ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس نے عرض کی: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر جب وہ واپس چلا گیا تو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' (بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ١/٤٧٢، حدیث:١٣٩٧)

تین باتوں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا

نبیِّ رحمت ،شافِعِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تین عمل ایسے ہیں کہ مومن کا دل ان میں خیانت نہیں کرتا (۱) خالص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کرنا (۲) حکمرانوں کی خیر خواہی اور (۳) ان کی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان حکمرانوں کو دین کی دعوت دینا ان کے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے اور جس کا مقصد دنیا کمانا ہوگا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے کام کو متفرق (یعنی جدا جدا کردے گا) اور اس کے فقر کو اس کے سامنے کردے گا اور اسے دنیا سے وہی ملے گا جو اس کے لئے لکھا گیا ہوگا اور جس کا مطلوب آخرت ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے اُس کا مطلوب عطا فرمادے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور دنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آئے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتا ب الرقائق ، با ب الفقر، ۲/۳۵، حدیث:۶۷۹، ملتقطا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم کا حق دار

حضرتِ سَیِّدُنا معاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے پانچ چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم میں ہوگا: (۱) جو مریض کی عیادت کرے یا (۲) جنازے کے ساتھ چلے یا (۳) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے یا (۴) **حاکمِ اسلام کے پاس آئے اور نیک اور جائز باتوں میں اسکی اطاعت کرے** یا (۵) اپنے گھر میں اس لئے بیٹھا رہے کہ وہ لوگوں سے اور لوگ اس سے محفوظ رہیں۔ (مسند احمد، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، ۸/۲۵۵، حدیث:۲۲۱۵٤)

مدنی گلدستہ
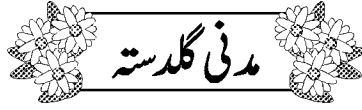
"احمد" کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) حاکم اگر خلافِ شرع حکم دے تو اسکا حکم نہیں مانا جائے گا۔

(2) تقویٰ و پرہیز گاری، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اطاعتِ حکمران ایسے اعمال ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہوکر انسان جنت کا حقدار ہوجاتا ہے۔

(3) مومنِ کامل کا ہر عمل رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے اور وہ اچھے حکمرانوں کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

(4) تقویٰ دین کا بہترین عمل ہے اور اسکی وجہ سے لوگ بکثرت جنت میں داخل ہونگے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں نیک، متقی، پرہیز گار، والدین کا فرمانبردار اور سچا عاشقِ رسول بنائے! اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

تُوْبُوْا اِلَی اللہ اَسْتَغْفِرُ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اِیصالِ ثواب کی برکت

حضور نبیِّ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ مُشکبار ہے: "قبر میں مُردے کا حال ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہوتا ہے وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ ماں، باپ یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اسے پہنچے۔ اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے) سے بہتر ہوتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ مُردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ "**دعائے مغفرت کرنا**" ہے۔ (شعب الایمان، باب فی بر الوالدین ۲۰۳/۶، حدیث: ۷۹۰۵)

تفصیلی فہرست

مضامین	صفحہ نمبر

☆☆☆

ماخذ ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف / متوفی	مطبوعات/سن طباعت
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
2	کنز الإیمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی

کتب التفسیر

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف / متوفی	مطبوعات/سن طباعت
3	تفسیر الطبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	تفسیر البغوی	امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
6	تفسیر القرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
7	تفسیر البیضاوی	مام ناصر الدین عبد اللّٰہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
9	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اِسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
10	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
11	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
12	حاشیة الصاوی علی الجلالین	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوفی، متوفی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
13	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
14	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
15	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

کتب الحدیث

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف / متوفی	مطبوعات/سن طباعت
16	مصنف ابن ابی شیبة	حافظ عبد اللّٰہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
17	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
18	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
19	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی، عرب شریف ۱۴۱۹ھ
20	سنن ابن ماجه	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
21	سنن أبی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
22	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۴ھ

23	الموسوعة لابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد قُرَشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ
24	مکارم الاخلاق	حافظ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد قُرَشی، متوفی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
25	سنن الدار قطني	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
26	سنن النسائی	امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
27	السنن الکبری	امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۱ھ
28	صحیح ابن خزیمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۲ھ
29	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
30	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
31	المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۴ھ
32	المستدرك علی الصحیحین	امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
33	حلیة الأولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
34	شعب الإیمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
35	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
36	فردوس الأخبار	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
37	تاریخ دمشق لابن عساکر	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
38	الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
39	حسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
40	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
41	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
42	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
43	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
44	جامع الاحادیث	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
45	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

کتب شروح الحدیث

46	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
47	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
48	عمدة القاری	امام بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ

49	شرح صحیح البخاری لابن بطال	ابوالحسن علی بن خلف بن عبد اللّٰہ، متوفی ۴۴۹ھ	مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۲۰ھ
50	اکمال المعلم شرح مسلم	الحافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی، متوفی ۵۴۴ھ	دارالوفاء، ۱۴۱۹ھ
51	شرح سنن أبی داود	امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۲۰ھ
52	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
52	اربعین نووی	یحییٰ بن شرف الدین نووی، متوفی ۶۷۶ھ	مکتبۃ المدینہ، ۱۴۲۵ھ
54	شرح الطیبی	امام شرف الدین الحسین بن محمد بن عبد اللّٰہ الطیبی، متوفی ۷۴۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ
55	فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرءُوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
56	أشعة اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
57	دلیل الفالحین	محمد علی بن محمد علان بن ابراہیم شافعی، متوفی ۱۰۵۷ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۳۱ھ
58	مراٰۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
59	نزہۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی
60	تفہیم البخاری	علامہ غلام رسول رضوی	تفہیم البخاری پبلیکیشنز، فیصل آباد
61	فیوض الباری	علامہ سید محمود احمد رضوی	مکتبہ رضوان، داتا دربار روڈ، لاہور
62			

کتب العقائد

63	شفاء السقام	امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی، متوفی ۷۵۶ھ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۲۵ھ
64	شرح العقائد النسفية	علامہ مسعود بن عمر سعدالدین تفتازانی، متوفی ۷۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
65	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
66	اليواقيت والجواهر	عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
67	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان

کتب الفقه

68	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
69	نورالإیضاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
70	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
71	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
72	مختصر القدوری	علامہ ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۴۲۸ھ	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
73	الفتاوی الرضویة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
74	بہارشریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ١٣٦٧ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی
75	نماز کے احکام	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
76	رفیق الحرمین	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
77	ہمارا اسلام	مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی، متوفی ١٤٠٥ھ	فرید بک اسٹال لاہور

کتب التصوف

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
78	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفّٰی ٣٨٦ھ	مرکز اہل السنۃ ١٤٢٣ھ
79	الرسالة القشيرية	امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری، متوفی ٤٦٥ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٨ھ
80	إحياء علوم الدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ٥٠٥ھ	دار صادر، بیروت ٢٠٠٠ء
81	تذكرة الاولياء	شیخ فرید الدین عطار، متوفّٰی ی ٦٣٧ھ	انتشارات گنجیہ ١٣٧٩ھ
82	بهجة الأسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی، متوفی ٧١٣ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢٣ھ
83	الطبقات الكبرى	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی، متوفی ٩٧٣ھ	دار الفکر، بیروت ١٤١٨ھ
84	الحديقة الندية	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفی ١١٤١ھ	پشاور
85	اتحاف السادة المتقين	سید محمد بن محمد حسینی زبیدی، متوفّٰی ١٢٠٥ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
86	الفتوحات المكية	شیخ ابو عبد اللہ محمد محی الدین ابن عربی، متوفی ٦٣٨ھ	دار الفکر بیروت ١٤١٤ھ
87	همعات	حجۃ الاسلام الشاہ ولی اللہ دہلوی، متوفّٰی ١١٧٦ھ	اکادمیۃ الشاہ ولی اللہ الدھلوی، حیدر آباد
88	منن الكبرى	ابو المواہب عبد الوھاب بن احمد بن علی الشعرانی	دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤٢٦ھ
89	لواقح الانوار القدسيه في بيان العهود المحمديه	عبد الوھاب بن احمد بن علی الشعرانی الحنفی المصری متوفّٰی ٩٧٣ھ	دار احیاء التراث بیروت

كتب السيرة

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
90	السيرة النبوية لابن هشام	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفّٰی ٢١٣ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤٢٢ھ
91	دلائل النبوة	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی، متوفی ٤٥٨ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢٣ھ
92	الشفا بتعريف حقوق المصطفى	القاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ٥٤٤ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ١٤٢٣ھ
93	الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ الخثعمی السہیلی، متوفّٰی ٥٨١ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
94	الخصائص الكبرى	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ٩١١ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
95	المواهب اللدنية	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ٩٢٣ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٦ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
96	شرح الشفا	ملاعلی قاری ہروی حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
97	مدارج النبوۃ	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء
98	شرح المواهب	محمد زرقانی بن عبدالباقی بن یوسف، متوفّٰی ۱۱۲۲ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
99	حجة الله على العالمين	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند
100	نسيم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
101	سيرت مصطفى	عبدالمصطفٰے اعظمی متوفی	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ

كتب الأعلام

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
102	الثقات لابن حبان	الحافظ محمد بن حبان، متوفّٰی ۳۵۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
103	الاصابة فى تمييز الصحابة	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
104	أسد الغابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
105	الأعلام	خیر الدین زرکلی، متوفی ۱۳۹۶ھ	دار العلم للملايين بيروت
106	سير أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
107	تهذيب الاسماء	ابوزکریا یحیٰ بن شرف النووی الدمشقی، متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۶ھ

الكتب المتفرقة

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
108	تنبيه الغافلين	فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی، متوفّٰی ۳۷۳ھ	دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۰
109	كتاب الكبائر	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفّٰی ۷۴۸ھ	پشاور پاکستان
110	روض الرياحين	امام عبد الله بن اسعد الیافعی، متوفّٰی ۷۶۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
111	نزهة المجالس	العلامۃ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی، متوفّٰی ۸۹۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
112	عيون الحكايات	ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۴ھ
113	تاريخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
114	أحسن الوعاء	رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان بن علی رضا، متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
115	الملفوظ (ملفوظات اعلى حضرت)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مشتاق بک کارنر، لاہور
116	حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، ۱۴۱۵ھ
117	وسائل بخشش	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
118	ذوق نعت	حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان، ۱۳۲۶ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا،
119	مقالات شارح بخاری	مفتی شریف الحق امجدی	مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، ۱۴۲۷ھ

120	ذیل المدعا لأحسن الوعاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
121	نیکی کی دعوت	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
122	فیضانِ سنت	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
123	غیبت کی تباہ کاریاں	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
124	سمندری گنبد	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
125	قومِ لوط کی تباہ کاریاں	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
126	بھیانک اونٹ	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
127	سیاہ فام غلام	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، کراچی

کتب اللغات

128	معجم البلدان	امام شہاب الدین ابوعبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ بغدادی، متوفّٰی ۶۲۶ھ	داراحیاء التراث العربی
129	لسان العرب	العلامۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، متوفّٰی ۷۱۱ھ	مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۲۶ھ
130	التعریفات للجرجانی	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی، متوفی ۸۱۶ھ	دارالمنار للطباعۃ والنشر
131	القاموس المحیط	مَجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، متوفی ۸۱۷ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
132	**فیروز اللغات**	الحاج فیروز الدین	فیروز سنز ۲۰۰۵م
133	**اُردو لغت**	ادارہ ترقی اُردو بورڈ	ترقی اُردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء
134	فرہنگ آصفیہ	احمد دہلوی	سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 234 کُتُب ورسائل مع عنقریب آنے والی 14 کُتُب ورسائل

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت﴾

اُردو کُتُب:

01......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات: 199)

03......فضائلِ دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهٗ ذَيْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء) (کل صفحات: 326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيْدِفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد) (کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة) (کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي) (کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال) (کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات:31)

14......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَة (کل صفحات:46)

16......کنز الایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات:1185)

عربی کُتُب:

17، 18، 19، 20، 21......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰى رَدِّ الْمُحْتَار (المجلد الاول والثاني والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات: 570، 672، 713، 650، 483)

22......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِي عَلٰى صَحِيْحِ الْبُخَارِي (کل صفحات:458)

23......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74)

24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات:62)

25......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة (کل صفحات:93)

26......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِي (کل صفحات:46)

27......تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان (کل صفحات:77)

28......اَجْلَى الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

29......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ (کل صفحات:60)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......جد الممتار جلد ۵،۶،۷

﴿شعبہ تراجمِ کُتُب﴾

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) پہلی جلد (کل صفحات:896)

02......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) دوسری جلد (کل صفحات:625)

03......مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرفِی حُكْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر) (کل صفحات:112)

04......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِیْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْش) (کل صفحات: 28)

05......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُالْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:142)

06......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِیْثِ الْقُدْسِیَّة) (کل صفحات: 54)

07......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات:743)

08......امام اعظم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَكْرَم کی وصیتیں (وَصَایَاامَامِ اَعْظَم عَلَیْهِ الرَّحْمَة) (کل صفحات:46)

09......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر) (کل صفحات:853)

10......نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُبِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَر) (کل صفحات:98)

11......فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْرعَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

12......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْدوَقَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

13......راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

14......عُیُوْنُ الْحِكَایَات (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات:412)

15......عُیُوْنُ الْحِكَایَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

16......احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء) (کل صفحات:641)

17......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

18......اچھے برے عمل (رِسَالَةُالْمُذَاكَرَة) (کل صفحات:122)

19......شکر کے فضائل (اَلشُّكْرُلِلّٰه عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

20......حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:102)

21......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُالدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

22......آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:63)

23......شاہراہِ اولیا (مِنْهَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)

24......بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)

25......اَلدَّعْوَۃ اِلَی الْفِکْر (کل صفحات:148)

26......اصلاحِ اعمال جلداول (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ شَرْحُ طَرِیْقَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃ) (کل صفحات:866)

27......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلددوم) (اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر) (کل صفحات:1012)

28......عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَۃ فِی طَلْبِ الْحَدِیْث) (کل صفحات:105)

29......احیاء العلوم جلداول (احیاء علوم الدین) (کل صفحات:1124)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......قوت القلوب جلداول

﴿شعبہ درسی کُتُب﴾

01......مراح الارواح مع حاشیۃضیاء الاصباح(کل صفحات:241)

02......الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ(کل صفحات:155)

03......اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسہ(کل صفحات:325)

04......اصول الشاشی مع احسن الحواشی(کل صفحات:299)

05......نورالایضاح مع حاشیۃالنوروالضیاء(کل صفحات:392)

06......شرح العقائدمع حاشیۃجمع الفرائد(کل صفحات:384)

07......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل(کل صفحات:158)

08 ......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو(کل صفحات:280)

09......صرف بھائی مع حاشیۃ صرف بنائی(کل صفحات:55)

10......دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ(کل صفحات:241)

11......مقدمۃالشیخ مع التحفۃالمرضیۃ(کل صفحات:119)

12......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر(کل صفحات:175)

13......نحو میرمع حاشیۃ نحو منیر(کل صفحات:203)

14......تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات:144)

15......نصاب النحو(کل صفحات:288)

16......نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات:95)

17......نصاب التجوید(کل صفحات:79)

18......المحادثۃ العربیۃ(کل صفحات:101)

19......تعریفاتِ نحویۃ(کل صفحات:45)

20......خاصیات ابواب(کل صفحات:141)

21......شرح مئۃ عامل(کل صفحات:44)

22......نصاب الصرف(کل صفحات:343)

23......نصاب المنطق(کل صفحات:168)

24......انوار الحدیث(کل صفحات:466)

25......نصاب الادب(کل صفحات:184)

26......تفسیر الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین (کل صفحات:364)
27......خلفائے راشدین (کل صفحات:341)
28......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی (کل صفحات:317)
29......فیض الادب (مکمل حصہ اوّل، دوم) (کل صفحات:228)
30......احیاء العلوم (عربی) (کل صفحات:173)

﴿شعبہ تخریج﴾

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا عشق رسول (کل صفحات:274)
02......بہارِ شریعت، جلداوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات:1360)
03......بہارِ شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات:1304)
04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ (کل صفحات:59)
05......عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن (کل صفحات:422)
06......گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات:244)
07......بہارِ شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات 312)
08......تحقیقات (کل صفحات:142)
09......اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
10......جنتی زیور (کل صفحات:679)
11......علم القراٰن (کل صفحات:244)
12......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
13......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
14......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
15......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
16......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
17......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
18 تا 24......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
25......حق و باطل کا فرق (کل صفحات:50)
26......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
27......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
28......کراماتِ صحابہ (کل صفحات:346)
29......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
30......سیرتِ مصطفٰی (کل صفحات:875)
31......آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)
32......بہارِ شریعت جلد سوم (3) (کل صفحات : 1332)
33......جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ (کل صفحات:470)
34......فیضانِ نماز (کل صفحات:49)
35......19 دُرُود و سلام (کل صفحات:16)
36......فیضان یٰسٓ شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم (کل صفحات:20)

﴿شعبہ فیضانِ صحابہ﴾

01......حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالی عنہ (کل صفحات:56)
02......حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ (کل صفحات:72)

03......حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:60) 04......حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:89)

05......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:132) 06......فیضانِ سعید بن زید (کل صفحات:32)

07......فیضانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:720)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......فیضانِ عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ

شعبہ اِصلاحی کُتُب

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ کے حالات (کل صفحات:106)
02......تکبر (کل صفحات:97)
03......فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:87)
04......بدگمانی (کل صفحات:57)
05......قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات:115)
06......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)
07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49)
08......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
10......ریاکاری (کل صفحات:170)
11......قومِ جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262)
12......عشر کے احکام (کل صفحات:48)
13......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
14......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
17......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:63)
18......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
19......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
20......مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
21......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
22......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
23......نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات:39)
24......خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ (کل صفحات:160)
25......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
26......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
27......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
28......نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات:696)
29......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
30......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
31......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
32......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
33......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
34......حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات (کل صفحات:590)
35......حج وعمرہ کا مختصر طریقہ (کل صفحات:48)
36......جلد بازی کے نقصانات (کل صفحات:168)
37......قصیدہ بردہ سے روحانی علاج (کل صفحات:22)

﴿شعبہ امیر اہلسنت﴾

01......سرکار صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)

02......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)

03......اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات:32)

04......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)

05......دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)

06......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)

07......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)

08...... آداب مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)

09......بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)

10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)

11......پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48)

12...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)

13......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)

14......گمشدہ دولہا (کل صفحات:33)

15......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)

16......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)

17...... تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط (2) (کل صفحات:48)

18......غافل درزی (کل صفحات:36)

19......مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات:33)

20......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)

21......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط (1) (کل صفحات:49)

22......کفن کی سلامتی (کل صفحات:32)

23......تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط4) (کل صفحات:49)

24......میں حیادار کیسے بنی؟ (کل صفحات:32)

25......چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات:32)

26......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)

27......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات:32)

28......بے قصور کی مدد (کل صفحات:32)

29......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)

30......ہیروئنچی کی توبہ (کل صفحات:32)

31......نومسلم کی دردبھری داستان (کل صفحات:32)

32......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)

33......خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات:32)

34......فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)

35......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32)

36......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24)

37......فیضان امیر اہلسنّت (کل صفحات:101)

38......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)

39......ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات:32)

40......کرسچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات:32)

41......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33)

42......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)

43......میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات:32)

44......نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات:32)

45......آنکھوں کا تارا (کل صفحات:32)

46......ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات:32)

47......بابرکت روٹی (کل صفحات:32)

48......اغوا شدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات:32)

49......میں نیک کیسے بنا(کل صفحات:32)

50......شرابی،مؤذن کیسے بنا(کل صفحات:32)

51......بدکردار کی توبہ(کل صفحات:32)

52......خوش نصیبی کی کرنیں(کل صفحات:32)

53......ناکام عاشق(کل صفحات:32)

54......میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟(کل صفحات:32)

55......چمکتی آنکھوں والے بزرگ(کل صفحات:32)

56......علم وحکمت کے 125 مدنی پھول(تذکرہ امیر اہلسنت قسط 5)(کل صفحات:102)

57......حقوق العباد کی احتیاطیں(تذکرہ امیر اہلسنت قسط 6)(کل صفحات:47)

58......نادان عاشق(کل صفحات:32)

59......سینما گھر کا شیدائی(کل صفحات:32)

60......گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب قسط پنجم (5)(کل صفحات:23)

61......ڈانسر نعت خواں بن گیا(کل صفحات:32)

62......گلوکار کیسے سدھرا؟(کل صفحات:32)

63......نشے باز کی اصلاح کا راز(کل صفحات:32)

64......کالے بچھو کا خوف(کل صفحات:32)

65......بریک ڈانسر کیسے سدھرا؟(کل صفحات:32)

66......عجیب الخلقت بچی(کل صفحات:32)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......اجنبی کا تحفہ

02......جیل کا گویا

۞===۞===۞===۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-579-788-4
0101513

MC 1286

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
فون: 92 26 25 111 923+ Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net